READER BURAQ

مائی کھڑوس مسٹر

تحریر :مرحا خان

سرخ عروسی لباس میں پور پور سجی وہ اس شخص کے کمرے میں گھٹنوں میں سر دیے بیٹھی تھی جس کی بیوی بننے کا وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔۔

اس کا وجود ہلکا ہلکا لرز رہا تھا۔یوں لگتا تھا وہ رو رہی تھی۔۔اس کا نازک دل خوف سے لرز رہا تھا۔۔

جانے وہ میرے ساتھ کیسا سلوک کریں گے میرا گناہ بھی تو بہت بڑا ہے مجھ جیسی لڑکیوں کو مر ہی جانا چاہیے"

"!!!۔۔۔

سرزد ہوئی خطا پھر سے یاد آنے لگی تو وہ تھتھک کر رو دی۔۔اس نے آخر کیوں ایسا کیا؟؟خود کو گرا دیا ست کی نظروں میں۔۔

کتنی معصوم تھی وہ۔۔اٹھارہ سال کی معصوم کلی جو کھلنے لگی تھی۔۔

زمانے کے رنگ تو اس پر پڑے ہی نہیں تھے۔۔اس میں بچوں کی سی معصومیت تھی۔۔لیکن پھر وہ بھٹک

!!! گئی۔۔بنت حوا تھی نہ۔۔۔۔

اپنی سوچوں میں گم وہ گھٹنوں پر ٹھوڑی ٹکائے مغموم نظروں سے یک ٹک ناک کی سیدھ میں دیکھ رہی تھی کہ

دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔۔

وہ چونک کر سیدھی ہوتی نظریں جھکا گئی۔۔وہ اتنے فاصلے پر بھی اس کی کانپتی پلکوں سے پھسلتے آنسو اور سرخ

تھرتھراتے لبوں کو دیکھ سکتا تھا جنھیں اس نے سختی سے دانتوں تلے بھینچا تھا۔۔

کوٹ اتار کر اس نے صوفے پر ڈال دیا۔۔سنجیدہ نظر ڈریسنگ ٹیبل کے ساتھ زمین پر دھڑے بیگ پر ڈال کر وہ

سر جھٹکتا کف لنکس کھولنے لگا۔۔

گہری بھوری آنکھوں میں بیک وقت سرد مہری اور بیزاری تھی۔۔

گال سے آنسو پونچھ کر اس نے اس شخص کی چوڑی پشت کو دیکھا۔۔

!!! وہ خاموش کیوں تھا؟؟کچھ تو کہتا۔۔!!!لعنت ملامت کرتا۔۔۔

اپنی پشت پر اس کی نظریں وہ بخوبی محسوس کر رہا تھا۔۔اپنے مخصوص انداز میں چلتا وہ نائٹ ڈریس لے کر فریش ہونے چلا گیا۔۔

وہی۔۔۔ہر کسی کو جوتی کی نوک پر رکھنے والا انداز۔۔۔تیور ایسے کہ جو کرنا ہے کر لو میں بھی یہیں اور تم بھی۔۔۔!

ٹھیک پانچ منٹ بعد وہ فریش سا باہر نکلا۔۔وہی وقت کے حساب سے چلنے کی عادت۔۔

وہ وقت کا ضیاع نہیں کرتا تھا۔۔!

اس کا ہر پل قیمتی تھا۔۔!

اسے جوں کا توں روتے دیکھ کر اس کی چوڑی شفاف پیشانی پر سلوٹیں نمایاں ہوئیں۔۔

"چینج کر کے سو جاؤ!!!۔۔۔"

ہر احساس سے عاری سرد لہجہ۔۔!

اس کے حکم پر وہ دونوں گالوں کو زور سے ہاتھ کی پشت سے رگڑتی بیڈ پر پھیلا لھنگا سنبھال کر اٹھی۔۔

چوڑیوں کی کھنک نے کمرے کے سکوت کو تہہ و بالا کیا تھا۔۔

اس نے سائیڈ ٹیبل پر رکھا لیپ ٹاپ اٹھایا اور بالکنی میں جانے کی نیت سے بھاری قدم بڑھائے ہی تھے کہ کلائی پر نرم و نازک گرفت محسوس کرتے اپنے قدم روکے۔۔

چہرہ گھما کر اس نے ایک بے تاثر نظر اپنی مظبوط چوڑی کلائی پر ڈالی جسے نرم و نازک دو دھیا ہاتھ نے اپنی گرفت میں لے رکھا تھا۔۔

سرخ پھڑ پھڑاتے لبوں کو سختی سے بھینچ کر وہ بڑی بڑی نیلی بلی کی سی آنکھیں جھپک جھپک کر اسے دیکھتی اس کے مقابل آئی۔۔

اپنے مقابل کھڑی چھوٹی لڑکی کو اس نے ذرا سا سر جھکاتے خاموشی سے دیکھا تھا۔۔

نیلی آنکھوں سے آنسو لڑی کی صورت سرخ و سپید گالوں پر بہتے جا رہے تھے جن پر جا بجا سرخ نشان پڑ گئے تھے جو اس لڑکی کے رگڑ رگڑ کر آنسو صاف کرنے کا نتیجہ تھے۔۔

اسے ڈبڈبائی نظروں سے خود کو دیکھتا پا کر وہ لب بھینچ گیا۔۔

کس قدر نازک اور معصوم تھی وہ لیکن ایک غلطی نے اس کا سارا کردار مسخ کر ڈالا تھا۔۔

مجھے ماریں،، لعنت ملامت کریں،، سزا دیں۔۔۔ کچھ تو کہیں عرش بھائی۔۔۔! آپ کی یہ خاموشی میری جان لے رہی ہے۔۔۔"!

سرخ ناک کو ہاتھ کی پشت سے مسلتی وہ سر اٹھا کر بولی۔۔

! باریک مدھر آواز۔۔

"کیا بکواس کی ہے تم نے؟؟؟ دوبارہ بھائی کہا تو منہ توڑ دوں گا تمہارا!!!۔۔۔"

ایک ہاتھ سے اس کا بازو پکڑ کر جھٹکتا وہ چبا چبا کر بولا۔۔اس کی آنکھوں کا رنگ مزید گہرا ہوا تھا۔۔

اپنے بازو پر اس کی سخت گرفت اور کھردرا لب و لہجہ محسوس کر کے وہ آگے بڑھتی اس کے سینے پر سر رکھ کر پھپھک کر رونے لگی۔۔

روتے روتے اس نے اپنی بہتی ناک اس کی شرٹ سے پونچھی۔۔

عرش نے سر جھکا کر افسوس سے اس کی حرکت کو دیکھا۔۔

ہاں بس ذرا سی سختی پر یوں ! ابھی وہ اسے سزا دینے کا کہہ رہی تھی اور اب اس کے ذرا سے سختی کرنے پر۔۔۔

! رو رہی تھی جیسے رو رو کر اپنے آنسوؤں سے پورا جہاں ڈبو دے گی۔۔۔

بیزاریت سے سر جھٹک کر اس نے اس چھوٹی لڑکی کو خود سے الگ کیا۔۔

اس کی خطا یاد آتے اس کے جبڑے بھینچ گئے۔۔ عرش کے چہرے پر سرد تاثرات دیکھ کر وہ تھوک نگلتی پیچھے ہٹی۔۔

"سزا چاہیے تھی نہ تمہیں؟؟ تم ساری رات ایک ٹانگ پر کھڑی رہو گی۔۔۔! اگر تم نے ایک پل کے لیے بھی دوسرا پیر زمین پر لگایا تو میں تمہیں اتنی ٹھنڈ میں یخ ٹھنڈے پانی کے نیچے کھڑا کر دوں گا!!!۔۔۔"

اسے سخت نظروں سے دیکھتے وہ دھپ دھپ کرتا بالکنی کا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔۔

اس کا دل تو چاہ رہا تھا رکھ کر ایک اس بیوقوف لڑکی کے منہ پر لگائے۔۔

اتنی ٹھنڈ میں محض آدھے بازو کی ٹی شرٹ ٹراؤزر پہنے وہ بالکنی میں بیٹھا لیپ ٹاپ پر کام کر رہا تھا۔۔

موسم کی یہ سختیاں اس پر اثر نہیں کرتی تھیں۔۔

اندر وہ ڈبڈبائی نظروں سے بالکنی کے کھلے دروازے کو دیکھ رہی تھی جہاں سے بے دھڑک اندر آتی سرد ہوا اسے ٹھٹھرنے پر مجبور کر رہی تھی۔۔

اس جلاد کی دی سزا پر وہ گیلی سانس اندر کھینچتی لہنگا دونوں ہاتھوں سے سنبھال کر ایک ٹانگ پر کھڑی ہونے کی کوشش کرنے لگی۔۔

اس کا توازن بگڑا۔۔دوسرا پاؤں لھنگے میں اٹکا اور وہ دھڑام کی آواز سے زمین بوس ہوئی۔۔۔

بلیک چست پینٹ کوٹ میں ملبوس گھٹنوں تک آتے بھورے گھنگریالے بالوں کو جھٹک کر پشت پر ڈالتی ناقدانہ نظروں سے پوری شان سے کھڑی کمپنی کی عمارت کا جائزہ لیتی پارکنگ سے باہر نکلتی اندر جانے والی راہداری کی طرف بڑھ گئی۔۔

بھورے بالوں پر سورج کی کرنیں پڑیں تو بالوں میں سنہری آبشار سی لائنیں نمایاں ہوئیں جو کہیں کہیں نظر آتی تھیں۔۔

براؤن ہائی ہیلز سے ٹک ٹک کرتی وہ کوٹ جھٹک کر گلاس ڈور کھول کر اندر داخل ہوئی۔۔

نیلی بلی سی تیکھی نظریں چاروں جانب گھماتے اس نے سرخ لپ سٹک سے رنگے لبوں کو گول کیا تھا۔۔

ریسپشن پر آتے اس نے لڑکے کا سرتاپیر جائزہ لیا۔۔

مقابل گڑبڑا گیا۔۔

"بدر کا آفس کہاں ہے؟؟۔۔۔"

پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتے وہ ازلی تیکھے انداز میں بولی۔۔

لب ولہجہ ایسا کا مقابل کی سٹی گم کر دے۔۔

تیکھی نظریں ایسی کہ جلا کر بھسم کر ڈالیں۔۔۔

"بدر ان سر مصروف ہیں ابھی وہ کسی سے ملنا نہیں چاہیں گے!!!۔۔۔"

وہ گلا کھنکار کر پروفیشنل انداز میں بولا۔۔۔

ارشیہ نے ابرو اچکا کر اسے دیکھا۔۔

"جانتے ہو کون ہوں میں؟؟۔۔۔"

کندھے سے آگے گرتے لمبے گھنگریالے بالوں کو پیچھے جھٹک کر اس نے آنکھیں سکیڑیں۔۔

لڑکے نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

"بدران شاہ کی کزن ہوں میں اگر اسے پتہ چلا کہ تم نے مجھے روک رکھا ہے تو جانتے ہو کیا ہو گا؟؟؟۔۔۔"

وہ دل جلانے والی مسکراہٹ سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔ مقابل بوکھلا گیا۔۔

"سس۔۔ سوری میم۔۔۔! سیکنڈ فلور لیفٹ سائیڈ فرسٹ روم!!!۔۔۔"

وہ رٹے رٹائے سبق کی طرح دہرانے لگا۔۔ ارشیہ نے مخصوص انداز میں کوٹ جھٹکا۔۔ بلیک کوٹ کی آستینیں کہنیوں تک پیچھے کرتے وہ ازلی مغرور انداز سے چلتی لفٹ کی جانب بڑھی۔۔

سیکنڈ فلور تک آتے وہ بھورے گھٹنوں کو چھوتے گھنگریالے بالوں کو اونچے جوڑے میں قید کر چکی تھی۔۔ ایک گھنگریالی لٹ دائیں گال کو چھو رہی تھی۔۔

لب دبا کر وہ بغیر ناک کئے آفس میں داخل ہو گئی۔۔

بلیک مرر والز غرض کمرے میں موجود ہر چیز سیاہ تھی۔۔ یوں لگتا تھا اس شخص کو سیاہ رنگ سے عشق تھا۔۔

! جنون کی حد تک۔۔۔

ہر طرف دمکتے سیاہ رنگ میں سیاہ بڑی سی ٹیبل کے سامنے رولنگ چیئر پر بیٹھے اس شخص کی دودھیا رنگت نمایاں تھی۔۔

بلیک کوٹ چیئر کی پشت پر ڈالے سیاہ ڈریس شرٹ کی آستینیں کہنیوں تک موڑے وہ سر جھکا کر قلم تھامے

سامنے میز پر کھلی پڑی فائلز پر دھڑا دھڑ سائن کر رہا تھا۔۔۔

دروازہ کھلنے پھر بند ہونے کی آواز پر اس نے جھکا سر اٹھایا تو اس کی سرمئی آنکھیں نمایاں ہوئیں۔۔۔

جن میں ہر وقت غصہ جھلکتا تھا۔۔۔

!!! ستواں مغرور ناک، بھنچے ہوئے عنابی لب

وہ اسے پہچان گیا تھا اور یہ بڑی بات تھی۔۔

پین کا ڈھکن بند کر کے وہ سیدھا ہو تا رولنگ چیئر سے پشت ٹکا کر بیٹھ گیا۔۔اس کا کسرتی جسم نمایاں ہوا تھا۔۔

دائیں ہاتھ سے اوپر کے کھلے دو بٹن بند کرتے اس نے بھنچے لبوں کو حرکت دی۔۔

گیٹ آؤٹ۔۔۔! باہر جاؤ پر میشن لو اور واپس آؤ۔۔۔! یہ تمہارے پھوپھا کا گھر نہیں میرا آفس ہے"

"!!!۔۔۔

رولنگ چیئر گھماتے وہ بے تاثر چہرے سے بولا۔۔

ارشیہ کا چہرہ کان کی لو تک سرخ ہو گیا۔۔اس نے گہرا سانس لیا اور مسکرائی۔۔

ہیل سے ٹک ٹک کی آواز پیدا کرتی وہ واپس گئی اور احتیاط سے دروازہ بند کیا۔۔

دو سیکنڈ بعد ہی اس نے دروازہ کھولا۔۔۔ پینٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر وہ گردن اکڑا کر بدر کے بے تاثر چہرے کو دیکھنے لگی۔۔

!!! کچھ ہی دیر میں اس کے چہرے کا رنگ بدلے گا

مزے سے سوچتی وہ گویا ہوئی۔۔

"میں آئی کم ان مسٹر بدر ران شاہ؟؟؟۔۔۔"

اس کے تیکھے انداز پر بدر نے آنکھیں سکیڑ کر سر ہلایا۔۔ جیسے احسان کیا ہو۔۔۔! منہ سے کچھ کہنا ضروری نہ سمجھا۔۔

ارشیہ مغرور انداز میں چلتی اندر آئی اور سامنے دیکھتے ٹانگ اٹھا کر زور سے گلاس ڈور پر ہیل ماری۔

دروازہ بند ہوا تو ہوا لیکن گلاس ڈور میں دراڑیں عجیب و غریب ڈیزائن بنا گئیں۔۔

بدر نے جبڑے بھینچ کر اس کی حرکت کو دیکھا۔۔ ضبط کے چکر میں اس کا سفید چہرہ سرخ ہوا تھا۔۔

سیاہ گھنی داڑھی پر ہاتھ پھیرتے اس نے اپنے اشتعال پر قابو کیا۔۔

وہ جانتی تھی کہ وہ غصے کا کتنا تیز تھا اس لیے جان بوجھ کر اسے تپاتی تھی۔۔

بے نیاز انداز میں چلتی وہ اس کے سامنے کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئی۔۔

"کیا لینے آئی ہو یہاں؟؟۔۔۔"

ٹیبل پر ہاتھ رکھتے وہ سرد سرمئی آنکھیں اس کی نیلی تیکھی آنکھوں میں گاڑ کر بولا۔۔

ارشیہ نے تپانے والی مسکراہٹ سے اسے دیکھا۔۔

"ایک سال دو ماہ بڑی ہوں تم سے۔۔۔ کس طرح بات کر رہے ہو مجھ سے۔۔بدتمیز!!!۔۔۔"

گال پر ہاتھ رکھ کر نیلی آنکھیں پٹپٹا کر کہتی وہ اسے زہر سے بھی بری لگی۔۔

"کام بولو فارغ نہیں ہوں میں!!!۔۔۔"

وہ اسے آخری بار وارن کرتی نظروں سے دیکھ کر بولا جیسے اب بھی وہ باز نہ آئی تو اسے اٹھا کر کھڑکی سے نیچے پھینک دے گا۔۔

"جاب کے لیے آئی ہوں ماہ بیر انکل نے بتایا نہیں تمہیں؟؟۔۔۔"

اب کہ وہ بھی ذرا سنجیدہ ہوئی۔۔۔

اوکے!!!"بدر نے سمجھ کر سر ہلایا۔۔"

ویسے تمہاری اس شکل اور حرکتوں کے ساتھ کوئی بھی تمہیں جاب نہیں دے گا لیکن چونکہ یہ آفت مجھ پر ہی"

نازل ہونی تھی بابا کی مہربانی سے تو۔۔۔۔

وہ بات ادھوری چھوڑ کر بغیر اسے دیکھے میلز چیک کرنے لگا۔۔اس کے اندازِ بے نیازی پر وہ سلگ گئی۔۔

اٹھ کر اس نے بدر کے ہاتھ سے موبائل چھین لیا اور پھر آرام سے اپنی جگہ پر بیٹھ گئی۔۔

بدر کا اشتعال کے مارے برا حال ہوا۔۔وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ کچھ ایسا کر جائے جس سے اسے بابا کے سامنے

شرمندہ ہونا پڑے۔۔

"! پہلے میری بات سنو،، نظر انداز کیا جانا ارشیہ اور ھان صمید کے لیے قابلِ قبول نہیں۔۔۔"

بدر اٹھ کھڑا ہوا۔۔ٹیبل کی سائیڈ سے ہوتا وہ اس کے سامنے آ کھڑا ہوا۔۔سرمئی آنکھوں میں سختی لیے اس نے

ایک پل کو اس جنگلی بلی کو دیکھا اور پھر جھٹکے سے اپنا فون اس کے ہاتھ سے کھینچا۔۔

"ڈونٹ یو ڈیئر!!!۔۔۔۔"

اس کی کرسی پر جھکتا وہ سرد لہجے میں بولا۔۔

"کل سے جوائن کرو، پرسنل سیکرٹری کی جاب مل رہی ہے تمہیں۔۔۔اگر تم میرے قائم کردہ معیار پر پورا نہ

اتری تو بدر شاہ تمہیں اس آفس سے باہر پھینکنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرے گا۔۔۔"!

کشادہ پیشانی پر بل ڈالے وہ سیدھا ہوا تو ارشیہ اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

اس کے غصے سے ایک پل کو تو وہ ڈر گئی تھی۔۔

"میں کیوں ڈروں اس سے چھوٹا ہے وہ مجھ سے"!!

دل میں سوچتی وہ ٹانگ مار کر چیئر دھکیلتی پیچھے ہٹ کر کھڑی ہو گئی۔۔

"تم بھی یاد رکھو گے کس لڑکی سے پالا پڑا ہے جسٹ ویٹ۔۔۔اینڈ واچ!!!۔۔۔"

سائیڈ سمائل دیتی وہ اسے آنکھ مار کر دروازے کی سمت بڑھی۔۔

اس کے آنکھ مارنے پر بدر نے دانت پیس کر اس کی پشت کو دیکھا۔۔

وہ ایک دم پلٹی۔۔ہاتھ ماتھے تک لے جا کر خدا حافظ کہتی وہ گلاس ڈور دھکیل کر باہر نکلی لیکن۔۔۔۔۔۔

جانے سے پہلے ڈور پر ہیل مارنا نہ بھولی۔۔

! بدر نے سختی سے مٹھی بھینچ کر ٹیبل پر پڑا پانی کا گلاس منہ سے لگایا۔۔۔

ایک سانس میں پانی حلق سے نیچے انڈیل کر وہ ایک پل کو دھیما سا مسکرایا۔۔

"! ٹیڑھے لوگوں کو سیدھا کرنا بدران شاہ کے پسندیدہ مشغلوں میں سے ایک ہے۔۔۔"

ٹھنڈے مشروب سے بھرا گلاس ہاتھ میں پکڑے اس نے پارٹی میں موجود سب مہمانوں پر طائرانہ نگاہ ڈالی۔۔

سیاہ آنکھوں میں تھنڈہ سا تاثر مقابل کی بولتی بند کرنے کی صلاحیت رکھتا تھا۔۔

روشن پیشانی پر مستقل پڑے بل اسے وراثت میں ملے تھے۔۔

شام کے فنکشن کے حساب سے اس نے سیاہ سلک کی ٹخنوں کو چھوتی قمیض کے ساتھ سیاہ چوری پاجامہ پہن رکھا تھا۔۔

دوپٹہ گلے میں گھما کر اس طرح لیا گیا تھا کہ اس کے پلو سامنے کو گرتے تھے۔۔

لمبے سیاہ بالوں کو کس کر اونچے جوڑے میں باندھے وہ سب میں منفرد لگ رہی تھی۔۔

بلیک ہیلز میں مقید پیروں کو دائیں بائیں ہلاتی وہ ٹوسٹر سٹائلش سے صوفے پر اکتائی سے بیٹھی تھی۔۔

آج کی اس سیاسی گیدرنگ میں شرکت کرنا "رمل یوسف" کے لیے از حد ضروری تھا۔۔۔

حال ہی میں سیاست کی دنیا میں قدم رکھنے والے "میر حاصل" نے دیگر سیاسی لیڈروں میں بے چینی کی لہر دوڑا دی تھی۔۔

اس کی برتھڈے پارٹی میں شرکت کے لیے "رمل یوسف" کو خاص طور پر مدعو کیا گیا تھا جو تالاب کی گندی مچھلیوں کو بے نقاب کرنے کا کام بخوبی انجام دے رہی تھی۔۔۔

ایسی نڈر عورت میر حاصل نے اب تک کی زندگی میں پہلی بار دیکھی تھی۔۔۔

اپنے سامنے ایک بھاری ڈیل ڈول کے شخص کو دیکھ کر اس کا حلق تک کڑوا ہو گیا۔۔

بظاہر مسکرا کر وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔۔

نعیم بیگ صاحب۔۔۔! ہاؤ آر یو؟؟۔۔۔۔

!ٹھیک ہی لگ رہے ہیں۔۔۔

سینے پر ہاتھ باندھتی وہ اس کے جواب دینے سے پہلے ہی بول پڑی۔۔

مقابل اس کے مخصوص انداز پر ہنس پڑا۔۔

رمل جی آپ کے یہی انداز سب کو گھایل کرتے ہیں دیکھیں نہ جی آپ کتنا اچھا کام کر رہی ہیں پھر بھی اچھی"

"بھلی ہیں!!!۔۔۔

اس کی ہنسی میں چھپی دھمکی وہ خوب سمجھ گئی۔۔۔اس نے آنکھیں سکیڑ کر تیکھی مسکراہٹ سے نعیم بیگ کے

ہنستے چہرے کو دیکھا۔۔

اللہ کا شکر ہے بیگ صاحب کہ میں اچھی بھلی ہوں ورنہ ہنستے چہروں سے مسکراہٹ کب غائب ہو جائے کون"

"جانے!!!۔۔۔

اکسکیوزمی" کہہ کر ہال کے "ایک آخری مسکراتی سرد نظر اس پر ڈال کر وہ بیگ کی لانگ سٹریپ تھامتی

دوسرے کونے کی طرف چلی آئی۔۔

اسے یہ شخص حد سے زیادہ زہر لگتا تھا جو عوام کو الو بنا کر خدمت کے نام پر انہیں لوٹ رہا تھا۔۔۔

اس نے کلائی میں بندھی گھڑی پر نظر ڈالی۔۔۔اس نے جانے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ وہ اس کے سامنے آتا کھنکارا۔۔

رمل نے نظریں اٹھائیں۔۔بلیک ٹیکسیڈو میں ملبوس پینٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالے چھ فٹ سے نکلتے قد کا مالک

! "میر حاصل" اس کے سامنے تھا آخر کار۔۔۔۔

اس کی شہد رنگ کانچ سی آنکھوں میں ایک خاص چمک تھی۔۔عنابی لبوں پر دھیمی سی مسکان تھی۔۔دائیں

کان میں چھوٹا سا ڈائمنڈ ٹاپس چمک رہا تھا جس کی چمک آنکھوں کو خیرہ کرتی تھی۔۔

"!!! صحافت کی دنیا کا جانا مانا نام 'رمل یوسف'۔۔۔۔۔"

خوشدلی سے کہتا وہ ہاتھ بڑھا کر اس کی سیاہ سرد آنکھوں میں دیکھنے لگا جن میں ہمیشہ کی طرح ٹھنڈہ تاثر تھا۔۔۔

"!!! سیاست کی دنیا میں نیا ابھرتا ستارہ جو جانے کب ڈوب جائے۔۔۔"

اس سے ہاتھ ملاتی وہ سپاٹ لہجے میں بولی البتہ آنکھوں میں مسکراتا تاثر ابھرا تھا جو میر حاصل کی تیز نظروں سے

مخفی نہ رہ سکا تھا۔۔

اس کے انداز پر وہ سر جھٹک کر ہنسا تھا۔۔

"!!! ڈیم دس لیڈی از فائر"

دل میں سوچتے اس نے رمل کا ہاتھ ایک پل کو تھام کر چھوڑ دیا۔۔

کافی بہادر ہیں آپ سب کو تگنی کا ناچ نچا رکھا ہے!!!۔۔۔"رمل نے دیکھا وہ دھیما سا مسکرایا تھا۔۔"

سیاہ فرنچ طرز کی داڑھی میں جھلک دکھاتے ڈمپل کو ایک نظر دیکھتی وہ کندھے اچکا گئی۔۔

میں نہ ہوتی تو کوئی اور ہوتا۔۔۔آپ بس اس بات کا خیال رکھیے گا کہ تگنی کا ناچ ناچنے والوں میں سر فہرست"

"آپ نہ ہوں جائیں!!!۔۔۔

گھڑی میں وقت دیکھتی وہ کان میں پہنی بڑی سی سیاہ بالی کو انگلی سے چھیڑنے لگی۔۔

وہ اس کی بات پر محظوظ ہوا تھا۔۔۔

آپ یہ امید مجھ سے نہ رکھیں میر حاصل کو آپ ان سب سے مختلف پائیں گی، مستقبل قریب میں آپ کو"

"میری مدد کی ضرورت پڑنے والی ہے!!!۔۔۔

اس کی شہد رنگ آنکھیں چمکی تھیں۔۔رمل نے ابرو اچکائے۔۔

"اور آپ کو یہ خوش فہمی کیوں کر لاحق ہے؟؟۔۔۔"

اس نے داخلی دروازے کی طرف قدم بڑھائے۔۔

میر حاصل نے اس کے ساتھ چلتے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔۔انہیں اپنی پشت پر بہت سی نظریں چبھتی محسوس

ہو رہی تھیں۔۔

!! کیونکہ کچھ باتوں کا علم آپ سے زیادہ ہے مجھے"

! ڈھکا چھپا انداز۔۔۔۔

رمل چلتے چلتے رکی۔۔

"یہ تو وقت بتائے گا!!!۔۔۔"

بیگ کا سٹریپ کندھے پر ڈالتی وہ میڈیا کی نظروں میں آنے سے پہلے پتھریلی روش پر تیز تیز چلتی اندھیرے میں غائب ہو گئی۔۔۔

اس کی پشت کو پر سوچ نظروں سے دیکھتا وہ پلٹ گیا۔۔

****

Epi # 02

وہ اپنے دفتر میں کھڑا لکڑی کی بڑی سی میز پر کھلی پڑی فائلز پر جھکا ہوا تھا۔۔

سیاہ گھنے بالوں کی ایک آوارہ لٹ لاپرواہ انداز میں کشادہ پیشانی پر گری ہوئی تھی۔۔

اس کی کالی گہری آنکھیں سامنے بکھرے کاغذات کو غور سے دیکھ رہی تھیں۔۔

اس نے کنپٹی مسلتے بائیں ہاتھ میں پکڑے سگریٹ کا آخری کش لیا۔۔کسیلا دھواں فضا میں چھوڑتے اس نے سگریٹ کے ایک انچ کے ٹکڑے کو ایش ٹرے میں پھینک دیا۔۔

سر کو دائیں بائیں جھٹکتے اس نے اپنی پولیس کی وردی پر نگاہ ڈالی جس پر "سپرینٹینڈنٹ آف پولیس" کا بیج پوری شان سے چمک رہا تھا۔۔

ایس پی کے عہدے پر فائز وہ اپنے علاقے کا سب سے ایماندار پولیس افسر تھا۔۔

اس کی شخصیت میں ایک خاص رعب اور دبدبہ تھا۔۔اطراف سے مڑتی گھنی مونچھوں نے اوپرے لب کو آدھا چھپا رکھا تھا۔۔

بھری بھری سیاہ داڑھی نے اس کے رعب میں اضافہ کیا تھا۔وہ دیکھنے سے ہی ایک سخت گیر اصولوں کا پکا افسر لگتا تھا۔۔

اپنے پورے کریئر میں اس نے کبھی کسی سے رشوت نہیں لی تھی۔۔

اسکی ایمانداری افسران اعلیٰ کو کھلنے لگی تھی۔۔اب بھی وہ ایک اہم کیس پر کام کر رہا تھا۔۔

وزیرِ اعلیٰ کے بیٹے پر ری***پ کا مقدمہ دائر کیا گیا تھا۔۔افسران اعلیٰ کے دباؤ کے باوجود وہ اس کیس سے پیچھے نہیں ہٹا تھا۔۔

آنکھیں سکیڑ کر اس نے کاغذات کا پھر سے جائزہ لینا شروع کیا۔۔

دفتر کے دروازے پر کانسٹیبل ظاہر ہوا۔۔اس نے ہاتھ ماتھے تک لے جاتے حیان کو سلیوٹ کیا۔۔

سر!!!۔۔۔۔

حیان نے جھکا سر اٹھا کر اسے دیکھا۔۔

"سر۔۔۔آئی جی صاحب اور ڈی سی پی صاحب نے آپ کو یاد کیا ہے!!!۔۔۔۔"

وہ مؤدب سا بولا۔۔

حیان نے دائیں ہاتھ سے داڑھی کھجا کر بیزار نظروں سے اسے دیکھا۔۔

"کہاں بٹھایا ہے؟؟؟۔۔۔"

بھاری لب ولہجہ۔۔۔

"ملاقاتی کمرے میں!!!۔۔۔"

کانسٹیبل پھر سے بولا۔۔

حیان نے زیر لب انہیں گالی سے نوازا۔۔

ان کو جیل میں بٹھاتے۔۔ان کے باپ کی تو!!!"۔۔۔۔"

! بڑبڑا کر اس نے میز پر پڑا ڈنڈا اٹھایا۔۔پولیس والوں کا مخصوص ڈنڈا۔۔۔

خاکی پینٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالتے وہ ڈنڈہ گھماتا ملاقاتی کمرے میں داخل ہوا۔۔

کانسٹیبل اس کے پیچھے پیچھے تھا۔۔اسے ڈنڈہ گھماتے دیکھ کر ڈی آئی جی اور ڈی سی پی نے حلق تر کرتے ایک دوسرے کو دیکھا۔۔

ان کے پیچھے ان کے دو چمچے کمر پر ہاتھ باندھے کھڑے تھے۔۔

ماہ بیر نے سیاہ آنکھوں سے انھیں گھور کر دیکھا۔۔

"علی؟؟ یہ کیا چور بازاری کھولی ہے؟؟۔۔۔

میز پر زور سے ڈنڈہ رکھتے وہ انہیں کالی سرد نظروں کے حصار میں لیتا کانسٹیبل سے مخاطب ہوا۔۔

وہاں موجود سب جانتے تھے اسے جواب کی ضرورت نہیں تھی۔۔

"علی؟؟؟۔۔۔"

اس نے مڑی مونچھوں کو بل دیتے کانسٹیبل کو بلایا۔۔

"!!! یس سر"

" وہ بلند آواز میں بولا۔۔

"جب بازار میں چور زیادہ ہو جائیں تو میں کیا کرتا ہوں؟؟؟۔۔۔

!!! ٹھنڈہ ٹھار لہجہ

علی نے مسکراہٹ دبائی۔۔

سر آپ انھیں اپنی لاٹھی سے مار مار کر ان کا بھرتا بنا دیتے ہیں!!!"۔۔۔۔"

اس کی بات پر سامنے بیٹھے نفوس کے ماتھے پر پسینہ پھوٹ پڑا۔۔آئی جی نے ہمت کی ورنہ اس ہٹ دھرم ایس

پی کے منہ کون لگنا چاہے۔۔

حیان تمہیں پہلے بھی وارن کیا تھا ہم نے اس کیس سے ہاتھ ہٹالو۔۔جانتے بھی ہو کون ہے وہ۔۔اس کا کچھ "

"!!! نہیں بگڑے گا لیکن تمہاری نوکری ضرور خطرے میں پڑ جائے گی۔۔

وہ تند لہجے میں بولے۔۔حیان نے استہزائیہ مسکراہٹ سے آئی جی کو دیکھا۔۔

میری نوکری کے تحفظ کے لیے آپ دونوں ہیں نہ سر مجھے پورا یقین ہے آپ مجھ جیسے ایماندار افسر کو کبھی"

"!!! سسپینڈ نہیں ہونے دیں گے۔۔نو نیور

وہ کرسی گھسیٹ کر بیٹھتا عام لہجے میں بولا لیکن کچھ تو خاص تھا۔۔۔

!!! ہاں اس کی آنکھوں کی چمک۔۔ ٹھنڈہ ٹھار تاثر۔۔ کسی کے راز کو جان لینے کا اعلان

اس کے ڈھکے چھپے انداز میں کہی گئی بات پر مقابل بیٹھے نفوس نے تھوک نگلا۔۔

!!! ہاں بلکل۔۔۔ ہم تمہارے ساتھ ہیں لیکن تم جانتے ہو نہ اس لڑکے کو۔۔ چیف منسٹر کا بیٹا ہے وہ"

انہوں نے اسے صورتحال کی سنگینی کا احساس دلایا۔۔ حیان دونوں ہاتھ میز پر رکھ کر ان کی طرف جھکا۔۔

اس کی سرد آنکھوں کا رنگ مزید گہرا ہوا تھا۔۔ گھنی مونچھوں تلے لبوں نے حرکت کی۔۔

"۔۔۔ !!! اور جانتے ہیں میں کون ہوں؟؟ حیان شاہ۔۔۔! چیف منسٹر کا باپ ہوں"

طنزیہ مسکراہٹ سے انہیں دیکھتا وہ اٹھا۔۔

" جانوروں کو تو تہذیب سکھادی ہم نے۔۔۔ اب انسانوں کی باری ہے!!!۔۔۔"

ٹھنڈے ٹھار لہجے میں بول کر وہ جھک کر میز سے چھڑی پکڑتا باہر نکل گیا۔۔آئی جی نے بے بسی سے ڈی سی پی کو

دیکھا تھا۔۔۔

سَن شائین "ماڈلنگ سٹوڈیو کے باہر انتہا کا رش لگا تھا۔۔لوگوں میں دھکم پیل شروع ہو چکی تھی۔۔"

گارڈز سختی سے انہیں ڈپٹتے پیچھے کی اوڑھ دھکیل رہے تھے۔۔

وہ سب ہر دل عزیز "عرشمان شاہ" کے فینز تھے جو اس کی محض ایک جھلک دیکھنے کے لیے بیتاب تھے۔۔

!!! ماڈلنگ کی دنیا کا جانا مانا نام "عرشمان شاہ"۔۔۔۔

ا

س کی کلر لکس کے علاوہ اس کی شہرت کو مزید اجاگر اس کے "نولفٹ "اور "گوٹو ہیل "ایٹیٹیوڈ نے کیا تھا۔۔

وہ گرلز الرجک تھا۔۔ماڈلنگ کی دنیا میں وہ پہلا سر پھرا شخص تھا جس نے آج تک کسی فی میل کے ساتھ کام

نہیں کیا تھا۔۔۔

اس وقت بھی وہ شوٹ کروا کر سٹوڈیو واپس لوٹا تھا۔۔ باہر فینز کا جمِ غفیر دیکھ کر اس نے فلحال سٹوڈیو کے اندر رہنا مناسب سمجھا۔۔

بہترین انداز میں ڈیزائن کیے سٹوڈیو کے ایک کمرے میں وہ راکنگ چیئر پر بیٹھا سامنے کچھ فاصلے پر رکھے سٹول پر دونوں پیر قینچی کی شکل میں رکھے سر کی پشت پر دونوں ہاتھ باندھے ہوئے سیٹی پر کوئی دھن بجا رہا تھا۔۔

اس کے نقوش اور سٹائل۔۔۔۔اسے بے حد۔۔۔بے حد مغرور بناتے تھے۔۔۔

گہری بھوری سرد آنکھیں، کھڑی مغرور ناک جو اکثر ناگواری سے سکڑ جاتی تھی۔۔

بھرے بھرے سرخ لب اور بھری بھری داڑھی مونچھیں۔۔۔

وہ ایک کان میں سیاہ چاند کی شکل کا ٹاپس جبکہ گلے میں ایک پینڈنٹ ہمیشہ پہنے رکھتا جس کے بلیک سٹون میں عقاب کی سیاہی مائل شہد رنگ آنکھیں جھلکتی تھیں۔۔

!!! تیز چمکیلی آنکھیں

ڈارک براؤن گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا وہ سیدھا ہو کر بیٹھا تو اس کی بائیں ابرو میں لگا ترچھا کٹ نمایاں ہوا۔۔

عین اسی وقت کوئی گلاس ڈور دھکیل کر اندر آیا۔۔۔ عرشمان نے سر گھما کر کوفت سے آنے والے کو دیکھا۔۔

حیاخان "کو دیکھ کر اس کا حلق تک کڑوا ہو گیا۔۔۔"

اس کے چہرے پر ناگوار تاثرات نمایاں ہوئے جسے اس نے چھپانے کی کوشش بھی نہ کی۔۔

" ! ہیلو عرش ! مائی بے بی۔۔۔"

چست سکن ٹائیٹ پینٹ شرٹ میں ملبوس کندھوں تک آتے گولڈن بالوں کو جھٹک کر وہ ایک ادا سے چلتی اس کے سامنے آ رکی۔۔

اس کی بولڈ ڈریسنگ دیکھ کر عرشمان نے جبڑے بھینچ کر چہرہ ہی پھیر لیا۔۔

حیا اس کے اسی انداز پر تو فدا تھی۔۔۔

ہر کسی کو جوتی کی نوک پر رکھنے والے اس رف ٹف سے بندے پر وہ دل و جان سے فدا ہو گئی تھی۔۔۔

عرشمان اٹھ کر وہاں سے جانے لگا کہ حیا نہ اس کے گلے میں بازو ڈال کر اسے روک دیا۔۔

عرشمان کا پارہ ہائی ہوا۔۔اس نے پوری قوت سے اسے دور جھٹکا جس سے وہ سٹول سے جا لگی۔۔

"آہ!!!۔۔۔"

وہ کمر تھامے خونخوار نظروں سے اسے دیکھتی اس پر جھپٹی۔۔

"تم آخر خود کو سمجھتے کیا ہو؟ ہاں؟ کس۔۔۔ کس بات کا غرور ہے تم میں۔۔۔؟؟"

عرشمان نے اپنے گریبان تک آئے اس کے ہاتھ کو جھٹک کر موڑ دیا جس پر حیا کے منہ سے دبی دبی چیخ نکلی۔۔۔

نفرت ہے مجھے تم جیسی لڑکیوں سے جو اپنی زینت نمایاں کرتی ہیں!!!۔۔۔"

" نفرت ہے مجھے تم جیسی گھٹیا عورتوں سے جو اپنا آپ پلیٹ میں سجا کر ہر مرد کو پیش کرتی ہیں!!!۔۔۔

وہ آگ اگلتے لہجے میں اس کی ذات کی دھجیاں بکھیر رہا تھا۔۔

اور اکڑ۔۔۔ جہاں تک اس غرور اور اکڑ کی بات ہے تو ہاں ہے مجھ میں غرور کیوں کہ عرشمان شاہ نے خود کو"

سنبھال کر رکھا ہے اس ایک عورت کے لیے جو اس کی عزت بنے گی۔۔۔

" تم جیسی عورتیں یہ باتیں کیا سمجھیں گیں جو خود۔۔۔۔

سر جھٹک کر ناگواری سے اسے دور دھکیلتا وہ گلاس ڈور کی جانب بڑھا جب حیا دکھتے بازو کو پکڑے چلائی۔۔۔

"بہت پچھتاؤ گے تم۔۔ میں میڈیا پر بدنام کر دوں گی تمہیں!!!۔۔۔"

عرشمان نے رک کر چہرہ موڑتے اسے تیکھی مسکراہٹ سے دیکھا۔۔

" میں پریس کانفرنس ارینج کروادوں؟؟۔۔۔"

اس کے ازلی لاپرواہ انداز پر حیا جل کر کوئلہ ہوگئی۔۔

"میں چھوڑوں گی نہیں تمہیں!!!۔۔۔"

وہ نفرت سے بولی۔۔۔

"! ہاہ!۔۔۔میں تو ڈر گیا۔۔۔"

استہزائیہ تیکھی مسکراہٹ سے اسے دیکھتے وہ سٹینڈ سے ڈیزائینر جیکٹ اچکتا کندھے پر ڈال کر سیٹی پر دھن بجاتا

بیرونی دروازے کی جانب قدم قدم چلنے لگا۔۔

اس کے پینڈنٹ میں لگا بلیک سٹون ادھر ادھر جھول رہا تھا۔۔

جونہی وہ باہر آیا اس کے فینز تو جیسے پاگل ہوگئے۔۔گارڈز کے نرغے میں وہ آگے بڑھنے لگا۔۔

! سر آئی ایم یور بگ فین۔۔۔"

سر آئی لو یو سو مچ۔۔۔ سر آٹو گراف پلیز۔۔

سر ایک سیلفی!!!۔۔۔۔

طرح طرح کی آوازیں اس کے کانوں میں پڑ رہی تھیں۔۔ایک دو جگہ رک کر اس نے آٹو گراف دیا اور پھر اپنی

مرسیڈیز کی جانب آیا۔۔۔

اس کی نگاہ ایک لڑکی پر پڑی جو مایوس سی واپس لوٹ رہی تھی۔۔

وہ کچھ سوچ کر اسکی جانب آیا۔۔

اپنے سامنے عرشمان شاہ کو دیکھ کر حجاب میں لپٹا اس لڑکی کا چہرہ چمک اٹھا۔۔

آٹو گراف پلیز!!!"۔۔۔۔"

وہ بچوں کے سے انداز میں بولی۔۔

اس کی اس قدر خوشی پر عرش ذرا سا مسکرایا۔۔

اس کے ہاتھ سے پین تھامتا وہ ایک کاغذ پر آٹو گراف دے کر پلٹ گیا۔۔

لڑکی نے دیکھا ساتھ کچھ لکھا تھا۔۔

وہ غور سے پڑھنے لگی۔۔

" حجاب اچھا لگتا ہے آپ پر اسے کبھی مت چھوڑنا!!!۔۔۔ "

اس کا چہرہ ایک پل کو سرخ ہوا۔۔لب دبا کر وہ بھاگنے کے انداز میں وہاں سے چلی گئی۔۔

عرشمان نے گاڑی سٹارٹ کرتے ونڈو سے باہر دیکھا جہاں کچھ دیر پہلے وہ لڑکی کھڑی تھی۔۔

اسے اچھی لگتی تھیں وہ لڑکیاں جو دوپٹہ اوڑھتی ہیں جو اپنی زینت کی حفاظت کرنا جانتی ہیں!!!۔۔۔۔

وہ ابھی کچھ دور ہی پہنچا تھا جب جینز۔۔۔۔شارٹ گھٹنوں تک آتے کرتے میں گلے میں دوپٹہ ڈالے روڈ پر

کھڑی ایک لڑکی پر اس کی نگاہ ٹھہری۔۔

اس کی بھنویں تن گئیں۔۔

"یہ یہاں کیا کر رہی ہے؟؟"

اس کے لباس اور لاپرواہ انداز کو ناگواری سے دیکھتا وہ ایکسیلیٹر پر دباؤ بڑھاتا آگے نکل گیا۔۔

ڈارک گرین شارٹ فراک کے ساتھ جینز اور جوگرز پہنے وہ یونیورسٹی میں داخل ہوئی۔۔۔

گھٹنوں تک آتے بھورے سلکی بال کمر پر کھلے آبشار کا منظر پیش کر رہے تھے جنہوں نے اس کی پشت کو مکمل ڈھانپ رکھا تھا۔۔۔

رسی کی طرح گلے کے گرد دوپٹہ لپیٹ کر پلو سامنے کی طرف ڈالے ہاتھ میں بکس پکڑے وہ کنفوز سی دائیں بائیں دیکھتی چلتی سٹوڈنٹس کے ہجوم کی طرف آ کر کھڑی ہو گئی۔۔۔

کئی نظریں اس پر اٹھی تھیں۔۔وہ تھی ہی اتنی خوبصورت بلکل گڑیا جیسی۔۔۔

نیلی بڑی بڑی آنکھوں پر گھنی پلکوں کی جھالر۔۔دیکھنے والوں کو جن کے نقلی ہونے کا گمان ہوتا تھا کبھی۔۔

وہ بے حد دودھیا رنگت کی مالک تھی۔۔ہلکے گلابی پنکھری سے لب جو زیادہ تر آپس میں پیوست رہتے۔۔

"پھولے پھولے روئی سے گالوں پر سرخیاں چھلکتی تھیں۔۔۔

ہائے!!!"۔۔۔۔۔

اپنے قریب نسوانی آواز سن کر اس نے سر اٹھا کر دیکھا۔۔وہ اس کی عمر کی ایک لڑکی تھی۔۔۔

کیپری شرٹ میں ملبوس گلے میں دوپٹہ ڈالے وہ دوستانہ مسکراہٹ سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

آئی ایم نور۔۔۔نور مقدم!!!"۔۔۔۔۔ "

اس کے ہاتھ بڑھانے پر ایرا ایک لمحے کو ہچکچائی پھر اس نے ہاتھ تھام لیا۔۔

"ہیلو!آئی ایم ایرا۔۔۔ایرا اورھان صمید!!!۔۔۔"

نور نے مسکرا کر اسے دیکھا۔۔

نام بھی پریٹی ہے تمہاری طرح۔۔۔تم اکیلی لگ رہی ہو یہاں۔۔۔میرے ساتھ بھی کوئی نہیں۔۔ہم فرنڈز"

"بن جاتے ہیں۔۔ٹھیک ہے؟؟

نور اس کا جواب سنے بغیر نان اسٹاپ بولتی اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ لے گئی۔۔۔

!!! کچھ وقت میں ہی دونوں کی دوستی ہو چکی تھی۔۔نور باتونی تھی اور ایرا کم گو

اسے سننے والا مل گیا تھا اور ایرا کو بولنے والا۔۔

وہ یہاں آکر جتنی نروس تھی اب نور کے ساتھ اتنی ہی پر سکون ہو چکی تھی۔۔۔کیفے سے کچھ ریفریشمنٹ لینے

کے بعد وہ پوری یونی گھوم رہی تھیں۔۔

"!!! یار اس سائیڈ پر چلتے ہیں"

نور نے ایرا کا ہاتھ تھاما۔۔وہ دونوں تین سیڑھیاں چڑھ کر ایک کوریڈور میں داخل ہوئیں جہاں دائیں بائیں بہت سے رومز تھے۔۔

جن میں کچھ کلاسز تھیں جبکہ کچھ آفسز تھے۔۔۔کوریڈور پار کر کے وہ یونیورسٹی کی پچھلی جانب والی گراؤنڈ میں نکل آئیں۔۔۔

ایرا دلچسپی سے سب دیکھ رہی تھی۔۔یہاں سٹوڈنٹس کا رش قدرے کم تھا۔۔بس اکا دکا سٹوڈنٹ ہی نظر آ رہے تھے۔۔

وہ باتیں کرتی چہل قدمی کے انداز میں چل رہی تھیں کہ سامنے سے آتے ایک لڑکے سے بری طرح ٹکراتے وہ زمین بوس ہوئی۔۔۔

نور نے گھبرا کر زمین پر گری ایرا کو دیکھا جو کندھا سہلاتی ڈبڈبائی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔

نور کی تیوری چڑھی۔۔

اندھے ہو کیا نظر نہیں آتا؟؟آنکھوں کی جگہ بٹن فکس ہوئے ہیں کیا؟؟"۔۔۔۔۔"

اس کے زور سے بولنے پر شاہ رخ نے ابرو اچکا کر اس لڑکی کو دیکھا۔۔

اگر اسے پتہ چل جائے کہ وہ کون ہے تو کبھی اس کے سامنے منہ کھولنے کی جرات نہ کرے۔۔۔

"شاہ رخ یہاں کیا۔۔۔۔؟؟"

دانیال وہاں آتا اس سے پوچھتا پوچھتا رکا۔۔۔

اس نے زمین پر گری ایرا کو دیکھا جو نور کے ہاتھ بڑھانے پر اٹھ رہی تھی۔۔

شاہ رخ کی نظریں اس پر مرکوز پا کر وہ بھی جیب میں ہاتھ ڈال کر وہیں کھڑا ہو گیا۔۔

نور نے سلگ کر ان دونوں نوابوں کو دیکھا۔۔ان دونوں نے ایک جیسی ڈریسنگ کر رکھی تھی۔۔

سفید ٹی شرٹ کے ساتھ بلیو جینز جو گھٹنوں سے پھٹی تھی۔۔شرٹ کے اوپر بلیو جینز کی ہی جیکٹ پہنے وہ اچھے خاصے ہینڈسم لڑکے تھے۔۔

شاہ رخ نے ہاتھ میں بینڈز پہن رکھے تھے۔۔۔

کیا اب گھور کیوں رہے ہو ہمیں؟؟ کیا ہم سے پہلے حسین لڑکیاں نہیں دیکھیں؟؟"۔۔۔۔"

نور آنکھیں گھما کر بولی تو دانیال نے محظوظ ہو کر اسے دیکھا۔۔

البتہ شاہ رخ مغرور نظروں سے کنفیوز کھڑی ایرا کو دیکھ رہا تھا۔۔

نہیں!!!"۔۔۔۔"

اس نے ایرا سے نظریں ہٹاتے نور کی بات کا جواب دیا۔۔

چلو اچھا ہے اب دیکھ لی نہ۔۔!!!"۔۔۔۔۔"

نور بال جھٹک کر دیدے گھماتی گویا ہوئی۔۔

نور چلو یہاں سے!!!"۔۔۔۔"

ایرا اس کی کہنی تھامتی وہاں سے جانے لگی کہ ایک ماڈرن سی لڑکی ان کے پاس آکر رک گئی۔۔

"!شیری تمہیں کب سے ڈھونڈ رہی ہوں میں بے بی۔۔۔۔"

وہ شہریار کا بازو پکڑتی جانچتی نظروں سے ان دونوں کو دیکھنے لگی۔۔

نور نے کوفت سے آنکھیں گھمائیں۔۔

اس کی کمی تھی بس!!!"۔۔۔۔وہ بڑبڑائی۔۔"

"ان مڈل کلاس لڑکیوں سے دور ہی رہو تم دونوں۔۔جہاں امیر لڑکے دیکھے ان سے چمٹ جاتی ہیں!!۔۔۔"

نور کی بڑبڑاہٹ پر وہ تپ کر کہتی شاہ رخ اور دانیال کو لے کر وہاں سے جانے لگی۔۔

نور کے سر پر لگی تلووں پر بجی۔۔

اوبہن یہ تو سب کو ہی نظر آرہا ہے کہ کون چمٹ رہا ہے اور کون نہیں۔۔پہلے اپنے آپ کو دیکھو۔۔ہونہہ!!آ"

" ! جاتی ہیں دوسروں کو باتیں کرنے والی لچھو باندریاں۔۔۔۔

نور کے تپ کے کہنے پر دانیال نے مسکراہٹ چھپانے کو منہ پھیر لیا جبکہ شاہ رخ نے سائیڈ سمائل دی۔۔

اس لڑکی کا چہرہ اہانت سے سرخ پڑ گیا۔۔اس سے پہلے وہ کچھ کہتی دانیال نے اسے روک دیا۔۔

"!!! چلو رضیہ چھوڑو انھیں"

نور کا قہقہہ ابل پڑا۔۔

"!!! ہیں رضیہ ؟؟اس شکل پر یہ نام ؟؟ کہیں یہ وہی رضیہ تو نہیں جو غنڈوں میں پھنس گئی تھی۔۔۔

اس پر ہنستی وہ ایرا کا ہاتھ پکڑ کر وہاں سے چلی گئی۔۔

دانی کتنی دفعہ کہا ہے مجھے اس نام سے مت بلایا کرو۔۔جسٹ کال می "زی" آئی سمجھ ؟؟"۔۔۔۔۔"

تن کر کہتی وہ پیر پٹخ کر چلی گئی۔۔

دانیال نے کندھے اچکائے اور شاہ رخ کے ساتھ کیفے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

اسلام آباد کے ڈیفینس ایریا میں آمنے سامنے بنے دو ایک جیسے بنگلوں میں سے ایک میں "شاہ خاندان" مقیم تھا جبکہ دوسرے میں "یوسف خاندان"۔۔۔۔

ماہ بیر اور ارشما کی شادی کے ایک سال بعد ہی جہاں حویلی میں معصوم کلکاریاں گونجنے لگی تھیں وہیں یوسف کے غم میں نڈھال مشائم کے ہاں جڑواں بچوں نے جنم لیا۔۔

ایناراا اور اورھان کے ہاں پہلے ہی بیٹی کی پیدائش ہو چکی تھی۔۔یوں زنیشہ، ارشیہ، ابراھیم اور رمل ہم عمر ہوئے۔۔

زنیشہ میں ماہ بیر اور ارشما دونوں کی شباہت جھلکتی تھی۔۔

جہاں ابراھیم ہو بہو صالح کی کاپی تھا وہیں رمل نے بھی بہت سی عادات صالح سے لی تھیں۔۔

ارشیہ اکڑ میں ماضی کے اورھان پر تھی۔۔چہرے پر معصومیت اس نے اینارا سے چرائی تھی۔۔۔گڑیا سے چہرے کے پیچھے ایک خود سر بد دماغ لڑکی۔۔

ایک سال دو ماہ بعد ماہ بیر کے ہاں تین (تڑواں) لڑکوں نے جنم لیا۔۔ شکل صورت ایک سی لیکن عادات مختلف اور انداز نرالے۔۔۔

کچھ عرصہ یونہی گزر گیا۔۔ وہ خوش و خرم زندگی گزار رہے تھے۔۔۔۔ صالح یوسف کی یاد اپنی جگہ تھی۔۔

ایک دن اچانک عبداللہ شاہ کی طبیعت بگڑ گئی اور وہ اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔۔ ان کا غم عارفہ سہار نہ پائیں ۔۔

وہ دن بدن کمزور ہوتی گئیں یہاں تک کہ عبداللہ شاہ کے جانے کے کچھ مہینوں بعد ہی وہ بھی انتقال کر گئیں۔۔

ماہ بیر کا دل ایسا اداس ہوا کہ وہ اس حویلی کو چھوڑ کر اسلام آباد آبسا جہاں مشائم لوگ بھی ان کے ساتھ تھے۔۔ پوش علاقے میں انہوں نے رہائش اختیار کی۔۔ ارشما کو ایک اطمینان تھا اب کہ وہ اپنے بھائی کے پاس آگئی تھی۔۔ فاصلے کی رکاوٹ ختم ہو چکی تھی۔۔۔

سب ٹھیک جا رہا تھا جب اینارا اور اورھان کے ہاں ایک ننھی پری نے جنم لیا جس کا نام ماہ بیر نے "ایرا" رکھا۔۔ وہ سب سے چھوٹی اور معصوم تھی اس لیے سب کی لاڈلی تھی۔۔۔

وقت کا کام ہے گزرنا اور وہ واقعی گزر جاتا ہے۔۔۔ کبھی کسی کے لیے نہیں رکا کرتا۔۔۔

سب بچے جوان ہو چکے تھے۔۔۔

ابراھیم نے آرمی جوائن کر لی تھی جبکہ رمل نے صحافت کی دنیا میں قدم رکھا تھا۔۔۔

مشی کو فخر تھا اپنی اولاد پر جس نے اس کا سر کبھی جھکنے نہیں دیا تھا۔۔

کیسے جھکنے دیتے آخر وہ صالح یوسف کی اولاد تھی جس کے کردار کی گواہی کوئی بھی دے سکتا تھا جو اپنے اصولوں کا پکا تھا۔۔۔

زنیشہ کو اکثر سانس کا مسلہ رہنے لگا تھا اس لیے وہ تعلیم مکمل کر کے گھریلو امور میں ارشما کا ہاتھ بٹاتی تھی۔۔

!!! اس کے تڑواں بھائی ایک سے بڑھ کر ایک تھے۔۔ عرشمان، حیان اور بدران

عرشمان ملک کا ٹاپ ماڈل تھا۔۔۔ ماڈلنگ کے ساتھ باڈی بلڈنگ اس کا جنون تھا۔۔

حیان نے محکمہ پولیس میں پنجے گاڑے تھے۔۔ اپنی ذہانت اور محنت سے وہ "ایس پی" کی پوسٹ پر پہنچ چکا تھا۔۔

بدران نے بزنس سنبھالنے کو ترجیح دی۔۔وہ ایک کم گو، کامیاب بزنس مین کے نام سے مشہور تھا۔۔

اورھان اور اینارا کی دونوں بیٹیاں جوان کی جنت تھیں ان میں سے بڑی ارشیہ نے کچھ لوگوں کی زندگی جہنم بنا رکھی تھی جن میں سے ایک بدران بھی تھا۔۔

وہ تعلیم مکمل کرنے کے بعد جاب کرنے کا سوچ رہی تھی کہ ماہ بیر نے اسے بدر کے آفس میں جاب کرنے کی پیشکش کی جسے اس نے قبول کر لیا۔۔

ایرا البتہ بہت معصوم اور کسی حد تک بیوقوف تھی۔۔ابھی اٹھارہ سال کی تھی اور حال ہی میں یونیورسٹی میں بی ایس انگلش میں داخلہ لیا تھا۔۔

بچوں کے بعد بھی بڑوں کی والہانہ محبت میں کوئی خاص فرق نہیں آیا تھا۔۔ان کی شخصیت پر بھی وقت کا کچھ خاص اثر نہیں پڑا تھا۔۔

وہ آج بھی بے حد وجیہہ تھے۔۔اگر کسی پر وقت نے اثر چھوڑا تھا تو وہ مشائم تھی جس نے صالح کے جانے کے بعد سنجیدگی کی چادر اوڑھ لی تھی۔۔وہ بہت کم مسکراتی تھی۔۔۔

آرمی کے یونیفارم میں وہ بے تاثر چہرے کے ساتھ جنرل ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوا۔۔

بڑی سی گراؤنڈ سے گزرتے اسے راستے میں ملتے جونیئرز نے سلیوٹ کیا جس پر اس نے سر کو خم دیا۔۔

لمبی راہداری عبور کر کے وہ ناک کر کے ایک آفس میں داخل ہو۔۔اندر آتے ہی اس نے کرنل عصام کو

سلیوٹ کیا۔۔

آؤ میجر ابراھیم !!!۔۔۔۔۔۔۔

کرنل عصام نے سر کو خم دے کر اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔ان کے چہرے پر سنجیدگی تھی۔۔

یس سر !!!۔۔۔۔۔

ابراھیم الرٹ سا بیٹھ گیا۔۔

میجر تمہیں ایک نیا مشن دیا گیا ہے۔۔ہمیں پورا یقین ہے تم پر۔۔ہر بار کی طرح اس بار بھی کامیابی ہمارے"

قدم چومے گی۔۔ملک دشمن عناصر کو ختم کر کے ملکی بقا اور تحفظ کے لیے جی جان لگا دینا ہی اس وردی کے

۔۔۔۔۔۔ " !! ساتھ انصاف ہے

کرنل عصام نے مضبوط لہجے میں کہتے اپنی وردی کی طرف اشارہ کیا۔۔ابراھیم پوری طرح چوکس غور سے انہیں سن رہا تھا۔۔

آج سے ہم تمہیں کچھ دن کی چھٹیوں پر گھر بھیج رہے ہیں۔۔پھر وہاں سے تمہیں نئے مشن پر روانہ ہونا "ڈینمارک" میں تمہارا ٹھکانہ ہو گا۔۔"ہو گا۔۔

" باقی ڈیٹیلز تمہیں دی جا چکی ہیں۔۔وش یو آل دا بیسٹ! خدا تمہارا حامی و ناصر ہو!!!۔۔۔۔

ان کی بات ختم ہوئی تو ابراھیم اٹھ کھڑا ہوا۔۔

تھینک یو سر!!!"۔۔۔۔۔ "

الٹے قدم چلتا وہ دروازے تک آیا اور سلیوٹ کر کے پلٹ گیا۔۔دروازہ بند کر کے وہ مخصوص انداز میں چلتا باہر آیا۔۔

اس کے ماتھے پر ہمیشہ کی طرح بل پڑ چکے تھے۔۔آنکھوں میں تیز چمک تھی بلکل شاہین کی طرح جس کی آنکھیں شکار پر جھپٹتے وقت چمک اٹھتی ہیں۔۔۔

! وہ پر امید تھا۔۔اور پر یقین بھی۔۔

اب اسے نئے مشن پر روانہ ہونا تھا۔ لیکن جانے سے پہلے اسے اپنے عزیزوں سے ملاقات کا موقع دے دیا گیا تھا۔

آرمی کی جیپ میں بیٹھ کر وہ جنرل ہیڈ کوارٹر سے کچھ دور اپنی رہائش گاہ میں آیا۔۔اس نے اپنا مختصر سامان پیک کیا۔۔

سنگل بیڈ پر بیٹھ کر اس نے مشائم کو کال ملاتے اپنی آمد سے باخبر کیا۔ مختصر بات کر کے وہ کچھ دیر ستانے کو بیڈ پر نیم دراز ہو گیا۔۔

اس کی آنکھوں میں کسی کا عکس لہرایا تھا جو ہو بہو اس کے جیسا تھا۔

اس نے تصویروں میں دیکھا تھا وہ بلکل ان کے جیسا تھا۔ وہی سرد سیاہ آنکھیں جو مقابل کے اندر تک جھانکنے کی صلاحیت رکھتی تھیں۔۔

وہی غصہ۔۔۔وہی لیا دیا انداز اور کشادہ پیشانی پر پڑے بل۔۔۔چھ فٹ سے نکلتا قد اور فٹ کسرتی جسامت۔۔۔

نقوش ایسے مغرور اور تیکھے کہ صنف مخالف دیکھتے ہی دل ہار بیٹھے۔۔۔

وہ الگ بات ہے کہ وہ عورت ذات کو دیکھنا تک گوارا نہیں کرتا تھا۔۔

بقول اس کے یہ ذات عزت واحترام کے قابل ہے۔۔۔ جیسے اس کی ماں تھی۔۔۔ شفاف سی۔۔۔

مشی اکثر اسے کہا کرتی "یوں لگتا ہے یوسف میرے سامنے آ گئے ہیں تمہاری شکل میں۔۔۔ کچھ بھی تو نہیں بدلا

"سب کچھ وہی۔۔۔

وہ کہتے کہتے رو پڑتی تھی۔۔ بلکل ٹھیک تو کہتی تھی وہ۔۔ ابراھیم کے لب کے اوپر ناک کے پاس بھی تل تھا جو

صالح کی بڑھی داڑھی کی وجہ سے غور کرنے پر نظر آتا تھا۔۔

خیالوں کو جھٹک کر وہ آنکھیں موندتے ذرا سا۔۔۔ بس ذرا سا مسکرایا۔۔

" بابا آپ کو مجھ پر فخر ہو گا!!!۔۔۔"

اس نے آنکھیں کھولیں تو ان میں سرخ لکیریں نمایاں ہوئیں۔۔۔ گہری سانس لے کر وہ اٹھا اور فریش ہونے

چلا گیا۔۔۔

براؤن ٹرٹل نیک سویٹر اور بلیک جینز میں بلیک جیکٹ پہنے جس کی زپ کھلی ہوئی تھی کاندھے پر سفری بیگ

ڈالے وہ دروازہ دھکیل کر اندر داخل ہوا۔۔۔

پیشانی کے بل غائب ہو چکے تھے۔۔ باہر سرد ٹھٹھرتی ہوا کے باعث سیاہ بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے۔۔

لائٹس آف دیکھ کر اس نے تیز چمکیلی سیاہ آنکھوں سے دائیں بائیں دیکھا۔۔۔

آنکھیں سکیڑ کر اس نے بھنچے لبوں کو حرکت دی۔۔۔

جو جو یہاں چھپا کھڑا ہے باہر آجائے!!!"۔۔۔۔"

اس کا کہنا تھا کہ لائٹس فوراً آن ہوئیں۔۔۔اپنی ساری فیملی کو دیکھ کر وہ ذرا سا مسکرایا۔۔

کیا ابراھیم بھائی۔۔۔۔ہر بار کیسے پتہ لگ جاتا ہے آپ کو؟؟"۔۔۔۔"

رمل آگے آتی خفگی سے بولی۔۔

بیگ کاندھے سے اتار کر اس نے آگے بڑھ کر رمل کو سینے سے لگا کر اس کا سر چوما۔۔۔اس کی نظروں نے مشی کو تلاشنا شروع کیا۔۔۔

وہ ان سب کے بیچ کھڑی تھی۔۔۔وہ آگے بڑھا تھا۔۔۔اس نے مشی کا ہاتھ تھام کر عقیدت سے چوما اور اسے خود سے لگا گیا۔۔۔

مشائم نے آنکھیں موند کر کئی آنسو اندر اتارے۔۔۔اس سے مل کر وہ پیچھے ہٹی تو وہ باری باری سب سے ملنے لگا۔۔۔

ایک قطار میں کھڑی ایرا اور ارشیہ کے سر پر اس نے شفقت سے ہاتھ رکھا۔۔۔ارشیہ اسے دیکھ کر ہنس پڑی۔۔۔

!!! تمھارے جتنی ہی ہوں برو۔۔۔۔

وہ اس کی بات سمجھ کر دھیما سا مسکرا دیا۔۔وہ سب لڑکیوں کو چھوٹی بہنوں کی طرح ٹریٹ کرتا تھا۔۔۔

حیان آگے آتا اس سے گرم جوشی سے بغل گیر ہوا۔۔

میجر ابراھیم !! آپ سے مل کر خوشی ہوئی"۔۔۔۔"

حیان سینے پر ہاتھ رکھتا خوش دلی سے بولا۔۔۔

ابراھیم نے سر کو خم دیا۔۔۔

آئی ایم آنرڈ۔۔۔۔ایس پی حیان شاہ!!!"۔۔۔۔۔ "

باقی سب انہیں دیکھ کر مسکرا دیے۔۔۔عرشمان سے گرمجوشی سے ملنے کے بعد وہ ماہ بیر کے گلے لگا۔۔۔

۔۔۔۔الگ ہوتا وہ احوال دریافت کرنے لگا۔۔۔ "کیسے ہیں ماموں؟؟"

ہینڈسم ہمیشہ کی طرح۔۔۔بھانجے!!!"۔۔۔۔۔"

ماہ بیر کے پورے جواب پر وہ سر جھکا کر ہنس پڑا۔۔۔

ارشمہ،اورھان،اینارا سے محبت سے ملنے کے بعد وہ لاؤنج میں ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔۔۔

بدر کہاں ہے؟؟۔۔۔۔کہتے ساتھ ابراھیم کی نظروں نے کسی کو تلاشا۔۔۔

" فریش ہونے گیا ہے گھر۔۔۔آتا ہے کچھ دیر میں۔۔۔۔"

اس کے سامنے بیٹھے عرشمان نے ازلی انداز میں کہا۔۔ایرا نے معصومیت سے اسے دیکھا۔۔۔

اسے کچھ یاد آیا تو فوراً بولی۔۔۔

عرش بھائی آپ کی کلپ دیکھی تھی میں نے جس میں آپ نے ایک لڑکی کو تھپڑ مارا تھا جب اس نے آپ کو"'

کس'کرنے کی کوشش کی تھی!!!۔۔۔

بغیر سوچے سمجھے وہ سب کے سامنے بول گئی۔۔۔سب کو مسکراہٹ دباتے اور عرش کو خونخوار نظروں سے "

خود کو گھورتا پا کر وہ سٹپٹا گئی۔۔۔

شاید پھر کچھ غلط بول گئی۔۔۔دل میں سوچتے اس نے چور نظروں سے عرش کو دیکھا۔۔

اسے خود کو گھورتا پا کر وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔۔

میں زنیشہ آپی کے پاس جا رہی ہوں کچن میں!!!"۔۔۔۔"

ہلکی آواز میں کہتی وہ وہاں سے بھاگ گئی۔۔اس کے بچپنے پر سب مسکرا دیے سوائے عرش کے۔۔

مزنیشہ کے نام پر ابراھیم نے کچن کی جانب دیکھا۔۔

زنیشہ ملنے کیوں نہیں آئی؟؟"۔۔۔۔"

اس نے ماہ بیر کو دیکھ کر سوال کیا جو کندھے اچکا گیا۔۔۔

ورنہ جب بھی وہ گھر آتا تھا وہ بھائی بھائی کی چخ چخ سے اس کے کان پکا دیتی تھی۔۔وہ کزنز میں اس کے قریب تھی کافی۔۔

اسے اپنی ہر بات بتاتی تھی۔۔اپنی یہ گھریلو سی معصوم کزن اسے باقیوں کی نسبت زیادہ پسند تھی۔۔بہن کی طرح۔۔۔

ناراض ہے شاید تم سے!!!"۔۔۔۔"

ماہ بیر نے اسے باخبر کیا۔۔۔

ابراھیم نے ناسمجھی سے انہیں دیکھا۔۔۔

اوکے!!!"۔۔۔۔"

سر ہلا کر اسے بعد میں بات کرنے کا سوچتے وہ ہاتھ میں تھامے گلاس سے مشروب گھونٹ گھونٹ پینے لگا۔۔

"لو آگیا تمارا کھڑوس کزن۔۔۔۔"

ارشیہ آنکھیں نچا کر منہ ٹیڑھا کیے بولی تو سب کی نظریں دروازے کو جانب گئیں جہاں سے بدر اندر آرہا تھا۔۔

ارشیہ کو سخت نظروں سے دیکھتے وہ ابراھیم سے ملا۔۔۔اس کے ساتھ بیٹھتا وہ باتوں میں مصروف ہو گیا۔۔۔

اس کے بلکل سامنے حیان کے ساتھ بیٹھی ارشیہ نے اسے دیکھتے حیان کی اشارہ کیا۔۔

حیان جھکا تو وہ رازداری سے اس کے کان میں کہنے لگی۔۔۔

حیان یہ بدر اتنا سڑا کیوں ہے مطلب اس کے پیدا ہونے سے پہلے پھوپھو نے کریلے کا جوس تو نہیں پی لیا تھا یا"

" پھر۔۔۔

وہ جانے کیا کیا کہتی رہی جس پر حیان قہقہہ لگا گیا۔۔۔

بدر نے ابراھیم سے بات کرتے تیکھی نظروں سے ارشیہ کو دیکھا جو بھورے گھنگریالے بالوں کا اونچا جوڑا بنائے اسے بلکل چڑیل لگی تھی اس وقت۔۔۔۔

ماہ بیر اور اورھان اٹھ کر باہر جا چکے تھے جبکہ خواتین اپنے مسائل پر گفتگو کرتیں کھانے پکانے میں مصروف ہو گئیں۔۔۔

وہ اپنے بے حد عالیشان گھر میں اس وقت ٹی وی لاؤنج میں نیوز چینل دیکھ رہا تھا۔۔

اس کی شہد رنگ آنکھیں سکرین پر ابھرتے چہرے کو دیکھ کر مسکرائی تھیں۔۔۔

وائٹ ڈھیلی برانڈیڈ پینٹ شرٹ میں ہلکے بھورے سلکی بالوں کو میسی لک دیے وہ کہیں جانے کے لیے تیار تھا۔۔۔

سکرین پر رمل کی حال ہی میں وائرل ہوئی ویڈیو دیکھ کر وہ رک گیا تھا جہاں وہ بے خوف ہو کر کسی سیاسی بندے کے پول کھول رہی تھی۔۔۔

اب تو اکثر تم سے ملاقات ہوتی رہے گی۔۔۔رمل یوسف!!!۔۔۔تم خود آؤ گی میر حاصل کے پاس۔۔۔"

"

خود کلامی کرتا وہ لاؤنج سے نکلا۔۔۔دیوار گیر آئینے کے سامنے وہ ایک پل کو ٹھہرا۔۔۔

اس نے اپنے عکس پر نظر ڈالی۔۔۔دائیں کان میں پہنا ڈائمنڈ ٹاپس چمک اٹھا تھا۔۔

خود پر ایک سراہتی نظر ڈال کر وہ باہر نکل گیا جہاں گارڈز کی ایک گاڑی تیار کھڑی تھی۔۔۔

شام ڈھل کر سرد ٹھٹھرتی رات میں تبدیل ہو چکی تھی۔۔۔ماہ بیر اور ارشا۔۔۔اور ھان اینارا کے ساتھ اپنے سامنے والے بنگلے میں لوٹ گئے تھے۔۔

ینگ پلٹن مشی کے ہاں ہی ٹھہری تھی۔۔وہ سب بچوں کو شب بخیر کہتی سونے جا چکی تھی۔۔

کافی دیر سب گپ شپ لگاتے رہے۔۔۔وقت زیادہ ہوا تو وہ اپنے اپنے بستروں کی جانب بڑھ گئے۔۔۔

زنیشہ چپ سی باہر لان میں نکل آئی۔۔۔تیزی سے نیچے گرتی دھند کو دیکھ کر اس پر کپکپی طاری ہو گئی۔۔

اس بار ابراھیم گیا تو اس نے ایک بار بھی فون کر کے اس سے بات نہیں کی تھی جس پر وہ خفا تھی اس سے۔۔۔

اپنے پیچھے قدموں کی آہٹ پر وہ الرٹ سی ہوئی۔۔وہ جانتی اس کے ابراھیم بھائی اسے ناراض نہیں کر سکتے

۔۔۔

"لگتا ہے کوئی بہت خفا ہے مجھ معصوم سے!!!۔۔۔"

سینے پر ہاتھ باندھتا وہ اس کے برابر آ کھڑا ہوا۔۔زنیشہ نے چہرہ گھما کر خفگی سے اسے دیکھا۔۔۔

شہد رنگ آنکھوں میں اتنی خفگی دیکھ کر وہ لب دبا گیا۔۔

"جھوٹ تو نہ بولیں ابراھیم بھائی آپ معصوم ہیں تو پھر میں کیا ہوں۔۔۔اللہ کتنے جھوٹے ہیں!!۔۔۔"

! ابراھیم نے سکون کا سانس لیا۔۔۔چلو وہ بولی تو صحیح۔۔۔۔۔

"ہمم یہ بات بھی ٹھیک ہے۔۔۔پھر میں گندہ ہوں تم ٹھیک ہو۔۔۔اب صحیح؟؟؟۔۔۔"

اس کی بات پر زنیشہ کی ساری خفگی اڑن چھو ہو گئی۔۔۔اس کے ابراھیم بھائی کو کوئی کچھ کہہ کر تو دکھائے۔۔۔

کیوں کیوں گندے ہیں آپ؟آپ سب سے بیسٹ ہیں۔۔۔باقی سب ہوں گے گندے۔۔۔آپ میرے"

"بیسٹ بھائی ہیں!!!۔۔۔

وہ معصومیت سے کہتی گئی۔۔اسکی معصوم باتوں پر وہ دھیما سا مسکرایا۔۔۔

آپ نے ٹھیک سے کھانا نہیں کھایا تھا نہ۔۔۔ میں بھی ناراض تھی نہ۔۔اس لیے میں نے بھی نہیں کھایا۔۔۔"

چلیں کھانا کھاتے ہیں پھر کافی۔۔۔

اور پھر نہ آپ سے بہت ساری باتیں بھی کرنی ہیں۔۔آپ کا کیا پتہ کب واپس چلے جائیں۔۔۔۔اداس ہو جاتی ہوں نہ میں۔۔۔

ابراھیم کا ہاتھ تھامے اندر کی طرف جاتی وہ نان اسٹاپ شروع ہو چکی تھی۔۔۔

ایسی ہی تھی وہ۔۔۔بہت جلد مان جانے والی۔۔اور وہ۔۔۔بس اسے۔۔یوں سر جھکا کر خاموشی سے سنتا تھا۔۔۔

بے بی پنک نائٹ ڈریس میں گھٹنوں تک آتے گھنگریالے بالوں کی لمبی ڈھیلی سی چوٹی بنائے وہ بیڈ پر اوندھی لیٹی تھی جب فون کی بیٹری ڈیڈ ہونے پر اکتا کر اٹھی۔۔۔

اس نے ساتھ سوئی ایرا، زنیشہ اور رمل پر نظر ڈالی۔۔۔ان کے چارجرز اس کے فون کو نہیں لگتے تھے۔۔۔

"حیان کا چارجر۔۔۔ہاں اس کا لگ جائے گا۔۔۔"

دل میں سوچتی وہ پیروں میں سلیپرز پہن کر باہر آئی۔۔۔لڑکوں کے کمرے کا دروازہ کھول کر اس نے اندر

جھانکا۔۔

سب زمین پر آخر تک بچھے میٹرس پر سو رہے تھے۔۔۔اس نے سائیڈ ٹیبل پر نظر دوڑائی تو نائٹ بلب کی روشنی

میں اسے چارجر نظر آ گیا۔۔۔

احتیاط سے چلتے وہ چارجر لینے کو بڑھی جب کسی چیز میں اس کا پیر اٹکا اور وہ پورے قد سے گری۔۔۔

بدر نے اپنے اوپر وزن محسوس کرتے پٹ سے آنکھیں کھولیں۔۔۔نیلی آنکھوں کو دیکھ کر اس کا دماغ گھوم گیا

۔۔۔

کمرے میں کھڑاک کی آواز پر دونوں کا سانس اٹکا۔۔اس سے پہلے کہ کوئی انہیں دیکھتا ارشیہ اس کی چادر میں

گھس گئی۔۔۔

بدر نے دانت کچکچا کر اسے دیکھا تو ارشیہ نے اس کے منہ پر چادر ڈال دی۔۔۔

اب وہ دونوں ایک ہی چادر میں تھے۔۔۔

عرش اٹھ کر باتھ روم گیا تھا۔۔۔دروازہ بند ہونے پر ارشیہ نے چادر ہٹا کر نکلنا چاہا جب بدر نے اس کے بازو پر ہاتھ رکھتے اسے روک دیا۔۔۔

بڑا اچھل رہی تھی وہ آج کل۔۔۔اپنی حرکتوں سے بدر کی ناک میں دم کر رکھا تھا۔۔۔بدر نے سرمئی آنکھیں سکیڑ کر تیکھی مسکراہٹ سے اسے دیکھا۔۔۔

اس کے انداز دیکھ کر ارشیہ کی ساری بولڈنیس ہوا ہو گئی۔۔۔

کک۔۔کیا کر رہے ہو پیچھے ہٹو!!"۔۔۔"

تھوک نگلتی وہ چہرہ پھیر کر بولی۔۔۔

!!! بدر کی آنکھیں چمکیں۔۔تو وہ اس سے شرما رہی تھی؟؟ گریٹ

کیوں"کیوں کیا ہوا؟ پہلی بار تو ایسا موقع آیا ہے۔۔۔ہم۔۔۔اس قدر قریب۔۔۔سردیوں کی رات۔۔۔ایک " چادر۔۔۔

وہ اس سے محض بدلہ لینے کی خاطر کہتا گیا جب ارشیہ کی نیلی آنکھوں میں نمی دیکھ کر لب بھینچ گیا۔۔۔

آئندہ ایسی حرکت کرنے سے پہلے سو بار سوچنا۔۔آدھی رات کو ایک نامحرم کی چادر میں گھسنے سے کچھ بھی"

"ہو سکتا ہے۔۔۔

اسے دور جھٹک کر وہ اٹھ بیٹھا۔۔ارشیہ جلدی سے اٹھ کر کمرے سے نکل گئی۔۔۔

کیا ہوا؟؟"۔۔۔۔۔"

عرش کی آواز پر اس نے گردن گھمائی۔۔۔

کچھ نہیں!!!"۔۔۔"

مختصر جواب دے کر وہ لیٹ گیا۔۔۔

عرش نے آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا تھا۔۔۔

Epi # 04

مطلوبہ مقام تک پہنچ کر اس نے گاڑی روکی۔۔۔چہرہ گھما کر اس نے پسنجر سیٹ پر بیٹھے اس اونچے لمبے جوان کو

دیکھا۔۔

آنکھ سے اشارہ کرتی وہ انگیشن سے چابی نکال کر شہادت کی انگلی میں گھماتی کار کا دروازہ کھول کر باہر نکلی۔۔۔

بدلیوں کے ٹکڑوں میں چھپے سورج نے کسمسا کر رخ بدلا تو ٹھنڈی دوپہر میں زمین پر گرتیں کرنیں اس لڑکی کو خوشگوار محسوس ہوئیں۔۔۔

اس نے سر اٹھا کر آسمان کی اوڑھ دیکھا۔۔۔اس کا مومی چہرہ نمایاں ہوا۔۔ بڑی بڑی ہری آنکھوں کے کانچ جگمگا اٹھے تھے۔۔

پنکھڑی سے نرم و نازک لبوں کو گول کر کے سیٹی پر ایک شوخ دھن بجاتے اس نے کمر سے نیچے گرتے مہرون کرلی بالوں کو جھٹکا۔۔

اس نے ارد گرد نگاہ ڈالی تو بابا صاحب کا ایک چمچہ کسی چھت کی منڈیر پر بیٹھا اسے نظر آ ہی گیا۔۔ حسینہ نے زیر لب اسے موٹی گالی سے نوازا۔۔

اس نے مسکرا کر منڈیر پر بیٹھے چھوٹو کو دیکھ کر ہاتھ ہلایا۔۔۔اس کی مسکراہٹ حسین تھی اپنے نام کی طرح ۔۔۔اس پر مستزاد اوپر والے لب کے خم پر عجب بہار دکھاتا قاتل تل۔۔۔

وہ اپنی مسکراہٹ سے ہی مقابل کو لوٹ لیا کرتی تھی۔۔۔وہ حسینہ تھی۔۔۔ بابا صاحب کی سیکرٹری۔۔۔بہت خاص۔۔۔مافیا راج میں کسی کی ہمت نہیں تھی کہ بابا صاحب کی منظور نظر پر میلی نگاہ بھی ڈالتا۔۔۔

آج وہ یہاں ایک خاص مقصد سے آئی تھی۔۔۔ایک کام کا بندہ ملا تھا اسے۔۔۔ بڑھے ہوئے گردن تک آتے بالوں میں ماتھے پر بینڈ پہنے۔۔۔

سڑک کنارے پانچ غنڈوں کی ایک ساتھ ٹھکائی کرتا وہ چھ فٹ سے نکلتے قد کا لمبا چوڑا جوان اسے بھا گیا تھا۔۔۔ بہادر لوگ پسند تھے انہیں۔۔۔

اور اگر یہ بہادری ان کی تنظیم کے کام آجائے تو۔۔۔۔وہ بلا کا ہینڈسم تھا اور کم گو بھی۔۔۔اس کا کوئی بیک گراؤنڈ نہیں تھا۔۔۔ تن تنہا زندگی گزار رہا تھا جب حسینہ کی آفر پر وہ اس کے ساتھ چلا آیا۔۔۔

یہاں آنے تک حسینہ نے اس سے کچھ سوال کئے تھے جن میں آدھے سوالوں کا جواب دینا اس نے ضروری نہ سمجھا۔۔۔اس کے انداز حسینہ کو گھایل کیے جا رہے تھے۔۔۔

سر جھٹک کر اس نے کمر تک آتی بلیک جیکٹ کو ٹھیک کیا۔۔۔وہ اس وقت چست کمر سے چپکی بلیک پینٹ شرٹ میں ملبوس آفت کی پرکالہ لگ رہی تھی۔۔

کالیانے حسینہ کو دیکھ کر ایک دروازہ کھول دیا۔۔۔لیث کا ہاتھ تھام کر وہ مغرور چال چلتی اندر آئی۔۔ باہر سے یہ

مکان جتنا بوسیدہ لگتا تھا اندر سے اتنا ہی عالیشان تھا۔۔۔ مقصد حریفوں کو دھوکہ دینا تھا۔۔۔

سن!!! باباصاحب قابل عزت ہیں ہمارے لیے۔۔۔ جتنا پوچھا جائے بس اتنا جواب دینا۔۔۔اور کوئی ایسا لفظ"

" تک نہیں بولنا جو ان کی شان کے خلاف جائے۔۔۔ سمجھ گیا؟؟ چل اب۔۔۔۔

لیث کو اپنی زبان میں سمجھا کر اس نے سر اٹھا کر اس کا چہرہ دیکھا۔۔وہ سپاٹ تھا۔۔۔دروازہ ناک کر کے وہ

اجازت ملنے کا انتظار کرنے لگی۔۔۔

باباصاحب کی آواز آئی تو اس نے لیث کو ایک نظر دیکھا۔۔۔

میں جاتی ہوں۔۔"

کچھ دیر بعد تجھے بلائیں گے وہ!!!"۔۔۔۔

اسے آنکھ مار کر وہ سر مستی سے چلتی اندر آئی اور دروازہ بند کر دیا۔۔۔بیڈ پر نیم دراز باباصاحب اٹھ بیٹھے۔۔۔

سفید داڑھی پر ہاتھ پھیرتے ان کی سیاہ آنکھیں چمک اٹھی تھیں۔۔۔

حسینہ ایک ادا سے چلتی ان کے پاس گئی تو باباصاحب نے اسکا بازو پکڑتے اسے گود میں بٹھالیا۔۔۔حسینہ نے ہری کانچ سی آنکھیں اٹھا کر ایک پل کو انہیں دیکھا اور پھر پلکوں کی جھالر گرادی۔۔۔

باباصاحب تو اس ادا پر گھایل ہی ہو گئے۔۔۔"کیسی ہو حسینہ؟؟۔۔۔میں تمہیں ہی یاد کر رہا تھا"۔۔۔۔

اس کے مہرون کرلی بالوں پر ہاتھ پھیرتے وہ لہجے میں مٹھاس سمو کر بولے۔۔۔ایسے لہجے میں وہ بس اسی سے بات کرتے تھے وگرنہ دوسروں سے بات کرتے وقت ان کا لہجہ کھردرا ہوتا تھا بے حد کھردرا۔۔۔

" !!! آپ کی مہربانی ہے باباصاحب۔۔۔ "

ان کے گلے میں بانہیں ڈال کر اس نے ایک پل کو پرسوچ نظروں سے انہیں دیکھا۔۔۔

بابا صاحب ایک کام کے بندے کو لائی ہوں ساتھ۔۔۔ بہت کام آئے گا ہمارے۔۔۔ سب جانچ پڑتال کر لی "

میں نے۔۔۔ بندہ کھرا ہے۔۔۔ جو منہ پر ہے وہی پیٹھ پر۔۔۔ آپ تو جانتے ہیں نہ میں چہرہ شناس ہوں۔۔۔ اور

" گھاگ بھی۔۔۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو حسینہ اس وقت مافیا راج کے ڈان کی بانہوں میں نہ ہوتی۔۔۔

نرم سریلی آواز میں کہتی وہ ان کے گال پر شہادت کی انگلی پھیرتی لب دبا گئی۔۔۔ بابا صاحب مسرور سے ہنس

پڑے۔۔۔

ہاں یہ تو ٹھیک کہا تم نے۔۔۔ خیر ہمیں اعتبار ہے تم پر۔۔۔ جو بہتر لگے کرو۔۔۔ ایک بار مل لوں گا اس سے "

" لیکن ابھی نہیں۔۔۔

اسے خود سے الگ کرتے وہ سائیڈ ٹیبل پر بکھرے کاغذات سمیٹنے لگے۔۔۔

" بابا صاحب وہ۔۔۔ کالیا اور زاکر کو سمجھا دیں آپ خوامخواہ مجھ سے نہ الجھا کریں!!!۔۔۔"

وہ منہ بناتی بولی تو بابا صاحب کی پیشانی پر بل پڑے۔۔۔

پھر کچھ کہا ان حرا***م خوروں نے؟؟

حسینہ نے مسکینی شکل بنائی۔۔۔

جی آپ۔۔ سمجھا دیجیے گا۔۔۔ مجھے بلکل نہیں پسند وہ۔۔۔ خود بیٹھ کر مفت کی روٹیاں توڑتے رہتے ہیں اور "

"میرے کاموں میں ٹانگ اڑانے سے بعض نہیں آتے۔۔۔

مہرون کرلی بالوں کی ایک لٹ انگلی پر لپیٹتی وہ نظریں جھکائے خفگی سے بولی۔۔۔

" بھیجوا نہیں ابھی خبر لیتا ہوں ان کی!!!۔۔۔"

انہیں بڑی گالی سے نوازتے وہ آنکھوں پر نظر کا چشمہ لگاتے کاغذات پڑھنے میں مصروف ہو گئے۔۔۔ حسینہ نے

ایک نظر کاغذات پر ڈالی اور مزے سے چلتی دروازہ کھول کر باہر آئی۔۔۔

ایک مسکراتی نظر اس نے بیزار کھڑے لیث پر ڈالی۔۔ "کل ملیں گے بابا صاحب ابھی چل میرے ساتھ تیری

" جگہ دکھاؤں تجھے۔۔۔

جینز کی پاکٹس میں ہاتھ ڈالتی وہ ایک راہداری کو مڑ گئی۔۔۔ راستے میں ملتے ذاکر پر اس نے تیکھی نگاہ ڈالی۔۔۔

سفید چمڑی والا یہ گھاگ ذاکر اسے زہر سے بھی برا لگتا تھا۔۔۔

" بابا صاحب نے یاد کیا ہے تجھے اور کالیا کو!!!۔۔۔۔"

فتنہ ہوں فتنہ۔۔۔ بچ کے ہی رہنا۔۔۔

مغرور نظروں سے اسے دیکھتی وہ زیر لب گنگناتی لیث کو ساتھ آنے کا اشارہ کرتی وہاں سے نکل گئی۔۔۔ذاکر نے سخت نظروں سے اس کی پشت کو دیکھا تھا۔۔۔

وائٹ پینٹ کوٹ میں بازو کہنیوں تک پیچھے کئے وہ سیکنڈ فلور پر آئی۔۔۔بدر کے آفس میں آج اس کا پہلا دن تھا۔۔۔راستے میں ملتے اسٹاف پر ایک اچٹتی نظر ڈال کر وہ مغرور چال چلتی آفس کے سامنے رکی۔۔

گھٹنوں تک آتے بھورے گھنگریالے بالوں کو اس نے اونچی پونی میں باندھ رکھا تھا جو اس کے ذرا سے گردن ہلانے پر ادھر ادھر جھولنے لگتی تھی۔۔۔

گلابی لپسٹک سے رنگے لبوں کو آپس میں مس کرتی وہ ناک کر کے آفس کا دروازہ کھول کر چوکھٹ تک آئی۔۔۔ سامنے بدر ہمیشہ کی طرح بلیک تھری پیس میں چہرے پر سنجیدگی لیے میز پر جھکا فائلز میں سر دیے رولنگ چیئر پر بیٹھا تھا۔۔۔

ارشیہ کھنکاری۔۔مے آئی کم ان سررررر؟؟۔۔۔۔۔۔

وہ دانت پیس کر بولی۔۔۔اسے تو میں دیکھ لوں گی۔۔۔! تیکھے نقوش کو مزید تیکھا کرتی وہ وائٹ پینٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالتی پیروں میں پہنی چار انچ کی وائٹ ہیل کو ہلکا ہلکا زمین پر مارنے لگی۔۔۔

ٹک ٹک کی ہلکی آواز وہاں قائم سکوت کا گلا گھونٹ رہی تھی۔۔بدر نے مصروف سے انداز میں سر اٹھایا۔۔ سرمئی آنکھوں کے کانچ نیلی آنکھوں کے کانچ سے ٹکرائے۔۔۔

ایک پل دیکھنے کے بعد وہ دوبارہ فائلز میں سر گراتا مصروف ہو گیا۔۔۔اوہو۔۔۔ارشیہ کی تو بے عزتی ہو گئی تھی۔۔۔اس کے اندر کی جنگلی بلی نے سر اٹھایا۔۔۔

نیلی بلی سی تیز چمکیلی آنکھوں کے کانچ مزید چمک اٹھے۔۔۔

کوٹ سے نادیدہ گرد جھاڑ کر وائٹ پینٹ کی پاکٹس میں دونوں ہاتھ ڈال کر وہ وائٹ پینسل ہیل کی نوک سے گلاس ڈور دھکیل کر اندر آئی اور سیدھے کھڑے کچھ فاصلے پر براجمان بدر کے خوبرو چہرے کو تیکھی مسکراہٹ سے دیکھتے زور سے ہیل مار کر ڈور بند کیا۔۔۔

!!! اور یہ لگا تیسرا تھپہ

آواز پر بدر نہ سر اٹھا کر دیکھا تو اس کے جبڑے بھینچ گئے۔۔۔اس لڑکی سے کسی بھی چیز کی توقع کی جا سکتی ہے

! ۔۔۔

بدر کے متوجہ ہونے پر وہ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹا کر کہنے لگی۔۔۔

کیا میں اندر آ سکتی ہوں سررر؟؟"۔۔۔"

وہ الگ بات ہے آنکھیں پٹپٹا کر معصومیت سے بولتی وہ اسے چڑیل کی خالہ لگی تھی۔۔۔چڑیل کی خالہ۔۔۔؟

! مطلب ایرا بیچاری کے معصوم بچوں کو اس نے چڑیل بنا دیا تھا جو ابھی دنیا میں بھی نہیں آئے تھے۔۔۔

لاحول ولا قوت۔۔۔۔۔

بدر نے اپنے خیالات پر بند باندھ کر سر جھٹکا۔۔۔

تم آلریڈی اندر آ چکی ہو!!!"۔۔۔۔"

سرمئی آنکھوں کے کانچ غصے سے گہرے ہوئے تھے۔۔۔ارشیہ کندھے اچکا کر اس کے مقابل آ کر بیٹھ گئی۔۔۔

تو کیا کرنا ہو گا مجھے؟؟ایز آ سیکرٹری۔۔۔" سینے پر ہاتھ باندھتی وہ اس کا جائزہ لیتی بولی۔۔۔"

مکمل بلیک تھری پیس میں وہ بلا کا وجیہہ لگتا تھا۔۔۔دلکش نقوش۔۔۔اس پر ستم سرمئی کانچ سی آنکھوں میں ہر وقت رہنے والا غصہ۔۔۔مغرور نقوش اس پر جچتے تھے۔۔۔

گھنی مونچھوں تلے عنابی بھرے بھرے لب زیادہ تر بھینچے رہتے۔۔۔بدر نے گہری سانس لی۔۔فائل بند کر کے اس نے بلیک کوٹ اتار کر چیئر کی پشت پر ڈال دیا۔۔۔

کف لنکس کھول کر اس نے بلیک شرٹ کے بازو کہنیوں تک موڑے۔۔چیئر سے پشت ٹکا کر آرام دہ حالت میں بیٹھتا وہ ارشیہ کی جانب متوجہ ہوا۔۔

اس کے نوابوں کے سے انداز کو دیکھ کر ارشیہ نے نیلے کانچ سے دیدے گھمائے۔۔۔

کافی بناؤ میرے لیے!!!"۔۔۔"

وہ رولنگ چیئر کو ہلکا ہلکا دائیں بائیں گھماتا لبوں پر دو انگلیا ٹکا کر اس کا ردعمل دیکھنے لگا۔۔۔حسب توقع وہ تپ اٹھی۔۔۔

"!!! میں۔۔۔ارشیہ صمید۔۔۔کافی بناؤں۔۔۔وہ بھی تمہارے لیے۔۔۔نو نیور۔۔۔ "

وہ آگے ہوتی آنکھیں سکیڑ کر بولی۔۔۔

"!! آئی ایم یور باس۔۔۔ڈو۔۔۔وہاٹ آئی ہیو سیڈ"

(میں تمہارا باس ہوں۔۔وہی کرو جو میں نے کہا ہے)

وہ درشتگی سے بولا۔۔۔وہی قطعی انداز جس کے بعد اگلا کچھ کہہ نہیں پاتا تھا۔۔۔ارشیہ کا چہرہ سرخ پڑا۔۔۔وہ گہری سانس لے کر خود کو پر سکون کرتی اٹھی۔۔

آفس کے کارنر میں رکھی ٹرالی کے قریب جاتی وہ کافی بنانے لگی۔۔۔اس دوران بدر اسے کافی بناتے دیکھتا رہا ۔۔۔اس ٹیڑھی لڑکی کو سیدھا کرنا بدران شاہ کی ضد بنتی جا رہی تھی۔۔۔

وہ کافی بنا کر پلٹی تو اس کے چہرے کی چمک لوٹ چکی تھی۔۔نیلی آنکھوں کے کانچ پھر سے جگمگا اٹھے تھے۔۔۔ نزاکت سے چلتی وہ بدر کے پاس آ کر رکی۔۔۔

معصومیت سے اسے دیکھتے ارشیہ نے کافی کا کپ بدر کی جانب بڑھایا۔۔۔اس سے پہلے کہ بدر تھامتا۔۔۔وہ چیختی ہوئی لڑکھڑائی۔۔۔

کپ ٹیڑھا ہوا اور گرم گرم کافی چھلک کر بدر کے سینے اور ہاتھ پر گر گئی۔۔۔وہ بلبلا کر اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔تکلیف کی شدت سے اس کی سرمئی آنکھوں کے کانچ کناروں سے سرخ پڑ گئے۔۔۔

دماغ خراب ہے تمھارا؟؟؟"۔۔۔وہ بولا نہیں داڑھا تھا اس کے منہ پر۔۔۔ارشیہ ایک قدم پیچھے ہٹی۔۔۔"

" سوری وہ۔۔۔کاکروچ دیکھ لیا تھا یہاں۔۔۔مجھے ڈر لگتا ہے۔۔۔اسی وجہ سے کافی گر گئی۔۔۔"

مسکراہٹ دباتی وہ معصومیت سے بولی تو بدر کا پارہ مزید ہائی ہوا۔۔۔

ہاں میں تو جیسے الو کا پٹھا نظر آتا ہوں جو سمجھ نہ سکوں کہ تم جیسی چڑیل دو انچ کے ایک کاکروچ سے ڈر گئی"

"۔۔۔

غصے سے اسے ایک طرف دھکیلتا وہ آفس سے ملحقہ ریسٹ روم کا دروازہ کھول کر اندر گیا اور ٹھاکی زوردار آواز

سے دروازہ بند کیا۔۔۔ارشیہ نے پہلے ہی کان میں انگلیاں ڈال لی تھیں۔۔۔

آفس ساؤنڈ پروف تھا اس لیے کسی کو اندر پیش آئے واقعیے کی خبر نہیں ہوئی۔۔۔ارشیہ مزے سے ہنستی آفس

کا جائزہ لینے لگی۔۔۔ہمم تو اسے سیاہ رنگ پسند ہے۔۔۔ہر چیز سیاہ۔۔۔حتٰی کہ کپڑے بھی۔۔۔انٹرسٹنگ

!!!

جب وہ پانچ منٹ تک باہر نہیں آیا تو وہ بور ہونے لگی۔۔۔اس نے نچلا لب دانتوں میں دباتے ریسٹ روم کے

دروازے کو دیکھا۔۔کندھے اچکا کر وہ دروازہ کھول کر اندر آ گئی۔۔۔

لیکن سامنے کا منظر دیکھتے اس کا سفید چہرہ کان کی لو تک سرخ پڑ گیا۔۔۔وہ بلیک شرٹ کے بٹن بند کرنے لگا تھا

جب آہٹ پر سر اٹھا کر دیکھا۔۔۔ارشیہ سٹپٹا کر مڑی۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ باہر بھاگتی بدر نے سرد نظروں سے اسے دیکھتے پل میں اسے بازو سے دبوچ کر دیوار کے ساتھ

پٹخا۔۔۔جبڑے بھینچ کر وہ سرمئی آنکھوں میں سرد مہری لیے تیزی سے بٹن بند کر رہا تھا۔۔

دیوار سے پشت ٹکرانے پر اس کے لبوں سے سسکی نکلی تھی۔۔۔اس نے نیلی آنکھوں میں خفگی لیے کھا جانے

والی نظروں سے بدر کو دیکھا پھر سرعت سے نظریں کا رخ بدل گئی۔۔

بٹن بند کر کے بدر ایک قدم اس کی جانب بڑھا تو وہ دیوار سے جا لگی۔۔۔اس کے گرد دیوار پر ہاتھ رکھے وہ جھکا

تھا اس کے کان کے قریب۔۔۔

دور رہو مجھ سے۔۔۔میری برداشت کو مزید مت آزماؤ۔۔۔اگر میں نے تمہیں خود سے قریب کر لیا تو پھر "

کبھی فرار نہیں ہو پاؤ گی تم۔۔مکمل قید کر لوں گا میں تمہیں خود میں۔۔۔اتنا کہ تم سانس بھی نہ لے پاؤ گی۔۔

" !!! اس لیے۔۔۔میری ضد مت بنو۔۔مجھ سے۔۔۔دور رہو۔۔۔

اس کے کان پر جھکا وہ سرد ٹھٹھرا دینے والے لہجے میں بولا۔۔۔اتنے قریب اس کی بھاری آواز سن کر ارشیہ نے جھرجھری لی۔۔۔

پھر اسے خود سے دور دھکا دیتے وہ لاپرواہ انداز میں اسے دیکھنے لگی جیسے اسے کچھ فرق نہیں پڑا تھا اس کی بات سے ۔۔۔بدر کی گردن کی رگیں تنی تھیں۔۔۔

" !!! شرم نہیں آتی اپنے سے ایک سال دو ماہ بڑی بہن سے ایسی بات کرتے۔۔۔"

مسکراہٹ دباتی وہ سینے پر ہاتھ باندھتی دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی۔۔۔بدر کے چہرے پر اس سب میں پہلی بار ہلکی سی مسکراہٹ آئی۔۔۔بلیک پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتے وہ سر دائیں بائیں گھما کر اسے دیکھنے لگا ۔۔۔

یہ کس نے کہہ دیا تم سے کہ تم میری بہن ہو؟؟؟"۔۔۔۔"

گہری نظروں کے ارتکاز پر ارشیہ پہلی بار حیا سے سرخ پڑی۔۔۔

"شٹ اپ !!! تم شروع سے بدتمیز تھے یا مجھ سے ملنے کے بعد ہوئے ہو؟؟۔۔۔"

وہ دانت کچکچا کر بولی۔۔بدر نے کندھے اچکائے۔۔۔ہاں اب اچھا لگ رہا تھا اس خود سر لڑکی کو طیش دلا کر۔۔۔

" تم سے ملنے کے بعد شاید۔۔۔ صحبت کا اثر تو ہو ہی جاتا ہے پھر۔۔۔"

بے نیازی سے کہتا وہ اسے جلتا کڑھتا سوچ کر ریسٹ روم سے باہر چلا گیا۔۔

کیا باتیں بگھارنے آفس آئی ہو؟؟ تم سے نہ ہو گا۔۔ جاؤ گھر بیٹھو۔۔ جا کر برتن دھو۔۔۔ یہ آفس جاب کرنا"

" !!! تمھارے بس کی بات نہیں

! باہر سے آتی اس کی تمسخرانہ آواز پر وہ پیر پٹخ کر باہر نکلی۔۔اسے تو نہیں چھوڑوں گی میں۔۔۔۔

پریس کانفرنس شروع ہوئی تو وہ لب سختی سے بھینچے ہاتھ میں پکڑے ڈاکومنٹ پر نظریں ڈالتی تمسخرانہ نظروں سے سٹیج پر بیٹھے اس شخص کو دیکھنے لگی جو نئے آنے والے الیکشنز میں حصہ لے رہا تھا۔۔۔

علیم بیگ۔۔۔ نعیم بیگ کا بھائی۔۔۔ بھاری ڈیل ڈول کا وہ شخص مائک پر جھکا کچھ کہہ رہا تھا جب اس کے ساتھ بیٹھی رپورٹر نے ہاتھ بلند کیا۔۔۔

رمل نے ایک نظر تانیہ کو دیکھا جو پر سکون نظر آتی تھی۔۔۔ علیم بیگ خاموش ہو کر مسکرا کر تانیہ کو دیکھنے لگے

۔۔۔

سر میرا ایک سوال ہے آپ سے۔۔آپ کا بزنس کی دنیا سے تعلق ہے پھر اچانک سیاست میں قدم رکھنا۔۔۔"

!!! وہ بھی تب جب ملک کا حال بے حال ہو چکا ہے۔۔۔اس فیصلے کا پس منظر کیا ہے۔۔عوام جاننا چاہتی ہے

"

تانیہ خاموش ہوئی تو علیم بیگ نے مسکرا کر کہنا شروع کیا۔۔۔

دیکھیں بزنس ہو یا سیاست۔۔ہمارا مقصد عوام کی فلاح کے لیے کام کرنا ہے۔۔۔ہم تو خادم ہیں ملک کے "

۔۔۔سیاست میں آنے کا فیصلا اچانک نہیں ہے۔۔۔ مختصر یہ کہتا ہوں کہ مجھے ایسا لگتا ہے اس فیلڈ میں رہ کر میں

"ملک کی زیادہ بہتر طور پر خدمت کر سکتا ہوں !!!۔۔۔

نرمی سے مسکرا کر کہتے علیم بیگ زرا پیچھے ہو کر بیٹھے۔۔۔ڈائس سے پانی کا گلاس پکڑ کر وہ گھونٹ گھونٹ پینے

لگے۔۔۔

رمل نے سیاہ سرد نظروں سے انہیں دیکھا۔۔۔وہ تیار تھی۔۔ہمیشہ کی طرح سیاہ لمبے بالوں کو کس کر اونچے

جوڑے میں باندھے لمبی سیاہ قمیض اور چوڑی دار پاجامے میں وہ سب سے منفرد تھی۔۔۔

اس نے ہاتھ بلند کیا تو علیم بیگ پر کے ماتھے پر غیر محسوس سی شکن پڑی۔۔۔بظاہر مسکرا کر وہ اسکی جانب متوجہ ہوئے۔۔۔

سر آپ نے بات کی عوام کی فلاح کی۔۔۔کیا یہ وہی فلاح ہے جس پر ہمارے سابقہ حکمران کئی سالوں سے "
" کام کر رہے ہیں؟؟

کان میں پہنی سیاہ چوڑی کے سائز کی بالی کو انگلی سے ہلاتی وہ ازلی نڈر انداز میں بولی۔۔۔اس کی بات پر میڈیا کے نمائندوں میں دبی دبی ہنسی کی آواز گونجی۔۔۔

علیم بیگ نے ایک پل کو رک کر اسے دیکھا۔۔۔پھر سامنے دیکھتے بولے۔۔۔

" !!! باقیوں کا مجھے نہیں پتہ لیکن جو میں کہہ رہا ہوں وہ ضرور کروں گا"

مختصر جواب دیا گیا۔۔۔رمل آگے ہو کر بیٹھی۔۔۔

یہ تو یہاں آنے والا ہر بندہ کہتا ہے الیکشن سے پہلے۔۔۔ہم جاننا چاہتے ہیں آپ ملک کی فلاح میں کس طرح"
حصہ لیں گے۔۔۔مہنگائی کی شرح کو کم کر کے؟

جس کی وجہ سے غریب فاقوں سے مر رہے ہیں۔۔۔ یا کچی بستیوں میں سہولیات مہیا کر کے یا ملک میں بڑھتے جرائم پر قابو پائیں گے آپ؟؟ جہاں کسی کی بچی محفوظ نہیں ہے۔۔۔

عوام ووٹ دے دیتی ہے آپ کو ہم فرض کرتے ہیں۔۔ پھر بھی بگڑتی صورتحال پر قابو نہ پایا گیا تو کیا کیا جائے ؟؟

وہ تلخی سے کہتی گئی۔۔۔اس کے اتنے ڈائریکٹ سوالوں پر علیم بیگ گڑبڑا گئے۔۔۔انہوں نے اس کا وہی انداز دیکھا جس کے لیے وہ مشہور تھی۔

" ہر کوئی ایک سا نہیں ہوتا۔۔۔ کوئی اور سوال؟؟"

ہموار لہجے میں کہتے وہ باقی صحافیوں کی جانب دیکھنے لگے۔۔رمل نے سر کو خم دیا۔۔۔

" انشااللہ سر۔۔ ہمیں امید ہے جو باقی مل کر نہیں کر پائے وہ آپ کر لیں گے۔۔۔"

! اگر الیکشن جیت گئے تو۔۔۔

آخری الفاظ اس نے زیر لب کہے۔۔۔ بھگو بھگو کر مارنا تو کوئی رمل یوسف سے سیکھے۔۔۔

علیم بیگ کے مقابل "میر حاصل" کھڑا ہونے والا تھا جو اچھی شہرت رکھتا تھا۔۔۔نوجوان نسل کا کرش تھا اور اسکا کوئی سکینڈل بھی نہیں آیا تھا اب تک سوشل میڈیا پر۔۔۔

رمل کو علیم بیگ کی دال گلتی نظر نہیں آرہی تھی۔۔۔ سر جھٹک کر وہ ہاتھ میں پکڑے کاغذات کو ترتیب دینے لگی۔۔۔

Epi # 05

کھردرے تاثرات چہرے پر لیے وہ پولیس سٹیشن میں داخل ہوا۔۔۔اس کے ماتحت اسے دیکھ کر گڑبڑا گئے

۔۔۔

علاقے کے آٹھ پولیس سٹیشنز اس کے انڈر تھے۔۔۔جن کی سستی دیکھ کر ایس پی حیان شاہ کا پارہ بلند ہو گیا تھا۔۔

اس کی آمد غیر متوقع تھی۔۔لکڑی کی میز کے سامنے بیٹھا ہیڈ کانسٹیبل جو سگریٹ پھونک رہا تھا حیان کو دیکھ کر ہڑبڑا کر اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

اس نے سگریٹ زمین پر پھینکا۔۔سیاہ بوٹوں تلے سگریٹ کو مسلتے اس نے حیان کو سلیوٹ کیا۔۔۔حیان نے

ناگواری سے اسے دیکھا۔۔۔لب بھینچ کر وہ آگے آیا اور رکھ کر ایک زناٹے دار تھپڑ اس کے منہ پر مارا۔۔۔

پولیس سٹیشن میں سناٹا چھا گیا۔۔۔

کچھ باہر کی خبر بھی ہے کیا ہو رہا ہے؟؟۔۔۔یہ۔۔۔یہ۔۔وہ کام ہے جو کر رہے ہو تم لوگ؟ سالے حرام کے "

***۔۔۔میڈیا پر بوال مچا ہے۔۔پولیس کی نااہلی پر فقرے کسے جا رہے ہیں۔۔۔

میں کت**وں کی طرح بھونک کر گیا تھا کہ انویسٹیگیشن جاری رکھو۔۔ہمیں جلد از جلد ثبوت چاہیے اس

چیف کے بیٹے کے خلاف۔۔۔ ***

آخری بار وارن کر رہا ہوں۔۔۔اگر دوبارہ یہ سب دیکھا میں نے۔۔۔

اس نے ارد گرد نظروں سے اشارہ کیا۔۔۔

تو سب کو سسپینڈ کر دوں گا۔۔۔مجھے "حرا انور" کے ری**پ اینڈ مرڈ**ر کیس کی ساری ڈیٹیلز چاہیے "

" !!! آج شام تک۔۔۔

خطرناک تیوروں سے انہیں دیکھتا وہ درشتگی سے بولا۔۔۔

"یس سر!!!۔۔۔"

ہیڈ کانسٹیبل گھگھیا کر بولا۔۔۔

ان پر ایک سرد نظر ڈال کر وہ پولیس سٹیشن سے باہر آیا۔۔۔اسے جلد از جلد اپنے دفتر پہنچنا تھا۔۔۔جو ہیڈ پولیس سٹیشن میں تھا۔۔۔

وہ سب میز پر طرح طرح کی فائلز، تصویریں اور کاغذات پھیلائے ان پر جھکے کھڑے تھے۔۔حیان ایک طرف کمپیوٹر کے سامنے کھڑا سکرین پر چلتی ویڈیو دیکھ رہا تھا۔۔۔

اس نے جھک کر علی کے کندھے پر ہاتھ رکھا جو اس کے کہنے پر بار بار ویڈیو ری پلے کر رہا تھا۔۔۔حیان سیدھا ہوا ۔۔۔

نہیں علی۔۔۔یہ ویڈیو ہمارے کسی کام کی نہیں۔۔۔بلاشبہ یہ چیف کا بیٹا شاہ رخ ہی ہے لیکن ویڈیو بلر ہے جو "

" قانون کی عدالت میں قابل قبول نہیں ہو گی۔۔۔

لب بھینچ کر وہ مڑا۔۔ باقی انسپیکٹرز کی طرف آتا وہ پر سوچ نظروں سے میز پر بکھری "حرا انور" کی تصویر دیکھنے لگا جو اس کی موت کے بعد لی گئی تھی۔۔۔

اس کے چہرے پر جا بجا زخموں کے نشان تھے۔۔ حیان کو پر سوچ نظروں سے تصویر کو دیکھتے پا کر علی اس کے پاس آیا۔۔۔

کیا سوچ رہے ہیں سر؟؟"۔۔۔"

اس کی آواز پر باقی انسپیکٹرز بھی سر اٹھا کر حیان کو دیکھنے لگے۔۔۔

" حرا کی والدہ ملی تھیں مجھ سے۔۔۔ انہیں انصاف چاہیے۔۔ لیکن انہیں کسی سے امید نہیں ہے۔۔۔"

بولتے ہوئے اس کی سیاہ آنکھوں کے کانچ کناروں سے سرخ ہو گئے۔۔۔ پیشانی پر پڑی سلوٹوں پر ہمیشہ کی طرح سیاہ لٹ خم کھا کر گری ہوئی تھی۔۔

" !!! سر ہم پوری کوشش کر رہے ہیں۔۔۔ انشااللہ ضرور کامیاب ہوں گے "

ایک انسپیکٹر نے پوری امید سے کہا۔۔۔ حیان نے اس کا کندھا تھپتھپایا۔۔

حرا گرلز ہاسٹل میں رہ رہی تھی جہاں کسی لڑکے کو جانے کی اجازت نہیں ہے۔۔تو شاہ رخ کیسے گیا اندر۔۔۔ "

" ظاہر ہے اندر کے کسی آدمی نے اس کی مدد کی ہے۔۔۔ جیسے کہ۔۔۔

حیان نے آنکھیں سکیڑتے باقی سب کی جانب دیکھا۔۔۔

" جیسے کہ چوکیدار۔۔۔ کیونکہ اسے خریدے بغیر وہ لڑکا اندر داخل نہیں ہو سکتا تھا۔۔۔"

علی نے حیان کی بات مکمل کی۔۔۔

اڑیسٹ کرواسے جا کر۔۔۔اب وہی ہمیں ثبوتوں تک پہنچائے گا۔۔۔! مجھے کچھ دیر میں ہی وہ حوالات میں "

" چاہیے۔۔۔"کوئیک!!!۔۔۔

اس کی ہدایت پر سب سر ہلا کر آفس سے نکل گئے۔۔۔حیان نے کنپٹی مسلتے کرسی پر بیٹھتے سر اس کی پشت سے

لگایا تھا۔۔۔

وہ بیڈ پر نیم دراز تھی جب کمرے میں آہٹ محسوس کر کے مندی آنکھیں کھول دیں۔۔۔ابراھیم خاموشی سے

اس کے پاس آیا اور اس کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا۔۔۔

مشائم نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔۔

"میرا بچہ!!!۔۔۔"

اس کے بال سنوارتے اس نے جھک کر ابراھیم کی پیشانی کو چوما۔۔وہ دھیما سا مسکرا دیا۔۔۔

" ماما۔۔؟؟؟"

سکون محسوس کرتا وہ آنکھیں موند گیا۔۔۔

" جی ماما کا بچہ؟؟۔۔۔۔"

مشائم کی نرم آواز سماعتوں سے ٹکرائی۔۔۔

" مجھے نئے مشن پر روانہ ہونا ہے کچھ دن تک۔۔۔"

ہلکی آواز میں کہتا وہ اٹھ بیٹھا۔۔

! اللہ تمہیں کامیاب کرے۔۔

وہ دل سے دعا گو ہوئی۔۔۔

" ابراھیم میں چاہتی ہوں جانے سے پہلے تمہارا نکاح کر دوں۔۔۔"

اپنے خوبرو بیٹے کو دیکھتی وہ ہلکا سا مسکرائی۔۔۔ابراھیم نے ابرو اچکا کر اسے دیکھا۔۔۔

یوں اچانک آپ کی یہ خیال کیسے آ گیا؟؟۔۔۔ ٹھوڑی کھجاتا وہ معصوم بننے کی ایکٹنگ کرنے لگا۔۔ مشی نے بھوری آنکھیں سکیڑیں۔۔

اب ایسے نہ بنو جیسے تمہیں کچھ خبر ہی نہیں۔۔۔آخری بار گئے تھے تو یہی بات طے پائی تھی نہ کہ اگلی بار "

"آنے پر میں تمہاری شادی کر دوں گی؟؟۔۔۔

سینے پر ہاتھ باندھتی وہ اسے یاد کروانے لگی۔۔۔

" آ۔۔جی۔۔۔کچھ کچھ یاد آ رہا ہے۔۔۔ "

ابراھیم نے مسکراہٹ دبائی۔۔بہت کم وہ یوں مسکراتا تھا۔۔۔

" تو پھر لڑکی دیکھوں میں؟؟۔۔۔"

وہ اس کی چالاکی خوب سمجھ رہی تھی۔۔۔ماں تھی آخر اس کی۔۔اس کی رگ رگ سے واقف۔۔۔

"اپنے جیسی کوئی ڈھونڈ دیں پھر!!!۔۔"

اس نے مشی کا ہاتھ تھام کر عقیدت سے چوما۔۔۔وہ مسکرائی۔۔۔

" !!! ہے نہ میرے جیسی ایک لڑکی۔۔۔"

اس کا اشارہ ابراھیم خوب سمجھ گیا۔۔

امم۔۔۔دیکھ لیں پھر آپ۔۔۔جیسا آپ کو ٹھیک لگے۔۔میں معصوم تو بس آپ کے حکم پر سر ہی جھکا سکتا"

" ہوں۔۔۔

ماتھے پر بکھرے سیاہ بالوں میں معصومیت سے اسے دیکھتا وہ بہت پیارا لگ رہا تھا۔۔۔

"!!! شریر کہیں کے۔۔۔سب سمجھتی ہوں میں۔۔۔"

پیار سے اسے چپت لگاتی وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

شام کو چلتے ہیں بھائی جان کی طرف۔۔۔میں رمل کو دیکھوں کچھ کھایا یا نہیں۔۔۔ہر وقت کام کرتی رہتی ہے"

"!!!۔۔۔

ڈھیلے جوڑے کو کھول کر ٹھیک کرتی وہ گویا ہوئی۔۔۔ابراھیم وہیں نیم دراز ہو گیا۔۔

" ! اوکے بیوٹیفل لیڈی۔۔۔"

خوشگواریت سے کہتاوہ سر کے نیچے بازو رکھتالیٹ گیا۔۔اس طرح لیٹنے سے اس کے بازو کے پھولے مسلز

مذید نمایاں ہوئے تھے۔۔۔

مشائم کے جانے کے بعد وہ کچھ سوچنے لگا تھا۔۔۔بھائی بھائی کی تکرار کانوں میں گونجی۔۔

اس نے ایسا کچھ کبھی سوچا نہیں تھا اس کے بارے میں۔۔۔اور وہ۔۔وہ تو بلکل بھائی سمجھتی تھی اسے۔۔۔

ٹرے میں چائے کے تین کپ اور ساتھ کچھ سنیکس رکھتی ٹرے اٹھا کر وہ کچن سے باہر آئی۔۔۔وہ آج بھی پہلے

جیسی دکھتی تھی۔۔بس اب شہد رنگ سلکی بال آدھے کیچر میں بندھے ہوتے تھے۔۔۔

پر سکون چہرے کے ساتھ وہ ٹی وی لاؤنج میں آئی جہاں حیان اور ماہ بیر بیٹھے کسی موضوع پر گفتگو کر رہے

تھے۔۔ارشمانے ٹرے کو میز پر رکھا۔۔۔

چائے کے کپ ان کے سامنے رکھ کر وہ وہیں بیٹھ گئی۔۔۔

"کیا ہوا کچھ پریشان لگ رہے ہیں آپ دونوں؟؟۔۔۔"

اپنا کپ تھامتی وہ سوالیہ نظروں سے انہیں دیکھنے لگی۔۔۔

"نہیں ایسا کچھ خاص نہیں بس کیس کی بات کر رہا تھا بابا سے۔۔۔"

حیان ہلکی مسکراہٹ سے بولا۔۔اس وقت وہ اور ماہ بیر ڈھیلے سے ٹراؤزر شرٹ میں ملبوس تھے۔۔۔دونوں کو دیکھ کر ان کے بھائی ہونے کا گمان ہوتا تھا۔۔

حیان کی پیشانی پر ہمیشہ کی طرح سیاہ گھنے بالوں کی ایک لٹ گری ہوئی تھی۔۔ گھنی مڑی ہوئی مونچھوں تلے لبوں کو گول کرتا وہ کچھ سوچ رہا تھا۔۔

اسلام علیکم!!!۔۔۔۔

آواز پر انہوں نے مڑ کر دیکھا۔۔۔مشائم کے پیچھے آتے ابراھیم اور رمل کو دیکھ کر ان کے چہرے پر مسکراہٹ آئی۔۔۔

وعلیکم السلام!!!خوش آمدید۔۔۔۔

ارشما اٹھ کر مشائم سے ملی۔۔۔ازلی گرم جوش محبت بھرا انداز۔۔۔ابراھیم اور رمل کو سر پر پیار کرتے اس نے زنیشہ کو آواز دی۔۔۔

وہ تینوں ماہ بیر اور حیان سے ملے۔۔۔ماہ بیر نے مشی کو ساتھ لگا کر اس کا سر چوما۔۔۔بہن بھائی کی ایسی محبت بہت کم دیکھی تھی انہوں نے۔۔۔

"کیسا ہے میرا بہادر بچہ ؟؟۔۔۔"

رمل کی پیشانی چوم کر وہ نرمی سے بولا۔۔۔

" !!! بلکل فٹ۔۔۔اپنے ماموں کی طرح۔۔۔"

دلکشی سے مسکراتی وہ حیان کے برابر بیٹھ گئی جس کی دوسری جانب ارشما بیٹھی تھی۔۔۔

ان کے مقابل صوفے پر ماہ بیر کے ارد گرد ابراھیم اور مشائم براجمان ہو گئے۔۔۔

"کیسی ہو؟؟۔۔۔"

حیان نے رمل کی جانب رخ کیا۔۔۔وہ ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر بیٹھتی کان میں پہنی چوڑی کے سائز کی سلور بالی کو عادتاً شہادت کی انگلی سے ہلانے لگی۔۔۔

" !!! آئی ایم آلویز فٹ اینڈ فائن الحمد للہ۔۔۔ "

وہی بات کرنے کا ازلی نڈر اور دوٹوک انداز۔۔۔حیان نے سر ہلایا۔۔۔

" تم بتاؤ بڑے چرچے ہو رہے ہیں میڈیا پر ایس پی حیان کے آج کل۔۔۔ بڑے کیس پر ہاتھ ڈالا ہے۔۔۔"

وہ مکمل اس کی جانب مڑتی ابرو ستائش سے اوپر اٹھا کر بولی۔۔۔ حیان دھیما سا مسکرایا۔۔۔

"بہت پریشر ہے اوپر سے۔۔۔ ڈمب کالز بھی آنے لگی ہیں۔۔۔ لیکن ان کو ابھی پتہ نہیں میرا۔۔۔ "

اس کی سیاہ آنکھوں کے کانچ چمکے۔۔۔ رمل نے آنکھیں گھمائیں۔۔۔

عجیب نظام ہے یہاں کا۔۔۔ اگلی بار کوئی کال آئے نہ تو میری طرف سے کہہ دینا کہ تمہاری کال ریکارڈ ہو چکی "

"ہے۔۔ رمل یوسف کل میڈیا پر تمہیں اکسپوز کر دے گی۔۔

" وہ شرارت سے بولی تو حیان ہنس پڑا۔۔۔ "چیف نے خود فون کر کے مجھے دھمکی دی ہے۔۔۔

رمل نے کندھے اچکائے۔۔ "تو تم نے کیا کہا؟"۔۔۔

کہنا کیا تھا۔۔ کہہ دیا۔۔ سر میں تو ڈر گیا۔۔۔ اس پوسٹ تک تو میں جیسے چھلیاں بیچ کر پہنچا ہوں۔۔۔ آپ پلیز"

"مجھے اور مت ڈرائیں۔۔ میرے تو ہاتھ پیر کانپ رہے ہیں!!!۔۔۔

حیان مزے سے کہتا گیا۔۔۔ اس کی بات ختم ہوئی تو وہ دونوں ہاتھ پر ہاتھ مار کر ہنس پڑے۔۔۔ ماہ بیر نے

ابراھیم کے کندھے پر ہاتھ پھیلاتے ان دونوں کو دیکھا۔۔

شروع ہو گئیں ان کی باتیں۔۔۔یار ویسے تمہاری مامی کچھ زیادہ خوبصورت نہیں ہوتی جا رہی دن بدن"

"۔۔۔؟

ارشما کو دیکھتا وہ ابراھیم سے مخاطب ہوا۔۔۔ارشما کو ماہ بیر کو گھورتے دیکھ کر وہ دھیما سا مسکرایا۔۔۔

" !!! کوئی حال نہیں آپ کا۔۔۔بچوں کے سامنے شروع ہو جاتے ہیں۔۔۔"

وہ ماہ بیر کو آنکھوں میں وارن کرتی بولی۔۔۔

" تو کوئی مسلہ نہیں آپ چاہیں تو اکیلے میں شروع ہو جاتے ہیں!!!۔۔۔"

ماہ بیر کے بے دھڑک کہنے پر حیان اور ابراھیم کا قہقہہ پڑا۔۔۔جبکہ باقیوں نے مسکراہٹ دبائی۔۔۔

ارشما کا چہرہ حیا سے سرخ پڑا۔۔۔اس نے آخری بار وارن کرتی نظروں سے ماہ بیر کو دیکھا۔۔۔جیسے اب وہ کچھ بولا تو وہ سخت خفا ہو جائے گی۔۔۔ماہ بیر نے منہ پر انگلی رکھ لی۔۔۔

" ماموں بہت ڈرتے ہیں آپ ممانی سے؟؟۔۔۔"

ابراھیم مسکراتی نظروں سے دونوں کو ایک نظر دیکھ کر بولا۔۔۔

"ہاہ!!!۔۔۔جب بیوی خوبصورت اور ماضی کی استانی ہو تو ڈر نا پڑتا ہے مجھ جیسے غریبوں کو!!!۔۔۔ "

وہ ٹھنڈی آہ بھرتا مسکینی شکل بنا کر بولا۔۔۔ارشمانے مشی کو دیکھتے مسکراہٹ دبائی۔۔۔اتنے میں زنیشہ

لوازمات سے بھری ٹرالی لیے آگئی۔۔۔

اس نے سب کو مشترکہ سلام کیا۔۔۔مشائم نے اٹھ کر اس کا سر چوما۔۔وہ ان کی محبت پر مسکرادی۔۔۔

لوازمات سرو کر کے وہ رمل کے برابر آ بیٹھی۔۔۔وہ دونوں حال احوال دریافت کرنے لگیں۔۔۔

!!! ابراھیم نے ایک نظر ڈالی تھی اس پر۔۔۔بدلی ہوئی۔۔۔گہری نظر۔۔۔

وہ کھانے پینے سے فارغ ہوئے تو مشائم زنیشہ سے مخاطب ہوئی۔۔۔

" بیٹا رمل کے ساتھ اپنے کمرے میں چلی جاؤ۔۔۔کچھ بات کرنی ہے بھائی اور بھابھی سے۔۔۔"

زنیشہ الجھ کر سر ہلاتی رمل کے ساتھ وہاں سے چلی گئی۔۔۔

سرخ ریشمی پیروں کو چھوتے فراک میں دلہن کا سنگھار کیے وہ اپنے کمرے میں نروس سی بیٹھی تھی۔۔۔سر پر

اوڑھے دوپٹے پر جابجا سرخ خوبصورت موتی جڑے ہوئے تھے۔۔۔

ہاتھ میں بھر بھر کر سرخ چوڑیاں پہن رکھی تھیں۔۔۔ جبکہ چہرے پر ہلکا میک اپ تھا۔۔۔ پورے چہرے پر اس کے سرخ لپ سٹک سے رنگے لب اور شہد رنگ آنکھوں میں لگی کاجل کی موٹی لکیر واضح تھی جس نے شہد رنگ کانچ کو دہکا دیا تھا۔۔۔

اس کے ناک پر نتھلی کا اضافہ ہو گیا تھا۔۔۔ ننھی سی گولڈن نتھلی جس کی باریک تار میں سرخ ننھا موتی لٹک رہا تھا۔۔۔

سب بہت اچانک ہوا تھا۔۔۔ بہت عجیب لگ رہا تھا سب۔۔۔ ابراھیم بھائی سے نکاح ہو جائے گا۔۔۔ وہ کبھی خواب میں بھی نہیں سوچ سکتی تھی۔۔۔

باہر لاؤنج سے مہمانوں کی آوازیں آ رہی تھیں۔۔۔ گھر میں ہی چھوٹا سا فنکشن رکھا گیا تھا۔۔ وہ اپنی سوچوں میں گم تھی جب ارشیہ اندر آئی۔۔۔

انگوری رنگ کی ریشمی کھلے گھیر کی شلوار اور گھٹنوں سے اوپر تک آتی قمیض پر نیٹ کا پھولا دوپٹہ سینے پر پھیلا کر لیے وہ ٹھٹھکا دینے کی حد تک خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔

بھورے گھٹنوں تک آتے گھنگریالے بال پشت پر کھلے تھے۔۔۔ پیروں میں کھسہ اور ہاتھوں میں چوڑیاں پہنے

وہ کچھ الجھ رہی تھی خود سے۔۔۔

کب عادت تھی اسے ایسے مشرقی لباس پہننے کی لیکن ایران نے ضد پکڑ لی تھی کہ وہ رمل اور ارشیہ ایک جیسے لباس

زیب تن کریں گی وہ بھی مشرقی طرز کے۔۔۔

چار و نہ چار اسے بھی پہننا پڑا۔۔۔ان کے برعکس حیان اور عرش نے سفید کرتے کے ساتھ سفید پینٹ پاجامہ

پہن رکھا تھا۔۔ بدر سیاہ رنگ کا شیدائی تھا اس لیے اس نے سیاہ کرتا پاجامہ پہننے کو ترجیح دی۔۔

ان سب میں مشترک سیاہ شال تھی جو سب لڑکوں نے گلے میں ڈال رکھی تھی۔۔۔

ارشیہ دوپٹہ ٹھیک کرتی اس کے پاس آئی۔۔۔

" چلو پھوپھو نے کہا ہے تمہیں باہر لے آؤں۔۔۔"

زنیشہ کا دوپٹہ ٹھیک کرتی وہ ہلکا سا مسکرائی۔۔۔

"پیاری لگ رہی ہو!!!۔۔۔ "

ہاہ۔۔۔بدر اس کا یہ انداز دیکھتا تو غش کھا کر گر جاتا۔۔۔نیلی آنکھوں والی اس جنگلی بلی سے وہ ایسے نرم لہجے کی توقع کر ہی نہیں سکتا تھا۔۔۔

زنیشہ گھبرائی گھبرائی سے اس کے ساتھ باہر آئی۔۔۔ارشیہ نے اسے ابراھیم کے برابر لا بٹھایا۔۔۔مہرون کرتے پاجامے میں کندھے پر سیاہ شال ڈالے وہ کسی ریاست کا حسین اور مغرور شہزادہ لگ رہا تھا۔۔۔

اس نے ذرا کی ذرا نظر گھما کر چھوئی موئی بنی اپنی نئی نویلی بیوی کو دیکھا جو کل تک اسے بھائی بھائی کہتے نہیں تھکتی تھی۔۔۔بدر کو اپنی طرف آتے دیکھ کر وہ اس کی جانب متوجہ ہو گیا۔۔۔

ایناره رمل وغیرہ کو تلاش کرتی لاؤنج میں آئی۔۔وہ ایک کونے میں کھڑیں نظر آ گئیں۔۔۔وہ مٹھائی کا ڈبہ پکڑے ان کے پاس آئی۔۔۔

"بیٹا یہ لو۔۔۔سب کا منہ میٹھا کرواؤ۔۔۔"

ان کو ڈبہ تھما کر وہ عجلت میں بھی واپس چلی گئی۔۔۔

تینوں نے ایک ایک ڈبا تھاما اور مہمانوں کی طرف بڑھیں۔۔۔رمل نے حیان کو اشارہ کیا تو وہ اس کی طرف چلا آیا۔۔۔

"واہ بڑے لشکارے مار رہی ہو!!!۔۔۔"

سفید پاجامے کی پاکٹ میں ہاتھ ڈالتے اس نے ستائشی نظروں سے رمل کو دیکھا۔۔۔

انگوری شلوار قمیض میں سیاہ کمر سے نیچے جاتے سلکی بال کھولے وہ عام دنوں سے بے حد مختلف اور بلا کی خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔

رمل نے سیاہ آنکھیں گھمائیں۔۔۔

بندے بھی مار سکتی ہوں میں ان لشکاروں سے۔۔۔کیسے آنکھیں پھاڑ کر دیکھ رہے ہیں سب۔۔۔دل کر رہا"

"گھونسے مار کر ان کا منہ سوجھا دوں۔۔۔

حیان نے مسکراہٹ دبائی۔۔۔

"!!!ہاں بھئی رمل یوسف ہو۔۔۔مار سکتی ہو۔۔۔"

حیان کا اشارہ اس کی سیلف ڈیفینس ٹریننگ کی جانب تھا۔۔۔

" !! اچھا یہ پکڑو مہمانوں کا منہ میٹھا کرواؤ۔۔۔ میں گئی تو ان کا منہ کڑوا اور سوجھا ہوا ملے گا"

پھلجھڑیاں چھوڑتی وہ تن فن کرتی وہاں سے چلی گئی۔۔۔

نیلی آنکھیں سکیڑ کر اس نے ہاتھ میں بچا ہوا ایک پیس پکڑا اور تیکھی مسکراہٹ سے بدر کی جانب آئی۔۔۔

جو سیاہ کرتے پاجامے میں مغرور تاثرات چہرے پر سجائے لاپرواہ سا کھڑا لڑکیوں کے دل لوٹ رہا تھا۔۔

ارشیہ اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔۔۔ بدر نے اسے دیکھا۔۔۔ ایک پل کو وہ مسمرائز ہو گیا۔۔۔ پھر سر

جھٹک کر اس نے چہرہ پھیر لیا۔۔۔

ارشیہ تو سلگ ہی گئی۔۔۔ ناک پھلاتے اس نے کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا۔۔ پھر تپانے والی

مسکراہٹ سے اسے دیکھ کر ہاتھ میں پکڑا مٹھائی کا ٹکڑا اس کے منہ کے سامنے کیا۔۔۔

"اپنی بڑی بہن کے ہاتھ سے مٹھائی نہیں کھائے گا میرا پالا بے بی؟؟۔۔۔"

اس کی نیلی آنکھوں کے کانچ چمک اٹھے تھے۔۔۔

بدر نے غصے سے اسے دیکھا۔۔۔ارشیہ کو لگا وہ ہاتھ مار کر مٹھائی کا ٹکڑا دور پھینک دے گا لیکن۔۔۔

وہ جھکا۔۔ارشیہ کا ہاتھ پکڑ کر مٹھائی کھاتے اس نے اس نرم انگلی منہ میں دبا کر زور سے بائیٹ کیا۔۔۔

ارشیہ سٹپٹا گئی۔۔۔اس نے جلدی سے ہاتھ کھینچا۔۔۔

"بہت بد تمیز اور بے شرم ہو تم۔۔۔"

اس کی چادر سے انگلی پونچھ کر وہ تپ کر کہتی پلٹی اور تیز تیز قدم اٹھاتی اس کی نظروں سے دور ہونے لگی۔۔۔

بدر نے سر گھما کر اس کی پشت پر پھیلے بالوں سے جھانکتی بلدار کمر کو ایک نظر دیکھا ضرور تھا۔۔۔

Epi # 06

اس کی نیلی آنکھوں کے کانچ چمک اٹھے تھے۔۔۔بدر نے غصے سے اسے دیکھا۔۔۔ارشیہ کو لگا وہ ہاتھ مار کر مٹھائی کا ٹکڑا دور پھینک دے گا لیکن۔۔۔

وہ جھکا۔۔ارشیہ کا ہاتھ پکڑ کر مٹھائی کھاتے اس نے اس نرم انگلی منہ میں دبا کر زور سے بائیٹ کیا۔۔۔

ارشیہ سٹپٹا گئی۔۔۔اس نے جلدی سے ہاتھ کھینچا۔۔۔

"بہت بد تمیز اور بے شرم ہو تم۔۔۔"

اس کی چادر سے انگلی پونچھ کر وہ تپ کر کہتی پلٹی اور تیز تیز قدم اٹھاتی اس کی نظروں سے دور ہونے لگی۔۔۔

بدر نے سر گھما کر اس کی پشت پر پھیلے بالوں سے جھانکتی بل دار کمر کو ایک نظر دیکھا ضرور تھا۔۔۔

زنیشہ کی تھکن کے خیال سے رمل اسے واپس کمرے میں لے گئی تھی۔۔۔ تقریباً سب مہمان جا چکے تھے۔۔۔

ابراھیم کزنز کے جھرمٹ سے نکلتا لاؤنج سے باہر آیا۔۔

سیاہ شال کو گردن میں اکٹھا کر کے ڈالتا وہ آس پاس نظر دوڑانے لگا۔۔ بالآخر ایک کونے میں اسے ارشما ممانی نظر آ ہی گئیں۔۔اپنی یہ ینگ سی نرم گو ممانی اسے بہت اچھی لگتی تھیں۔۔۔وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا ان کے پاس آیا

۔۔

"ارے ابراھیم بیٹا تم یہاں؟؟ کچھ چاہیے تھا؟؟۔۔۔"

وہ اسے دیکھتے ہی محبت بھری نرمی سے بولی۔۔۔

"میں زنیشہ سے ملنا چاہتا ہوں ایک بار۔۔۔اگر آپ کی اجازت ہو تو؟؟۔۔۔ "

پشت پر ہاتھ باندھتا وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔۔۔ارشما بے اختیار مسکرائی۔۔۔

تمہاری بیوی ہے اب وہ۔۔ضرور ملو!!!"۔۔۔۔ "

اس کے خوشدلی سے کہنے پر وہ دھیما سا مسکراتا زنیشہ کے کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔ہاتھ بڑھا کر اس نے

دروازہ دھکیلا اور آرام سے اندر داخل ہو گیا۔۔

وہ سر پر لگی پنیں اتار کر جوڑا کھولتی بالوں میں انگلیاں پھیرتی خود کو پر سکون کر رہی تھی۔۔۔آہٹ پر اس نے لا

پرواہ انداز میں گردن گھما کر دیکھا۔۔

ابراھیم کو چوکھٹ میں ایستادہ دیکھ کر وہ گھبرا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔اس کے لمبے شہد رنگ سلکی بال لہرا کر کھل

گئے۔۔۔اس نے گھبرا کر دائیں جانب بیڈ پر پڑے اپنے دوپٹے کو دیکھا۔۔۔

پہلی بار بغیر دوپٹے کے یوں اس کا سامنا ہونے پر وہ حیا سے ڈوب مرنے کو ہوئی۔۔اوپر سی خود کو مسلسل تکتی

اس کی نظریں۔۔اف اف۔۔۔ابراھیم بھائی تو ایسے نہیں دیکھتے تھے۔۔۔سوچتے ہوئے اس نے خود کو

!! ڈپٹا۔۔۔اف کیا سوچ رہی ہوں میں۔۔۔

لبوں پر مٹی مٹی سرخ لپسٹک اور کاجل سے دہکتی شہد رنگ کانچ سی آنکھوں میں بیک وقت حیرت اور گھبراہٹ

لیے کبھی بیڈ پر پڑے دوپٹے اور کبھی ابراھیم کو دیکھتی وہ اسے ایک پل کو مبہوت کر گئی۔۔

اس کے ہوشربا نازک وجود سے نظریں ہٹاتا وہ کھنکارا۔۔۔زنیشہ ہوش میں آئی تھی جیسے۔۔۔اس نے جلدی

سے دوپٹہ پکڑ کر خود پر پھیلایا۔۔۔پھر نظریں جھکا کر وہ خوامخواہ لب کاٹنے لگی۔۔۔

ابراھیم نے غور سے اس کے کنفیوز سے انداز کو دیکھا۔۔۔

کچھ کہو گی نہیں؟؟"۔۔۔اس کی دھیمی آواز پر زنیشہ نے جھکا سر اٹھا کر دیکھا۔۔۔ "

پیشانی پر بکھرے سیاہ چمکدار بالوں میں سیاہ گہری آنکھوں سے اسے دیکھتا وہ معصوم لگ رہا تھا۔۔۔اس پر مستزاد

اس کا بھاری و دلکش لب و لہجہ۔۔۔

زنیشہ نے گہری سانس کھینچی۔۔۔

کیا کہوں ابراھیم بھا۔۔۔۔"اس نے سرعت سے زبان دانتوں تلے دبائی۔۔۔کیا کہوں میں۔۔۔مجھے تو کچھ "

بھی سمجھ نہیں آرہا۔۔۔میں نے کبھی ایسا۔۔۔نہیں۔۔۔سوچا تھا۔۔۔مطلب۔۔۔آپ سمجھ رہے ہیں نہ۔۔۔

؟؟

وہ انگلیاں چٹخاتی معصومیت سے اسے دیکھتی کہنے لگی۔۔۔

" !!! ہمم سمجھ رہا ہوں۔۔۔"

وہ مسکان دباتا بظاہر سنجیدگی سے بولا۔۔۔ زنیشہ کو کچھ حوصلہ ملا۔۔۔

وہی۔۔۔ میں یہی سوچ رہی تھی کہ ہم نے تو کبھی ایسا کچھ۔۔۔ نہیں سوچا ایک دوسرے کے بارے میں پھر"

" پتہ نہیں کیسے سب کو لگا کہ ہماری شادی کر دینی چاہیے۔۔

وہ منہ بنا کر بولتی کیوٹ لگی تھی۔۔۔ ابراھیم نے ایک پل کو گہری نظر سے اسے دیکھا۔۔۔

ہمم۔۔۔ میں نے کبھی نہیں سوچا تمھرے بارے میں ایسا کچھ۔۔۔ لیکن۔۔۔ "ایک قدم آگے آتا وہ جھکا تھا"

۔۔۔

" لیکن سوچا جا سکتا ہے !!!۔۔۔"

اپنے قریب اس کی بھاری سی سرگوشی پر زنیشہ گھبرا کر ایک قدم پیچھے ہٹی۔۔۔

" کک۔۔ کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ۔۔۔ ایسی باتیں نہ کریں۔۔۔ میرا دل گھبرا رہا ہے۔۔۔ "

وہ اپنی تیز ہوتی دھڑکنوں سے پریشان ہوتی خفگی سے بولی۔۔۔ ابراھیم نے مسکراہٹ دبائی۔۔۔

"اوکے نہیں کرتا ایسی باتیں۔۔۔چلتا ہوں!!!۔۔۔"

اس پر ایک آخری نظر ڈال کر وہ پلٹ گیا۔۔۔زنیشہ نے آنکھیں بند کر کے مسلیں۔۔

اف کیا بنے گا ہمارا!!!"۔۔۔۔"

"ایرا بیٹا کہاں جا رہی ہو؟ وقت بہت ہو گیا ہمیں نکلنا ہے واپسی کے لیے!!!۔۔۔"

ایرا کو دوسرے فلور کی سیڑھیوں کی طرف جاتے دیکھ کر اورھان پکار بیٹھا۔۔۔وہ آواز سن کر رکی۔۔

"بابا میرا بیگ اوپر ہے میں لے کر آتی ہوں!!!۔۔۔ "

وہ اسے جواب دے کر جلدی جلدی سیڑھیاں چڑھنے لگی۔۔۔ بڑا سا لاؤنج عبور کر کے وہ مطلوبہ کمرے میں آئی۔۔۔بیگ کی زپ کھول کر اس نے موبائل اندر رکھا تو اس کی نظر ادھ کھائی چاکلیٹ پر پڑی۔۔۔

اسے تو میں بھول ہی گئی!!!"۔۔۔۔۔۔۔"

خود کلامی کرتے اس نے چاکلیٹ نکال لی اور مزے سے کھاتی روم سے باہر آئی۔۔۔وہ اپنے دیھان میں تیز تیز چل رہی تھی جب ایک کمرے کا دروازہ کھلا اور ارش باہر آیا۔۔۔

وہ اسے دیکھ نہیں سکا تھا۔۔ لہٰذا بری طرح ٹکرا گیا۔۔۔ ایرا کے ہاتھ سے چاکلیٹ گر گئی۔۔۔ اس نے دکھتے کندھے پر ہاتھ رکھتے ڈبڈبائی آنکھوں سے مقابل کو دیکھا۔۔۔ دفعتاً اس کی نیلی بلی سی آنکھوں میں غصہ در آیا۔۔

عرش خاموش کھڑا تھا۔۔ مغرور نظروں سے اسے ایک پل کو دیکھتا وہ اسے اگنور کر کے آگے بڑھا۔۔ ایرا نے تپ کر اسے دیکھا۔۔۔ وہ پیر پٹختی اس کے مقابل آئی تو عرش نے قدموں کو بریک لگایا۔۔

اس نے سر جھکا کر ناگواری سے اس ٹڈی کو دیکھا جو اس کے سینے تک مشکل سے آتی تھی۔۔۔

عرش بھائی! میری چاکلیٹ گرادی ہے مجھے ہٹ بھی کیا آپ نے۔۔۔ سوری بولیں اور مجھے چاکلیٹ لا کر دیں اب جہاں سے مرضی !!! "

وہ ضدی ہوتی پیر پٹخ کر بولی۔۔۔ انگوری نیٹ کے پھولے دوپٹے کو زور سے کندھے پر پٹختے وہ اپنی فیورٹ چاکلیٹ کے ایسے حال پر لڑنے مرنے کو تیار ہو گئی۔۔۔

عرش نے ابرو اچکا کر اس کی ہمت کو دیکھا۔۔ ابرو اٹھانے سے ترچھا کٹ مذید نمایاں ہوا۔۔۔

اپنی حد میں رہو تم !!!۔۔۔ "وہ تیکھی گہری بھوری نظروں سے اسے دیکھتا سختی سے بولا۔۔۔ "

حد میں ہی ہوں میں۔۔۔آپ کو پتہ ہے آپ کیسے ہیں۔۔۔بہت بد تمیز۔۔۔ناک اتنی اونچی رکھتے ہیں جیسے "

جیسے۔۔اب مجھے لفظ نہیں مل رہا آپ کی شان میں۔۔آنکھیں بلکل مارس اور پلوٹو کے درمیان گھومتی رہتی ہیں

" ۔۔۔آپ نہ۔۔بہت بہت۔۔۔وہ ہیں۔۔۔

اس کے نو لفٹ ایٹیٹیوڈ پر وہ دانت کچکچا کر بولی۔۔۔عرش نے آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا۔۔۔زیادہ زبان

نہیں چل رہی تھی اس کی۔۔۔ایک چاکلیٹ ہی تو گرائی تھی۔۔اور ہاں بس اس کا بھاری کسرتی کندھا ذرا سا تو لگا

تھا اس کے نازک کندھے سے۔۔۔

وہ ایک قدم اس کی طرف بڑھا۔۔۔

تمیز سے بات کرو مجھ سے۔۔۔ایسے لہجوں کی عادت نہیں ہے مجھے!!!"۔۔۔"

اس کا بازو پکڑ کر جھٹکتا وہ اسے باور کرواتے بولا۔۔۔ہاں ایسا ہی انازاد تھا وہ۔۔۔مقابل کو جوتی کی نوک پر رکھ

دینے والا۔۔۔

اس کے کان میں پہنا چاند کی شکل کا سیاہ ٹاپس چمکا تھا اس کی آنکھوں کی طرح۔۔۔ایرانے روتے ہوئے اس سے

بازو چھڑوایا۔۔۔

نازک گلابی ہاتھوں کی پشت سے گال رگڑتی وہ پیچھے ہٹی۔۔۔

"آئی ہیٹ یو عرش بھائی۔۔۔بہت گندے ہیں آپ!!!۔۔۔"

شکایتی نظروں سے اسے دیکھتی وہ بھاگتی ہوئی سیڑھیاں اترنے لگی۔۔۔ عرش نے کندھے اچکا دیے۔۔۔ جیسے اسے کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔۔۔

اورھان وغیرہ کے جانے کا وقت ہوا تو سب لاؤنج میں آ گئے۔۔حیان، عرش اور بدر کو ایک ساتھ کھڑے دیکھ کر وہاں سے گزرتی ملازمہ کی آنکھیں پوری کھل گئیں۔۔اس نے آنکھیں زور سے مسل کر پھر سے کھولیں

۔۔۔

اس کا منہ کھل گیا۔۔منظر ویسا ہی تھا۔۔۔وہ جلدی سے کچن میں آئی جہاں ایک ملازم کھڑا برتن دھو رہا تھا۔۔

بشیر؟ یہ باہر ایک جیسے تین لڑکے۔۔۔میرا مطلب میری آنکھوں کا دھوکہ ہے یا سچ میں؟؟"وہ حیرت سے "

بولی۔۔۔

بشیر ہنس پڑا۔۔ "ارے پگلی وہ تینوں صاحب "تڑواں "ہیں۔۔۔ مطلب جیسے جڑواں بچے ہوتے نہ ویسے یہ " تینوں ایک ساتھ پیدا ہوئے۔۔۔

ملازمہ نے سر ہلایا۔۔ "اچھا!! کبھی دیکھے نہیں تھے۔۔۔ ویسے ان کے گھر والے کیسے پہچانتے ہیں ان کو "؟۔ مشکل تو ہوتی ہو گی؟۔۔۔

وہ دلچسپی سے بولی۔۔۔

بشیر مزے سے بولا۔۔ "نہیں بابا تینوں ایک سے بڑھ کر نرالے ہیں۔۔۔ ایک دوسرے سے مختلف۔۔۔ حیان صاحب کی داڑھی مونچھوں سے ہی پتہ چل جاتا ہے۔۔۔ کیا رعب اور دبدبہ ہے۔۔۔ یہ بڑی مڑی ہوئی مونچھیں۔۔ پولیس میں ہیں نہ۔۔۔

اور اپنے عرش صاحب!!۔۔۔ وہ ماڈل ہیں۔۔ کیا سٹائلش انداز ہے۔۔ لیکن ان میں اکڑ بہت ہے۔۔ اور بدر صاحب غصے کے تیز ہیں بہت لیکن اچھے ہیں۔۔۔

تینوں کی آنکھوں کا رنگ مختلف ہے تم اس سے پہچان لینا۔۔ حیان صاحب کی آنکھیں سیاہ ہیں۔۔ بدر صاحب کی سرمئی جبکہ عرش صاحب کو گہری بھوری ہیں۔۔

" ویسے بھی سب کے انداز الگ ہیں۔۔ تم کچھ دن میں ہی جان جاؤ گی۔۔۔

ملازمہ محض سر ہلا کر رہ گئی۔۔۔اس نے کچن سے باہر جھانکا۔۔۔اور ھان لوگ سب سے مل رہے تھے۔۔۔

عرش آگے آیا تو اینا رانے خفگی بھری نگاہ اس پر ڈالی۔۔۔

برابر کھڑے حیان سے سر پر پیار لے کر وہ نظریں گھماتی باہر نکل گئی۔۔۔ عرش نے آنکھیں سکیڑ کر اس کے

تیوروں کو دیکھا تھا۔۔۔

اور ھان لوگ نکلے تو مشی بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

چلتے ہیں ہم بھی بھائی جان۔۔۔ میں اب بہت مطمئن ہوں۔۔۔اللہّ پاک سب بچوں کے نصیب اچھے کریں"

" ۔۔۔میری بیٹی اب چند دن کی مہمان ہے آپ کے پاس۔۔اس کا بہت خیال رکھیے گا۔۔۔

وہ زنیشہ کو دیکھ کر پیار سے بولی تو وہ جھینپ گئی۔۔۔خدا حافظ کہتے وہ بھی سامنے بنے اپنے بنگلے میں لوٹ گئے

۔۔۔

جلدی سے بال برش کرتی وہ آئینے کے سامنے آئی۔۔۔فون کی تواتر بجتی بیل اس کے سر میں ہتھوڑے کی طرح بج رہی تھی۔۔۔

گھٹنوں کو چھوتے بھورے سلکی بالوں کو اس نے فرنچ بریڈ میں باندھ کر کمر پر ڈال دیا۔۔۔برش ڈریسنگ ٹیبل پر پٹخ کر وہ بیڈ پر گھوڑے گدھے سب بیچ کر سوئی ارشیہ کے پاس آئی۔۔۔

موبائل کی بیل کی آواز تو آرہی تھی تواتر سے لیکن اسے دکھ نہیں رہا تھا۔۔اس نے ارشیہ کے تکیے کے نیچے ہاتھ ڈال کر ٹٹولا تو موبائل مل گیا۔۔۔

"آپی اٹھیں۔۔۔آپی۔۔۔کال آرہی آپ کی کب سے!!!۔۔۔"

ارشیہ کو جھنجھور کر فون اسے تھماتی وہ ایک بار پھر سے آئینے کے سامنے آئی۔۔اس نے ایک نظر میں سر تا پیر جائزہ لیا۔۔

بلیک جینز پر چٹلّا والا گھٹنوں تک آتا سفید فراک پہنے جس پر دیدہ زیب رنگ برنگے دھاگوں سے کڑھائی ہوئی تھی وہ یونی ورسٹی جانے کے لیے تیار تھی۔۔۔

نیلی آنکھوں کے کانچ کا جل کی لکیر سے دہکا کر اس نے گلے میں سٹالر ڈالا۔۔۔ پیروں میں سفید جوگرز پہن کر

وہ ناشتہ کرنے کے لیے باہر نکل گئی۔۔۔

ارشیہ جو بغیر دیکھے کال کاٹ کر موبائل بند کرنے کے بعد پھر سے سونے کی تیاری کر رہی تھی۔۔۔ پھر سے

فون بجنے پر تپ کر اٹھ بیٹھی۔۔۔

"بکھرے بال ایک ہاتھ سے سمیٹ کر اس نے کال ریسیو کی۔۔۔ "کیا موت پڑ گئی ہے؟؟۔۔۔

وہ کھانے کو پڑی۔۔۔ دوسری جانب سے کچھ سخت کہا گیا جس پر اس نے دانت پیسے۔۔۔ کال کاٹ کر اس نے

فون پٹخ کر بیڈ پر رکھا۔۔۔

"میں نے سوچا تھا آج نہیں جاتی آفس لیکن وہ منحوس بلا مجھے سکون لینے نہیں دے گا۔۔۔"

آفس آؤ ورنہ ہمیشہ کے لیے چھٹی سمجھو!!! وہ اسکی نقل اتارتی ہوئی بولی۔۔۔

ہونہہ!!۔۔۔۔ ساری نیند کا کباڑا کر دیا اب دیکھنا تمہارا بھی سکون نہ برباد کیا تو میرا نام بھی ارشیہ نہیں۔۔۔"

"

برے برے منہ بناتی وہ اٹھ کر فریش ہونے چلی گئی۔۔۔

اینارا کچن میں کھڑی جلدی جلدی ناشتہ بنا رہی تھی جب اورھان اس کے پیچھے آ کھڑا ہوا۔۔اس نے نرمی سے

اینارا کے گرد بازو حائل کر دیے۔۔اس کے کندھے پر ٹھوڑی ٹکا کر وہ سکون سے آنکھیں موند گیا۔۔۔

" اورھان کیا کر رہے ہیں؟؟۔۔۔"

وہ بچوں کا خیال کرتی اسے جگہ کا احساس دلانے کو بولی۔۔۔

"پیار کر رہا ہوں اپنی بیوی کو!!!۔۔۔"

کہتے ساتھ اس نے اینارا کا گال چوم لیا۔۔۔وہہ سٹپٹا گئی۔۔۔

"ماما بریک فاسٹ بن گیا؟؟ مجھے دیر ہو رہی ہے!!!۔۔۔"

ایرا آواز دیتی کچن میں آئی تو اورھان مسکراتی نظروں سے اینارا کو دیکھتا پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔۔

"جی میرا بچہ بن گیا ہے بریک فاسٹ۔۔۔تم چلو میں آتی ہوں!!!۔۔۔"

اورھان کو نظروں سے وارن کرتی وہ برتن سمیٹنے لگی۔۔۔

گڈ مارننگ ایوری ون!!!۔۔۔

مہرون پینٹ شرٹ پر وائٹ منی کوٹ میں ملبوس ہاتھ میں پہنی برانڈڈ گھڑی میں وقت دیکھتی وہ نک سک سی تیار ناشتے کی میز تک آتی اپنی کرسی سنبھال کر بیٹھی۔۔۔

مارننگ۔۔۔!"اورھان نے مسکرا کر جواب دیا۔۔۔"

آفس کا پہلا دن کیسا رہا؟؟۔۔۔وہ کانٹے کی مدد سے آملیٹ کا ٹکڑا منہ میں ڈال کر اس سے استفسار کرنے لگا۔۔

اینارا ابھی ارشیہ کی جانب متوجہ ہوئی۔۔

" !! ٹھیک ہی تھا بس۔۔۔ "

وہ نیلی آنکھیں گھما کر بولی۔۔۔

"ہمم۔۔۔آگے کا ٹینیو کرو گی پھر؟؟۔۔۔"

وہ دوبارہ گویا ہوا۔۔۔ارشیہ کے تصور میں بدر کا جلا کٹا چہرہ اور لہجہ ابھرا۔۔

"چھوڑوں گی تو اب ہرگز نہیں!!!۔۔۔"

وہ قطعی انداز میں بولی۔۔۔

"آپی بدر بھائی کا بیہیو ئیر کیسا آئی میں باس کی طرح یا کزن کی طرح؟؟۔۔۔ "

ایرا جوس کا گھونٹ بھرتی دلچسپی سے پوچھنے لگی۔۔۔

" بیہیو یر نہ ہی پوچھو۔۔۔ایک نمبر کا بد تمیز، کھڑوس ہے منحوس بلا ہے وہ۔۔۔"

ارشیہ دانت پیس کر بولی۔۔اس کا بس نہ چل رہا تھا دانتوں کے درمیان اس جعلی "کین یمین "کی ساری اکڑ

رکھ کر پیس دیتی۔۔۔

اورھان نے اس کی بات پر قہقہہ لگایا۔۔۔

!!! اس کی نیچر بس ایسی ہے۔۔۔ "

اورھان نے لقمہ دیا۔۔۔ "

"تم بھی تمیز سے رہنا وہاں۔۔۔پتہ چلے دوسروں کی ناک میں دم کر رکھا ہو!!!۔۔۔ "

اینارا نے اسے ڈپٹا۔۔۔اچھے سے جانتی تھی وہ ارشیہ کی نیچر۔۔۔ارشیہ نے ایک کان سے سن کر دوسرے سے

نکال دیا۔۔۔

"فضول میں اتنا شک کرتی ہیں آپ۔۔۔اتنی معصوم تو ہوں میں!!!۔۔۔"

اورھان کو دیکھ کر آنکھ مارتی وہ میسی جوڑے کے اطراف میں بکھری لٹیں ٹھیک کرتی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

مہرون لپ سٹک سے رنگے لبوں پر دل جلانے والی مسکراہٹ تھی۔۔۔

ایرا کو ساتھ لیے وہ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر آ بیٹھی۔۔کچھ ہی دیر ڈرائیو کرنے کے بعد اس نے یونیورسٹی کے باہر کار روکی۔۔۔

ایرا اتری تو وہ کار ریورس کرتی وہاں سے آفس کے لیے نکل گئی۔۔۔اس کے جانے کے بعد ایرا نے گیٹ کی جانب قدم بڑھائے۔۔۔ گراؤنڈ سے گزر کر وہ اندر کوریڈور میں آئی۔۔۔

کلاس میں بیگ رکھ کر وہ کوریڈور عبور کرتی یونیورسٹی کی پچھلی طرف والی گراؤنڈ میں آ گئی۔۔۔اس نے آس پاس نگاہ دوڑائی۔۔۔

شاہ رخ کو وہاں پا کر اس کی نیلی آنکھوں کے کانچ چمک اٹھے تھے۔۔۔ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی وہ اس کے برابر گھاس پر بیٹھ گئی۔۔۔

"ہائے سویٹی!!!۔۔۔"

شاہ رخ نے اسے سر تا پیر دیکھ کر کہا۔۔۔

ہائے!!۔۔۔۔۔۔

ایرا آہستہ سے بولی۔۔۔وہ نروس ہو رہی تھی۔۔۔کچھ ہی دن ہوئے تھے جب شاہ رخ سے اس کی دوستی ہوئی تھی۔۔۔

وہ شخص جس کے پیچھے یونیورسٹی کی لڑکیاں پاگل تھیں وہ اسے پسند کرتا تھا۔۔ محض اس سے بات کرتا تھا یہ احساس ہی بہت خوبصورت تھا۔۔۔

"خوبصورت لگ رہی ہو!!!۔۔۔ "

شاہ رخ نے اس کے چہرے کو نظروں کے حصار میں لے کر کہا۔۔۔ایرا سر خ پڑی تھی۔۔۔

"تھیک یو!!!۔۔۔ "

انگلیاں چٹخاتی وہ نظریں جھکا کر بولی۔۔۔وہ خاموش ہو گیا۔۔۔کافی دیر تک جب وہ کچھ نہ بولا تو ایرا نے سر اٹھا کر دیکھا۔۔

"تم ٹھیک ہو؟؟۔۔۔ "

اسے لگا وہ پریشان تھا۔۔۔وہ کچھ پل خاموش رہا پھر نفی میں سر ہلایا۔۔

بابا کے کچھ دشمن میرے پیچھے پڑے ہیں!!۔۔۔وہ ایس پی حیان مجھے جیل میں ڈالنا چاہتا ہے جھوٹے الزام لگا"

" کر لیکن وہ ایسا نہیں کر سکتا۔۔۔

کہتے ہوئے اس نے کنکھیوں سے ایرا کو چونکتے دیکھا تھا۔۔

ایس پی حیان۔۔۔؟وہ کزن ہیں میرے۔۔۔وہ ایسا کیوں کریں گے؟میں جانتی ہوں انہیں اچھے سے!! "

"۔۔۔

وہ شاہ رخ کو یقین دلانے لگی کہ جیسا وہ سوچ رہا ہے ویسا نہیں ہے۔۔شاہ رخ نے تیکھی مسکراہٹ سے اسے

دیکھا۔۔۔

تم کچھ نہیں جانتی ہو۔۔۔بہت معصوم ہو تم۔۔۔!!!"۔۔۔اس کی بات پر ایرا الجھ سی گئی۔۔۔"

"کیا واقعی حیان بھائی۔۔؟؟۔۔۔"

مہرون پنسل ہیل سے ٹک ٹک کرتی وہ کمپنی کی عمارت میں داخل ہوئی۔۔۔امپلائیز پر ایک سرسری نظر ڈال کر وہ سفید کوٹ جھٹک کر مغرور انداز میں چلتی لفٹ کی جانب بڑھی۔۔۔

دوسرے فلور پر آکر وہ لفٹ سے باہر نکلی۔۔۔لیفٹ سائیڈ ٹرن لینے پر وہ اسے آفس کے سامنے کھڑا نظر آگیا

۔۔۔

بلیک تھری پیس میں پینٹ کی پاکٹ میں ایک ہاتھ اڑسے دوسرے ہاتھ سے وہ فون کان سے لگائے کسی سے محو گفتگو تھا۔۔

ارشیہ ناقدانہ نظروں سے اسے دیکھتی آگے آئی۔۔۔تب تک وہ فون بند کر کے جیب میں رکھ چکا تھا۔۔۔

"گڈ مارن۔۔۔۔۔"

ارشیہ گڈ مارننگ وش کرنے کی نیت سے اس کے پاس آتی بولنے ہی لگی کہ اس پیر اچانک ٹیڑھا ہوا۔۔۔اس نے گھبرا کر بدر کا کوٹ پکڑنا چاہا۔۔۔

بدر نے ابرو اچکا کر اسے دیکھا اور ایک قدم پیچھے ہٹ گیا۔۔۔وہ گرتے گرتے بچی۔۔۔اسے نظر انداز کرتا وہ فلور لکاوزٹ کرنے لگا۔۔وہ بھی دانت پیس کر اس کے پیچھے آئی۔۔۔

بد تمیز نہ ہو تو!!!۔۔۔

بدر نے ایک جگہ رک کر اسے دیکھا۔۔۔

یہ دیکھو سب امپلائیز کس طرح کام کرتے ہیں۔۔ تم چند دن آبزرو کروانہیں۔۔۔اس طرح تمہیں کام "

کرنے میں آسانی ہو گی!!!"۔۔۔۔

ارشیہ نے سنجیدگی سے سر ہلایا۔۔۔ حیرت در حیرت!!!۔۔۔وہ پھر سے گویا ہوا۔۔

بیس منٹ کے بعد میٹنگ ہو گی۔۔۔ آؤٹ سائیڈرز آئیں گے۔۔ تمہیں انہیں کنوینس کرنا ہے کہ وہ "

" ہمارے لانچ کیے پروڈکٹس مارکیٹ میں دینے پر تیار ہو جائیں۔۔۔ کر لو گی تم؟؟۔۔۔

آخر میں وہ استہزائیہ نظروں سے اسے دیکھتا بولا تھا۔۔۔ارشیہ نے ترچھی نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔

ٹرائی می!!!"۔۔۔۔ازلی مغرور اور تیکھا انداز۔۔۔"

میٹنگ روم میں سب اس وقت جمع تھے۔۔۔ بدر کیے ساتھ ارشیہ بیٹھی تھی۔۔۔ان کے مقابل بزنس ڈیلرز

اور باقی کمپنی کا سینئر سٹاف تھا۔۔۔ میٹنگ شروع ہو چکی تھی۔۔۔

" صارفین آپ کے پروڈکٹس کیوں خریدیں گے؟ وہاٹ از دا سپیشیلیٹی۔۔۔؟؟ "

مقابل نے پوچھا تھا۔۔۔ارشیہ کھنکاری۔۔۔

مسٹر اویس بزنس میں ایک چیز ہوتی ہے "گڈوِل"۔۔۔الحمد للہ ہماری کمپنی ٹاپ ٹین میں آتی ہے اچھی شہرت اور نام کی بنا پر۔۔۔

صارفین جب کسی پراڈکٹ پر ہماری کمپنی کا ٹیگ دیکھیں گے تو وہ اس میں دلچسپی لیں گے۔۔۔اور ہر کام دلچسپی سے تو شروع ہوتا ہے۔۔۔

دوسری بات ہے "مارکیٹ ڈیمانڈ" کی۔۔۔ہماری کمپنی وہی پراڈکٹس لانچ کرتی ہے جن کی ڈیمانڈز زیادہ ہوتی ہے مارکیٹ میں۔۔۔

اور ڈیزائن اتنے یونیک ہوتے ہیں کہ یہ ڈیمانڈ دن بہ دن بڑھ رہی ہے۔۔۔ کمپنی از ایٹ اٹس پیک!!!۔۔۔۔

" سو ہمارا خیال ہے کوئی ہمارے ساتھ کام کر کے مایوس نہیں ہوگا۔۔۔

بدر ہاتھ کی مٹھی بنا کر لبوں پر رکھتا کرسی سے پشت ٹکا کر ٹانگ پر ٹانگ جما کر بیٹھا اسے سن رہا تھا۔۔ مسٹر اویس نے سر ہلا کر گلا کھنکارا۔۔

بلکل میں ایگری کرتا ہوں آپ کی بات سے۔۔۔ لیکن ضروری نہیں کہ ہر بار جیسا سوچیں ویسا ہی ہو۔۔۔ کوئی "

"اور کمپنی آپ سے اچھے پراڈکٹس لانچ کرنے لگے تو آپ کی مارکیٹ ویلیو گر سکتی ہے۔۔۔

ان کی بات پر بدر سیدھا ہو کر بیٹھا۔۔۔ اس نے سنجیدہ نظر ان پر ڈالی۔۔۔ یہی تو چانس ہے۔۔۔

Business is the other name of risk !!! if there is no rise ....

no business!!

اس نے گویا بات ختم کی تھی۔۔۔

میٹنگ ختم ہوتے ہی وہ آفس میں آ گئے۔۔۔

"تو مانتے ہو پھر میری ایبلیٹی کو؟؟۔۔۔ "دنگ رہ گئے ہو گے تم!!!۔۔"

وہ گردن اکڑا کر بولی۔۔۔ نیلی بلی سی آنکھوں کے کانچ چمک اٹھے تھے۔۔۔ لبوں پر قاتل مسکراہٹ غضب ڈھا رہی تھی۔۔۔

بدر نے کوٹ میز پر رکھا اور کف لنکس کھول کر بازو کہنیوں تک موڑتا اس کی جانب رخ کر کے کھڑا ہو گیا۔۔

وہ گلاس ڈور کے ساتھ کمر ٹکا کر پیروں کا کراس بنائے کھڑی تھی۔۔۔

بدر نے افسوس سے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

اگر ایک میٹنگ میں کامیاب ہو کر تم یہ سمجھ رہی ہو کہ تم میں بہت ایبلیٹی ہے یا تم بزنس ویمن ہو تو منہ دھو "

"رکھو!!!۔۔۔

وہ میز پر ہاتھ ٹکاتا بیٹھ گیا۔۔۔ارشیہ نے ایک ادا سے لٹیں چہرے سے پیچھے ہٹائیں۔۔۔

دو بار دھو کر آئی ہوں!!!۔۔۔"

بے نیازی سے بولتی وہ بدر کو چڑیل لگی تھی بلکل۔۔۔آج تو اس نے لبوں پر مہرون لپ سٹک بھی لگا رکھی تھی

۔۔۔

" جتنی توجہ تم منہ پر پینٹنگ کرنے پر دیتی ہو۔۔۔اگر اتنی ہی بزنس کو دو گی تو کام بن سکتا ہے۔۔۔"

اس کے میک اپ زدہ چہرے پر طنز کیا گیا تھا۔۔۔ارشیہ تو سلگ ہی اٹھی۔۔ بات اب اس کے حسن پر آ گئی تھی

۔۔۔

"تم بد دماغ انسان میرے حسن سے جل جل کر مر جانا!!!۔۔۔ "

چند قدم آگے آتی وہ تیکھے لہجے میں بولی۔۔۔نیلی آنکھوں میں آگ سی لگی تھی۔۔۔بدر تند چہرے سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

بہت ہوا تھا۔۔۔بہت برداشت کر لیا اس نے اس جنگلی بلی کو۔۔۔اس نے جھٹکے سے اسے کمر سے دبوچ کر قریب کیا۔۔۔

بہت بکواس کر لی تم نے اور میں نے سن لی۔۔مت بھولو کہ میں باس ہوں تمہارا۔۔۔اگر دوبارہ تمہاری " زبان چلی تو میں تمہارا منہ نوچ لوں گا۔۔۔

بہت ہلکا لے لیا ہے تم نے مجھے۔۔۔میں بدران شاہ ہوں۔۔۔ایسے لہجوں کا عادی نہیں ہوں۔۔۔اپنی حد میں رہا کرو تم ورنہ تمہیں سبق سکھانے میں ایک لمحہ نہیں لگاؤں گا!!!"۔۔۔۔

اسے زور سے دبوچتا وہ اس کے چہرے پر سرد لہجے میں داڑھا تھا۔۔۔اس کا سفید چہرہ غصے کی شدت سے سرخ ہو رہا تھا۔۔۔

ارشیہ نے ناک پھلاتے زور سے اس کی گردن پر ناخن مارے۔۔۔بدر نے جھٹکے سے اسے دور دھکیلا۔۔۔اس کی گردن پر جلن ہونے لگی تھی۔۔۔

ایک نمبر کے بد تمیز اور جاہل انسان ہو۔۔۔میں نے پھوپھا کو بتایا نہ تو وہ ایک دن میں ہی تمہیں رخصت "

" کر دیں گے۔۔۔

زور سے بولتی وہ تن فن کرتی آفس سے باہر نکلی۔۔چہرے کی نارمل کر کے اس نے کوٹ ٹھیک کیا۔۔۔جانے سے پہلے وہ پلٹی اور زور سے ہیل گلاس ڈور پر مار کر وہاں سے نکل گئی۔۔۔

بدر نے طیش سے اسے دیکھا۔۔۔وہ خطرناک تیوروں سے اس کے پیچھے گیا اور کہنی سے پکڑ کر کھینچتا اسے آفس میں لا پٹخا۔۔۔

" تمھارے باپ کا مال ہے یہ جو روز برباد کرتی ہو؟؟ "

غصے سے بولتے اس کی گردن کی رگیں پھول گئیں۔۔۔چہرہ گویا لال ٹماٹر ہو گیا تھا۔۔۔ارشیہ خونخوار نظروں سے اسے دیکھتی اس پر جھپٹی۔۔۔

" !!!میرے باپ کے بارے میں ایک لفظ بھی کہا تو منہ توڑ دوں گی تمہارا۔۔۔"

اس کے گریبان کو پکڑتی وہ بولی نہیں غرائی تھی۔۔۔دونوں کے چہرے لال بھبھوکے ہو رہے تھے۔۔۔

سرمئی آنکھوں کے کانچ نیلی تیز آنکھوں کے کانچ میں کھبے ہوئے تھے۔۔۔

اپنی لڑائی میں دونوں محسوس نہ کر سکے کہ وہ دونوں ایک دوسرے کے بے حد قریب آ چکے تھے۔۔۔بدر نے

احساس ہونے پر اسے دور جھٹکا۔۔۔

" !!! ۔"مجھے کوئی انتہائی قدم اٹھانے پر مجبور نہ کرو۔۔ایسا نہ ہو کہ کل کو خود سے بھی منہ چھپاتی پھرو۔۔۔

!!! اس پر آخری نظر ڈالتا وہ سرد لہجے میں بولا۔۔۔ایسا ٹھٹھرا دینے والا لہجہ۔۔۔

یہ خوش فہمی نکال دو دل سے کہ تمہاری ان بکواس دھمکیوں سے ڈر جاؤں گی میں۔۔۔ارشیہ نام ہے میرا "

" !!! ۔۔۔الٹ ہوں اپنے نام کے۔۔۔ڈرتی نہیں ڈراتی ہوں

تیکھے لہجے میں کہتی وہ بجلی کی سپیڈ سے نکل گئی۔۔۔

وہ اپنے جہازی سائز بیڈ پر اوندھا پڑا سو رہا تھا۔۔۔ جسم شرٹ کی قید سے آزاد تھا۔۔۔اس کا بے حد کسرتی جسم

اس بات کو عیاں کرتا تھا کہ اسے جنون کو حد تک باڈی بلڈنگ کا شوق ہے۔۔۔

تکیے میں چھپے اس کے چہرے میں سائیڈ سے ابرو میں لگاتر چھاکٹ جھلک دکھارہا تھا۔۔۔ سرخ بھرے

بھرے لب آپس میں پیوست تھے۔۔۔

بھنویں ازلی انداز میں سکڑی ہوئی تھیں جیسے نیند میں بھی اس کے مغرور انداز کی قائم رکھ رہی ہوں۔۔۔ زور

سے دروازہ دھڑ دھڑانے کی آواز پر اس نے پٹ سے آنکھ کھولی۔۔۔

آنکھوں کے گہرے بھورے کانچ نیند ٹوٹنے کے باعث سرخ ہو رہے تھے۔۔۔ اس کی نیند بہت کچی تھی۔۔۔

معمولی آہٹ پر بھی وہ جاگ جاتا تھا۔۔۔ وہ اٹھ بیٹھا۔۔۔

اس کا کسرتی سینہ نمایاں ہوا تھا۔۔۔ اس نے بیڈ پر گری اپنی شرٹ پہنی اور اٹھ کر دروازہ کھولا۔۔۔ ماہ بیر اس

کے کمرے میں داخل ہوا۔۔۔

اس کا سنجیدہ چہرہ کچھ غلط ہونے کی نشاندہی کر رہا تھا۔۔۔

اپنا موبائل آن کرو!!!۔۔۔ "ماہ بیر کہہ کر لب بھینچ گیا۔۔۔"

اس کی گرے آنکھوں میں غصے کی سرخی تھی۔۔۔ ارش نے فورا موبائل آن کیا تو سامنے ہی حیان، رمل اور بدر

کی بے شمار مسڈ کالز اور میسجز نظر آئے۔۔۔

اس نے ایک ویڈیو لنک کھولا جو رمل نے اسے بھیجا تھا۔۔۔ ویڈیو دیکھتے ہی اس کا چہرہ خطرناک حد تک سرد ہوا تھا

۔۔۔

Epi # 07

عرش نے فوراً موبائل آن کیا تو سامنے ہی حیان، رمل اور بدر کی بے شمار مسڈ کالز اور میسجز نظر آئے۔۔۔ اس نے ایک ویڈیو لنک کھولا جو رمل نے اسے بھیجا تھا۔۔۔

ویڈیو دیکھتے ہی اس کا چہرہ خطرناک حد تک سرد ہوا تھا۔۔۔ لب سختی سے بھینچے وہ موبائل پر چلتی ویڈیو دیکھ رہا تھا۔۔

جس میں "حیا خان" روتے ہوئے اس بات کا اقرار کر رہی تھی کہ مشہور ماڈل "عرشمان شاہ" نے اسے دھوکے سے اپنے جال میں پھنسا کر اس کے ساتھ زبردستی کرنے کی کوشش کی ہے۔۔۔

وہ اور بھی بہت کچھ کہہ رہی تھی۔۔۔ عرش جبڑے بھینچ کر اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔ غصے کی شدت سے اس کا چہرہ سرخ پڑ رہا تھا۔۔۔ گہری بھوری آنکھوں کا رنگ سیاہی مائل ہوا تھا۔۔۔ ماہ بیر نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا

۔۔۔

عرش۔۔۔ہم تمھارے ساتھ ہیں۔۔۔تم فکر مت کرو میں نے حیان کو کہا ہے۔۔۔"عرش نے نفی میں سر"

ہلایا۔۔۔

" نہیں بابا۔۔۔کسی سے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔یہ میرا معاملہ ہے۔۔اسے میں ہی نبٹاؤں گا۔۔"

کمرے میں گھٹن جیسے بڑھتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

ارشما پریشان چہرہ لئے اندر آئی۔۔۔لب کاٹتی وہ ان دونوں کو بات کرتے دیکھنے لگی۔۔اس کے بیٹے پر کیسا گھٹیا

الزام لگا تھا۔۔۔اس کا تو دل ہی چھلنی ہو گیا تھا۔۔۔

بیٹا غصے میں ہوش نہ گنوا بیٹھنا۔۔۔تمہاری معمولی سی غلطی اس لڑکی کے الزام کو سچ ثابت کر سکتی ہے۔۔۔ "

!!!"ماہ بیر کے متفکر ہونے پر عرش نے ایک پل کو ان کی آنکھوں میں دیکھا۔۔۔

" مجھ پر بھروسہ رکھیں بابا۔۔میں سب ٹھیک کر لوں گا!!!۔۔۔ "

اس کی آنکھیں چمکی تھیں بلکل شاہین کی طرح۔۔۔ارشما کو پریشانی سے خود کو دیکھتے پا کر اس نے آگے بڑھ کر

نرمی سے اس کا سر چوما۔۔۔

ماما پریشان نہ ہوں آپ۔۔۔سب ٹھیک ہو جائے گا!!!۔۔۔"انہیں تسلی دے کر وہ کبرڈ سے سفید پینٹ" شرٹ نکال کر واش روم میں گھس گیا۔۔۔پانچ منٹ میں شاور لے کر جب وہ باہر آیا تو وہ دونوں جا چکے تھے ۔۔۔

اس نے گلے میں عقاب کی آنکھ والا پینڈنٹ پہنا۔۔۔اس کے چہرے کے تاثرات ایسے ہو رہے تھے جیسے وہ پلک جھپکنے میں ہر چیز تباہ کر دے گا۔۔۔

جلدی سے تیار ہو کر اس نے اپنی ڈیزائنر جیکٹ پہنی اور کار کی چابی لے کر آندھی طوفان بنا باہر نکل گیا۔۔۔ ریش ڈرائیونگ کرتا وہ کچھ ہی دیر میں حیا کے گھر کے باہر تھا۔۔

گردن کو دائیں بائیں جھٹکتے اس نے آنکھیں سکیڑیں۔۔۔پیشانی پر لاتعداد شکنوں کا جال لیے وہ گیٹ سے اندر آیا جب ایک گارڈ نے اسے روکا۔۔۔۔

عرش نے آؤ دیکھا نہ تاؤ ایک زوردار پنچ اس کے منہ پر مارا جس سے وہ کئی فٹ دور جا گرا۔۔۔اس نے باڈی بلڈنگ یونہی تو نہیں کی تھی۔۔۔

لاؤنج سے ہوتا وہ ایک ایک کمرہ چیک کرنے لگا جب ایک کمرے میں بالا خر وہ اسے نظر آ ہی گئی۔۔۔ مہرون سلک کی سلیولیس نائٹی پہنے لبوں پر دل جلی مسکراہٹ سجائے وہ اسے دیکھتی سیدھی ہوئی۔۔۔

" آ گیا میلا بے بی!!۔۔۔" کہتے ساتھ وہ قہقہہ لگا گئی۔۔۔ وہ خطرناک تیوروں سے اس کی جانب بڑھا۔۔۔ کمرے میں اٹھتی گلاب کی خوشبو تواتر نتھنوں سے ٹکرا رہی تھی۔۔۔

حیا نے اطراف میں نظر ڈالی۔۔۔ کھڑکیوں سے پردے وہ پہلے ہی ہٹا چکی تھی جس سے یخ ٹھنڈی ہوا اندر آتی اسے ٹھٹھرنے پر مجبور کر رہی تھی۔۔۔

عرش نے خونخوار نظروں سے اسے دیکھا جو بیڈ پر نیم دراز سی۔۔۔ انگڑائی لے رہی تھی۔۔ وہ جھکا۔۔ اس نے اپنے مظبوط ہاتھوں کی گرفت اس کی نازک گردن پر تنگ کر دی۔۔۔ حیا کی آنکھیں ابل پڑیں۔۔۔

" کہا تھا نہ مجھ سے دور رہو۔۔ میری ذات سے۔۔۔ میرے نام سے۔۔۔۔ دور رہو۔۔۔ میں وہ مرد نہیں جو تم جیسی گھٹیا عورتوں کے دل لبھاتے ہیں تلوے چاٹتے ہیں۔۔۔ بہت بڑی کوتاہی سرزد کر دی تم نے۔۔ چھوڑوں گا نہیں میں تمہیں۔۔ "

اس کی گردن دباتے وہ سرخ آنکھوں سے دیکھتا داڑھا تھا اس کے منہ پر۔۔۔اس کی کنپٹیاں سلگ رہی تھیں طیش سے۔۔۔

اپنے گلے پر اس کے ہاتھوں کی گرفت ہلکی ہوتی دیکھ کر حیا نے زور لگا کر اپنی گردن کو اس کے شکنجے سے آزاد کروایا۔۔

اس کے گلے میں بازو ڈال کر کھینچتی وہ بیڈ پر گرتی ہنسنے لگی۔۔۔ گردن پر انگلیوں کے سرخ نشان چھپ چکے تھے ۔۔۔

" جان غصہ چھوڑ بھی دو اب۔۔۔ان لمحات کو محسوس کرو جو ہمیں میسر ہیں۔۔"

اس کے لبوں پر انگلی رکھتی وہ بہکے لہجے میں بولی۔۔۔اس کے وجود سے اٹھتی خوشبو میں گہرا سانس لیتی وہ آنکھیں موند گئی۔۔۔اس کی ڈھیلی نائٹی کا سٹریپ ڈھلک چکا تھا۔۔۔

عرش نے نفرت سے اسے دور جھٹکا۔۔اس کی مکروہ ہنسی دیکھ کر وہ آپے سے باہر ہو گیا۔۔۔اس کا مظبوط ہاتھ اٹھا اور پے در پے اس کے نازک گالوں پر نشان چھوڑتا گیا۔۔

حیا کی ساری خماری پل میں اڑن چھو ہوئی۔۔وہ جنگلی بلی بنی اٹھی۔۔

کہا تھا نہ بدنام کر دوں گی تمہیں۔۔۔ تمھاری اسی۔۔اسی۔۔ایگو اور اکڑ کی وجہ سے۔۔ کسی مرد نے آج تک "

حیا خان کو انکار نہیں کیا۔۔۔ تم۔۔ تم سمجھتے کیا ہو خود کو؟؟

وہ ہزیانی انداز میں بکتی گئی۔۔۔ عرش نے تیکھی سرد نظروں سے اسے دیکھا۔۔

" نواب سمجھتا ہوں خود کو۔۔۔ پیدائشی نواب!!!۔۔۔ "

!! وہی گوٹو ہیل انداز۔۔۔

آخر کس چیز کی کمی ہے مجھ میں۔۔۔؟ دیکھو ایک بار غور سے۔۔۔ تم نے کبھی دیکھا ہو تو جانو کیسی آفت ہوں"

" میں!!!۔۔۔

حیا نے پینترا بدلا۔۔

حیا کی کمی ہے تم جیسی بے حیا لڑکی میں!!!۔۔۔" نفرت سے پھنکارتا وہ پلٹ گیا۔۔۔ "

میرے کردار پر انگلی اٹھا کر تم نے بہت بڑا گناہ کیا ہے۔۔۔ اب دیکھنا میں کس طرح تمہاری انگلی سمیت تمہارا"

" ہاتھ توڑتا ہوں۔۔۔

ٹھٹھرتے لہجے میں کہتا وہ جا چکا تھا۔۔۔ پہلی بار۔۔ہاں پہلی بار حیا کی ریڑھ کی ہڈی میں سرد لہر دوڑی تھی۔۔

کمرے کی فضا میں گلاب کی خوشبو اب تک رچی ہوئی تھی۔۔۔

پردے ہوا کے زور سے پھڑ پھڑا رہے تھے۔۔۔ وہ یونہی ساکت بیٹھی تھی۔۔۔ کچھ ہی دیر میں اس کے موبائل پر نوٹیفیکیشنز آنے لگیں۔۔۔ اس نے کانپتے ہاتھوں سے موبائل آن کیا۔۔۔

اسے کئی لوگوں نے عرش کی لائیو چلتی ویڈیو میں ٹیگ کیا تھا۔۔ وہ کہہ رہا تھا۔۔۔

عرشمان شاہ!! جانتے ہوں گے مجھے آپ سب۔۔۔ ملک کا ایسا ٹاپ ماڈل جس نے کسی لڑکی کے ساتھ آج " تک کام نہیں کیا۔۔ سوچنے کی بات ہے جو انسان خواتین کو دیکھتا تک نہیں۔۔۔ اس کے ساتھ کام نہیں کرتا ۔۔۔

آپ لوگوں کے مطابق " گرلز الرجک "۔۔۔ وہ یوں اچانک ایک جانی مانی ماڈل " حیا خان " کے ساتھ تعلق بنائے گا پھر اس کے ساتھ زبردستی کی کوشش کرے گا تاکہ وہ اسے میڈیا پر بدنام کرے؟

کیا یہ بات آپ کی عقل میں سماتی ہے؟ مجھے کبھی حیا خان کے ساتھ سپاٹ کیا گیا؟ اب میں بتاتا نہیں بلکل آپ کو سناتا ہوں حقیقت کیا ہے!! ایک منٹ۔۔۔

اس نے موبائل پر ایک آڈیو پلے کی جس میں حیا اس سے نامناسب مطالبات کر رہی تھی جس کے جواب میں عرش نے اسے بری طرح دھتکارا تھا۔۔۔ جس پر حیا نے اسے بدنام کرنے کی دھمکی دی تھی۔۔۔

آڈیو بند کر کے عرش تیکھا سا مسکرایا۔۔

اب جان گئے ہوں گے آپ سب۔۔۔ بہت شکریہ جنہوں نے مجھے اس سیچوایشن میں بھی سپورٹ کیا۔۔ لو" " !!! یو آل۔۔۔

ویڈیو بند ہو چکی تھی حیا کا چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑ گیا جیسے سارا خون نچڑ گیا ہو کبھی کبھی انسان اپنے بنائے گڑھے میں خود ہی جا گرتا ہے جیسے وہ منہ کے بل گری تھی۔۔۔

سفید اکڑی شلوار قمیض میں خوشبوئیں بکھیرتا وہ اپنے آفس میں کام کر رہا تھا الیکشنز قریب تھے اسے پوری امید تھی کہ وہی جیتے گا۔۔۔

وہ پیچھلے سالوں کے ترقیاتی منصوبوں پر غور و خوض کر رہا تھا جب انٹر کام بجا۔۔ اس نے ریسیور اٹھا کر کان سے !!! لگایا۔۔۔ ہمم۔۔۔ اچھا۔۔۔ بھیج دو

پیچھے ہو کر رولنگ چیئر سے پشت لگاتا وہ پر سوچ نظروں سے گلاس ڈور کے پاس بالکنی میں لہلہاتے پودوں کو دیکھنے لگا۔۔۔ نعیم بیگ ناک کر کے اندر آیا۔۔

اس نے ستائشی انداز میں پورے آفس کا جائزہ لیا آفس کی دیواریں گرے اور وائٹ تھی اسی مناسبت سے کمرے میں ضروری فرنیچر تھا بالکنی سے نظر آتا منظر بلاشبہ روح کو سکینت بخشتا تھا میر حاصل اس کی طرف متوجہ ہوا۔۔۔

" !!! اسلام علیکم میر جی"

اس نے آگے بڑھ کر مصافحہ کیا۔۔۔ میر نے سر کو خم دیتے جوب دیا البتہ شہد رنگ چمکیلی آنکھیں مقابل کو کھوج رہی تھیں۔۔۔

" کیسے آنا ہوا نعیم صاحب؟ حریف کے آفس میں۔۔ وہ بھی الیکشنز کے نزدیک !!!۔۔۔"

کان میں چمکتے ڈائمنڈ ٹاپس کو چھوتے وہ دھیما سا مسکرایا جس سے اس کے گال میں ڈمپل پڑا۔۔۔

وہ جی آپ تو سمجھدار ہیں۔۔۔ سمجھ گئے ہوں گے میری آمد کا مقصد بھی۔۔۔ ہم نے الحمد للہ دس تعلیمی" "!!ادارے کھولے ہیں پچھلے دنوں میں۔۔۔ دیکھیں جی ہم تو عوام کی خدمت کر رہے ہیں۔۔

ہم چاہتے ہیں آپ یہ الیکشنز چھوڑیں اور ہم سے ہاتھ ملالیں۔۔۔ میرا بھائی علیم بیگ کھڑا ہو رہا ہے الیکشنز میں "

" ۔۔۔اور آپ تو جانتے ہیں ہم پرانے کھلاڑی ہیں۔۔۔ ہم سے ہاتھ ملالیں گے تو فائدے میں رہیں گے۔۔

وہ میٹھے لہجے میں بولا تو میر حاصل نے مصنوعی ستائش سے ابرو اٹھایا۔۔

دس بندے مار کر دس سکول؟؟۔۔ ہمم! واقعی آپ بہت خدمت کر رہے ہیں عوام کی۔۔۔ آئی ایم امپریسڈ "

" !!!۔۔۔

وہ ذرا آگے ہو کر شیشے کی میز پر ہاتھ رکھتا اسے بہت کچھ باور کروا گیا۔۔۔ نعیم بیگ برا منائے بغیر ہنس دیا۔۔

دیکھیں جی سکولوں میں دس ہزار بچے بھی تو پڑھیں گے۔۔ دس بندے، دس ہزار بچوں کے لیے اتنی قربانی تو"

" دے ہی سکتے ہیں۔۔ ہم تو ملک کا مستقبل محفوظ کر رہے ہیں!!!۔۔۔

" اس کی سنگ دلی پر میر نے دانت پیسے۔۔۔ "کیا عوام قبول کرے گی تمہاری یہ قربانی؟؟

نعیم بیگ نے ناک سے جیسے مکھی اڑائی تھی۔۔۔ "لوگوں کا کیا ہے چھوڑیں جی۔۔۔ اللہ معاف کر دیتا ہے۔۔

" لوگ تو کسی حال میں خوش نہیں ہوتے۔۔۔

کہتے ساتھ وہ اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

" !! چلتا ہوں۔۔۔انتظار رہے گا آپ کے جواب کا۔۔۔امید ہے آپ مایوس نہیں کریں گے "

ہاتھ ماتھے تک لے جاتا وہ آفس سے نکل گیا۔۔۔میر نے غصے سے اس کی پشت کو دیکھا۔۔۔شہد رنگ آنکھوں میں گہری سوچ کی پرچھائی تھی۔۔۔

زنیشہ بیٹا سارا سامان پیک کر لیا؟؟"۔۔۔۔"

ارشما پکارتی ہوئی اس کے کمرے میں آئی۔۔زنیشہ کو گم صم بیٹھا دیکھ کر وہ اس کے پاس بیٹھ گئی۔۔

کیا ہوا میرے بچے کو اداس ہو؟؟"۔۔۔"

اس کے بال نرمی سے سنوارتی وہ پیار سے بولی۔۔زنیشا نے منہ بسور کر اسے دیکھا۔۔

ماما مجھے تو کچھ بھی سمجھ نہیں آرہا کہ ہو کیا رہا ہے۔۔پہلے اچانک آپ نے میرا نکاح کر دیا اور اب کہہ رہے ہیں"

کہ مجھے ابراہیم بھائی۔۔اف !! سوری۔۔ابراھیم کے ساتھ جانا ہو گا۔۔

آپ جانتی ہیں میں آپ لوگوں کے بغیر نہیں رہ سکتی۔۔یہ سب کچھ مجھے بہت ہی عجیب لگ رہا ہے۔۔جنہیں میں بچپن سے بھائی بھائی کہتی رہی ان سے میری شادی ہو گئی اور۔۔۔

" اب مجھے آپ سب کو چھوڑ کر جانا پڑ رہا ہے۔۔ میں کیسے رہوں گی وہاں؟

وہ روہانسی ہو گئی۔۔ ارشما نے محبت سے اسے ساتھ لگایا۔۔۔

میرا پیارا بیٹا اس میں پریشانی والی کیا بات ہے؟؟ ابراھیم جیسا شوہر ملنے پر لڑکیاں رشک کرتی ہیں خود پر۔۔۔"

آپ کو اپنے بڑوں پر یقین نہیں ہے کیا؟ آپ کے لیے اچھا سوچا ہے ہم نے۔۔۔

اور جہاں تک بات ہے آؤٹ آف کنٹری جانے کی تو ہمیشہ کے لیے تھوڑی بھیج رہے ہیں ہم اپنی بیٹی کو!!

ابراھیم کو مشن کے لیے ملک سے باہر جانا ہے۔۔۔

مشی چاہتی ہے کہ آپ اس کے ساتھ جاؤ۔۔ اسکا خیال رکھو۔۔ اس طرح آپ دونوں میں بھی انڈرسٹینڈنگ

" ڈویلپ ہو گی۔۔۔ دل چھوٹا نہیں کرتے۔۔ میری بیٹی تو بہت سمجھدار ہے نہ!!!۔۔۔

وہ پیار سے اسے سمجھاتی گئی۔۔زنیشہ نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا۔۔تو اسے ابراھیم بھائی کا خیال رکھنا تھا۔۔۔

اف اللہ۔۔۔!!اف اف۔۔۔اتنی پکی عادت ہے کیسے جائے گی؟؟

وہ روہانسی ہوتی سوچنے لگی۔۔۔اوپر سے ابراھیم کی بدلی نظریں کیسے رہوں گی میں ان کے ساتھ؟؟وہ لب کاٹتی سوچنے لگی۔۔

"ان ہیلر رکھ لیا تھا ساتھ؟؟"

ارشمانے خیال آنے پر فورا پوچھا۔۔

جی ماما رکھ لیا تھا اسے میں کیسے بھول سکتی ہوں۔۔"وہ منہ بناتی اس کے کندھے پر سر ٹکا گئی۔۔۔"

"گڈ!!!"۔۔۔تمہیں کبھی سانس لینے میں تکلیف ہو تو فورا ابراھیم کو بتانا۔۔ٹھیک ہے؟؟ "

اس کا گال تھپتھپا کر وہ اٹھی تو زنیشہ محض سر ہلا کر رہ گئی۔

پلین میں ابراہیم کے ساتھ والی سیٹ پر وہ ڈری سہمی بیٹھی تھی۔۔سب گھر والوں سے ملتے وقت وہ بہت روئی تھی۔۔دل اتنا عجیب ہو رہا تھا کہ اسے بے اختیار بار بار رونا آرہا تھا۔۔

ابراہیم اس کی کیفیت خوب نوٹ کر رہا تھا۔۔ہاتھوں میں جوس کے دو کین پکڑے وہ اس کے برابر والی سیٹ پر آ بیٹھا۔۔

وہ اس وقت گرے سویٹر کے ساتھ بلیک پینٹ پہنے ہوئے تھا۔۔جیکٹ اس نے سیٹ کی پشت پر ڈال رکھی تھی ۔۔

براؤن لانگ کوٹ اور جینز میں ملبوس اپنی خفا سی بیوی کو دیکھ کر اس نے نچلا لب دانتوں میں دبایا۔۔

اس نے سامنے دیکھتے جوس کا کین زنیشا کی طرف بڑھایا۔۔

"!!!مجھے نہیں پینا"

وہ خفا لہجے میں بولی یوں لگتا تھا وہ ابھی رو دے گی۔۔

" کیا ہوا ہے مجھے بھی نہیں بتاؤ گی؟؟"

ابراہیم کا پوچھنا تھا کہ وہ اس کے کاندھے سے سر ٹکا کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔اس کے یوں رونے پر ابراہیم نے لب بھینچے۔۔وہ سمجھ سکتا تھا اس کی کیفیت۔۔

اس نے سر جھکا کر اپنے کندھے سے لگی بیوی کو دیکھا۔۔گہری سانس لے کر وہ آہستہ آہستہ اس کا سر تھپکنے لگا

۔۔جونہی پلین اڑنے لگا زونیشا نے اس کے بازو پر گرفت مضبوط کر لی۔۔

"اٹس اوکے!! کچھ نہیں ہوا سب ٹھیک ہے۔۔۔"

ابراھیم نے اس کے ڈر کو محسوس کر کے اس کے گرد بازو پھیلا لیا۔۔۔

شمالی یورپ میں واقع خوش باشوں کے ملک "کنگڈم آف ڈنمارک" کی سرزمین پر انہوں نے قدم رکھا تھا۔۔

خوشحالی اور امن کی فضا میں گہرا سانس لیتے وہ اپنا سامان پکڑ کر کیب کی طرف بڑھے۔۔

ہوا سے ان کے بال پھڑ پھڑا رہے تھے۔۔ابراہیم نے اسکا ہاتھ تھاما اور اس کے ساتھ کیب کی طرف بڑھا۔۔

ڈنمارک میں زیادہ تر "ڈینش" زبان بولی جاتی تھی۔۔

دوسری زبانوں میں جرمن بھی شامل تھی۔۔چونکہ ابراہیم جرمن جانتا تھا اس لیے وہ ڈرائیور سے جرمن

زبان میں بات کرنے لگا۔۔

زنیشا منہ کھولے اسے دیکھنے لگی۔۔ابراہیم نے جیب سے وہاں کے کرنسی نوٹ نکالے اور ڈرائیور کو تھما کر

کیب کا پچھلا دروازہ کھولا۔۔

چہرے پر آئے بالوں کو ہاتھ کی مدد سے پیچھے کرتی وہ کیب میں بیٹھ گئی۔۔ابراہیم کے بیٹھنے پر ڈرائیور نے کیب

سٹارٹ کر دی۔۔

"ہم کہاں جا رہے ہیں؟؟ "

وہ سوئی سوئی انکھوں سے ابراہیم کو دیکھنے لگی۔۔ابرہیم نے آرام دہ حالت میں بیٹھتے اسے دیکھا۔۔

" کوپن ہیگن جا رہے ہیں وہیں پر ہمارا گھر ہے۔۔ تمہیں یہ جگہ پسند آئی؟؟"

اس سب میں پہلی بار زنیشہ کے چہرے پر مسکراہٹ ائی۔۔

بہت خوبصورت ہے یہ جگہ۔۔میں نے سوچا تھا یہاں آکر پتہ نہیں کیسا محسوس کروں گی لیکن مجھے بہت اچھا"

" لگ رہا ہے سب کچھ۔۔کتنا سکون ہے یہاں پر اور اتنا پیارا موسم!!!۔۔۔

وہ ہاتھ کی پشت سے چہرے پر آتے بال ہٹاتی بچوں کے سے انداز میں بولی۔۔وہ ذرا سا مسکرایا۔۔

ہوا کے زور سے اس کی پیشانی پر بال بکھرے ہوئے تھے۔۔ گرے سویٹر میں نرمی سے اسے دیکھتا وہ اچھا لگا تھا

اسے۔۔

" !!! تمہیں نیند آرہی ہے سو جاؤ ابھی ہمیں وقت لگے گا وہاں پہنچنے میں "

وہ اس کی سرخ سوجھی ہوئی آنکھوں کو دیکھتا ہوا کہنے لگا جو نیند کی وجہ سے بوجھل ہو رہی تھی زونیشا نے سر ہلایا

۔۔

" !! جی بہت نیند آرہی ہے میں تو ٹھیک سے سو بھی نہیں پائی اور آپ کو پتہ ہے میں اتنا تھک گئی ہوں"

منہ بنا کر بولتی وہ سیٹ کی پشت سے سر ٹکا گئی وہ بھی نرمی سے اسے دیکھتا آنکھیں موند گیا۔۔

Epi # 08

" !!! سر واچ مین نے کنفیس کر لیا ہے"

علی کی اطلاع پر ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر بیٹھا حیان سیدھا ہو بیٹھا۔۔

" !!! گڈ!! ویری گڈ۔۔۔ "

اس کا اقرار جرم ریکارڈ کر لیا ہے ہم نے۔۔ وہ مان چکا ہے کہ اس نے ہی شاہ رخ کی مدد کی تھی اندر جانے میں "

"۔۔۔

علی چمکتی آنکھوں سے اسے بتاتا گیا۔۔

حیان اٹھا۔۔ "اٹھالو اسے یونیورسٹی سے ! ! اس کی خدمت کا وقت ہوا چاہتا ہے،، مابدولت خود کریں گے

"!!!

حیان کی گھنی مونچھوں تلے عنابی لب ہلکی مسکراہٹ میں ڈھلے۔۔ سگریٹ کو ایش ٹرے میں مسل کر وہ آفس سے باہر گیا۔۔ علی نے بھی اس کی پیروی کی۔۔

"چھوڑو مجھے ! ! کیوں لائے ہو یہاں ؟؟ چھوڑو سمجھ نہیں آرہا میں کیا کہہ رہا ہوں ؟؟"

وہ مسلسل خود کو کانسٹیبلز کی سخت گرفت سے چھڑانے کی کوشش کرتا چلا رہا تھا۔۔ وہ کان بند کیئے تھانے میں داخل ہوئے اور اسے سیل میں بند کر دیا۔۔

وہ مسلسل گلا پھاڑتا چلا رہا تھا جب حیان اس کے سامنے آیا۔۔اس کے اشارے پر کانسٹیبل نے سیل کا لاک کھولا

۔۔شاہ رخ نے نفرت سے حیان کو دیکھا۔۔اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں جبکہ لب ہولے سے کانپ رہے

تھے۔۔

حیان اندر آیا۔۔اس نے نظروں سے اسے اندر رکھی ایک کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔علی بھی اس کے پیچھے

سیل میں آتا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا۔۔

جب شاہ رخ نے اس کی بات پر نفرت سے منہ پھیر لیا تو حیان کی پیشانی پر بل پڑے۔۔اس کی سیاہ آنکھوں کے

کانچ مذید گہرے ہو گئے۔۔اس نے شاہ رخ کی دھکا دیا جس پر وہ لڑکھڑاتا کرسی پر گر گیا۔۔

حیان نے اپنی مخصوص خاکی پینٹ سے بیلٹ نکال کر۔ہاتھ پر لپیٹی اور ایک کرسی گھسیٹ کر اس کے مقابل بیٹھا

۔۔

" اس لڑکی سے کیا دشمنی تھی تمہاری؟؟ بولو؟؟ "

سرد لہجے میں پوچھا گیا۔۔

" !!! مجھے نہیں پتہ کس کی بات کر رہے ہو"

شاہ رخ نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑ کر بے خوفی سے کہا۔۔

حیان نے سر ہلایا۔۔ وہ ایک دم آگے ہوا اور اسے بالوں سے پکڑ کر اس کے منہ پر داڑھا۔۔

"!!! سب بتاؤ گے تم۔۔ تمہارے اگلے پچھلے بھی مانیں گے "

شاہ رخ نے تکلیف سے آنکھیں میچیں۔۔ آپے سے باہر ہوتا وہ چیخ پڑا۔۔

" تمہارا باپ بھی نہیں اگلوا سکتا۔۔ میرے باپ تک پہنچنے دو خبر پھر ایک ایک کو دیکھ۔۔۔ "

حیان کا بھاری ہاتھ اٹھا۔۔ چٹاخ۔۔ چٹاخ!! اس کے منہ پر پے در پے تھپڑ مارتا وہ کرسی گھسیٹ کر اٹھا۔۔

میرے باپ کو ضرورت بھی نہیں تجھ جیسے *** سے اگلوانے کی۔۔ تیرے باپ کا باپ یعنی 'ایس پی "

"!!! حیان' ہی کافی ہے تجھے

حیان نے اسے گریبان سے پکڑ کر اٹھایا۔۔ ہاتھ پر لپٹی بیلٹ کھول کر وہ اسے پیٹنے لگا۔۔ شاہ رخ مسلسل اپنا بچاؤ کرتا چیخ رہا تھا۔۔ اس کا گلا بیٹھ گیا تھا۔۔ جسم پھوڑے کی طرح دکھ رہا تھا۔۔

علی نے حیان کی طرف پانی بڑھایا جو پسینے میں شرابور ہو چکا تھا۔۔ پانی کا گلاس ایک سانس میں خالی کر کے اس نے گلاس واپس لوٹایا۔۔

خاکی شرٹ کے بازو کہنیوں تک موڑتے وہ تند نظروں سے زمین پر گرے شاہ رخ کو دیکھتا اس کے سامنے زور سے کرسی رکھ کر بیٹھا۔۔

حیان کو اپنے پاس دیکھ کر شاہ رخ خود کو گھسیٹتا پیچھے ہٹا تھا۔۔اس کے چہرے اور جسم پر جا بجا نیل اور زخم تھے جن سے ذرا ذرا خون رس رہا تھا۔۔

"!!! چھوڑ دو مجھے۔۔میرے پاپا کو جانتے نہیں ہو ابھی تم لوگ۔۔بہت برا حشر کریں گے تم سب کا"

وہ حلق تر کرتے پھر سے انہیں ڈرانے کی کوشش کرنے لگا۔۔لیکن جانتا نہیں تھا کہ سامنے وہ شخص تھا جو خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا تھا۔۔

چپ!!!"۔۔۔۔"

حیان کی داڑھ پر وہ ڈر کر خاموش ہو گیا۔۔

اب تجھ سے کچھ سوال کریں گے سچ سچ جواب دینا۔۔تمہارے خلاف ثبوت اور گواہ ہمیں مل چکے ہیں اس "
"!!! لیے جھوٹ بولنے کا اب کوئی فائدہ نہیں

وہ چپ رہا۔۔گہرے سانس لیتا وہ جسم سے اٹھنے والی تکلیف ضبط کر رہا تھا۔۔

حیان نے بیلٹ سائیڈ پر رکھی۔۔ علی نے ریکارڈ آن کر دیا۔۔

حرا انور" کے مر***ڈر کی رات تم کہاں تھے؟؟"

"!!! اپنے گھر پر۔۔ سو رہا تھا۔۔"

رات گیارہ سے ایک بجے کے درمیان تم کہاں تھے؟؟

سپاٹ لب ولہجہ۔۔۔

"!!! میں نے کہا نہ گھر پر تھا سو رہا تھا۔۔۔ "

قدرے اکتائے لہجے میں جواب دیا گیا۔۔

" !!! واچ مین نے گیارہ سے ایک بجے کے درمیان تمہیں اس کے کمرے کی طرف جاتے دیکھا ہے "

اس بات پر وہ اکھڑ گیا۔۔

"بکواس کرتا ہے وہ جھوٹ بول رہا ہے۔۔۔۔"

وہ انتہائی بد تمیزی سے بولا۔۔۔

حیان نے رکھ کر ایک زوردار تھپڑ اس کے منہ پر لگایا۔۔

"!!! آواز نیچے !!!۔۔۔ تھانے میں ہو اپنے باپ کے گھر نہیں"

شاہ رخ منہ پر ہاتھ رکھتا جھک گیا۔۔اس کے منہ سے خو**ن نکلنے لگا تھا۔۔

میں نے کچھ نہیں کیا۔۔میں نے اس کو نہیں مارا۔۔ چھوڑ دو مجھے۔۔میں اس کی کمرے میں نہیں گیا۔۔مجھے یہ "

" بھی نہیں پتہ اس کا ہاسٹل کہاں ہے پلیز مجھے چھوڑ دو!!!۔۔۔

لاعلمی میں وہ اقرار کر گیا۔۔

حیان کے چہرے پر مسکراہٹ در آئی۔۔اپنی فتح پر اس کی آنکھیں چمک اٹھی تھیں۔۔

" !!! ہم نے کب کہا کہ وہ ہاسٹل میں رہتی تھی"

اس کی بات پر شاہ رخ کا رنگ اڑ گیا۔۔گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم ہو گئی۔۔اپنی بات کا اثر زائل کرنے کے

لیے وہ ان پر چیخنے لگا۔۔

تم لوگ۔۔ تم لوگ پھنسا رہے ہو مجھے۔۔اپنی باتوں میں الجھا رہے ہو۔۔ جاہل ہو تم۔۔ معصوم۔۔ معصوم "

" !!! پر الزام لگا رہے ہو۔۔میں چھوڑوں گا نہیں تمہیں

ہزیان بکتا وہ حیان پر جھپٹا۔۔ حیان پھرتی سے اسے قابو کر کے ایک بار پھر سے اس کی ٹھکائی کرنے لگا۔۔۔

"تم معصوم ہو تو گناہ گار وہ ہے جسے مو**ت کے گھاٹ اتار دیا تم جیسے جانور نے۔۔ جس کی آبرو لوٹ کر اس کے گھر والوں کو جیتے جی مار دیا۔۔ بولو وہ ہیں قصوروار؟؟"

وہ اتنی اونچی داڑھا کہ سیل کے باہر کھڑے کانسٹیبل بھی ایک پل کو ڈر گئے۔۔

" !!! حیان؟؟ کیا کر رہے ہو چھوڑو اسے۔۔ میرا آرڈر ہے ابھی اسے آزاد کر دو۔۔۔۔"

ڈی سی پی کی آواز پر حیان تیکھی مسکراہٹ چہرے پر سجائے پلٹا۔۔

" سر آئیں آپ کی بھی خدمت کرتے ہیں۔۔ علی؟؟ کرسی لاؤ!!!۔۔۔"

اس کے سرد لہجے میں چھپی دھمکی پر ڈی سی پی نے وہاں سے ہٹنے میں ہی عافیت جانی۔۔ اس وقت حیان کا دماغ خراب ہو چکا تھا۔۔

لب کاٹتے انہوں نے ڈی آئی جی کو فون کر کے معاملے کی سنگینی کا احساس دلایا ڈی سی پی کے جاتے ہی وہ دوبارہ شاہ رخ کی طرف متوجہ ہوا جو روتا ہوا اپنے زخموں کو دیکھ رہا تھا۔۔

"!!! کیا حال کر دیا ہے میرا۔۔ مجھے دوائی دو۔۔ پٹی کرو۔۔ یہ دیکھو۔۔ خو**ن نکل رہا ہے"

اس کے حکمیہ انداز پر حیان علی کو دیکھ کر ہنس پڑا۔۔

" رسی جل گئی پر بل نہیں گیا۔۔ علی لاؤ ذرا دوائی۔۔ ہم مرھم پٹی کریں ان کی !!!۔۔۔"

اس کے اتنی جلدی مان جانے پر شاہ رخ بے یقینی سے اسے دیکھنے لگا۔۔

علی اچانک گیا اور پھر بوتل کے جن کی طرح حاضر ہو گیا۔۔

" !!! یہ لیں سر۔۔۔ لیمن الٹرا پرومیکس مرحم"

اس نے ایک بڑے سائز کا دو ٹکڑوں میں کٹا لیموں حیان کی طرف بڑھایا جسے دیکھ کر شاہ رخ کی آنکھیں پوری کھل گئیں۔۔

" !!! یہ۔۔۔ یہ کیا کر رہے ہو؟ پاگل ہو؟؟ دد۔۔ دور۔۔ دور رہو مجھ سے "

وہ بوکھلا کر خوف سے کہتا پیچھے ہٹنے لگا لیکن اس کے دیکھتے ہی دیکھتے حیان نے لیموں اس کے زخموں پر نچوڑ دیا۔۔

وہ ہزیانی انداز میں چیخنے لگا۔۔

" !!! اسے بھی درد ہوا ہو گا۔۔ وہ بھی چلائی ہو گی۔۔ اس درد کا کچھ حصہ تم بھی چکھو"

اس کے کان میں صور پھونک کر وہ ڈی آئی جی کا کال سننے باہر چلا آیا۔۔

پینٹ کی پاکٹ میں ہاتھ ڈالتے اس نے موبائل سپیکر پر ڈال کر جونیئر انسپیکٹرز کو دیکھا۔۔

حیان؟ ہیلو۔۔ حیان میری بات سنو۔۔ چیف نے میری بیٹی کو اغوا کروالیا ہے۔۔ اس نے کہا ہے شاہ رخ کو "

"چھوڑ دو نہیں تو وہ میری بیٹی کا بھی وہی حال کرے گا جو حراکا۔۔۔۔

بات ادھوری چھوڑ کر وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔۔

حیان سمیت باقی سب اپنی جگہ ساکت رہ گئے۔۔ ان کی آنکھیں جلنے لگی تھیں۔۔ تو کیا ظالم کی پھر سے جیت ہو جائے گی؟؟

" !!! حیان تم سن رہے ہو؟ میں بھیک مانگتا ہوں تم سے میری بیٹی کو بچالو "

سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں حیان کے لبوں نے حرکت کی۔۔

"!! سر آپ فکر نہ کریں آپ کی بیٹی کو کچھ نہیں ہو گا"

فون بند کر کے اس نے علی کو دیکھا۔۔

" !!! چھوڑ دو اسے"

اس کے فیصلے پر سب نے بے یقینی سے اسے دیکھا تھا۔۔

" لیکن سر!!!۔۔۔"

علی نے کہنا چاہا۔۔

" !!! شٹ اپ!! جتنا کہا ہے اتنا کرو"

حیان کے درشتگی سے کہنے پر وہ لب بھینچ کر سر ہلاتا باہر گیا۔۔

" !!! اسے چھوڑ دو،،، سر کا آرڈر ہے"

علی کے کہنے پر حوالدار نے سیل کا دروازہ کھول دیا۔۔ شاہ رخ خوشی و بے یقینی کے ملے جلے تاثرات سے اٹھا۔

آہ!!!"۔۔۔"

تکلیف کی شدت سے اس کے منہ سے کراہ نکلی۔۔ ڈھکتے بدن کے ساتھ بامشکل لمبے لمبے قدم لیتا وہ تھانے سے باہر نکل گیا۔۔ اسے ایک ایک حرف بتانا تھا پاپا کو۔۔ اس کی آنکھوں میں نفرت کی چنگاریاں پھوٹ رہی تھیں

۔۔

واپس حیان کے پاس آتے علی خاموشی سے اس کا چہرہ دیکھنے لگا۔۔۔

" سر آپ نے اسے جانے دیا؟؟"

جونیئر انسپیکٹر نے سکوت کو توڑا۔۔

" !!! میں نے اسے جانے دیا لیکن۔۔۔ جانے نہیں دیا "

سرسراتے لہجے میں کہتا وہ جا چکا تھا۔۔

پٹیوں میں جکڑا وہ اس وقت بستر پر لیٹا تھا۔۔ کمرے میں زیرو وارڈ کا بلب جل رہا تھا۔۔ کھلی کھڑکیوں سے رات کی ٹھنڈی چاندنی چھن سے اندر گر رہی تھی۔۔

اس نے کروٹ بدلی تو جسم میں درد کی شدید لہر اٹھی۔۔ لب بھینچ کر اس نے کچھ فاصلے پر الٹا پڑا موبائل پکڑا۔۔

ایرا کی چیٹ کھول کر اس نے میسج لکھا۔۔

" کیا ہم پرسوں مل سکتے ہیں؟؟ "

فوراً جواب آیا۔۔

!!! ایرا: شاہ رخ۔۔ ہم یونی میں ملتے تو ہیں

اس نے غصے سے میسج پڑھ کر زیر لب اسے گالی سے نوازا۔۔

جان پرسوں میری برتھ ڈے پارٹی ہے۔۔سب آرہے ہیں۔۔لیکن جو میرے دل کے سب سے قریب ہے"

" !!! وہی نہ ہوئی تو سب پھیکا لگے گا۔۔۔

اس نے میسج لکھ کر طنزیہ مسکراہٹ سے دیکھا اور سینڈ بٹن کو ٹچ کیا۔۔ریپلائے فورا آیا تھا۔۔

ایرا: میں کبھی یوں کسی سے ملی نہیں ہوں۔۔مطلب عجیب لگے گا مجھے۔۔کوئی بات نہیں وہاں اور بھی فرین

فرینڈز ہوں گے نہ؟؟

اسے نیم رضامند دیکھ کر وہ مسکرایا۔۔

"!!! جی جان سب فرینڈز ہوں گے۔۔دانی نے نور کو بھی انوائٹ کیا ہے وہ بھی آرہی ہے۔۔"

!!! ایرا: اوکے میں اس کے ساتھ آجاؤں گی

شاہ رخ نے بائے کہہ کر فون بیڈ پر ڈال دیا۔۔اس کی آنکھیں نفرت کی آگ جل رہی تھی۔۔

" !!! اب تم بھی جلو گے ایسی پی اسی آگ میں جو میرے دل میں لگی چکی ہے"

... نفرت سے سوچتا وہ آنکھیں موند گیا

گھٹنوں سے اوپر تک آتی نیٹ کی پھولی ہوئی گلابی فراک کے ساتھ گلابی ٹائیٹس اور پنک لانگ شوز پہن کر وہ آئینے کے سامنے آئی۔۔

پلکوں پر مسکارا لگا کر اس نے آنکھیں جھپکیں۔۔نیلے نینوں پر سیاہ لمبی گھنی پلکیں اور بھی نمایاں ہو رہی تھیں۔۔ گالوں پر بے بی پنک بلش لگا کر اس نے گلابی لبوں پر پنک لپ گلوز لگا کر لبوں کو آپس میں مس کیا۔۔گلابی لب چمک اٹھے تھے۔۔

سلکی بھورے گھٹنوں تک آتے بالوں کو دونوں اطراف سے آگے ڈالتے وہ اپنے عکس کو دیکھ کر مسکرائی۔۔اس وقت وہ بلکل باربی لگ رہی تھی۔۔

سفید موتیوں کا پرس ٹیڑھا کر کے گلے میں ڈالتے اس نے خوبصورت پیکنگ والا گفٹ اٹھایا۔۔موبائل پر آتی نور کی کال ریسیو کرتی وہ عجلت میں باہر نکلی۔۔

ایناراکے کمرے میں آتے اس نے دائیں بائیں جھانکا۔۔کمرہ خالی پا کر وہ جلدی سے کچن میں آئی۔۔

" !!! ماما میں جا رہی ہوں۔۔جلدی آنے کی کوشش کروں گی۔۔آپ پریشان مت ہوئیے گا اوکے "

اس کے عجلت میں کہنے پر اینارا پلٹی تو اس کے منہ سے بے ساختہ ماشاءاللہ نکلا۔۔

" !!! اللہ تمہیں بری نظر سے بچائے۔۔ خیر سے جاؤ۔۔ پہنچ کر کال کر دینا"

اس کے گال پر پیار کر کے وہ پیچھے ہٹی تو ایرا نے زور سے اسے گلے لگایا۔۔

پھر عجلت میں وہ بیرونی دروازے سے باہر نکل گئی جہاں نور کار میں اس کا انتظار کر رہی تھی۔۔

بتائی گئی لوکیشن پر پہنچ کر اس نے کار روکی۔۔ یہ ایک لگزری ہوٹیل تھا جہاں برتھ ڈے پارٹی کا انتظام کیا گیا تھا

۔۔ رنگ برنگے قمقموں سے چمکتی شاندار عمارت میں انہوں نے قدم رکھا۔۔

جونہی وہ ریڈ کارپٹ پر چلتے آگے گئے دانیال انہیں دیکھ کر لپکتا ہوا آیا۔۔ اس نے ستائشی نظروں سے بلیک

پیروں کو چھوتے گاؤن میں نک سک سی تیار نور کو دیکھا جو کھلے بالوں میں بے حد پیاری لگ رہی تھی۔۔

انہیں سپیشل پروٹوکول دیتے دانیال انھیں ساتھ لیے ایک ٹیبل کی طرف آیا۔۔ پھر کچھ دیر میں آنے کا کہتے وہ

اکسیوز کرتا وہاں سے ہٹ گیا۔۔

نور نے چمکتی آنکھوں سے چاروں جانب دیکھا۔۔ رنگ برنگے لباس میں ملبوس لوگ خوشبوئیں بکھیرتے

خوبصورت چال چلتے ادھر ادھر ٹہل رہے تھے۔۔

ایرا نے اسے کہنی مار کر متوجہ کیا۔۔

" !!! یار نور تم نے دیکھا کیسے دیکھ رہا تھا دانیال تمہیں۔۔ بہت پسند کرتا ہے تمہیں وہ "

ایرا کی بات پر وہ خوشی سے ہنس دی۔۔

ہاں ٹھیک کہہ رہی ہو تم !! اس نے اپنی محبت کا اقرار کر لیا ہے۔۔ یار میں بہت خوش ہوں۔۔ یاد ہے پہلی "

ملاقات میں ہم جھگڑے تھے ان سے۔۔ کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ اتنا انوالو ہو جائیں گے کہ محبت ہی ہو جائے

گی۔۔ میں نے مما سے بات کر لی ہے۔۔ بہت جلد ملواؤں گی دانی کو مما سے !!! "۔۔۔۔

خوش دلی سے کہتی وہ دانیال کے اشارہ کرنے پر اٹھ کھڑی ہوئی۔۔

کہاں جا رہی ہو؟؟ ایرا نے جلدی سے پوچھا۔۔

یار دانی بلا رہا ہے اسے شاید کچھ بات کرنی ہے میں بس کچھ ہی دیر میں آئی۔۔ تم پریشان نہ ہونا ابھی شاہ رخ "

" !! بھی آتا ہو گا

اس کا گال تھپتھپا کر وہ گاؤن سنبھال کر سیڑھیاں چڑھتی دوسرے فلور پر چلی گئی۔۔

ایرا کنفیوز سی سامنے دیکھنے لگی۔۔گال پر ہاتھ رکھے بور سی بیٹھی تھی۔۔اس نے موبائل آن کر کے شاہ رخ کو میسج سینڈ کیا۔۔

اتنے میں سٹائلش سا ایک لڑکا ہاتھ میں الکوحل کا گلاس پکڑے اس کے ساتھ آ بیٹھا۔۔

" !!! ہیلو سویٹی"

ایرا گھبرا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔۔اس نے جلدی سے پرس اٹھایا اور تیز تیز چلتی دوسری طرف چلی آئی۔۔ منی سکرٹس اور سلیولیس گاؤنز میں نیم عریاں لڑکیوں کو لڑکوں کے ساتھ ڈانس کرتے ادیکھ کر اس کا دل گھبرانے لگا۔۔

اوپر سے ماحول میں رچی شراب کی بو اس کا دل خراب ہونے لگا۔۔اسے اندازہ نہیں تھا کہ اس پارٹی میں یہ سب کچھ ہو گا تو وہ کبھی نہ آتی۔۔

اینا رانے دوبارہ کال کی لیکن لیکن اس نے کال ریسیو نہیں کی۔۔

حد ہے اس بیوقوف لڑکی سے کہا بھی تھا کہ جاتے ہی فون کرے۔۔نہ خود فون کیا اور نہ اب میرا فون اٹھا رہی"

" !!! ہے۔۔شام ہونے کو آئی ہے کیا کروں میں اس لڑکی کا

تفکر سے سوچتی وہ دوبارہ کال کرنے لگی۔۔ریسیو نہ ہونے پر وہ لب کاٹتی سوچنے لگی۔۔اس نے اورھان کو کال کر دی۔۔

یہ نور کیوں نہیں آئی ابھی تک ؟نہ ہی شاہ رخ ملنے آیا ہے !! یہ کیسی پارٹی ہے مجھے اکیلا چھوڑ دیا ہے اوپر سے"

" !! سب عجیب نظروں سے مجھے دیکھ رہے ہیں

روہانسی ہوتی وہ بیگ کندھے پر ڈالتی اٹھی۔۔اس نے سر اٹھا کر دوسری منزل کو دیکھا۔۔پھر کچھ سوچ کر

سیڑھیاں چڑھتی دوسرے فلور پر آئی۔۔

انگلیاں چٹخاتے اس نے دائیں بائیں دیکھا جہاں دو راہ داریاں تھیں۔۔پتہ نہیں کیا ہوا کہ اس کے قدم بائیں راہ داری کی جانب اٹھتے گئے۔۔یہ فلور بلکل سنسان پڑا تھا۔۔

ابھی وہ مزید آگے بڑھتی کہ اسے کسی لڑکی کی گھٹی گھٹی چیخ سنائی دی۔۔ پھر سکوت چھا گیا۔۔ ایرا نے گھبرا کر پیچھے دیکھا جہاں سے یہ آواز آئی تھی۔۔

کونے میں ایک ساتھ تین کمرے تھے جن میں سے ایک کا دروازہ بند تھا۔۔ یہ کسی کی آواز تھی؟ نور کہاں ہو تم ؟؟

وہ پلکیں جھپکتی آنکھوں کی نمی اندر اتارنے اسے پکارتی چھوٹے قدم اٹھا کر واپس پیچھے کی اور مڑ آنے لگ۔۔ دل انجانے خوف سے گھبرانے لگا تھا۔۔

ابھی وہ دروازے کے قریب آئی تھی جب کلک کی آواز پر اس کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔۔ اس کے قدم بے اختیار اٹھے۔۔

دوسرے لمحے اس نے خود کو اس اندھیرے کمرے میں پایا جس کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔۔ حلق تر کرتی وہ ذرا سا آگے ہو کر باہر دیکھنے لگی۔۔

روشن کمرے کا دروازہ کھلا اور دو لڑکے شرٹ کے بٹن بند کرتے باہر نکلے۔۔ ان کی آنکھوں میں خمار تھا۔۔ سر مستی سے چلتے وہ سیڑھیاں اترتے نیچے چلے گئے۔۔

یہ منظر دیکھ کر ایرا کی آنکھیں پوری کھل گئیں۔۔کپکپاتے ہاتھوں سے دیوار کو پکڑ کر وہ آگے ہوئی۔۔کمرے

میں موجود نفوس کو اس نے بے یقینی سے دیکھا۔۔

دل کی دھڑکن جیسے سست ہوئی تھی۔۔وہ بات کر رہے تھے۔۔

دانی تجھے ان دونوں کو بلانے کی کیا ضرورت تھی۔۔ہم دونوں کافی تھے نہ۔۔خیر اب جو ہوا سو ہوا۔۔نور تو"

م*رگئی اب سوچ اس کا کیا کرنا ہے۔۔میں ذرا اپنی والی کو لے کر آتا ہوں۔۔بے چاری انتظار کر رہی ہو گی میرا

" !!!

اس کی بات پر ایرا کی آنکھیں پھٹنے کے قریب ہوئیں۔۔نور کو ما*ر دیا انہوں نے؟زز۔۔۔زیادتی کی!!اللہّ

۔۔۔

منہ پر دونوں ہاتھ زور سے رکھتی سسکیاں دبا کر وہ تڑپ تڑپ کر رونے لگی۔۔اس کا سانس بند ہونے لگا تھا۔۔

!!! یہ دونوں انسان نہیں تھے۔۔ابلیس تھے

اس کے حلق سے گھٹی گھٹی سسکی بلند ہوئی دوسرے لمحے وہ بھاگی تھی وہاں سے۔۔

شاہ رخ کی نظر اس پر پڑ گئی۔۔وہ نفرت سے اس کی پشت دیکھتا اس کے پیچھے بھاگا۔۔ایسے ہی نہیں جانے دے گا

!!! وہ اسے۔۔اب تو بالکل نہیں

بدر کے آفس میں بیٹھی وہ کام کر رہی تھی جب فون کی بیل بجی۔۔جیسے ہی کال اٹینڈ کر کے اس نے فون کان

سے لگایا اینار کی گھبرائی ہوئی آواز پر وہ پریشان ہو کر اٹھی۔۔

" کیا ہوا ماما سب ٹھیک ہیں؟"

اس کی پریشان آواز پر بدر نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔۔وہ اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ کو غور سے دیکھنے لگا۔۔

جیسے ہی ارشیہ نے موبائل بند کیا وہ پوچھ بیٹھا۔۔

" کیا ہوا سب ٹھیک ہے؟؟"

ارشیہ نے لب بھینچ کر نفی میں سر ہلایا۔۔

" !!! ایرا مسنگ ہے ہمیں جلدی گھر پہنچنا ہو گا "

جلدی سے اپنا سامان سمیٹتی وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔۔اس کی بات پر بدر بھی پریشان ہو گیا۔۔

!!! چلو میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں"

تیزی سے سیڑھیاں اترتی وہ گرتی پڑتی باہر بھاگی۔۔راستے میں دو دفعہ اس کا پیر بری طرح مڑا تھا۔۔اونچا اونچا روتی وہ اندھا دھند بھاگتی ہوئی ہوٹل کی پچھلی جانب آگئی۔۔

پتلی سی راہداری میں رک کر اس نے ایک پل کو سانس بحال کیا۔۔کپکپاتے ہاتھوں سے اس نے موبائل نکال کر پہلا نمبر ڈائل کر دیا۔۔

اس سے پہلے کہ وہ فون کان سے لگاتی شاہ رخ اس تک پہنچ گیا۔۔اس نے فون کھینچ کر زور سے زمین پر پھینکا جس سے فون دو حصوں میں بٹ گیا۔۔

ایرا کا رنگ سفید پڑ گیا۔۔آنکھیں پوری کھولتی وہ دیوار سے جا لگی۔۔شاہ رخ نے کمینی مسکراہٹ سے اس سے سر تا پیر دیکھا۔۔

کیا ہوا ڈارلنگ مجھ سے ملے بغیر جا رہی تھی؟؟"تمہارے لیے ایک سرپرائز تھا جو تم نے خود خراب کر دیا۔۔"

" !!! اپ تو تم جان گئی ہو کہ وہ سرپرائز کیا تھا۔۔خیر کوئی بات نہیں۔۔

اس کے گال سے شہادت کی انگلی مس کرتا وہ بہکے انداز میں بولا۔۔

ایرا نے اسے زور سے دور جھٹکا تو وہ ہنس پڑا۔۔

اس کے قریب آ کر شاہ رخ نے اپنی انگلیاں اس کے کاندھوں میں گاڑ دیں اور اسے جھٹکے سے دیوار سے لگایا۔۔

"جان میں تو چاہتا تھا کہ ہم تنہائی میں پیار کریں اس لیے میں تمہیں لینے آنے والا تھا لیکن تم تو مجھ سے ڈر کر

" !!! بھاگ ہی گئی خیر کوئی بات نہیں یہاں پر بھی تنہائی ہے۔۔ہم انجوائے کرتے ہیں

وہ اس کی گردن پر جھکا تو وہ زور سے چیخیں مارنے لگی۔۔

"چھوڑ دو مجھے تمہیں اللہ کا واسطہ ہے مجھے جانے دو میں ایسی لڑکی نہیں ہوں پلیز مجھے جانے دو۔۔میں پکا کسی کو

"!!! نہیں بتاؤں گی جو جو تم سب نے نور کے ساتھ کیا۔۔پلیز میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتی ہوں مجھے جانے دو

انکھیں میچ کر زور زور سے روتی وہ اس کے سامنے گڑگڑانے لگی۔۔وہ سنی ان سنی کرتا اس کی گردن پر جھکا ہی تھا

کہ ایک مضبوط ہاتھ نے پوری قوت سے اسے دور جھٹکا۔۔

ایرا نے سر اٹھا کر بے یقینی سے آنے والے کو دیکھا۔۔

مکمل سیاہ لباس میں سیاہ ماسک سے چہرہ ڈھکے وہ جو کوئی بھی تھا اب شاہ رخ کو بری طرح پیٹ رہا تھا۔۔

وہ دیوار سے چپکی کھڑی خوف سے سارا منظر دیکھتی رہی۔۔اس کا پورا وجود جیسے جامد ہو گیا تھا۔۔چاہ کر بھی وہ وہاں سے بھاگ نہیں سکی۔۔

اس کی قوت ارادی نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔۔اگر کچھ پتا تھا تو اتنا کہ اس شخص فرشتے کی طرح اسے اس حیوان سے بچایا تھا...

اسے مار مار کر ادھ موا کرتے سیاہ لباس میں ملبوس وہ شخص سیدھا ہوا۔۔اس نے خطرناک نظروں سے ایرا کی جانب دیکھا جو دیوار سے لگی تھر تھر کانپ رہی تھی۔۔

اس انجان شخص کو سرتاپیر اپنا جائزہ لیتے دیکھ کر وہ خود میں سمٹتی گھٹ گھٹ کر رونے لگی۔۔

وہ اجنبی بڑھا تھا اس کی جانب۔۔اسے ہاتھ سے تھام کر وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوٹل کی عمارت سے باہر آیا۔۔

اسے گھسیٹ کر سڑک پر لاتے اس نے زور سے ایرا کو جھٹک کر دور دھکیلا جسے وہ زمین پر اوندھی جا گری۔۔

اس کی کہنیاں اور گھٹنے بری طرح چھل گئے تھے۔۔

زمین پر گرے ہی اس نے سر گھما کر اس اجنبی کو دیکھا جو خطرناک سرخ انکھوں سے اسے گھور رہا تھا۔۔

اس نے اپنی سیاہ جیکٹ اتار کر ایرا کے منہ پر ماری۔۔

" !!! بے غیرت "

سرد لہجے میں کہتا وہ پلٹا اور اندھیرے میں گم ہو گیا۔۔

Epi # 09

اس نے خطرناک نظروں سے ایرا کی جانب دیکھا جو دیوار سے لگی تھر تھر کانپ رہی تھی۔۔

اس انجان شخص کو سرتاپیر اپنا جائزہ لیتے دیکھ کر وہ خود میں سمٹتی گھٹ گھٹ کر رونے لگی۔۔

وہ اجنبی بڑھا تھا اس کی جانب۔۔اسے ہاتھ سے تھام کر وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوٹل کی عمارت سے باہر آیا۔۔

اسے گھسیٹ کر سڑک پر لاتے اس نے زور سے ایرا کو جھٹک کر دور دھکیلا جسے وہ زمین پر اوندھی جا گری۔۔

اس کی کہنیاں اور گھٹنے بری طرح چھل گئے تھے۔۔

زمین پر گرے ہی اس نے سر گھما کر اس اجنبی کو دیکھا جو خطرناک سرخ انکھوں سے اسے گھور رہا تھا۔۔

اس نے اپنی سیاہ جیکٹ اتار کر ایرا کے منہ پر ماری۔۔

" !!! بے غیرت "

سرد لہجے میں کہتا وہ پلٹا اور اندھیرے میں گم ہو گیا۔۔

شام ڈھل کر رات کی سیاہی میں جزب ہو چکی تھی۔۔ حیان اپنی کار سلو سپیڈ پر سڑکوں پر دوڑا رہا تھا۔۔اس کی کار کے پیچھے ایک پولیس موبائل حرکت کر رہی تھی۔۔

کیجول سے حلیے میں لب بھینچے وہ تارکول کی سڑک پر دور تک نظر ڈال رہا تھا جب کوئی اس کی کار کے سامنے آ گیا ۔۔

اس نے جلدی سے بریک لگایا۔۔اس کے پیچھے آتی پولیس موبائل بھی جھٹکے سے رکی۔۔رات کی خاموش میں تارکول کی سنسان سڑک پر ٹائر چرچرانے کی آواز دور تک گئی تھی۔۔

وہ جلدی سے دروازہ کھول کر باہر نکلا۔۔اس کے پیچھے پولیس موبائل سے دو کانسٹیبل بھی نیچے اترے۔۔

ایرا؟؟"۔۔۔حیان کی آواز پر منہ پر دونوں ہاتھ رکھ کر خوف سے آنکھیں میچ کر کھڑی ایرا نے جھٹکے سے سر" اٹھایا۔۔

اس کا مسکارہ مسلسل رونے سے آنکھوں کے گرد سیاہی پھیلا چکا تھا۔۔ گالوں پر آنسوؤں کے مٹے مٹے نشان تھے ۔۔ بکھرے حلیے میں وہ بے یقینی سے حیان کو دیکھ رہی تھی۔۔

اس کا ضبط ٹوٹا وہ آگے بڑھی اور اس سے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔ حیان نے لب بھینچ کر ہاتھ سے اشارہ کیا جس سے کانسٹیبل دوبارہ موبائل میں بیٹھ گئے۔۔

پولیس موبائل حرکت میں آئی چند منٹوں میں وہ وہاں سے دوسری سڑک پر مڑ گئی۔۔ حیان نے اس کا سر تھپتھپایا۔۔

"!!! آؤ گاڑی میں بیٹھو"

ایرا کا ہاتھ تھام کر اس نے کار کا دروازہ کھولا تو وہ آنسو پونچھتی ہوئی اندر بیٹھ گئی۔۔ اس کی جانب کا دروازہ بند کر کے وہ اس کے برابر ڈرائیونگ سیٹ پر آ کر بیٹھا۔۔

ٹٹول کر اس نے منرل واٹر کی چھوٹی بوتل اس کی طرف بڑھائی۔۔ اس سے بوتل پکڑ کر ڈھکن کھولتی کپکپاتے ہاتھوں سے منہ کو لگا گئی۔۔

آنکھیں موند کر وہ پانی حلق سے نیچے اتار رہی تھی۔۔ بند آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر گرے تھے۔۔ حیان خاموشی سے ساری کروائی دیکھتا رہا۔۔

جب وہ پانی پی کر شرمندہ ڈبڈبائی نظروں سے اسے دیکھنے لگی تو وہ گہری سانس لے کر پورا اس کی جانب مڑا۔۔

" !!! کیا ہوا تھا؟ مجھے سب سچ سچ بتاؤ "

ایرا کے دماغ میں وہ مناظر پھر سے چلنے لگے۔۔ خوف سے اس کا رنگ سفید پڑنے لگا۔۔ گود میں رکھے کپکپاتے ہاتھوں میں فراک بھینچ کر وہ سسکنے لگی۔۔

حیان کو اپنی طرف متوجہ پا اس نے اٹک اٹک کر سب بتانا شروع کیا۔۔ حیان کی آنکھوں میں افسوس ابھرا۔۔

" تمہیں یہ سب کرنے کی ضرورت نہیں تھی ایرا۔۔ تم بہت چھوٹی ہو ابھی !! اگر کوئی پسند تھا تو پہلے ماموں یا ممانی کو بتاتی۔۔ تمہاری اس غلطی سے کچھ بھی ہو سکتا تھا۔۔ کچھ بھی !! خدا کا شکر ہے کہ اس نے تمہیں محفوظ رکھا۔۔ !!! تمہیں اندازہ نہیں ہے کہ سب کس قدر پریشان ہیں۔۔ ممانی کا رو رو کر برا حال ہے۔۔۔

کہنے کے ساتھ اس نے موبائل پر ایک نمبر ڈائل کیا اور فون کان سے لگایا۔۔

" ہیلو۔۔ جی۔۔ ایرا مل گئی ہے میں آ رہا ہوں اسے لے کر۔۔۔ "

فون بند کر کے اس نے پاکٹ میں رکھا۔۔کار سٹارٹ کرنے پر ایرالب کاٹتی اسے دیکھنے لگی۔۔

حیان بھائی سب ہیں وہاں؟؟"۔۔۔۔"

اس کی نم آواز پر حیان نے سامنے دیکھتے سر ہلایا۔۔

" ابھی تو ہمارے گھر جا رہے ہیں۔۔ماموں وغیرہ ادھر ہی ہیں۔۔"

ہموار لہجے میں کہتا وہ احتیاط سے ڈرائیو کر رہا تھا۔۔وہ چہرہ گھما کر کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔۔دل زوروں سے

دھڑک رہا تھا۔۔

آنسو ابل ابل کر گال پر پھسلتے جا رہے تھے۔۔یہ کیا کر دیا میں نے۔۔کیسے نظر ملاؤں گی سب سے؟؟اللہ تعالیٰ

پلیز میری مدد کریں۔۔غلطی ہو گئی مجھ سے۔۔ہو گئی غلطی۔۔اب کیا کروں میں۔۔سب نفرت کریں گے

اب مجھ سے۔۔آخر کیوں میں چلی گئی اس سے ملنے۔۔

نور؟اس کا خیال آنے پر وہ ادھ کھلی کھڑکی میں رکھے بازو میں چہرہ چھپا کر بلکنے لگی۔۔حیان نے خاموشی سے اس

کی پشت کو دیکھا۔۔

بیٹا غلطی ہو جاتی ہے انسان سے۔۔ غلطی ہونے کے بعد چور راستے اختیار نہیں کرنے چاہیے بلکہ آنے والی "

"!!! سیچوایشن کو فیس کرنا چاہیے

اس کی کہی بات پتہ نہیں اس کی سمجھ میں آئی یا نہیں البتہ وہ خاموش ضرور ہو گئی تھی۔۔

حیان کے پیچھے چھپتی وہ گیٹ سے اندر آئی۔۔ اورھان اور اینار اسامنے ہی بے چینی سے ٹہل رہے تھے۔۔

"!!! تم اندر جاؤ مما کے پاس۔۔۔ "

نظریں جھکا کر سر ہلاتی وہ چھوٹے قدم اٹھاتی اندر چلی گئی۔۔ کندھوں پر پھیلی سیاہ جیکٹ کو اس نے زور سے

دبوچ رکھا تھا۔۔

"!!! ماموں آپ دونوں سے بات کرنی ہے ایک۔۔۔"

سنجیدہ لہجے میں کہتا وہ لان میں آ گیا۔۔ ان دونوں میں نظروں کا تبادلہ ہوا۔۔ الجھ کر وہ اس کے پاس آئے۔۔

اس نے انہیں سب بتانے کا فیصلہ کیا تھا یہ چھوٹی بات نہیں تھی جو وہ چھپا لیتا ان کا حق تھا کہ وہ سب جانیں۔۔

مختصرا اس نے انہیں بتا دیا۔۔

اور ھان تو بے یقین تھا ہی اینارا کی آنکھیں صدمے سے پھٹنے کو ہوئیں۔۔ جن بیٹیوں کو پھولوں کی طرح رکھا

!!! جائے وہ ماں باپ کی آنکھوں میں دھول جھونکیں تو تکلیف تو ہوتی ہے نہ

لاؤنج میں ابراھیم اور زنیشہ کے علاوہ سب جمع تھے۔۔ ماحول پر عجیب سی خاموشی چھائی ہوئی تھی۔۔ ارشما اسے

اپنے ساتھ لگا کر تھپک رہی تھی جب اینارہ نے اس کا بازو کھینچ کر الگ کیا۔۔

وہ پلٹ کر آنے دیکھتی روتی ہوئی اس کے گلے لگنے کو آگے ہوئی۔۔

چٹاخ!!!"۔۔۔۔۔"

گال پر پڑنے والے زناٹے دار تھپڑ نے اسے قدم روکنے پر مجبور کر دیا۔۔

ماما!!!"۔۔۔"

اس کے لبوں سے سرگوشی کی صورت نکلا۔۔ نیلی سوجھی آنکھوں میں بے یقینی لیے وہ اپنی ماما کو دیکھ رہی تھی

جنہوں نے کبھی اسے ہاتھ تک نہیں لگایا تھا۔۔

اورھان کی علاوہ سب شاک سے انہیں دیکھنے لگے۔۔ارشما آگے بڑھی جب اینارا نے دوسرا تھپڑ اس کے منہ پر مارا۔۔

کیا کر رہی ہو بچی ہے وہ!!!"۔۔۔۔"

ارشما نے اسے روکا تو وہ تلخی سے مسکرائی۔۔

"!!! بچی بڑی ہو گئی ہے اپنے ماں باپ سے بھی"

اس کے تلخ لہجے پر وہ گال پر ہاتھ رکھے روتے ہوئے نفی میں سر ہلانے لگی۔۔

آواز جیسے حلق میں گھٹ گئی تھی۔۔دل چاہ رہا تھا زمین پھٹ جائے اور وہ اس میں سما جائے۔۔کیسی ذلت سی ذلت تھی جو اس نے خود کمائی تھی۔۔

ارشیہ ڈبڈبائی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔حیان سے وہ معلوم کر چکی تھی۔۔چاہ کر بھی وہ ایرا کی مدد نہیں کر سکتی تھی۔۔

بدر نے ایک خاموش نظر اس کی نم آنکھوں پر ڈالیں۔۔مشائم اور رمل خاموشی سے ایک جانب کھڑی تھیں۔۔

اورھان سرخ آنکھوں سے اپنی اس بیٹی کو دیکھ رہا تھا جس پر وہ سب سے زیادہ اعتبار کرتا تھا۔۔

وہ کبھی یوں اس کا اعتبار توڑے گی وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔۔ بیٹیوں کے ایسے اقدام ماں باپ کے دل کس طرح چیر دیتے ہیں وہ محسوس کر رہا تھا۔۔

اس سب میں عرش بے نیازی سے صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر بیٹھا چوئینگم چبا رہا تھا۔۔ اسے اس لائیو شو میں کوئی انٹرسٹ نہیں تھا۔۔ اس کی بلا سے وہ جس سے مرضی ملے۔۔ جو مرضی کرے !!!

ماہ بیر نے اورھان کے کندھے پر ہاتھ پھیلا کر اسے حوصلہ دیا۔۔

"شرم نہیں آئی تمہیں یہ حرکت کرتے؟ بتاؤ؟ ہم نے کبھی کسی چیز کا دباؤ ڈالا تم پر؟ کتنا پیار دیا تمہیں پھر کہاں کمی رہ گئی تھی جو ہمارے منہ پر کالک ملنے نکل گئی تم !!!"

اس دونوں ہاتھوں سے مارتی وہ خود بھی رونے لگی تھی۔۔ مشائم نے آگے بڑھ کر اسے تھاما۔۔

"ایسی بیٹیاں ہوتی ہیں جن کی وجہ سے ماں باپ بیٹوں کی خواہش کرتے ہیں۔۔ !!!"

درد سے اس کی آواز پھٹنے لگی تھی۔۔

ارشیہ منہ پر ہاتھ رکھ کر رونے لگی تھی۔۔ رمل نے دکھ سے اسے ساتھ لگایا۔۔ اورھان کی بس ہوئی تھی۔۔ وہ لب سختی سے بھینچ کر لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر نکل گیا۔۔

۔۔۔۔۔ "!!! ماما مجھے معاف کر دیں"

اس کے سامنے ہاتھ جوڑتی وہ کانپتے لبوں سے بولی جو آنسوؤں سے بھیگے ہوئے تھے۔۔

ما۔۔۔ما!!!"۔۔۔۔"

اسے خاموش دیکھ کر ہچکیوں کے درمیان اسے پکارتی وہ آگے بڑھی۔۔ایناراانے قدم پیچھے لے لیے۔۔

مت کہو مجھے ماما مر گئی میں!!!"۔۔۔۔۔"

اس کے درشت لہجے پر وہ ہچکیوں سے روتی دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا گئی۔۔

ماہ بیر بھائی؟؟اب مجھے اس پر اعتبار نہیں رہا۔۔آپ اپنی امانت جتنی جلدی ہو سکے لے جائیں۔۔اگر یہ اب"

ممکن نہیں تو میں کہیں اور رشتہ کر کے اسے چند دن میں ہی رخصت کر دوں گی۔۔خدا جانے یہ کل کو کچھ

" اور۔۔۔

ایرااس کی بات کاٹتی چیخ پڑی۔۔

مت کہیں ایسے لفظ میرے بارے میں۔۔میں گندی لڑکی نہیں ہوں۔۔مت کہیں ایسے۔۔دل میں تکلیف"

ہو رہی ہے۔۔جانتی ہوں میں نے غلط کیا لیکن میں بس ملنے گئی تھی۔۔ایسا کچھ نہ کہیں میرے بارے میں کہ

"!!! میرا دل دھڑکنا بند ہو جائے۔۔بدکردار نہیں ہوں میں

اس کے سامنے ہاتھ جوڑتی وہ نقاہت محسوس کرتی گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھ گئی۔۔ارشیہ نے جلدی سے آکر

اسے تھاما۔۔اسے گلے سے لگا کر اس کی پشت تھپکنے لگی۔۔

ایناراکی سوالیہ نظروں پر ماہ بیر گویا ہوا۔۔

یہ کیا بات کہہ دی کہ کہیں اور کر دو گی تم میری بیٹی کا رشتہ۔۔اس کی شادی عرش سے ہی ہو گی۔۔جب تم"

"!!! چاہو ہم نکاح کر دیں گے

ماہ بیر کے انکشاف پر ینگ پلٹن حیران ہوئی سو ہوئی عرش تو بلبلا کر اٹھا۔۔

"!!! میں اس بے وقوف لڑکی سے ہر گز شادی نہیں کروں گا۔۔۔"

اس کی بلند آواز پر ماہ بیر نے پہلی بار سخت نظروں سے اسے دیکھا۔۔

" تمہاری شادی ایرا سے ہی ہو گی۔۔کیا تم میرے فیصلے کے خلاف جاؤ گے ؟؟"

اس کے قطعی انداز پر وہ سختی سے لب بھینچ گیا۔۔ گہری بھوری آنکھیں سرد ہو گئیں۔۔

ایک کٹیلی نظر اس کم عقل لڑکی پر ڈال کر وہ آن کی آن میں سیڑھیاں چڑھتا نظروں سے اوجھل ہو گیا۔۔ ارشما !! پریشانی سے اس کے پیچھے گئی کہیں غصے میں وہ کچھ کر نہ لے

کبرڈ کے پاس زمین پر رکھے بیگز سے کپڑے نکال کر وہ کبرڈ کے درمیان والے خانے میں رکھ رہی تھی۔۔

سیاہ سادہ شلوار قمیض میں دوپٹہ کمر کے گرد باندھ کر وہ مصروف سے انداز میں جھک کر کپڑے اٹھا رہی تھی

جب کپڑے اس کے ہاتھ سے پھسل کر نیچے گر گئے وہ کوفت سے پنجوں کے بل بیٹھی۔۔

کچھ فاصلے پر ٹو سٹر صوفے پر وہ ایک ٹانگ موڑ کر اس پر لیپ ٹاپ رکھ کر کھٹا کھٹ ٹائپنگ کر رہا تھا۔۔

اس نے لیپ ٹاپ کی سکرین سے نظریں ہٹا کر اسے دیکھا وہ کوفت سے پنجوں کے بل بیٹھ کر کپڑے اٹھا رہی تھی گردن پر لٹکتے جوڑے سے بال نکل کر گالوں کو چھوتے اسے الجھن میں مبتلا کر رہے تھے۔۔

ابراھیم یوں ہی اسے دیکھے گیا اس کی نظروں کے ارتکاز پر وہ سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگی۔۔

کیا ہوا؟؟"۔۔۔۔۔"

کبرڈ کا دروازہ بند کر کے وہ بیگ گھسیٹ کر بیڈ تک لائی۔۔

۔۔۔۔ "!! کچھ نہیں"

نفی میں سر ہلاتا وہ نرم نگاہوں سے اسے تکے گیا۔۔

پھر آپ ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں مجھے ؟؟"۔۔۔۔"

کپڑوں کی تہیں لگاتی وہ رک کر اسے دیکھنے لگی۔۔

کیسے دیکھ رہا ہوں میں ؟؟"۔۔۔۔"

گھمبیر لہجے میں کہتا وہ سر کی پشت پر دونوں ہاتھ رکھتا صوفے پر نیم دراز ہو گیا۔۔ٹانگیں سامنے دھری میز پر قینچی کی صورت ٹکا لیں۔۔

"!!! مطلب اس طرح۔۔۔"

وہ لب دبا کر پیروں کے پاس رکھے بیگ میں سے بکھرے کپڑے نکال کر بیڈ پر رکھنے لگی۔۔

پہلے بھی تو دیکھتا تھا اس طرح !!!"۔۔۔ "

واپس لیپ ٹاپ پر نظر جما کر ہتھیلی سے داڑھی پر ہاتھ پھرتا مصروف سا گویا ہوا۔۔

"نہیں اس طرح نہیں دیکھتے تھے آپ پہلے!!!۔۔۔"

وہ اپنی بات پر ڈٹی رہی۔۔

!!اب دل جو بے ایمان ہونے لگا ہے"۔۔۔"

وہ محض بڑبڑا کر رہ گیا۔۔وہ ناسمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔۔تہہ شدہ کپڑوں کو ایک طرف رکھ کر وہ بیگ گھسیٹ کر اٹھی کبرڈ کی سائیڈ پر رکھ کر وہ کمرے میں نگاہ دوڑانے لگی۔۔

تقریباً ہر چیز وہ سمیٹ چکی تھی بہت دنوں سے وہ گھر کی سیٹنگ میں مصروف رہی تھی آج سب چیزیں اپنی جگہ پہنچ چکی تھیں۔۔

آپ کو پتہ ہے سب لڑکیاں آپ کو کھڑوس کہتی ہیں؟؟"۔۔کبرڈ سے پشت لگا کر کھڑی ہوتی وہ سینے پر ہاتھ باندھ کر بولی شہد رنگ غلافی آنکھوں میں شرارت چمک رہی تھی۔۔"

ابراھیم نے لیپ ٹاپ سے نظر ہٹا کر ابرو اچکاتے اسے دیکھا سیاہ سرد آنکھیں اس پھولوں کی سی نازک لڑکی پر پڑتے ہی نرم تاثر قائم کر لیتی تھیں۔۔

"اس کے ہونٹ ذرا سی مسکراہٹ میں ڈھلے۔۔۔"اہاں!! تمہیں بھی کھڑوس لگتا ہوں؟؟

زنیشہ نے فورا نفی میں سر ہلایا۔۔سیاہ ریشمی دوپٹے کو کوفت سے سینے پر پھیلاتے اس نے جواب دیا جو پھسل پھسل کر نیچے گر رہا تھا۔۔

سیاہ شلوار قمیض میں اس کی دودھیا رنگت یوں لگ رہی تھی جیسے چاند کو سیاہ بادلوں نے گھیر رکھا ہو۔۔اس پر ستم ڈھاتی ناک میں پھنسی نتھلی جس کا سرخ ننھا موتی باریک تار میں لٹک رہا تھا۔۔

" مجھے بلکل کھڑوس نہیں لگتے آپ کیونکہ ہم ہمیشہ دوستوں کی طرح رہے ہیں نہ ابراھیم بھائی تو۔۔۔"

اس کی گھوری پر وہ زبان دانتوں تلے دبا گئی۔۔

"سوری نہ مجھے عادت ہے آپ کو"یہ"کہنے کی۔۔کوشش کر رہی ہوں پھر بھی غلطی سے نکل جاتا ہے۔۔"

منہ بناتی وہ روہانسی ہوئی۔۔

تمہیں پتہ ہے شوہر کو بھائی کہنے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے؟؟"۔۔۔کشادہ کسرتی سینے پر ہاتھ باندھتا وہ آنکھیں" سکیڑ کر بولا۔۔

سیاہ روشن آنکھوں میں تاروں کی سی جلملاہٹ تھی جن کے کانچ اس پری وش کے سامنے چمک اٹھے تھے۔۔

اسکے انکشاف پر وہ ٹیک چھوڑ کر یک دم سیدھی ہوئی۔۔

"ہاہ!! سوری اللہ جی اب نہیں کہوں گی!!۔۔۔"

آنکھیں بند کرتی وہ سر اٹھا کر جلدی سے بولی۔۔اس کے انداز پر ابراھیم نے مسکراہٹ دبائی۔۔

م لبوں کے اوپر ناک کے پاس موجود تل بھی اٹھلایا تھا اس وجاہت کے شاہکار کی دل موہ لینے والی مسکان پر۔۔

"لگتا ہے شوہر ہونے کا کوئی عملی ثبوت دینا پڑے گا تاکہ آئندہ تم مجھے بھائی کہنے سے پہلے سو بار سوچو!!!۔۔۔"

اسکی زو معنی بات اور گہری نظروں کے ارتکاز پر زنیشہ کا چہرہ سرخ ہو گیا دل تیز تیز دھڑکتا اسے پریشان کر گیا

۔۔

اس کی گہری بولتی نظروں سے بچنے کے لیے وہ حیا سے نظریں جھکا کر جلدی سے کمرے سے باہر آئی دل کی مقام پر ہاتھ رکھ کر اس نے رکی سانس خارج کی۔۔

"اف یہ مجھے کیا ہو رہا ہے؟؟"

اپنے گال تھپتھپاتی وہ کچن کے کاموں میں مصروف ہو گئی۔۔آہستہ آہستہ اسے ان دونوں کے مابین بنے

گہرے رشتے اور اس کے تقاضوں کا احساس ہونے لگا تھا۔۔

کافی دیر بعد وہ کام نبٹا کر واپس کمرے میں آئی وہ اب تک لیپ ٹاپ پر کام کر رہا تھا۔۔بغیر اسے دیکھے وہ نائٹ

ڈریس لے کر باتھ روم میں گھس گئی جب وہ باہر آئی تو ابراہیم اپنا سر دبا رہا تھا۔۔

وہ فکر مند ہوتی اس کے پاس آئی اور اس کے سامنے سے لیپ ٹاپ ہٹا کر بند کر دیا۔۔

"!!!زونیشا مجھے کام کرنا ہے ابھی"

اس کے ابھی بھی کام کرنے کی رٹ پر وہ تپ اٹھی۔۔

"!!!کوئی ضرورت نہیں ہے اب کام کرنے کی کافی دیر سے کر تو رہے ہیں چلیں اب سو جاتے ہیں"

اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتی وہ اسے اٹھانے لگی تو وہ بھی چار و ناچار اٹھ کھڑا ہوا۔۔

"سو جاتے ہیں سے کیا مطلب ہے تمہارا؟؟"

اس کے برابر بیڈ پر بیٹھتا وہ گردن موڑ کر پوچھنے لگا۔۔

"!!!وہ لاپرواہی سے بولی۔۔۔۔"مطلب آپ اور میں،،رات ہو رہی ہے تو سوئیں گے نہ

نا سمجھی سے کہتی وہ یہ سوچ نہ سکی کہ گفتگو کس موضوع کی طرف مڑ رہی ہے۔۔

اسے مسکراتی نظروں سے دیکھتا وہ سر جھٹک کر لیٹ گیا آنکھیں موند کر وہ سونے کی کوشش کرنے لگا۔۔

زونیشا نے لب کاٹتے اسے دیکھا پھر جھجھکتے ہوئے اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر اس کا سر دبانے لگی۔۔

ابراہیم نے فوراً آنکھیں کھولیں سیاہ آنکھوں کے کانچ شہد رنگ آنکھوں سے ٹکرائے۔۔

"!!!اس کی ضرورت نہیں ہے"

وہ بھاری مدھم لہجے میں بولا۔۔

"!!!میں دبا دیتی ہوں کوئی بات نہیں"

ذرا قریب ہوتی وہ نظریں جھکا کر اس کا سر دبانے لگی۔۔

چند پل وہ یوں ہی اس کے مومی چہرے کو دیکھے گیا جو اس کی قربت میں سرخ پڑتا جا رہا تھا۔۔

یہ لڑکی تو میرا ایمان خراب کر رہی ہے!!!"۔۔"

دل میں سوچ کر اس نے آنکھیں بند کرنا بہتر سمجھا۔۔

ہاتھ میں گن تھامے وہ تین چار غنڈے دکان میں داخل ہوئے۔۔

بھتہ نکال چل جلدی کر باقیوں سے بھی اپنا حق وصول کرنا ہے!!!"۔۔"

ذاکر بھائی کو دیکھ کر دکاندار خوف سے کانپنے لگا۔۔

"!!!ذاکر بھائی اس دفعہ بہت نقصان ہوا ہے جھوٹ نہیں بول رہا قسم سے"

اس کے سامنے ہاتھ جوڑ کر وہ گر گرانے لگا۔۔

"!!تو میں کیا کروں اپن کو اپنا مال چاہیے چل نکال"

اس کی پیشانی پر گن رکھتا وہ گرج کر بولا دکاندار تھر تھر کانپنے لگا۔۔سب سے آخر میں کھڑا لیث بے تاثر

نظروں سے یہ سارا ڈرامہ دیکھ رہا تھا۔۔

دکاندار سے اپنی مطلوبہ رقم نکلوانے کے بعد وہ باقی دکانوں سے بھتہ وصول کر کے اپنی جیپ میں آ بیٹھے۔۔

باباصاحب کے یہ چیلے اپنے آپ کو اس علاقے کا مائی باپ سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ ان لوگوں کے مال اور عورتوں پر سب سے پہلا حق ان کا ہے۔۔

آج وہ لیث کو ساتھ لیے اپنی طاقت کا مظاہرہ کرانے آئے تھے لیکن اسے کچھ خاص فرق نہیں پڑھا تھا۔ راستے میں سڑک کنارے جاتی چادر میں ڈھکی ایک لڑکی کے پاس انہوں نے جیپ روک دی۔۔

کالیا باہر نکلا اور اسے دبوچ کر جیپ میں بٹھالیا وہ لڑکی چلاتی رہ گئی لیکن کوئی بھی اس کی مدد کو نہ آیا۔۔ یہ منظر دیکھ کر لیث کی پیشانی پر بل پڑے تھے البتہ وہ خاموش رہا۔۔

اپنے اڈے پر پہنچ کر انہوں نے جیپ روک دی سب سے پہلے لیث چھلانگ لگا کر اترا۔۔ ڈھیلی پھٹی پینٹ پر ڈھیلی سی چیک کی شرٹ اور ہاتھوں میں جابجا بینڈز پہنے وہ ازلی مغرور انداز میں چلتا ٹوٹا پھوٹا دروازہ کھول کر اندر چلا گیا۔۔

کالیا اس لڑکی کو گھسیٹتا ہوا اندر لایا اور اسے ایک طرف پٹخا۔۔ اس کے پیچھے ذاکر اور چھوٹو بھی اندر داخل ہوئے

۔۔

اس لڑکی کا رنگ خوف سے سفید پڑ گیا۔۔وہ چیختی چلاتی ان سے رحم کی بھیک مانگنے لگی۔۔

لیث نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر پینٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر موبائل نکالا۔۔ایک ہاتھ سے چوئینگم منہ میں ڈال کر اس نے میسج ٹائپ کیا اور موبائل دوبارہ پاکٹ میں ڈال لیا۔۔

چند سیکنڈ گزرے تھے کہ ذاکر کے موبائل پر حسینہ کی کال آنے لگی۔۔اس نے حسینہ کو ایک موٹی گالی سے نوازتے کال ریسیو کی دوسری جانب سے کچھ کہا گیا جس پر اس کا منہ ایسے ہو گیا جیسے کڑوا بادام چبا لیا ہو۔۔

"!! چلو یہاں سے بابا صاحب نے یاد کیا ہے اس لڑکی کو آ کر دیکھتے ہیں"

تند لہجے میں کہتا وہ باہر نکل گیا۔۔

اس کے پیچھے کا لیا بھی گیا جبکہ چھوٹو نے رک کر لیث کو دیکھا جو زمین پر کچھ ڈھونڈ رہا تھا۔۔۔

کیا ہوا؟؟"۔۔۔اس کے پوچھنے پر لیث نے نفی میں سر ہلایا۔۔"

"!! کچھ نہیں میری انگوٹھی گر گئی ہے میں آتا ہوں تم چلو"

لاپرواہ انداز میں کہتا ہوا دوبارہ زمین پر نظریں جما گیا۔۔چھوٹو نے سر ہلایا۔۔"اوکے دروازہ بند کر کے آنا!!!"

۔۔

اس کے جانے کے بعد وہ اس لڑکی کی طرف متوجہ ہوا جو ڈری سہمی بیٹھی اسے دیکھ رہی تھی۔۔

"!!!دروازہ کھلا چھوڑ جاؤں گا جان بچا کر نکل جانا"

سرد لہجے میں کہتا وہ باہر نکل گیا۔۔وہ لڑکی بے یقینی سے اس کی پشت دیکھتی زمین سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔اس نے اب تک یقین نہیں آرہا تھا وہ لڑکا جو اسے کہہ کر گیا تھا۔۔

جیپ سٹارٹ ہونے کی آواز آئی اور پھر کچھ دیر میں دور ہوتی گئی۔۔ان کے جانے کا اطمینان کر کے وہ اگے آئی اس نے دروازہ کھول کر دیکھا تو واقعی دروازہ کھلا ہوا تھا۔۔

دل میں خدا کا شکر کرتی اور اس شخص کو ڈھیروں دعائیں دیتی وہ جلدی سے باہر نکلی اور چادر کس کر پکڑتی جان بچا کر بھاگ گئی۔۔

Epi # 10

آفس میں قدم رکھتے ہی اس کی نظر اس پر پڑی جو اپنی ٹیبل پر جھکی حالیہ پروجیکٹ پر کام کر رہی تھی۔۔

بدر کے ابرو ستائش میں اٹھے وہ اس سے پہلے آفس آئی تھی اور بلکل خاموشی سے کام میں مگن تھی۔۔ حیرت در

!!!حیرت

لائٹ براؤن چیک کے پینٹ کوٹ میں بازو کہنیوں تک پیچھے کیے وہ اس کی آمد کا نوٹس لیے بغیر میز پر جھکی

رہی۔۔ لمبے گھٹنوں کو چھوتے بھورے گھنگریالے بال کمر پر کھلے تھے۔۔

اس پر ترچھی نظر ڈال کر وہ اپنی رولنگ چیئر پر بیٹھا۔۔ ہمیشہ کی طرح بلیک تھری پیس میں وہ ہینڈسم لگ رہا تھا

۔۔ سرمئی آنکھوں نے میز پر کچھ ٹٹولا۔۔

مطلوبہ فائل سے اس نے ایک پیپر نکالا۔۔ لیپ ٹاپ آن کر کے وہ مصروف انداز میں اس سے مخاطب ہوا۔۔

"!!!یہ لیٹر ٹائپ کر دو"

ارشیہ نے جھکا سر اٹھایا نیلی کانچ سی آنکھوں میں سنجیدگی تھی۔۔ وہ اٹھی تو بدر کی نگاہ براؤن ہیل میں مقید اس

کے دودھیا پیروں پر پڑی۔۔ اسے ان ہیلز سے چڑ ہو گئی تھی۔۔

ارشیہ نے لیٹر پکڑا اور واپس اپنی ٹیبل پر جا کر ٹائپ کر کے واپس اس کے پاس آئی اسکا ذہن الجھا ہوا تھا ایرا کی

وجہ سے۔۔

بدر نے تازہ ٹائپ شدہ لیٹر پر نظر ڈالی جس میں جگہ جگہ غلطیاں تھیں۔۔اس کی کشادہ پیشانی پر بل پڑے۔۔

یہ کیاٹائپ کیا ہے تم نے صرف غلطیاں ہی نظر آرہی ہیں؟؟"۔۔"

ارشیہ نے تیکھی نظروں سے اسے دیکھا۔۔

توخود کرلو تم مجھے کیوں کہہ رہے ہو؟؟"۔۔"

تیکھے لہجے میں کہتی وہ گلاس ڈور کھول کر باہر جانے لگی جب اسکی آواز پر رکی۔۔

"اگر مجھے ہی کرنا ہے تو محترمہ یہاں کیا لینے آتی ہیں؟ مفت کی تنخواہ لینے یا اپنے حسن کا دیدار کروانے؟؟"

وہ اس پر غصہ کرنا نہیں چاہتا تھا لیکن ایسی لاپرواہی اور پھر اس پر اتنا ایٹیٹیوڈ! غصہ تو آنا ہی تھا اسے۔۔اسکی بات پر وہ تپ ہی گئی۔۔

"!!!میرا پہلے ہی موڈ آف ہے میرا منہ نہ کھلواؤ۔۔۔"

انگلی اٹھا کر اسے وارن کرتی وہ کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔۔بدر جبڑے بھینچ کر اس کے مقابل آیا۔۔

... "!!!کھولو اپنا منہ میں بھی تو سنوں محترمہ کس حد تک جاسکتی ہیں"

بلیک پینٹ کی پاکٹس میں دونوں ہاتھ ڈالتا وہ سرد لہجے میں بولا۔۔ سرمئی آنکھوں میں غصے کی سرخی واضح ہو رہی تھی۔۔ارشیہ نے دانت پیس کر اسے دیکھا۔۔

"!!!بدر میرا دماغ خراب نہ کرو ورنہ۔۔۔"

وہ اپنی ہیل گلاس ڈور کے ساتھ لگاتی اسے وارن کرتی نظروں سے دیکھتی ہوئی بولی۔۔

بدر نے سلگ کر اسے دیکھا اسے بازو سے تھام کر جھٹکے سے دور دھکیلا جس سے وہ اس کی ٹیبل کے ساتھ جا لگی

۔۔

"!!!منحوس بلے میں تمہارا سر پھاڑ دوں گی ان ہیلز سے"

وہ خطرناک تیوروں سے اس پر جھپٹی۔۔بدر نے اس کی کلائیاں گرفت میں لیتے اسے ٹیبل سے لگا دیا۔۔اس کی پشت ٹیبل سے جا لگی جس سے بیک بون میں درد کی ایک لہر اٹھی۔۔

"!!!زہر لگتی ہو تم مجھے اپنی ہیلز سمیت" وہ اس پر جھکا کہہ رہا تھا۔۔

"!!!وہ بھی کہاں پیچھے رہنے والی تھی۔۔"تو کھا کر مر کیوں نہیں جاتے

اسکے مظبوط ہاتھوں سے اپنی کلائیاں چھڑوانے کی کوشش کرتی وہ اس کی سرمئی آنکھوں میں نیلی بلی کی سی تیز آنکھیں گاڑ کر تند ہی سے گویا ہوئی۔۔

بدر نے اس کی کلائیاں میز سے لگا دیں جس پر اس کا چہرہ سرخ پڑا تھا البتہ وہ اب بھی دانت پیستی کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔

"!!!ابھی تمہیں کھانے کا وقت نہیں آیا۔۔۔"

تپانے والے لہجے میں کہتا وہ اسے جھٹک کر سیدھا ہوا۔۔ کمر میں شدید درد محسوس کرتی وہ سیدھی ہوئی۔۔اسے ناخن مارنے کی نیت سے وہ پھر اس پر جھپٹی جب بدر نے اس کے دونوں بازو پشت سے لگا کر اسے بلند کیا۔۔

"!!!انتہائی بد تمیز اور جاہل عورت ہو تم"

وہ غصے سے اس کے منہ پر داڑھا۔۔ وہ جو پہلے سے تپی ہوئی تھی اس کی بات پر مزید تپ گئی۔۔غصے سے اس کا چہرہ سرخیاں چھلکانے لگا۔۔

بد تمیز اور جاہل تک تو ٹھیک تھا"عورت" کہہ کر صحیح معنوں میں توہین ہی کر دی تھی بدر نے تو۔۔

تم ایک نمبر کے جاہل، منحوس، اور بد تمیز انکل ہو!!!" ہاتھ چھڑوانے کی کوشش میں ناکام ہوتی وہ جھک کر"

اس کی گردن میں سختی سے دانت گاڑ گئی۔۔

بدر نے ایک پل کو آنکھیں میچیں۔۔اس کو اندازہ بھی نہیں تھا غصے میں اس نے کیا حرکت سرزد کر دی تھی۔۔

اسے خود سے دور جھٹکتا وہ چند پل خاموش نظروں سے اسے دیکھے گیا۔۔چند پل کی خاموشی کے بعد اس نے

لبوں کو حرکت دی۔۔

"تم جانتی بھی ہو تم نے کیا کیا ہے؟"

اس کی جانب قدم بڑھاتا دھیمے لہجے میں بولا تو پہلی بار ارشیہ کو گھبراہٹ محسوس ہوئی وہ حلق تر کرتی ایک قدم

پیچھے ہٹی۔۔

اگر میں بہک جاتا تو؟؟اگر میں بھی عام مرد ہوتا تو؟؟کون تمہیں مجھ سے بچاتا؟؟۔۔"

اس کی جانب ایک اور قدم بڑھاتا وہ اسے اس کی حرکت سے ہونے والے سنگین نتائج سے آگاہ کرنے لگا۔۔

ارشیہ کا چہرہ سرخ ہو گیا۔۔ نظریں جھکائے وہ لب کاٹنے لگی۔۔پھر یکایک اس نے سر اٹھایا۔۔

"!!!تمہاری سوچ ہی خراب ہے ورنہ میں تو تمہیں بھائی سمجھتی ہوں۔۔ چھوٹا والا"

وہ اپنی فارم میں واپس آگئی تھی۔۔وہ ذرا سا مسکرایا تھا اس کی بات پر۔۔

"بھائی کو نیک بائٹ کون لڑکی کرتی ہے؟؟"

کوٹ چیئر کی پشت پر ڈالتا وہ ازلی انداز میں کہہ کر اس کے تپے چہرے کو دیکھنے لگا۔۔

!!اف کس قدر بد تمیز شخص تھا وہ۔۔۔

"!!!تم ہو ہی ڈیش ڈبل ڈیش"

دانت کچکچا کر کہتی وہ تن فن کرتی گلاس ڈور دھکیل کر باہر نکلی اور زور سے ہیل ڈور پر ماری۔۔

!اور یہ لگا پانچواں ٹھپہ۔۔۔

اس کے جانے کے بعد اس کا سرخ پڑتا چہرہ یاد کرتے وہ سر جھکا کر دھیرے سے ہنس پڑا۔۔حیرت در

!!حیرت۔۔

نیوز روم میں اپنی مخصوص جگہ بیٹھی وہ کوئی آرٹیکل لکھ رہی تھی جب تانیہ نے اسے مخاطب کیا جو خود بھی ایک

جرنلسٹ تھی۔۔

رمل یار حالیہ گورمنٹ کی کرپشن پر آرٹیکل مت لکھوا بھی۔۔ایک دوست کی حیثیت سے مشورہ دے رہی"

ہوں۔۔تم سوچ بھی نہیں سکتی کس طرح کے تھرڈ کلاس حربے استعمال کرتے ہیں یہ اپنا شفاف ورژن عوام

"!!!تک پہنچانے کے لیے اور جوان کے کام میں رکاوٹ ڈالتا ہے پھر تم جانتی ہی ہو۔۔۔

تانیہ کے فکر مندی سے کہنے پر اس نے سیاہ گہری آنکھوں سے اسے دیکھا جو اپنے آپ میں ایک راز تھیں۔۔

! کبھی نہ کھلنے والا راز۔۔۔

شکریہ لیکن حق بات کہنے اور لکھنے سے مجھے کوئی نہیں روک سکتا۔۔عوام مجھ پر اعتبار کرتی ہے اور رمل یوسف"

!!!ان کی امیدوں پر پوری اترتی ہے

وہ عادتاً گان کی بالی کو شہادت کی انگلی سے ہلاتی ذرا سا مسکرائی۔۔کس کر جوڑے میں بندھے کالے سیاہ چمکدار

بال اس کی کالی گہری آنکھوں کی چمک سے میل کھاتے تھے۔۔

وہ ہمیشہ کی طرح لمبی پنڈلیوں کو چھوتی قمیض کے ساتھ چوری پاجامہ زیب تن کیے ہوئے تھی جو اس پر خوب

جچتا تھا۔۔

موبائل کی رنگ ٹون بجنے پر وہ ایکسکیوزمی کہہ کر اس جانب متوجہ ہوئی۔۔ نمبر دیکھے بغیر اس نے کال اٹینڈ کر کے فون کان سے لگایا۔۔

دوسری جانب جو کوئی بھی تھا وہ اسے دھمکیاں دینے لگا تھا۔۔ رمل کی پیشانی پر بل پڑے۔۔ اسے گالیوں پر اترتے دیکھ کر وہ درشتگی سے گویا ہوئی۔۔

تم جو کوئی بھی ہو ایک بات کان کھول کر سن لو' رمل یوسف' ان خالی خولی دھمکیوں سے ڈرنے والی نہیں ہے" ۔۔

اگر اتنی ہی ہمت ہے تو ایک دفعہ میرے سامنے آکر دکھاؤ تمہارے "نین نقشے" نہ بگاڑ دیے تو میرا نام بھی رمل "!!یوسف نہیں۔۔

سرد لہجے میں کہہ کر اس نے کال کاٹ دی۔۔ نمبر بلاک کر کے وہ چیئر سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند گئی۔۔

لوگ سمجھتے ہیں عورت ذات کمزور ہے اسے طاقت کے زور پر دبا دیں گے اپنے حکم کا غلام بننے پر مجبور کر دیں گے لیکن....

وہ ایک بات سے واقف نہیں کہ جب عورت کچھ کرنے کی ٹھان لیتی ہے تو وہ ارادوں کی پختگی میں مرد کو بھی پیچھے چھوڑ دیتی ہے۔۔

!!!عورت کمزور نہیں ہے بس یہی ثابت کرنا ہے۔۔۔

!!اپنے آپ سے مخاطب ہوتے وہ خود کو باور کروانے لگی کہ وہ کون ہے۔۔۔

اس نے آنکھیں کھولیں تو ان کی چمک پہلے سے بھی بڑھ چکی تھی۔۔

جوں ہی وہ کمرے میں داخل ہوا عرش کو ارشمہ کی گود میں سر رکھے دیکھ کر چونکا۔۔مابیر کو دیکھ کر عرش نے نظریں گھمائیں تو گویا وہ ابھی بھی ناراض تھا۔۔

"!!!کیا بات ہے لاڈلے صاحب شادی کی بات طے ہونے کے بعد تو رنگ ہی بدل گئے ہیں جناب کے"

وہ جانتا تھا وہ اس کی بات پر تپ اٹھے گا اور ایسا ہی ہوا۔۔

"!!!بابا مجھ سے اس بارے میں بات نہ ہی کریں ایسا نہ ہو کہ میرا اقرار انکار میں بدل جائے"

ارشما کا ہاتھ تھام کر لبوں سے لگاتا وہ آنکھیں موند گیا۔۔

ماہ بیر میرے بیٹے کو تنگ نہ کریں!!!"وہ مصنوعی خفگی سے بولی تو عرش دھیرے سے مسکرایا۔۔"

ہاں بھائی بیٹے کے ہوتے شوہر کہاں نظر آتا ہے آپ کو!!"مسکراہٹ دباتا ہوا وہ اس کے ساتھ ہی بیڈ پر بیٹھ "

گیا۔۔عرش کے ہاتھ سے ارشمہ کا ہاتھ نکال کر وہ خود تھام کر نرمی سے سہلانے لگا۔۔

اس نے آنکھیں سکیڑ کر ماہ بیر کو دیکھا تو وہ کندھے اچکا گیا۔۔

میری بیوی ہے!!!"اسے باور کروایا گیا۔۔"

عرش نے سائیڈ سمائل پاس کی آرام سے ماہبیر کے ہاتھ سے ارشما کا ہاتھ نکال کر وہ اپنے چہرے پر رکھ گیا۔۔

میری ماما ہیں!!!"۔۔وہ بھی کہاں کم تھا۔۔"

وہ ان دونوں کو ہونقوں کی طرح دیکھ رہی تھی جو بچوں کی طرح حرکتیں کر رہے تھے۔۔

گہری سانس لے کر نفی میں سر ہلاتے اس نے عرش کے گلے میں پہنے پینڈنٹ کو دیکھا۔۔

عرش۔۔یہ پینڈنٹ ہمیشہ کیوں پہنے رکھتے ہو کیا بہت خاص ہے؟؟"۔۔"

پینڈنٹ میں لگے سیاہ موتی پر عقاب کی چمکتی آنکھ پر انگلی رکھ کر وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔۔

!!! یہ میری پہچان ہے "۔۔۔ "

وہ مسکراتے لہجے میں گویا ہوا۔۔اس کے چہرے پر الوہی مسکراہٹ تھی۔۔شاہین کی آنکھوں کی مانند اس کی !گہری بھوری آنکھیں بھی چمکی تھیں۔۔کچھ تو خاص تھا ان میں۔۔کوئی پوشیدہ راز۔۔۔

اس کی بات پر اس نے محض ناسمجھی سے سر ہلایا۔۔اس کی گود میں سکون محسوس کرتا وہ آنکھیں موند کر سونے کی تیاری کر رہا تھا۔۔

ارشما نے جھک کر اس کے سر پر بوسہ دیا۔۔اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرنے کی غرض سے اس نے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ ماہ بیر نے اسے اچک کر گود میں بٹھالیا۔۔

ہقابقاسی اسے دیکھتی وہ شرم سے ڈوب مرنے کو ہوئی۔۔عرش ہنستا ہوا اٹھ بیٹھا۔۔

"!!! میرا خیال ہے میں چلتا ہوں ورنہ بابا کا کیا بھروسہ میرے سامنے ہی رومانس جھاڑنا شروع کر دیں گے "

اپنے شوہر کی حرکت اور اوپر سے بیٹے کی کمنٹری پر وہ تپ کر اٹھی۔۔

"!! باپ بیٹا دونوں ہی بے شرم ہیں"

دونوں کو تیکھی نظروں سے دیکھتی وہ تن فن کرتی کمرے سے نکل گئی۔۔اس کے جانے کے بعد دونوں ایک دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ مار کر قہقہہ لگا گئے۔۔

Epi # 11

وائٹ ڈھیلی جینز کے ساتھ سکائے بلیو ہالف سلیوٹی شرٹ پہنے وہ "سٹراجٹ سٹریٹ" میں جینز کی پاکٹس میں ہاتھ ڈالے سر جھکائے ہموار قدم اٹھا رہا تھا۔

شام کی دھندلی روشنی میں اس کے سفید جوگرز میں مقید پیر تارکول کی پختہ سڑک کو پیچھے دھکیلتے آگے بڑھ رہے تھے۔

آسمان پر بادلوں کے ڈھیر نے گرجنا شروع کر دیا تھا۔ محکمہ موسمیات کے مطابق آج رات پوراڈ نمارک بارش میں نہانے والا تھا۔

سٹراجٹ سٹریٹ" میں بنے مالز میں شاپنگ کی غرض سے آنے والے لوگوں کا جم غفیر موسم کے تیور دیکھتا" واپس لوٹنے لگا تھا۔

البتہ کچھ نوجوان لڑکے لڑکیاں ایسے دلفریب موسم کو اپنے ساتھ کیمروں میں مقید کر رہے تھے۔

اسے موسم سے کچھ مطلب نہیں تھا۔اسے اپنا کام ہر حال میں اپنے وقت پر کرنا ہوتا تھا۔وہ سر جھکا کر چل رہا تھا۔اس کے کان میں "ایئر پاڈز" موجود تھے جن کے زریعے وہ دوسری جانب کسی سے رابطے میں تھا۔

اس کا سر جھکا ہوا تھا لیکن کالی سرد آنکھیں ترچھی ہو کر اطراف کا جائزہ لے رہی تھیں۔اس کی حسیات بہت تیز تھیں۔

دفعتاً کسی نرم وجود کے ٹکرانے سے اس کے قدموں کو بریک لگا۔مہرون کرلی لمبے بالوں کو جھٹک کر سیدھی ہوتی وہ اسے دیکھ پاتی اس سے پہلے ہی وہ اسے نظر انداز کرتا آگے بڑھ گیا۔

اس کی پشت دیکھ کر اسے اس پر "لیث" کا گمان ہوا۔سر جھٹک کر وہ آگے بڑھ گئی جہاں سٹریٹ کے کارنر میں لیث اس کا انتظار کر رہا تھا۔

ابراھیم نے رک کر چہرہ گھمایا۔اس لڑکی کے سامنے آتے ہی اس کی چھٹی حس نے کوئی سگنل دیا تھا۔ایک پل کو اس کی پشت دیکھنے کے بعد سر جھٹکتا وہ سیدھا ہوا اور جلدی جلدی قدم اٹھاتا مطلوبہ پوائنٹ تک پہنچا۔

وہ سامنے سے چلتا آرہا تھا سرمئی شرٹ کے ساتھ بلیو جینز پہنے وہ اس کے پاس سے گزرتا سپیڈ سلو کر گیا۔

ابراھیم نے غیر محسوس انداز میں ایک چپ اس کی طرف بڑھائی۔

"!!!کانفیڈنشل انفارمیشن !کنوے اٹ ٹورائٹ ہینڈز۔۔۔"

غیر محسوس انداز میں کہتا وہ آگے بڑھ گیا۔۔اس نے ایئر پاڈ پر انگلی رکھی۔۔

ٹاسک ون از ڈن !!!"۔۔۔۔"

بارش شروع ہو چکی تھی۔ایسے ٹھنڈے موسم میں وہ محض ہلکی سی ٹی شرٹ پہنے تھا جس کے ہالف سلیو سے

اس کے کسرتی بازو نمایاں ہو رہے تھے۔

کالی سرد آنکھوں کے چمکتے کانچ ارد گرد کا بخوبی جائزہ لے تھے۔ہاتھ سے اشارہ کر کے کیب رکوا کر وہ اس میں

بیٹھ گیا۔چند منٹ کے بعد وہ "ایسکاٹ ہوٹیل" کے سامنے اترا۔

ورک ٹرپس' کے لیے مشہور یہ "کوپن ہیگن" کے لگژری ہوٹیلز میں شمار ہوتا تھا۔اس نے ایک نظر میں ہی'

ہوٹیل کی بیرونی عمارت کا جائزہ لے لیا۔

ڈارک براؤن پینٹ شدہ دیوار پر قریب قریب چوبیس کھڑکیاں تھیں جن کی سفید گریل سے سنہری روشنی پھوٹ رہی تھی۔

اس کی انفارمیشن کے مطابق یہ وہی ہوٹل تھا جہاں آج پاکستان سے سمگل کی جانے والی لڑکیاں بھیجی جانی تھیں۔

وہ ڈیم شور تھا کہ یہی وہ ٹھکانا ہے جہاں مافیہ راج کی دو تنظیموں کے درمیان ڈیلنگ ہونی تھی۔

"!!!اِن داہارٹ آف سٹی؛سٹراجیٹ سٹریٹ !ڈارک وائٹ۔۔۔"

کان میں لگی ڈیوائس کے زریعے ہنٹس دے کر وہ مزید معلومات لینے کے لیے ہوٹیل کی سیڑھیاں چڑھتا دروازے سے اندر غائب ہو گیا۔

جی تو ناظرین آپ کو بتاتے چلیں کہ "نور مقدم" جن کی ڈیڈ باڈی ہوٹل سے برآمد ہوئی تھی ان کی رپورٹس آ" چکی ہیں۔

انہیں شدید تشد**دکانشانہ بنانے کے بعد قت**ل کر دیا گیا۔ کب تک؟ آخر کب تک معصوم لڑکیاں ظلم وزیاد*تی کانشانہ بنتی رہیں گی؟۔۔۔

وہ جو آج ہمت کر کے کمرے سے باہر نکل ہی آئی تھی ٹی وی لاؤنج میں قدم رکھتے ہی کانوں میں پڑنے والی آواز پر اس کے قدم منجمد ہوئے۔

زرد چہرہ لئے وہ اپنی جگہ ساکت ہو گئی۔ اسے سانس لینے میں دشواری ہونے لگی۔ خوف سے ایل ای ڈی کی سکرین کو دیکھتی وہ الٹے قدم لیتی یک دم پلٹی۔

جلدی سے کمرے میں آ کر اس نے دروازہ بند کر دیا۔ کپکپاتے ہاتھوں سے کھڑکیوں کے پردے برابر کر کے اس نے کمرے کی بتی بجھا دی۔ بیڈ پر آ کر لیٹتی وہ گھٹنوں کو سینے سے لگاتی سسک سسک کر رونے لگی۔

دو دن سے وہ کمرے میں بند تھی۔ نہ کچھ کھا رہی تھی نہ پی رہی تھی۔ اپنا حال بے حال کر ڈالا تھا اس نے۔ آج اینا رانے زبردستی اسے ڈانٹ کر کھانا کھلایا تھا۔

انہیں منانے کی غرض سے وہ ڈری سہمی کمرے سے نکلی تھی جب نور کا نام سن کر وہ پھر سے اسی خوف کی اتھاہ گہرائیوں میں اترتی چلی گئی جس خوف کے زہریلے ناگ ہر وقت اس کے گرد پھن اٹھائے رہتے تھے۔

آنکھیں میچے جانے وہ کب سو گئی۔اس کی آنکھ ملازمہ کی آواز پر کھلی تھی جو اسے جگا کر کسی کی آمد کا بتا رہی تھی۔

اس نے آنکھیں کھولنے کی کوشش کی جو سوجھی ہونے کی وجہ سے ٹھیک طرح کھل نہیں پا رہی تھیں۔

"کون آیا ہے؟؟"

انگلی سے آنکھوں کو دباتی وہ اٹھ بیٹھی۔اس کی آواز بھاری ہو رہی تھی۔بولتے ہوئے اسے پتہ چلا کہ گلا بہت دکھ رہا تھا۔ملازمہ کچھ کہتی اس سے پہلے ہی حیان دروازہ دھکیل کر اندر آیا۔

کمرے میں اندھیرا پا کر اس نے ہاتھ مار کر لائٹس آن کیں۔ملازمہ کے جانے کے بعد وہ اس کے پاس بیڈ پر بیٹھ گیا۔!!اس وقت وہ گھر کے عام حلیے میں تھا سرخ ٹی شرٹ کے ساتھ جینز پہنے

ایرا کی بکھری حالت دیکھ کر اس نے لب بھینچے۔لمبے بھورے بال بری طرح آپس میں الجھے ہوئے تھے۔

سوجھی آنکھیں اور سوکھے ہونٹ!!

"!!!جاؤ شاور لے کر کپڑے چینج کرو شاباش!میں یہیں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔۔۔"

وہ اتنی نرمی سے بولا کہ وہ نا چاہتے ہوئے بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔

دس منٹ کے بعد وہ سفید کیپری شرٹ میں فریش سی اس کے سامنے تھی۔اس کے گلے میں دوپٹے کا اضافہ ہو چکا تھا۔

"!!!بے غیرت"

اس لفظ نے اس کا سکون برباد کر دیا تھا۔ہر وقت اس کے کانوں میں گونجتا رہتا۔

بیٹھو!!!"۔۔"

حیان کے کہنے پر وہ لب سی کر اس کے سامنے بیٹھ گئی۔۔

"کچھ اور بھی تھا جو تمہیں مجھے بتانا تھا؟؟"

اس کا کہنا تھا کہ ایرا نے جھٹکے سے سر اٹھایا۔اس کی آنکھوں میں خوف صاف نمایاں تھا۔

"!!!نن۔۔نہیں۔۔کک۔۔کچھ نہیں بتانا"

تیزی سے نفی میں سر ہلاتی وہ کپکپاتے لہجے میں بولی۔سوجھی آنکھوں سے آنسو پھر سے بہنے لگے تھے۔کیسی جلن سی جلن تھی!!

"جب نور کے ساتھ وہ سب ہوا تم وہاں تھیں؟؟"

اس کا ہاتھ تھام کر تھپتھپاتا وہ دھیمے لہجے میں پوچھ رہا تھا۔اس کا ہاتھ تھپکتا وہ اسے یقین دلا رہا تھا کہ وہ اکیلی نہیں تھی وہ اس کے ساتھ ہے، وہ اس پر اعتبار کر سکتی ہے!!

وہ رو رہی تھی پھوٹ پھوٹ کر۔۔تڑپ تڑپ کر۔۔اس کے ہاتھ پر چہرہ ٹکائے جھکی وہ اپنے اندر اتنے دن سے پلتی تکلیف باہر نکال رہی تھی آنسوؤں کے راستے!!

حیان نے اس کا سر تھپک کر اسے سیدھا کیا۔

اس رات بائے چانس پولیس موبائل وہاں سے گزر رہی تھی جب کسی کی اطلاع پر اس ہوٹل پر ریڈ پڑا۔وہ" کون تھا یہ پتہ نہیں لیکن اس کی خبر پکی تھی۔

ہمیں وہاں سے لاش ملی اس لڑکی کی۔لیکن مجرم شاید پہلے ہی فرار ہو چکا تھا۔اسی رات ایک پریشان سی بوڑھی عورت تھانے آکر اپنی جوان گمشدہ بچی کی رپورٹ درج کروانے آئی تھی۔

اس کی بوڑھی آنکھیں رو رہی تھیں۔کیا تم سن رہی ہو؟؟" بولتے ہوئے اس نے ٹھہر کر پوچھا۔

وہ ساکت مجسمہ بنی بیٹھی تھی۔آنسو تواتر لڑی کی صورت ٹھوڑی تک آکر ٹھہرتے گود میں گرتے جا رہے تھے۔

"وہ میری دوست تھی، بیسٹ فرینڈ!! بہت پیار کرتی تھی اس لڑکے سے جس نے اسکی عزت۔۔۔"

مشینی انداز میں بولتی وہ یک دم رکی۔ ہچکی لیتی وہ بلند آواز میں رونے لگی تھی۔

"!!!ایرا ادھر دیکھو میری طرف"

حیان نے ٹشو سے اس کے آنسو پونچھتے نرمی سے کہا۔۔

تم تکلیف میں ہو کہ تم اس کے لیے کچھ کر نہیں سکی،، تم ابھی بھی بہت کچھ کر سکتی ہو اس کے لیے جیسے بہت"

"!!سے لوگ اس کے لیے انصاف مانگنے سڑکوں پر نکل آئے ہیں

"!!!ایرا نے نفی میں سر ہلایا۔۔"میں کچھ نہیں کر سکتی، وہ مجھے بھی مار دے گا مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے

وہ لب بھینچ کر اسے دیکھے گیا۔ کشادہ پیشانی پر گری لٹ کے پیچھے گہری سوچ کی لکیریں نمایاں ہوئیں۔ سیاہ آنکھیں پر سوچ انداز میں اسے دیکھ رہی تھیں۔

تمہیں اپنی موت کا ڈر ہے کیا تمھارا ضمیر بھی مر گیا ہے ان لوگوں کی طرح جن کے جسم تو زندہ ہیں لیکن"

روحیں اور ضمیر مر چکے ہیں۔ ایک بات بتاؤں تمہیں؟ جو جان کسی مظلوم کے کام نہ آسکے اس کھوکھلے جسم کو

!!!مر ہی جانا چاہئے

اسکی آواز میں اب سختی تھی۔ وہ اب اسے اس کے لحاظ سے ڈیل کر رہا تھا۔ اسکی باتوں پر اسے اپنا دم گھٹتا محسوس ہوا۔۔

میرا ضمیر زندہ ہے میں بری نہیں ہوں، میں مدد کروں گی آپ کی۔۔ میں ضرور مدد کروں گی میں ان سب کو"

"!! پھان**سی کے پھندے میں دیکھنا چاہتی ہوں

زور سے گال رگڑتی وہ مظبوط لہجے میں بولی۔ اس کی آنکھیں نفرت سے جل رہی تھیں۔ حیان کی سیاہ آنکھوں کے کانچ چمکے تھے۔

"تو مس ایرا انصاف کی اس جنگ میں ہمارے ساتھ ہیں؟؟"

مظبوط ہتھیلی اس کے سامنے پھیلا کر وہ پر عزم لہجے میں بولا۔

اس نے نیلی آنکھیں جھکا کر اپنے سامنے پھیلی ہتھیلی کو دیکھا۔ گہری سانس لے کر اس نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ حیان مسکرایا لیکن وہ مسکرا نہیں سکی۔

اپنے کمرے سے باہر نکلو سب کے ساتھ بیٹھو۔ عرش سے تمہارا رشتہ بچپن سے طے تھا۔ یہ سب ہوتا یا نہ "

تمہیں اسی کے ساتھ منسوب رہنا ہے۔ اس لیے دل میں گنجائش پیدا کرو۔ آہستہ آہستہ سب ٹھیک ہو جائے

"!!!گا

وہ اسے سمجھا رہا تھا بڑے بھائی کی طرح اور وہ خاموش بیٹھی اسے سن رہی تھی۔ یہ سب کچھ اتنا آسان نہیں تھا

!!لیکن انسان مظبوط ہے وہ بھی سہہ لے گی

بے بی پنک سویٹر کے ساتھ وائٹ شارٹ سکرٹ ٹائٹس میں ملبوس وہ آئینے کے سامنے کھڑی شہد رنگ بالوں

کا میسی جوڑا بنا رہی تھی۔

لبوں پر پنک لپ گلوز لگا کر اس نے پنک لانگ شوز پہنے جو اس نے کوپن ہیگن سے خریدے تھے۔ پنک سویٹر

کا گلا تھوڑا گہرا تھا اس لیے اس نے گرے لانگ کوٹ نکال کر پہن لیا۔

کچھ دیر پہلے ہی بارش ختم ہوئی تھی۔ بارش نے خوشگوار موسم کو سرد کر دیا تھا۔ مٹی کی بھینی بھینی خوشبو فضا

میں تحلیل ہو رہی تھی۔

وہ کب سے بور ہو رہی تھی ابراھیم نہ جانے کب واپس آتا اس لیے اس نے سوچا قریبی سٹور سے گروسری کر لی جائے۔اس نے گلے میں چھوٹا سا سٹالر ڈال لیا جس کے دونوں پلو آگے گر رہے تھے۔

ہینڈ بیگ اٹھا کر اس نے اندر کچھ رقم رکھی دروازہ لاک کر کے وہ باہر نکل آئی۔

صاف ستھری سڑک پر قدم رکھتے ہی سوندھی خوشبو میں رچا ہوا کا ایک جھونکا اسے چھو کر گزرا جس سے اس کے جوڑے سے نکلتی لٹیں چہرے پر بکھر گئیں۔

چہرہ بلند کر کے آسمان کو دیکھ کر مسکراتی وہ قدم بڑھانے لگی۔

چابی سے دروازہ کھول کر وہ اندر آیا۔لائٹس آف دیکھ کر اسے اچنبھا ہوا۔

زنیشہ ؟؟"۔۔۔۔"

لائٹس آن کر کے اس نے پکارا مگر جواب ندارد۔۔!وہ پریشان ہو گیا اس نے موبائل نکال کر اسے کال کی تو کمرے سے رنگ ٹون بجنے کی آواز آئی اس کے ماتھے پر بل پڑے۔

سینے پر ہاتھ باندھ کر وہ وہیں دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا۔ ابھی چند منٹ ہی گزرے تھے جب وہ دروازہ کھول کر اندر آئی اس کے ہاتھ میں تین پلاسٹک بیگز تھے۔

ارے آپ آ گئے؟؟ باہر کتنی ٹھنڈ ہو گئی ہے آپ نے تو ہاف سلیوز پہنے ہیں روم میں آئیں میں دوسرے کپے "
"!!! نکال کر دیتی ہوں

اسے دیکھ کر فکر مندی سے کہتی وہ ان دونوں کے مشترکہ روم میں آئی۔ کوٹ اتار کر اس نے سٹینڈ پر لٹکا دیا۔ سٹالر کو اس نے اچھے سے پھیلا لیا جو اب بھی اس کے نازک وجود کی دلکشی چھپانے میں ناکام ہو رہا تھا۔ پنک سویٹر کی طرح اس کا مومی چہرہ بھی گلابی ہو رہا تھا۔

" کیسی لگ رہی۔۔۔"

لانگ شوز اتار کر وہ پلٹتی اس سے پوچھنے لگی تھی جب ابراھیم نے اسے کہنی سے تھام کر جھٹکے سے اپنی جانب موڑا۔ وہ اس اچانک پڑنے والی افتاد پر گھبرا گئی۔

"کیا ہوا ابراھیم؟؟"

اس کے غصیلے تاثرات دیکھ کر وہ چہرہ اٹھاتی مدھم آواز میں بولی۔

کہا تھا نہ میں نے کہ بغیر مجھے انفارم کیے اور خاص کر اکیلے کہیں نہیں جانا۔۔۔۔!ایک بار میں سمجھ نہیں آتی"

"میری بات؟؟

اپنے ابلتے غصے پر قابو پاتا وہ حتی الامکان لہجے کو دھیما رکھ کر بولا لیکن پھر بھی اسکا لہجہ سخت ہو گیا تھا جس پر زنیشہ کی آنکھوں میں نمی چمکی۔

اپنی کہنی چھڑوا کر وہ پیچھے ہٹی اس کا سٹالر ان کے قدموں میں گر گیا تھا جس کی پرواہ کیے بغیر وہ تن فن کرتی ٹیرس پر چلی گئی۔دروازہ اس نے زور سے بند کیا تھا۔

یخ بستہ ہواؤں کے بیچ اس کی جانب پشت کئے سینے پر ہاتھ باندھ کر کھڑی تھی۔لب بری طرح کچلتی وہ اپنے آنسو روکنے کی کوشش میں ہلکان نظر آ رہی تھی۔

اندر کمرے میں ابراھیم نے لب بھینچ کر اسے دیکھا۔وہ ان باتوں کو نہیں سمجھتی تھی باہر وہ غیر محفوظ تھی۔پتہ نہیں کہاں کون گھات لگائے بیٹھا ہو۔غصے میں اس نے اسے ڈانٹ دیا تھا جس پر وہ اس سے خفا ہو گئی تھی۔

"!!!زنیشہ کمرے میں آؤ"

کبرڈ سے ریڈ بغیر سلیوز کی شرٹ اور ریڈ ہی ٹراؤزر نکال کر اس نے ٹیرس پر جھانکا تو وہ ڈھیٹ بنی وہیں کھڑی

!!! تھی۔یہ لڑکی بھی نہ

"زنیشہ میرے کپڑے پریس کر دو آکر یا میں خود کر لوں؟؟"

بھاری مسکراتے لہجے میں بول کر وہ اس یخ بستہ موسم میں بھی شاور لینے چلا گیا۔

منہ بنا کر وہ واپس کمرے میں آئی۔ کبرڈ سے کھینچ کر مکمل بلیک ڈریس شرٹ اور جینز نکال کر وہ آئرن سٹینڈ کے

سامنے کھڑی ہو گئی۔

واش روم کا دروازہ کھلنے پر بھی وہ اس کی موجودگی نظر انداز کرتی شرٹ پریس کرنے لگی۔تولیے سے بال پونچھتا

وہ گہری نظر سے اسے دیکھنے لگا جس کا نازک سراپا نمایاں ہو رہا تھا۔

کمر تک آتے بے بی پنک سویٹر اور وائٹ شارٹ سکرٹ ٹائیٹس میں وہ کوئی چھوٹی بچی لگ رہی تھی۔

وہ اپنے دھیان میں شرٹ پریس کر رہی تھی جب اپنے پیچھے اس کی موجودگی محسوس کر کے اس کے ہاتھ رکے۔

وہ پلٹ کر اس کے مقابل ہوئی اس کے کسرتی سینے اور بازو پر نظر پڑتے ہی وہ گھبرا گئی۔

ڈھیلی بغیر سلیوز کی شرٹ میں اس کا لمبا چوڑا کسرتی جسم بے حد واضح ہو رہا تھا۔ چہرہ پھیر کر وہ خوا مخواہ ادھر ادھر دیکھنے لگی۔

"!!!آئی ایم سوری"

وہ جھک کر مدھم بھاری لہجے میں بولا۔ گیلے بال پیشانی پر بکھرے ہوئے تھے جن میں ہاتھ پھیر کر اس نے جھٹکا تو پانی کی بوندیں زنیشہ کے چہرے پر پڑیں وہ اب بھی خاموش رہی۔

"!!آئی ایم سوری دل"

اس کے طرز تخاطب پر ایک پل کو زنیشہ کا دل زور سے دھڑکا وہ نظریں جھکاتی لب کاٹنے لگی۔

!!!اب اس طرح منائیں گے تو خاک ناراض رہ سکوں گی میں ؟مزید ان کی نظریں۔۔اف اف

دل میں سوچتی وہ کچھ کہنے لگی جب وہ ایک قدم اس کی جانب بڑھا۔

"اب بھی ناراض ہو؟"

وہ قدم پیچھے لیتی آئرن سٹینڈ سے جا لگی۔

"!!!نہیں۔۔"

اس نے جلدی سے نفی میں سر ہلایا۔اپنے آپ کو گھورتی اس کی نرم گرم نظروں پر وہ شدید پزل ہو گئی۔

"!!!دیٹس گڈ"

اس کا چہرہ خطرناک حد تک سرخ پڑتا دیکھ کر وہ لب دبا کر ایک قدم پیچھے ہٹا۔

دس از فار یو!!!"۔۔۔وہ ایک خوبصورت سا کیس اس کی طرف بڑھا کر گویا ہوا۔زنیشہ نے ایک پل کو رک"

کر اسے دیکھا پھر لب کاٹتے ہاتھ بڑھا لیا۔

کیس کھولتے ہی ایک خوبصورت سا پنڈنٹ اس کی نگاہوں کے سامنے آیا۔ننھے جگمگاتے موتیوں کے بیچ

الفابیٹ سے "دل" لکھا تھا۔

"!!!تھینک یو اٹس پریٹی"

وہ سرگوشی کے سے انداز میں بولی۔

یہ پنڈنٹ ہمیشہ پہنے رکھنا اس میں ٹریکر لگا ہے خدانہ کرے اگر کبھی تم کھو جاؤ تو میں تمہیں اس کی مدد سے "

"ڈھونڈ لوں گا ٹھیک ہے؟؟

وہ اس کے چہرے پر آئی لٹوں کو گال سے ہٹاتا نرمی سے کہنے لگا۔

پنڈنٹ پر انگلی پھیرتے اس نے سر ہلایا۔

"کیا میں ابھی پہن لوں؟؟"

وہ مدھم لہجے میں بولی اچھا لگا تھا اسے اسکا یوں پرواہ کرنا۔

"ہمم۔۔۔میں پہنا دوں؟؟"

وہ اونچا لمبا مرد جھک کر اس کی آنکھوں میں جھانکتا اجازت مانگ رہا تھا۔وہ مبہوت ہوئی تھی اس کے اس انداز پر۔۔زبان سے سب کہنا ضروری نہیں ہوتا اس کی نظروں نے اجازت دے دی تھی۔۔

وہ پنڈنٹ کی ہک کھول کر جھکا اس کی پشت پر ہاتھ لے گیا۔اپنی تیز ہوتی دھڑکنوں پر ہلکان ہوتی وہ سر جھکا کر کھڑی تھی۔

وہ محض چند انچ کے فاصلے پر تھا اگر وہ ایک قدم بھی بڑھاتی تو اسے مظبوط وجود سے ٹکرا جاتی۔

ہک بند کرتے اس نے سر جھکایا تھا مزید جس سے اس کی سانسیں اسکی نازک گردن کو چھو گئی تھیں وہ گھبرا کر آنکھیں میچ گئی۔

" کیا ہوا؟؟ "

سیدھا ہوتا وہ اس کی میچی آنکھوں کو دیکھتا بھاری آواز میں بولا۔اس کی کانپتی پلکوں سے نگاہ پھسل کر اس کے

کپکپاتے پنکھڑی سے لبوں پر آ ٹھہری۔

"!!!وہ۔۔۔"

آنکھیں کھول کر وہ اسکی سیاہ آنکھوں میں دیکھتی لب دبا گئی۔

"کیا وہ۔۔۔؟؟"

ٹراؤزر کی جیب میں ہاتھ ڈال کر وہ ایک قدم اسکی جانب بڑھا۔

جل گئی!!!"۔۔۔"

وہ مسکان دباتی ناک سکیڑ کر بولی۔

"کون جل گئی؟"

وہ ایک پل کو ٹھہر کرنا سمجھی سے اسے دیکھنے لگا۔

"!!!آپ کی شرٹ"

ہاتھ بڑھا کر اسے دور دھکیلتی وہ جلدی سے پلٹی۔استری سیدھی کر کے رکھنا وہ بھول ہی گئی تھی اس کی موجودگی

میں!!

"!!!اوہ شٹ یہ میری فیورٹ شرٹ تھی"

وہ جلدی سے اس کے برابر آتا اپنی فیورٹ شرٹ کا حال دیکھنے لگا۔

رومینس کی دنیا سے باہر ویلکم ٹو پریکٹیکل لائف!!!"۔۔اسے دیکھ کر کھلکھلاتی وہ شرٹ اٹھا کر دوبارہ کبرڈ کی"

جانب بڑھی۔۔

!!! اس کی پشت دیکھتا وہ بھی ہنس پڑا۔۔سر جھکا کر۔۔دلکشی سے

وہ پلٹ کر اسے دیکھنے لگی۔اس کی آنکھوں کے شہد رنگ کانچ چمکے تھے۔کتنا اچھا لگتا تھا نہ وہ ہنستے ہوئے۔۔

مسکراتے ہوئے وہ دوسری شرٹ نکالنے لگی۔ہاں اب سب کچھ حسین لگ رہا تھا۔

Epi # 12

سیاہ لمبی قمیض اور چوری دار پاجامہ میں ہمیشہ کی طرح سیاہ چمکدار بال کس کر اونچے جوڑے میں باندھے وہ بیگ کندھے پر لٹکاتی این جی او سے باہر نکلی۔

تارکول کی صاف ستھری سڑک پر اس کی سیاہ ہیل کی آواز خاموشی کے باعث واضح ہو رہی تھی۔

"باجی میری مدد کریں میری چھوٹی بیٹی بھوک سے مر رہی ہے ہم نے دو دن سے کچھ نہیں کھایا اللہ آپ کو اور آپ کو کامیاب کرے اللہ کے نام پر ہماری مدد کریں!!!"

وہ اپنی کار سے کچھ دور ہی تھی جب کٹے پھٹے حلیے میں ایک بھکاری اس کے پاس آتا بھیک مانگنے لگا۔ رمل نے اسے سر تا پیر دیکھ کر ایک کڑی نظر اس پر ڈالی۔

اسے نظر انداز کرتی وہ کار کی جانب بڑھی۔۔" نئے کپڑوں کو جگہ جگہ سے پھاڑ لینے سے وہ پرانے اور بوسیدہ نہیں ہو جاتے۔ بھوکا ہے لیکن چہرہ کیسے شادابی لیے ہے جیسے ابھی کچھ ٹھونس کر آیا ہو۔۔۔

"بے وقوف سمجھتے ہیں یہ رمل یوسف کو!!!

خود سے بڑبڑاتی وہ کار کا دروازہ کھولنے کو جھکی جب اپنے پیچھے تیز قدموں کی آواز پر فوراً پلٹی۔

اس کی پہلی نظر اس شخص کی پاکٹ سے جھانکتے ریوا***لور پر پڑی۔اسے رکتا دیکھ کر اس نے جلدی سے سے

"ریوا***لور نکال کر رمل پر تان کر ٹریگر دبانا چاہا جب سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں اس نے ہاتھ میں پکڑا بیگ گھما کر اس کے ہاتھ پر ما**را۔۔۔

ریوا**لور دور جا گرا۔اس افتاد پر وہ شخص بوکھلا گیا۔رمل نے دوسری بار بیگ اس کے منہ پر ما**را۔وہ بھی غصے سے اسے ما**رنے کو لپکا جب وہ پیروں کو ہیلز سے آزاد کرتی آگے بڑھی۔

اسکی سیلف ڈیفینس ٹریننگ آج کام آنے والی تھی۔اس کے بازو کی سائیڈ سے نکل کر اس نے زوردار پنچ اس کی ناک پر مار**اجس سے وہ شخص دہرا ہو گیا۔اسکی ناک سے خو**ن بہنے لگا تھا۔۔

موقع کا فائدہ اٹھا کر اس نے اسے زوردار دھکا دیا جس سے وہ ہڑبڑا کر تارکول کی سڑک پر جا گرا۔

"مجھے مار*وگے ؟"

اپنی ہیلز جلدی سے پہن کر اس نے ایک پیر اس کے ہاتھ پر رکھ کر کچل دیا۔۔ایسی خاموشی میں اس شخص کی زوردار چیخ بلند ہوئی۔

اپنے دو نمبر باپ کو کہہ دینا جا کر تب تک کوئی بھی مائی کا لعل 'رمل یوسف' کو نقصان نہیں پہنچا سکتا جب تک "

سب کے کالے کارنامے میں میڈیا پر نہیں لے آتی۔ایسی کالی بھیڑوں کو منظر عام پر لائے بغیر میں نہیں مروں

"!!! گی بتا دینا اپنے دسویں فیل باپ کو

سرد لہجے میں کہتی وہ کار میں بیٹھی اس سے پہلے کہ کوئی اسے دیکھے اسے نکل جانا چاہیے ورنہ کل پھر میڈیا پر یہ

خبر مرچ مصالحوں کے ساتھ پیش کی جانی تھی۔

اسے فرق نہیں پڑتا تھا بس وہ اپنی فیملی کو پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔

بلیک لانگ سکرٹ کے ساتھ لیمن کلر سکِن ٹائیٹ، فل سلیوز، شرٹ میں بجلیاں گراتی وہ "ایسکاٹ ہوٹل" کی

راہداری میں ایک ادا سے چلتی جا رہی تھی۔

لانگ شوز میں مقید اس کے پیر تیزی سے ماربل کے چمکتے فرش کو پیچھے دھکیل رہے تھے۔

لوگ مڑ مڑ کر اس آفت ڈھاتی ظالم حسینہ کو دیکھ رہے تھے جو مہرون گھٹنوں تک جاتے کرلی بالوں کو پشت پر کھلا

چھوڑے بے نیازی سے آگے بڑھتی جا رہی تھی۔

اس کے اوپرے ہونٹ کے خم پر موجود تل اسے مزید مغرور بناتا تھا۔ ہری کانچ سی آنکھوں میں ایک خاص چمک تھی۔ ایک روم کے سامنے آکر وہ رک گئی اس نے سر اٹھا کر کمرہ نمبر دیکھا۔

پھر وہ دروازہ دھکیل کر اندر آئی اور واپس بند کر دیا۔ پر تعیش کمرے میں رکھے جدید طرز کے صوفے پر بابا صاحب براجمان تھے۔

ان کے سامنے لیٹ گھٹنوں سے پھٹی پینٹ اور رف سی شرٹ کے بازو کہنیوں تک موڑے ٹانگ پر ٹانگ جمائے پھیل کے بیٹھا تھا۔

باباصاحب کے پیچھے ذاکر اور کالیا ہاتھ باندھے کھڑے تھے۔ یہ وہ لوگ تھے جو ان کے ایک اشارے پر جان دے بھی سکتے تھے اور لے بھی سکتے تھے۔ باباصاحب کو اندھا اعتماد تھا ان پر جس میں دراڑ حسینہ نے ڈالی تھی

--

ایک آنکھ نہ بھاتے تھے اسے باباصاحب کے چمچے جو ہر وقت اس پر نظر رکھتے تھے۔ اسی لیے وہ اپنے اعتبار کا بندہ لائی تھی۔

آہستہ آہستہ اس نے ذاکر لوگوں کو اس انداز میں باباصاحب پر واضح کیا کہ ان کا اعتبار ختم ہوتا گیا۔ مکھن سے بال کی طرح نکال پھینکا تھا اس نے ان سب کو۔ خیر اس پر تو اندھا اعتبار تھا باباصاحب کو۔

آہستہ آہستہ وہ اندر کے معاملات بھی اس پر واضح کرتے گئے۔ حسینہ کو اور کیا چاہیئے تھا وہ تو ان کا دم بھرتے نہیں تھکتی تھی۔

مافیا راج کے ایک جانے مانے گینگ کو لڑکیاں سمگل کرنے اور ایک خاص ڈیکنگ کرنے کے لیے انہوں نے ڈنمارک کو ٹھکانہ بنایا تھا جہاں بحری جہاز کے راستے مال غیر قانونی طور پر لانا بہت آسان تھا۔

پاک آرمی کو ان کے ارادوں کی خبر ہو چکی تھی کب سے وہ اس موقع کی تاک میں تھے جب وہ روحانی شخصیت باباصاحب اور ایسی ہی کئی ملک دشمن تنظیموں پر شکنجہ تنگ کریں جو اچھائی کا مکھوٹہ پہن کر عوام کو الو بنا رہے ہیں!!!

قاتل مسکراہٹ سے غضب ڈھاتی وہ لیث کے ساتھ چپک کر بیٹھ گئی وہ فورا دور ہوا تھا اس سے۔ اس نے چہرہ اس کی جانب کرتے سرد نظروں سے اسے گھورا باباصاحب ہنس پڑے تھے۔

"!!! بھائی حسینہ بڑا سخت لونڈا ہے یہ تمہاری دال نہیں گلنے والی تم ہمارے پاس ہی اچھی لگتی ہو آؤ۔۔۔"

وہ حوس زدہ نظریں اس کے وجود پر گاڑتے مسکرا کر بولے۔

وہ ناراض نظروں سے انہیں دیکھتی اٹھی اور ان کے ساتھ جا کر بیٹھ گئی۔

اب کام کی بات پر آتے ہیں آج رات مال پہنچ جائے گا۔ پرسوں ہمیں یہاں سے روانہ ہونا ہے۔ اس دوران"

"!!! سب محتاط رہنا۔ ڈیل ہوتے ہی ہم یہ ہوٹل چھوڑ کر فارم ہاؤس چلے جائیں گے

وہ سنجیدہ لہجے میں کہہ رہے تھے۔ حسینہ اور لیث میں نظروں کا تبادلہ ہوا۔

" بابا صاحب کام تو ہوتے رہیں گے کیوں نہ اس ڈیل کی خوشی میں کل جشن منایا جائے؟"

وہ ان کی جانب مڑتی دلکشی سے بولی۔ وہ تو گھایل ہی اس کے اس انداز پر تھے اب بھی منع نہ کر پائے۔

"!!! جیسا تم چاہو لیکن خیال رہنا محفل میں شراب شباب سب ہونا چاہیے"

وہ سرمستی سے بولے تو وہ تیکھا سا مسکرائی۔

"!!! ضرور جیسا آپ کا حکم۔۔۔! یہ جشن بلاشبہ یادگار ہونے والا ہے"

صوفے کی پشت سے سر ٹکا کر وہ آنکھیں موندتی ہنسی تھی۔

کیا۔۔اتناسب ہو گیا؟ مشی ماما یہ غلط بات ہے میرے بھائی کی شادی ہو رہی ہے میرے بغیر؟

مجھے ماما نے بتایا تک نہیں؟ وہ رو دینے کو ہوئی۔"ابراھیم کو بتایا تھا؟ لیکن انھوں نے تو کوئی بات نہیں کی مجھ

!!سے

"!!!اوکے ٹھیک ہے! میں پھر بات کرتی ہوں"

کال کاٹ کر وہ ہاتھ میں چہرہ چھپا کر رونے لگی۔کتنا اکیلا محسوس کر رہی تھی وہ خود کو اس نے سر اٹھایا۔

ایرا بے چاری بہت چھوٹی ہے وہ۔۔اللہّ یہ اچانک کیا ہو گیا ہے!!ٹنشن سے اس کا سانس اکھڑنے لگا اسے

ٹھنڈے پسینے آنے لگے تھے۔

کپکپاتے ہاتھوں سے اس نے جھک کر ڈرار کھولا۔ان ہیلر نکال کر زور سے ہلا کر اس نے گہری سانس لینے کی

کوشش کی۔

ان ہیلر منہ سے لگا کر اس نے پانچ سیکنڈ تک سانس کھینچی۔سانس بحال ہوئی تو وہ بیڈ پر چت لیٹ گئی۔اس کے

چہرے کی رنگت بحال ہونے لگی تھی۔

وہ اپنے بنگلے کے سامنے کار روک کر نیچے اتر کر گیٹ پر موجود واچ مین کی طرف آئی۔

"گھر میں کوئی نہیں ہے؟"

وہ مؤدب سا اٹھ کھڑا ہوا۔

"نہیں! بڑی بی بی سامنے والے بنگلے میں چلی گئی ہیں کہہ کر گئی تھیں کہ آپ بھی جلدی سے تیار ہو کر وہاں پہنچ جائیں!!!"

وہ سر ہلا کر گیٹ سے اندر آئی۔لان عبور کر کے وہ جلدی سے کمرے میں آئی اور کپڑے تھام کر شاور لینے گھس گئی۔کل ایرا اور عرش کی چھوٹی سی مھندی کی رسم رکھی گئی تھی۔

ارشما کے بے حد اسرار پر۔۔بقول اس کے پہلے ہی ایک بیٹی کا نکاح سادگی سے کر دیا اب اپنے بیٹے کی شادی سادگی سے نہیں کروں گی!!

بارات کا بڑا فنکشن رکھا گیا تھا جس کے لیے انہیں بروقت ہال پہنچنا تھا۔سب لوگ ماہ بیر کے بنگلے میں جمع تھے اس لیے مشائم نے رمل کے لیے پیغام چھوڑ دیا تھا۔

وہ شاور لے کر جلدی سے باہر نکلی۔ آف وائٹ ریشمی غرارہ اور گھٹنوں تک آتی آف وائٹ شرٹ میں وہ جلدی سے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے آئی۔

تولیے میں لپٹے بال آزاد کر کے ڈرائیر کی مدد سے سکھانے لگی۔ بال سکھاتے اس نے پیروں میں ڈل گولڈن کھسہ پہنا۔ ڈرائیر رکھ کر اس نے جلدی جلدی برائے نام میکپ اپلائے کیا۔

نینوں میں کاجل اور لبوں پر ہلکی سی براؤن اور پنک شیڈز کی لپ سٹک مکس کر کے لگا کر اس نے سیاہ لمبے بالوں کو ڈھیلے جوڑی میں مقید کر کے اطراف سے دو لٹیں نکال لیں۔

ایئر رنگز دیکھ کر اس کا منہ بن گیا مشائم کے ڈانٹنے کے بعد وہ یہ ایئر رنگز پہننے پر تیار ہوئی تھی۔ سفید ننھے موتیوں سے سجے سہارے والے ایئر رنگز پہن کر اس نے دوپٹہ کندھے پر ڈالا جب باہر سے واچ مین کی آواز آئی۔

"!!!بی بی آپ سے کوئی میر صاحب ملنے آئے ہیں"

وہ ایک پل کو ٹھہر گئی۔ پھر کچھ سوچ کر وہ باہر آئی کھسے میں لگے ننھے سے گھنگرو ہلتے خاموشی میں ارتعاش پیدا کر رہے تھے۔

سیاہ شلوار قمیض میں اپنی شاندار پرسنالٹی کے ساتھ وہ ہمیشہ کی طرح ہینڈسم لگ رہا تھا۔اس کی شہد رنگ آنکھیں اس پر پڑتے ہی ساکت ہوئی تھیں۔

سجی سنوری اس کی طرف آتی وہ بلا کی حسین لگ رہی تھی۔اس کا ایسا روپ اس نے دیکھا کب تھا۔وہ تو اپنی سادگی میں بھی معصوم دلوں پر ستم ڈھاتی تھی سنگھار کیے تو وہ مقابل کو کسی قابل نہ چھوڑتی۔

"!!بولیے"

اس کے مقابل آتی وہ تیکھے لہجے میں بولی۔وہ سر جھکا کر ہنس پڑا حلیہ بدلا تھا انداز وہی تھے۔

"!!!میں یہاں سے گزر رہا تھا سوچا آپ کی خیر خبر لیتا چلوں"

پشت پر ہاتھ باندھتا وہ اس کی آنکھوں میں جھانکتا بولا تھا۔اس نے آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا۔

ہمارا تعلق اس حد تک نہیں آیا میر صاحب کہ آپ میرے گھر تک پہنچ جائیں!!خیر مبارک ہو بہت آپ"

"!!!الیکشن جیت گئے

سر اٹھا کر وہ بے تاثر لہجے میں بولی وہ مسکرایا تو اس کی نظر اس کے گال میں پڑتے گڑھے پر ٹھہری۔

"اچھا لگ رہا ہوں؟؟"

مسکراتی نظروں سے اسے دیکھتا اس کی نظروں کا رخ محسوس کرتا وہ مدھم لہجے میں بولا۔

زیادہ فری ہونے کی ضرورت نہیں ہے میں مصروف ہوں آپ اپنی خوش فہمیوں کا ٹوکرا اٹھا کر جائیں یہاں"

سے!!!"وہ پلٹ گئی۔

"!!!خوش فہمی پالنا میرا حاصل کی عادت نہیں۔ کبھی فرصت سے غور کیجیے گا جناب پر!!۔۔۔چلتا ہوں"

وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔رمل نے مڑ کر اس کی چوڑی پشت کو آنکھیں سکیڑ کر دیکھا۔

سر جھٹک کر وہ اندر آئی۔اپنا فون اور ضروری چیزیں لے کر وہ رومز لاک کر کے گیٹ پر آئی۔چوکیدار کو کچھ

ہدایات دینے کے بعد وہ روشنیوں میں نہائے ماہ بیر کے بنگلے کی طرف بڑھ گئی۔۔

Epi # 13

گہرے سرخ عروسی لباس میں سجی وہ ہال کے برائیڈل روم میں بیٹھی تھی جب اینا را دروازہ کھول کر اندر آئی۔

نفیس سے لباس میں بالوں کا جوڑا بنائے وہ وہاں پہلے سے موجود مشائم سے مخاطب ہوئی۔

آپی اسے گھونگھٹ کر کے باہر لائیے گا عرش نے کہا ہے!!!"وہ عجلت میں لگتی تھی۔"

اس کے جواباً سر ہلانے پر وہ پلٹ کر برائیڈل روم سے چلی گئی۔ وہ گم صم بیٹھی اپنے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی۔ ٹیکا نتھ غرض دلہن کا مکمل سنگھار کئے وہ عرش سے اتری کوئی حور لگ رہی تھی۔

نیلی آنکھوں کے کانچ بجھے سے تھے۔ آج ان میں اداسی سموئی تھی۔ بلیک خوبصورت کیپری شرٹ کے ساتھ کاندھے پر شیفون کا بڑا سا دوپٹہ پھیلائے وہ آئینے کے سامنے سے ہٹ کر ایرا کے پاس آ بیٹھی۔ اس نے سر اٹھا کے ارشیہ کو دیکھا۔

"تم پریشان نہ ہو زیادہ میں جانتی ہوں تمہیں اس ایٹیٹیوڈ کی دکان سے ڈر لگ رہا ہے دیکھو جتنا تم ڈرو گی وہ اور شوخا ہو گا۔ اگر اس نے تمہیں کچھ بھی کہا تو ایک پنچ مارنا اسے۔ میری بہن ہو آخر میری عزت رکھ لینا!!!"

نیلی بلی سی تیکھی آنکھیں گھماتی وہ اسے سمجھاتے ہوئے بولی۔ ایرا کا تو منہ کھل گیا اس کی بات پر اب اس باڈی بلڈر کو پنچ مارنے کا رسک کون لے؟؟

ارشیہ نے بھورے گھٹنوں تک جاتے گھنگریالے بالوں کو دو حصوں میں بانٹ کر آدھے، آگے کی طرف ڈال دیے اور باقی پشت پر کھلے چھوڑ دیے۔

لبوں پر سرخ لپ سٹک کو آپس میں مس کر کے وہ اٹھی۔ مشرقی طرز کے لباس وہ نہیں پہنی تھی عموماً۔۔۔!!

اب جب پہنا تو بہت جچ رہا تھا اس پر۔ ہمیشہ کی طرح ہر چیز سے لاپرواہ وہ بلیک پنسل ہیل کا سٹریپ ٹھیک کر کے باہر ہال میں آ گئی۔ زبردست لائیٹنگ اور ڈیکوریشن کی گئی تھی۔

وہ ایک کرسی گھسیٹ کر ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر بیٹھتی چاروں جانب کا جائزہ لینے لگی جب اس کی نگاہ اس منحوس بلے پر پڑی جو گرے تھری پیس میں ہمیشہ کی طرح سڑے تاثرات لیے ایک لڑکے کی جانب بڑھ رہا تھا۔

بلیک جینز پر وی گلے کی شرٹ اور لیدر کی جیکٹ میں وہ گڈ لکنگ سا لڑکا ہال میں داخل ہوتا کسی کو تلاش کر رہا تھا جب اس کی نگاہ ایک لڑکی پر پڑی۔

اس کے اتنے لمبے بال دیکھ کر وہ شدید حیران ہوا۔ ابھی وہ اس کا مکمل جائزہ لیتا کہ گرے تھری پیس میں وہ اس کے سامنے رکتا اسے گھورنے لگا۔

اس کی سرمئی آنکھوں کو خود کو گھورتے پا کر وہ سٹپٹا گیا۔ یہاں کیا سب ہی ابنارمل تھے؟؟

کون ہو تم؟؟"۔۔"

بدر کے غصے سے کہنے پر علی کھسیا گیا جس طرح یہ مغرور سا شخص اسے گھور رہا تھا اسے ایسا لگا جیسے اس نے اس کی

!! چور نگاہ پکڑ لی ہو۔۔۔

جی وہ میں حیان سر کا گیسٹ ہوں۔ علی نام ہے آپ انہیں اطلاع کر دیں پلیز۔ داڑھی مونچھوں اور آنکھوں"

!!! کے فرق کے علاوہ آپ دونوں ایک سے لگ رہے ہیں اگر میں غلط نہیں ہوں تو آپ ان کے برادر ہیں

وہ اس کا جائزہ لیتا ہوا نان اسٹاپ بولتا گیا۔

!!! ہمم۔۔

ہنکارا بھر کر وہ چلا گیا تو اس نے رکی سانس بحال کی۔ ایک کونے میں لگی کرسیوں کی طرف جا کر بیٹھتا وہ حیان کا

انتظار کرنے لگا۔

ویسے سر جی ایک بات کہوں؟؟"۔۔۔"

بلیک فور پیس میں کوٹ کرسی کی پشت پر ڈالے وہ اپنی مکمل وجاہت اور دبدبے کے ساتھ اس کے سامنے بیٹھا

تھا۔ حیان نے بھنویں اچکاتے اسے بولنے کا اشارہ کیا۔

اس کے بال پہلے سے ذرا بڑھے ہوئے گردن کو چھو رہے تھے۔ گھنی مونچھوں اور بھری بھری داڑھی میں اپنے کسرتی جسم سمیت وہ بلا کا ہینڈسم لگ رہا تھا۔اس کی لکس کو دیکھتے علی کی زبان میں کھجلی ہونے لگی تھی۔

"!!!آپ اتنے ہاٹ۔۔۔میرا مطلب ہینڈسم ہیں"

حیان کی گھوری پر ہڑبڑا کر وہ الفاظ درست کرتا کہنے لگا۔

"!!!آپ کی فیملی میں بھی ایک سے بڑھ کر ایک حسین لڑکیاں ہیں"

سامنے جاتی ایک لڑکی کے ساتھ اس کی نظریں اور چہرہ بھی اس کی جانب ہوا جس پر حیان نے دو انگلیوں سے اس کا چہرہ اپنی جانب کیا وہ سٹپٹا گیا۔

"وہ میں کہہ رہا تھا کہ آپ نے پھر اب تک شادی کیوں نہیں کی آپ کی ایک کزن بھی ہے نہ جرنلسٹ؟؟"

حیان نے کولڈ ڈرنک کا سپ لیتے اسے زبردست گھوری سے نوازا۔

"بہن کی طرح ہے وہ سمجھ آئی یا سمجھاؤں؟؟"

اس کے دھمکی بھرے لہجے پر علی نے تھوک نگل کر نفی میں سر ہلایا۔

"آپ نے شادی والی بات کا جواب نہیں دیا؟"

جیکٹ کی پاکٹس میں ہاتھ ڈال کر وہ ٹھیک سے بیٹھتا ایک چور نظر دائیں بائیں بھی ڈال لیتا تھا۔ حیان نے سیاہ آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا۔

"!!! شادی میں کیا رکھا ہے میں ایسے ہی ٹھیک ہوں"

وہی ازلی بے نیاز انداز۔۔ اس کی بات پر علی عش عش کر اٹھا۔

بہت کچھ رکھا ہے شادی میں غور کیجئے گا میری بات پر!!!"....اس کی زو معنی بات پر وہ سیدھا ہو بیٹھا جس پر" علی نے حلق تر کیا۔

اپنی یہ خرافات اپنے تک محدود رکھو اور اب اگر تمہاری نظریں دائیں بائیں گئیں تو تمہاری آنکھیں نکال کر" سیخوں میں پرو کر چیف کو بھیج دوں گا!!!"۔۔

"علی کا منہ بن گیا۔۔۔ "کیا سر؟ آپ کسی اور کو بھی تو بھیج سکتے تھے اس چیف کا نام ضرور لینا تھا؟

!!! لہجے میں دنیا جہان کی خفگی تھی۔ اس کی بات پر وہ دھیما سا مسکرایا تھا۔ یہ علی بھی نہ۔۔۔

!!! اچھا تو یہ بلا جل رہا تھا۔۔ تو ارشیہ ڈارلنگ تمہیں اور جلانا چاہیے پھر

تیکھی مسکراہٹ سے علی کو دیکھتی وہ اس کے پاس آئی جو پلیٹ میں کھانا نکال رہا تھا۔

دور سٹیج کے پاس کھڑے بدر پر ایک ترچھی نگاہ ڈال کر وہ اس کے برابر آتی کھانا نکالنے لگی۔

ہائے!!!"۔۔۔"

اپنے برابر سے نسوانی آواز سن کر اس نے حیران ہو کر اسے دیکھا۔

"!!!مائی نیم ارشیہ۔۔حیان کی کزن"

اس نے ہاتھ بڑھایا۔ علی ایک پل کو ہچکچایا پھر ہاتھ تھام لیا۔

"مائی نیم علی! ویسے آپ کو مجھ سے کوئی کام ہے رائٹ؟؟"

واپس اپنی کرسی کی طرف آتا وہ مزے سے بولا۔اس کے سامنے بیٹھتی وہ مسکرائی تھی۔

"بلکل صحیح۔۔وہ جو گرے آنکھوں والا لڑکا کھڑا ہے نہ اسے جلانا ہے بس۔۔میرا ساتھ دو گے؟؟"

اس کے مزے سے کہنے پر علی کی آنکھیں چمکیں۔۔

"!!اوکے! وہ ہماری طرف ہی دیکھ رہا ہے ویسے آپ پہلی نظر میں ہی مجھے بہت خطرناک لگی تھی"

وہ خاصا مسکرا کر بولا جس پر ارشیہ نے ہنستے ہوئے اس کے کندھے پر ہاتھ مارا۔

"!!!اور تم مجھے ایک نمبر کے چھچھوڑے اور میسنے لگے تھے"

اسے مسکرا کر دیکھتی وہ بال جھٹک کر سامنے ڈالتی ان میں انگلیاں پھیرنے لگی۔۔ علی نے زبردست قہقہہ لگایا

البتہ کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا ضرور تھا۔

"!!!نہیں آپ کی چھچھوڑے والی بات غلط ہے دوسری بات سے اتفاق کرتا ہوں میں"

کیا نرالا انداز تھا اس کا وہ ابرو اچکا کر اسے دیکھنے لگی۔

"!!!کولڈ ڈرنک پاس کرنا"

اسے ترچھی نظروں سے اشارہ کرتی وہ نزاکت سے دوپٹہ ٹھیک کرنے لگی۔۔

اوکے اوکے!! ویسے آپ کو دیکھ کر میرا مطلب اتنے لمبے بال دیکھ کر مجھے آپ پر چڑیل کا گمان ہوا تھا لیکن"

"!!!الحمدللہ آپ سے مل کر یہ گمان یقین میں بدل گیا

وہ نرمی سے مسکرا کر کولڈ ڈرنک کا گلاس اس کی طرف بڑھا گیا۔ان دونوں کو یوں مسکرا مسکرا کر باتیں کرتے

دیکھ کر وہ غصے سے واک آؤٹ کر گیا۔۔

مشی یہاں اکیلی کیوں بیٹھی ہو؟فون بھی آف ہے تمھارا۔۔!!ابراھیم نے کالز کی تھیں تمہیں چلو کوئی بات"

نہیں اس نے ماہ بیر کے نمبر پر ویڈیو کال کی ہوئی ہے زنیشہ بہت مس کر رہی ہے سب کو۔۔۔ فنکشن دیکھنا چاہ

"!!!رہی تھی۔۔

اس کا ہاتھ پکڑ کر اٹھاتی وہ اسے ساتھ لیے ان سب کی طرف جانے لگی۔ارشما کی اتنی محبت پر وہ محض مسکرادی

البتہ آنکھوں میں نمی ضرور چمکی تھی۔

"!!میری جان مجھے پتہ ہے تم گیدرنگز میں صالح کو بہت مس کرتی ہو۔۔مس تو ماہ بیر اور میں بھی کرتے ہیں"

وہ بھی اداس ہو گئی تھی اس کے ذکر پر۔۔"وہ تو ہر پل مجھے یاد آتے ہیں کاش وہ آج۔۔۔"وہ کہتی کہتی خاموش

ہوئی تھی۔ارشما نے اسے ساتھ لگایا۔۔

آؤ ابراھیم سے بات کرو بلکل صالح کی طرح لگتا ہے نہ وہ اللہ کے ہر فیصلے میں کوئی مصلحت ہوتی ہے تم یوں"

اداس ہو گی تو سب اداس ہو جائیں گے اور ماہ بیر کا تو پتہ ہے تمہیں کتنی مشکل سے سنبھالا ہوا ہے انہوں نے خود

"!!!کو ان کا بہت ساتھ تھا۔اف میں بھی کیا باتیں لے کر بیٹھ گئی۔۔چلو اب پیاری سی سمائل دو مشی والی

اس کے گرد بازو حائل کرتی وہ اتنے پیار سے بولی کہ مشائم بے ساختہ مسکرادی۔

سرخ عروسی لباس میں پور پور سجی وہ عرشمان شاہ کے کمرے میں گھٹنوں میں سر دیے بیٹھی تھی جس کی بیوی بننے کا وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔۔

اس کا وجود ہلکا ہلکا لرز رہا تھا۔یوں لگتا تھا وہ رو رہی تھی۔۔اس کا نازک دل خوف سے لرز رہا تھا۔۔

جانے وہ میرے ساتھ کیسا سلوک کریں گے میرا گناہ بھی تو بہت بڑا ہے مجھ جیسی لڑکیوں کو مر ہی جانا"

"چاہیے!!!۔۔۔

سرزد ہوئی خطا پھر سے یاد آنے لگی تو وہ پھپھک کر رو دی۔۔میں نے آخر کیوں ایسا کیا؟؟خود کو گرادیا سب کی نظروں میں۔۔کتنی معصوم تھی وہ۔۔

اٹھارہ سال کی معصوم کلی جو کھلنے لگی تھی۔۔زمانے کے رنگ تو اس پر پڑے ہی نہیں تھے۔۔اس میں بچوں کی !!!سی معصومیت تھی۔۔لیکن پھر وہ بھٹک گئی۔۔بنت حوا تھی نہ۔۔۔۔

اپنی سوچوں میں گم وہ گھٹنوں پر ٹھوڑی ٹکائے مغموم نظروں سے یک ٹک ناک کی سیدھ میں دیکھ رہی تھی کہ دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔۔

وہ چونک کر سیدھی ہوتی نظریں جھکا گئی۔۔وہ اتنے فاصلے پر بھی اس کی کانپتی پلکوں سے پھسلتے آنسو اور سرخ تھرتھراتے لبوں کو دیکھ سکتا تھا جنھیں اس نے سختی سے دانتوں تلے بھینچا تھا۔۔

کوٹ اتار کر اس نے صوفے پر ڈال دیا۔۔سنجیدہ نظر ڈریسنگ ٹیبل کے ساتھ زمین پر دھڑے بیگ پر ڈال کر وہ سر جھٹکتا کف لنکس کھولنے لگا۔۔

گہری بھوری آنکھوں میں بیک وقت سرد مہری اور بیزاری تھی۔۔گال سے آنسو پونچھ کر اس نے عرش کی چوڑی پشت کو دیکھا۔۔

وہ خاموش کیوں تھا؟؟کچھ تو کہتا۔۔!!!لعنت ملامت کرتا۔۔!!!اپنی پشت پر اس کی نظریں وہ بخوبی محسوس کر رہا تھا۔۔

اپنے مخصوص انداز میں چلتا وہ نائٹ ڈریس لے کر فریش ہونے چلا گیا۔۔وہی۔۔۔ہر کسی کو جوتی کی نوک پر رکھنے والا انداز۔۔۔تیور ایسے کہ جو کرنا ہے کر لو میں بھی یہیں اور تم بھی۔۔۔

ٹھیک پانچ منٹ بعد وہ فریش سا باہر نکلا۔۔ وہی وقت کے حساب سے چلنے کی عادت۔۔ وہ وقت کا ضیاع نہیں کرتا تھا۔۔! اس کا ہر پل قیمتی تھا۔۔!

اسے جوں کا توں روتے دیکھ کر اس کی چوڑی شفاف پیشانی پر سلوٹیں نمایاں ہوئیں۔۔

"چینج کر کے سو جاؤ!!!۔۔۔"

ہر احساس سے عاری سرد لہجہ۔۔!

اس کے حکم پر وہ دونوں گالوں کو زور سے ہاتھ کی پشت سے رگڑتی بیڈ پر پھیلا لھنگا سنبھال کر اٹھی۔۔ چوڑیوں کی کھنک نے کمرے کے سکوت کو تہہ و بالا کیا تھا۔۔

اس نے سائیڈ ٹیبل پر رکھا لیپ ٹاپ اٹھایا اور بالکنی میں جانے کی نیت سے بھاری قدم بڑھائے ہی تھے کہ کلائی پر نرم و نازک گرفت محسوس کرتے اپنے قدم روکے۔۔

چہرہ گھما کر اس نے ایک بے تاثر نظر اپنی مظبوط چوڑی کلائی پر ڈالی جسے نرم و نازک دودھیا ہاتھ نے اپنی گرفت میں لے رکھا تھا۔۔

سرخ پھڑ پھڑاتے لبوں کو سختی سے بھینچ کر وہ بڑی بڑی نیلی بلی کی سی آنکھیں جھپک جھپک کر اسے دیکھتی اس کے مقابل آئی۔۔اپنے مقابل کھڑی چھوٹی لڑکی کو اس نے ذرا سا سر جھکاتے خاموشی سے دیکھا تھا۔۔

نیلی آنکھوں سے آنسو لڑی کی صورت سرخ و سپید گالوں پر بہتے جا رہے تھے جن پر جا بجا سرخ نشان پڑ گئے تھے جو ایرا کے رگڑ رگڑ کر آنسو صاف کرنے کا نتیجہ تھے۔۔

اسے ڈبڈبائی نظروں سے خود کو دیکھتا پا کر وہ لب بھینچ گیا۔۔کس قدر نازک اور معصوم تھی وہ لیکن ایک غلطی نے اس کا سارا کردار مسخ کر ڈالا تھا۔۔

"مجھے ماریں،، لعنت ملامت کریں،، سزا دیں۔۔۔کچھ تو کہیں عرش بھائی۔۔۔!آپ کی یہ خاموشی میری جان لے رہی ہے۔۔۔!"

سرخ ناک کو ہاتھ کی پشت سے مسلتی وہ سر اٹھا کر بولی۔۔باریک مدھر آواز۔۔!

"کیا بکواس کی ہے تم نے؟؟؟دوبارہ بھائی کہا تو منہ توڑ دوں گا تمہارا!!!۔۔۔نکاح ہو چکا ہے ہمارا۔۔ان چاہی صحیح لیکن بیوی ہو اب میری یہ بات کھوپڑی میں بٹھا لو اچھی طرح"۔۔

ایک ہاتھ سے اس کا بازو پکڑ کر جھٹکتا وہ چبا چبا کر بولا۔۔اس کی آنکھوں کا رنگ مزید گہرا ہوا تھا۔۔اپنے بازو پر اس کی سخت گرفت اور کھردرا لب ولہجہ محسوس کر کے وہ آگے بڑھتی اس کے سینے پر سر رکھ کر پھپھک کر رونے لگی۔۔

روتے روتے اس نے اپنی بہتی ناک اس کی شرٹ سے پونچھی۔۔عرش نے سر جھکا کر افسوس سے اس کی حرکت کو دیکھا۔۔

ہاں بس ذرا سی سختی پریوں !ابھی وہ اسے سزا دینے کا کہہ رہی تھی اور اب اس کے ذرا سے سختی کرنے پر۔۔۔ !رو رہی تھی جیسے رو رو کر اپنے آنسوؤں سے پورا جہاں ڈبو دے گی۔۔۔

بیزاریت سے سر جھٹک کر اس نے ایرا کو خود سے الگ کیا۔۔اس کی خطا یاد آتے اس کے جبڑے بھینچ گئے۔۔ عرش کے چہرے پر سرد تاثرات دیکھ کر وہ تھوک نگلتی پیچھے ہٹی۔۔

سزا چاہیے تھی نہ تمہیں؟؟تم ساری رات ایک ٹانگ پر کھڑی رہو گی۔۔۔!اگر تم نے ایک پل کے لیے بھی" "دوسرا پیر زمین پر لگایا تو میں تمہیں اتنی ٹھنڈ میں یخ ٹھنڈے پانی کے نیچے کھڑا کر دوں گا!!!۔۔۔

اسے سخت نظروں سے دیکھتے وہ دھپ دھپ کرتا بالکنی کا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔۔اس کا دل تو چاہ رہا تھا رکھ کر ایک اس بیوقوف لڑکی کے منہ پر لگائے۔۔

اتنی ٹھنڈ میں محض آدھے بازو کی ٹی شرٹ ٹراؤزر پہنے وہ بالکنی میں بیٹھا لیپ ٹاپ پر کام کر رہا تھا۔۔موسم کی یہ سختیاں اس پر اثر نہیں کرتی تھیں۔۔

اندر وہ ڈبڈبائی نظروں سے بالکنی کے کھلے دروازے کو دیکھ رہی تھی جہاں سے بے دھڑک اندر آتی سرد ہوا اسے ٹھٹھرنے پر مجبور کر رہی تھی۔۔

اس جلاد کی دی سزا پر وہ گیلی سانس اندر کھینچتی لہنگا دونوں ہاتھوں سے سنبھال کر ایک ٹانگ پر کھڑی ہونے کی کوشش کرنے لگی۔۔اس کا توازن بگڑا۔۔دوسرا پاؤں لھنگے میں اٹکا اور وہ دھڑام کی آواز سے زمین بوس ہوئی۔۔

دھڑام کی آواز پیدا ہونے پر وہ واپس کمرے میں آیا اسے زمین پر گرا دیکھ کر اس کی پیشانی شکن زدہ ہو گئی۔اس لڑکی کی بیوقوفیوں کی تو انتہا ہی ہو گئی تھی۔

نیچے گرے ہی اس نے سر اٹھا کر اسے دیکھا وہ چونکی تھی یہ منظر دہرایا گیا تھا۔

"!!!اٹھو"

وہ سختی سے بولا تو وہ ہڑ بڑا کر اٹھی، ہڑ بڑی میں اس کا پیر پھر سے کامدار لھنگے میں اٹکا اس سے پہلے کہ وہ پھر سے گرتی عرش نے فورا اسے تھاما تھا۔

اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں سختی سے جکڑتی وہ زور سے آنکھیں میچ گئی۔ سرخ لبوں کو چھوتی نتھ میں لٹکے موتی ہلنے لگے تھے۔

عرش نے سر جھکا کر پہلی بار اس کے سنگھار کو دیکھا بلاشبہ وہ حسین لگ رہی تھی اس پر اسکی کم عمری کی معصومیت غضب ڈھا رہی تھی۔

یہ وہ پہلا رومانوی لمحہ تھا جو عرشمان شاہ کی زندگی میں آیا تھا۔اس کے تاثرات واپس سپاٹ ہوئے تھے ایرا کو سیدھا کر کے وہ ناگواری سے اسے دیکھنے لگا۔

وہ خوف اور ہچکچاہٹ کی ملی جلی کیفیت سے سر جھکائے کھڑی تھی جب اس نے کہا۔۔

"!!!مزید کوئی بیوقوفی کیے بغیر کپڑے بدل کر سو جاؤ۔۔ چلو جاؤ"

وہ سخت نظروں سے اسے گھور کر بولا تو وہ حلق تر کرتی لھنگا سنبھال کر چینجنگ روم میں گھس گئی۔ سر جھٹک کر وہ واپس ٹیرس پر چلا گیا۔

بے بی پنک باربی ٹراؤزر شرٹ میں وہ شاور لے کر باہر نکلی۔ بالکنی سے آتی ہوا اس کے وجود سے ٹکراتی اسے کپکپانے پر مجبور کر گئی۔

گھٹنوں تک جاتے لمبے گیلے بالوں کو اس نے کوفت سے ٹاول کی مدد سے خشک کرنا شروع کر دیا۔ بالوں کو برش کر کے وہ کمرے میں ٹہلنے لگی نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔

ٹیرس کی جانب دیکھتی وہ ٹہلتی ہوئی رکی پھر چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی ٹیرس پر آ کر اس کے ساتھ بیٹھ گئی وہ بغیر اسے دیکھے لیپ ٹاپ پر کام کرنے میں مصروف رہا۔

سردی سے بچنے کو سینے پر ہاتھ باندھ کر اس نے چہرہ گھما کر عرش کو دیکھا جس کے بال ہلکی ہوا کے باعث پیشانی پر بکھر رہے تھے۔ گہری بھوری آنکھیں لیپ ٹاپ کی سکرین پر ٹکی تھیں۔

ایرا کی نگاہ اس کے کان میں موجود چاند کی شکل کے سیاہ ٹاپس پر پڑی وہ اس پر نظریں جمائے حلق تر کرتی گویا ہوئی۔

"آپ بھی نفرت کرتے ہیں نہ مجھ سے مجھے خراب لڑکی سمجھتے ہوں گے ؟؟"

گال پر ہاتھ رکھتی وہ آہستہ سے بولی اس کی نیلی آنکھوں کے کانچ اطراف سے سرخ ہونے لگے تھے۔

ٹچ پیڈ پر چلتیں عرش کی انگلیاں ایک پل کو تھمیں۔۔

نہیں!!!"۔۔اس نے یک لفظی جواب دیا البتہ ابھی بھی اس کی جانب نہ دیکھا وہ حیران ہوئی تھی۔"

وہ سب۔۔مطلب سب غلط ہی سمجھتے ہوں گے مجھے پھر آپ!!"۔۔۔کرسی پر پیر رکھتی وہ گھٹنوں میں منہ "

!چھپا گئی۔۔۔!وہ خود سے خفا تھی بہت۔۔۔

"غلطی سب سے ہو جاتی ہے۔۔۔"

عام سے لہجے میں بولتا وہ اسے خاص لگا تھا۔گھٹنوں پر چہرہ رکھے وہ رخ اس کی جانب کر گئی عرش نے ایک نظر اسے دیکھا تھا۔

اس ایک نظر میں بھی وہ بتا سکتا تھا کہ اس کی آنکھیں نمی کی وجہ سے کم اور بخار کی وجہ سے زیادہ سرخ ہو رہی تھیں اس کا جسم ہلکا ہلکا کانپ رہا تھا۔

مجھے اس سے محبت نہیں تھی بس پسند کرتی تھی اس کو!!"۔۔۔۔"

اپنے شوہر کو آدھی رات کے وقت اپنی کسی اور کے لیے پسندیدگی بتانے والی وہ انوکھی بیوی تھی۔۔ عرش نے کندھے اچکائے!

"آپ کو محبت نہیں ہوئی کبھی؟؟"

عرش نے اس کے سوال پر لیپ ٹاپ کی سکرین فولڈ کر دی اس کی جانب مڑتا وہ خاموشی سے اسے دیکھنے لگا۔۔

"!!!ان فضولیات کے لئے وقت نہیں میرے پاس"

سر اٹھا کر سیاہ بادلوں سے ڈھکے آسمان کو دیکھتا وہ مدھم لہجے میں بولا۔ آسمان سے ننھی بوندیں گرنے لگیں تو وہ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔

زندگی کا ایک نیا باب شروع ہو چکا تھا اس شخص کے سنگ جس کی زندگی میں وہ زبردستی شامل کی گئی تھی عجیب شخص تھا وہ بہت وقت لگنا تھا اس کو سمجھنے میں۔ تکیہ اٹھا کر صوفے پر لیٹتی وہ اسے بیڈ پر لیٹا دیکھ کر آنکھیں موند گئی۔

Epi # 14

"!!!اف"

تھکن سے اس نے گردن کو دائیں بائیں ہلایا وہ لیپ ٹاپ کی سکرین فولڈ کر کے صوفے پر کی بیک پر سر ٹکا گئی۔

آج انہیں آفس میں دیر ہو گئی تھی۔ کمپنی کے بورڈ آف ڈائریکٹرز سے میٹینگ تھی کچھ کام بھی زیادہ تھا اس لیے اس نے اوربدر نے اوور ٹائم لگا لیا۔

وہ ہمیشہ کی طرح بلیک پینٹ شرٹ پر شاکنگ پنک کوٹ پہنے بالوں کا میسی جوڑا بنائے ہوئے تھی۔ جس کی ایک آدھ گھنگریالی لٹ لاپرواہ انداز میں گالوں پر پڑی تھی

البتہ چہرہ آج میکپ سے پاک تھا جس سے اس کے چہرے کی گلابیاں نمایاں ہو رہی تھیں۔

کب تک آئے گا کھانا لگتا ہے آج یہیں فوت ہو جانا میں نے!!!"۔۔۔۔"

اس نے رولنگ چیئر پر بیٹھے بلیک تھری پیس میں مصروف سے بدر کو دیکھتے بیزاری سے کہا جس نے لیٹ ہونے کی وجہ سے کھانا آرڈر کر دیا تھا۔

"!!! چڑیلیں بھی کبھی فوت ہوتی ہیں؟ وہ تو دوسروں کو فوت کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں"

مظبوط چوڑی کلائی میں پہنی برانڈڈ واچ میں وقت دیکھتا وہ انگلی سے آنکھیں مسلتا ہوا بولا۔

اس کی سرمئی آنکھیں ہلکی ہلکی سرخ ہونے لگیں تھیں تھکن کے باعث۔۔! لیپ ٹاپ دھکیل کر وہ موبائل کی سکرین پر چمکتے میسج کو دیکھتا اٹھا اور اس کے ساتھ کچھ فاصلے پر بیٹھ گیا۔

کچھ دیر میں ہی واچ مین پلاسٹک بیگز انہیں دے کر چلا گیا کھانے کی اشتہا انگیز خوشبو آفس میں پھیل گئی۔

"ویسے تم۔۔۔۔"

بدر نے کھانا اپنی پلیٹ میں نکالتے کہنے ہی لگا تھا کہ اس نے نوالہ منہ میں ڈالتے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا۔

میں آلریڈی بہت تھکی ہوئی ہوں جہاں سب ولیمے کے اگلے دن آرام کر رہے ہیں میں تمہارے ساتھ آفس"

"!!! میں خوار ہو رہی ہوں اس لیے مجھے تنگ مت کرو

نیلی تیز آنکھیں گھماتی وہ اسے وارن کرتی تیکھے لہجے میں بولی لیکن وہ بھی پھر بدران شاہ تھا۔ گردن اس کی جانب گھماتے وہ تیکھا سا مسکرایا۔

"دو کلو میکپ کر کے بس زمین پر بوجھ بنی گھوم رہی تھی تم کس لیے تھک گئی تم۔۔۔ ہمم؟؟؟"

مزے سے کھانا کھاتا وہ اسے تپا گیا ہاں اب کھانے کا ذائقہ پہلے سے بھی بڑھ گیا تھا۔

"!!! تم کیوں جلتے ہو میں دو کلو میک اپ کروں یا سو کلو۔۔! بڑے آئے حسن پڑے ہو نہہ۔۔۔"

تن کر کہتی وہ پانی کا گلاس منہ سے لگا گئی۔

ویسے تو لوگ میری نظروں سے ہی گھایل ہو جاتے ہیں دیکھا ہو گا تم نے کیسے وہ لڑکا میرے آگے پیچھے گھوم"

"!!! رہا تھا

مسکراہٹ دباتی وہ ٹشو سے ہاتھ صاف کرنے لگی۔بدر نے آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا۔۔۔

اچھا وہ لنگور؟ دیکھا تھا میں نے!!"۔۔"

ٹیبل سے پھیلاوا سمیٹ کر وہ اٹھا ڈسٹ بن میں ڈال کر وہ واپس آ بیٹھا۔

او ہیلو خاصا گڈ لکنگ تھا وہ"۔۔۔"

پیروں کو ہیلز سے آزاد کر کے اس نے ٹانگیں ٹیبل پر رکھ لیں۔جمائی روکتے اس نے ہاتھ بلند کر کے زوردار انگڑائی لی دوسری جانب خاموشی پا کر اس نے چہرہ ٹیڑھا کر کے اسے دیکھا تو وہ خاموشی سے اسکی جانب دیکھ رہا تھا۔

اس کی نظروں پر وہ خفت سے ہاتھ نیچے کرتی سیدھی ہوئی۔۔۔

بدتمیز!!!"۔۔۔۔"

بڑبڑا کر وہ اٹھنے لگی جب وہ بولا۔۔

رک جاؤ میں ایک کال کر لوں پھر ڈراپ کر دوں گا تمہیں مامی سے بات ہوئی تھی کہہ رہی تھیں تمہیں"

"!!!ڈراپ کر دوں

کھڑا ہوتا پینٹ کی پاکٹ میں بایاں ہاتھ ڈالتا وہ ایک نمبر ڈائل کرتا فون کان سے لگا گیا۔ وہ تیکھی نظروں سے

اسے دیکھتی واپس صوفے پر پیر اوپر کر کے بیٹھ گئی۔

نجانے کیا ہوا کہ اچانک بدر کال پر غصے سے بات کرنے لگا اس کا سفید چہرہ پل میں سرخ ہوا۔ وہ آنکھیں سکیڑ کر

اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھنے لگی۔۔

"!!اس بلے کو کتنی جلدی غصہ آجاتا ہے ہر وقت غصہ غصہ جیسے آیا ہی دنیا میں غصہ کرنے کے لیے ہے"

بڑبڑا کر وہ سینے پر ہاتھ بندھتی پیر جھلانے لگی۔ بدر نے ناگواری سے کال کاٹ کر نمبر ڈیلیٹ کر دیا۔

"ویسے تمہیں اتنا غصہ آتا کہاں سے ہے؟"

ہتھیلی پر گال ٹکا کر اس نے آنکھیں بار بار جھپک کر معصومیت سے بولنے کی کوشش کی وہ الگ بات ہے

معصومیت سے دور دور تک تعلق نہ ہونے کی وجہ سے یہ کوشش بے کار گئی۔۔

"!!! بچپن سے ایسا ہوں"

کوٹ اٹھا کر پہنتے وہ بے نیازی سے بولا۔ یہ جنگلی بلی کچھ زیادہ فری نہیں ہو رہی تھی؟ وہ شرارت سے مسکرائی

اسکی نیلی آنکھوں کے کانچ چمک اٹھے تھے۔۔

"!!! پھر تو تمہیں اپنے پیدا ہونے پر بھی غصہ آیا ہو گا جب پہلی بار آنکھ کھلی ہو گی نواب کی۔۔دنیا میں"

وہ گردن پیچھے پھینکتی ہنس پڑی اس نے جیسے اپنی بات کو انجوائے کیا تھا اب جو کچھ اس کے ذہن میں آ رہا تھا وہ کہہ نہیں سکتی تھی لیکن اسے ہنسی شدید والی آ رہی تھی۔

اسے یوں پاگلوں کی طرح ہنستے دیکھ کر بھی وہ سڑے تاثرات سجائے کھڑا رہا سرمئی آنکھیں البتہ اس کے ہنسی سے سرخ ہوتے چہرے پر گڑھی تھیں۔۔

انہیں دیکھ کر کون کہہ سکتا تھا کہ وہ اس سے ایک سال دو ماہ بڑی تھی۔اس کے کسرتی جسم اور چھ فٹ سے نکلتی ہائیٹ کی وجہ سے وہ اس کے سامنے بچی لگتی تھی۔

اچھا ایک آخری بات !اوکے ؟ تمہیں سب سے زیادہ غصہ کس پر آتا ہے مطلب سب سے زیادہ!!!"۔۔"

بال کھول کر پھر سے جوڑے میں باندھتے ہوئے وہ سیدھی ہو کر بیٹھی اس کے پیر ہیلز سے کچھ دور ہی تھے۔۔

"!!تم پر۔۔۔اس کے بعد تمہاری ہیلز پر"

وہ کٹیلی نظر اس پر پھر زمین پر پڑی ہیلز پر ڈالتا دانت پیس کر بولا۔اس کا بس چلتا دنیا کی ساری ہیلز کو آگ لگا دیتا

سب سے پہلے اس جنگلی گھنگریالے بالوں والی چڑیل کی جس نے اپنی ہیلز سے گلاس ڈور پر کئی بار ڈیزائن چھاپے

!تھے۔۔

ارشیہ کی مسکراہٹ غائب ہوئی اس نے دانت پیس کر اس کھڑوس، بدتمیز، منحوس بلے کو دیکھا۔۔

میں بتاؤں مجھے کس پر سب سے زیادہ غصہ آتا ہے؟؟"تن فن کرتی وہ اٹھی۔۔۔"

نہیں!!!"۔۔۔ٹکا سا جواب آیا۔۔"

میں پھر بھی بتاؤں گی مجھے سب سے زیادہ غصہ تمہارے منحوس ایکسپریشن پر آتا ہے خود کو بڑے کوئی پرنس"

سمجھتے ہو اور جب مجھے غصہ آتا ہے نہ تو میں اپنی ہیلز سے توڑ پھوڑ کرتی ہوں آفس کے پہلے دن کیا بعد میں بھی

"!!"ڈیمو" دیکھ لیا ہو گا تم نے

اب کے وہ بھی تپانے والی مسکراہٹ سے بولی۔۔۔

تمھاری ہیلز کا سارا فساد ہے اگر وہ ہی نہ رہیں؟"۔۔"

وہ سائیڈ سمائل دیتا چمک کر بولا اس کی سرمئی آنکھوں کا رنگ گہرا ہوا تھا۔ارشیہ نے دماغ میں کیلکولیشن کی بیک وقت دونوں کی نظر ہیلز پر پڑی سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں وہ ہیلز پر جھپٹے۔۔

بدر فاتحانہ مسکراہٹ سے ہاتھ بلند کرتا پیچھے ہٹا اس سے پہلے وہ اس تک پہنچتی اس نے پنسل ہیل کو دو ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا۔۔

جہاں "ٹک" کی آواز آئی وہیں ارشیہ کی سانس اٹکی اس نے غم و غصے سے اسے دیکھا وہ ڈھیٹ بنا پینٹ کی پاکٹ میں دونوں ہاتھ رکھ کے نوابوں کے سٹائل میں کھڑا اسے چیلنجنگ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

مجھے ابھی کے ابھی اسی طرح کے ہیلز منگوا کر دو!!!"وہ دانت پر دانت جما کر اسے وارن کرتی بولی نیلی" آنکھوں کے کانچ غصے کی شدت سے سرخ پڑ چکے تھے۔۔

"!!!اگر تم ریکویسٹ کرو تو سوچا جا سکتا ہے"وہ ایک قدم اسکی جانب بڑھا۔۔۔

ارشیہ نے سلگ کر اسے دیکھا۔۔"مائی فٹ میں ایسے بھی واپس جا سکتی ہوں تم ابھی ٹھیک سے مجھے جانتے نہیں!!"۔۔

بیگ اٹھا کر دوسری ہیل کو ٹھوکر مار کر وہ ننگے پاؤں باہر نکل گئی وہ جبڑے بھینچے اس کی پشت کو دیکھے گیا۔

قریب پانچ منٹ بعد وہ گاڑی کی چابی پکڑ کر آفس لاک کرتا باہر نکلا وہ تار کول کی سڑک پر ننگے پاؤں چلتی جا رہی تھی دفعتاً وہ رکی تھی اس کے پیر میں کچھ چبھا تھا۔۔

اس نے دائیں بائیں نظر گھمائی فٹ پاتھ پر فکس ہوئے بنچ کی طرف آکر وہ لب بھینچتی بیٹھ گئی۔ پیر میں بڑا سا خاردار کانٹا گھس گیا تھا جس سے خو**ن کی ننھی بوندیں نکلنے لگی تھیں۔۔

اس نے ایک جھٹکے سے کانٹا نکالا عین اسی وقت وہ اس تک پہنچ گیا اس کی کشادہ پیشانی پر لاتعداد بل تھے ابلتے غصے کو ضبط کرتا وہ اس کے قریب آیا۔۔

"!! چلو اٹھو گاڑی میں بیٹھو تمہیں ڈراپ کر دوں سارا دن تمہارے پیچھے خوار ہونے کا ٹھیکہ نہیں لیا میں نے"

وہ دانت پیس کر بولا۔۔۔

"!! میں خود چلی جاؤں گی تمہارے احسان کی ضرورت نہیں مجھے"

انگلی اٹھا کر وہ بھی درشتگی سے بولی اور یہیں بدر کا پارہ ہائی ہوا اس نے جھٹکے سے اسے بازوؤں میں اٹھایا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا سڑک کے ایک طرف کھڑی کار کی طرف جانے لگا۔۔۔

وہ مسلسل اس کی گرفت سے آزاد ہونے کی کوشش کر رہی تھی غصے سے اس نے بدر کے بال نوچ لیے۔۔

"!!! شرم نہیں آتی تمہیں؟ نیچے اتارو مجھے"

بدر نے کار کا دروازہ کھول کر اسے اندر پٹخا۔۔اب وہ 'جہان سکندر' تھوڑی تھا جو اس کے لیے ہیل کے ٹکڑے جوڑنے بیٹھ جاتا۔

اس کے برابر ڈرائیونگ سیٹ پر آ کر اس نے سیٹ بیلٹ باندھی اور تیز سپیڈ پر ڈرائیو کرنے لگا۔۔

"!! بہت اکڑ ہے نہ تم میں؟ تمہاری یہ اکڑ نہ نکالی تو میرا نام بھی بدران شاہ نہیں"

سامنے دیکھ کر ڈرائیو کرتا وہ سرد لہجے میں بولا۔ارشیہ کا تو غصے کے مارے برا حال تھا اس نواب کے پُتر کا تو وہ حال کرے گی کہ ساری زندگی پچھتاتا پھرے گا۔۔

"!! پھر نام بدل کر 'رشید گنج والا' رکھ لینا۔۔"

وہ اس کے کان کے پاس چیخی تھی۔

سرمئی شام کی ٹھنڈی ہوائیں کھلی کھڑکی سے اندر گر رہی تھیں۔بیڈ پر ایک ٹانگ موڑ کر بیٹھا بلیک ٹرٹل نیک سویٹر جینز میں وہ لیپ ٹاپ پر جھکا غور سے سکرین پر ابھرتی ڈاکیومنٹس دیکھ رہا تھا۔۔۔

پیشانی پر سیاہ گھنیرے بال بکھرے ہوئے تھے لب سختی سے بھینچتے اس نے "اوکے" کے بٹن پر کلک کیا۔

دھڑکتے دل سے وہ کاؤنٹ ڈاؤن ختم ہونے کا انتظار کرنے لگا۔۔۔

بیپ کی آواز ابھری ساتھ ہی سکرین پر "گرین ٹِک" ظاہر ہوا جس کے نیچے انگریزی میں لکھا تھا "سکسیس فلی ہیکڈ"۔۔

فرط مسرت سے اس نے ہاتھ کی مٹھی بنا کر لبوں پر رکھ لی۔ جلدی جلدی وہ سارا ڈیٹا کاپی کرنے لگا۔ تین فائلز کرپٹ تھیں باقی چار فائلز امپورٹ کرنے کے بعد اس نے اس ویب کو سسٹم سے ہٹا دیا۔

دوسرا لیپ ٹاپ گھسیٹ کر سامنے کرتے اس نے اس نے نئی ای میل لگا کر آئی ڈی لوگ ان کی۔ پہلے لیپ ٹاپ میں لگی فلیش ڈرائیو میں ڈیٹا کاپی کر کے اس نے اپنی ای میل اور ڈیٹا کلئیر کر دیا۔

گہری سانس لے کر وہ تکیے سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ موبائل اٹھا کر اس نے کیپٹن کا نمبر ڈائل کیا اسی دوران زنیشہ کافی کا مگ اسے دے کر شاور لینے چلی گئی۔۔

مگ سے اڑتی بھاپ کو دیکھتا وہ کال ریسیو ہونے پر بولا۔۔

اسلام علیکم میجر ابراھیم سپیکنگ ! ! آئی ہیو سینٹ یُو سَم انفارمیشن ۔۔ ! سپر وائزر دیٹ ایریا۔ آور آرمی شُڈ پریپئر "

" ! ! فور ایوری سیچوایشن ،، گاٹ اٹ

السلام علیکم میجر ابراھیم بات کر رہا ہوں میں نے تمہیں کچھ معلومات بھیجی ہیں اس علاقے کی نگرانی کرواؤ۔)

(ہماری فورس کو ہر صورتحال کے لیے تیار رہنا چاہیے سمجھ گئے ؟

فون بند کر کے وہ لیپ ٹاپ گود میں رکھ کر فولڈرز چیک کرتا گھونٹ گھونٹ کافی پینے لگا۔۔۔

وہ شاور لے کر باہر نکلی اس وقت وہ بوٹل گرین گھٹنوں تک جاتے ڈھیلے سے سویٹر جینز میں ملبوس تھی۔ گیلے

بال تولیے سے پونچھ کر وہ ساکس پہنتی بلینکٹ لے کر ابراھیم کے ساتھ بیٹھ گئی۔

ہاتھوں کو لمبی آستینوں میں چھپاتے اس نے ذرا سا اٹھ کر مگ میں جھانکا محض دو گھونٹ کافی بچی تھی۔ ابراھیم

نے چہرہ گھما کر اسے دیکھا شہد رنگ آنکھوں پر گیلی پلکیں چپک کر اور بھی واضح ہو رہی تھیں۔۔

گلابی لب ہلکے سے جامنی ہو گئے تھے سردی کے باعث۔ کاندھوں پر بکھرے شہد رنگ لمبے بالوں سے نظر ہٹا

کر وہ ابرو اچکا کر اسے دیکھنے لگا۔۔

" ! ! میں پی لیتی ہوں باقی کافی ٹھیک ہے "

کہتے ساتھ اس نے ہاتھ بڑھا کر مگ تھام لیا ایک گھونٹ میں کافی ختم کر کے اس نے مگ سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا۔

چند پل خاموشی سے اسے دیکھنے کے بعد وہ واپس کام میں مصروف ہو گیا۔۔اس دوران وہ بور ہونے لگی تھی۔

"ابراھیم؟؟"

اس نے اس کے کندھے پر انگلی رکھی۔۔

"ہاں کیا ہوا؟"

وہ پوری طرح اس کی جانب متوجہ ہوا۔۔

"میں بور ہو رہی ہوں بہت میں بھی آپ کے ساتھ کام کرواؤں؟"

وہ انگڑائی لیتی پیچھے ہوئی۔ابراھیم نے فوراہاتھ بڑھا کر اس کے سر کے پیچھے رکھا۔

"!!آرام سے دل۔۔ابھی چوٹ لگ جاتی"

وہ نظریں جھکاتی سیدھی ہو بیٹھی۔

"سوری!!اچھا بتائیں میں آپ کی ہیلپ کرواؤں؟"

اس کے ساتھ چپکتی وہ جھک کر لیپ ٹاپ کی سکرین دیکھنے لگی۔اس کے کندھے سے سویٹر ڈھلک گیا۔۔

ابراھیم کی نظر اس کے دودھیا کندھے پر ٹھہری۔گہری سانس لے کر اس نے دو انگلیوں سے شرٹ ٹھیک کر دی جس پر وہ خفت سے سیدھی ہوئی۔۔

"!!اوکے تم یہ ڈیٹا اس فولڈر میں کاپی کرتی جاؤ دیھان سے"

اس نے لیپ ٹاپ اس کی طرف کر دیا خود موبائل پر کچھ چیک کرنے لگا۔وہ سر ہلاتی مصروف ہو گئی۔۔

تھوڑی دیر بعد وہ پھر سیدھی ہوئی۔ایسے تو سب بور لگ رہا تھا اس نے ایک سونگ سرچ کر کے پلے کر دیا۔

گانے کے لیریکس پر وہ چونک کر اس کی پشت دیکھنے لگا۔

!!دنیا ساری چھڈ کے چلیا۔۔

!!تیریاں راہوں تیری گلیاں۔۔

!!تیرے صدقے سب میں واریا۔۔

!!جس دن سے تو سانوں ملیا۔۔

!!دل تیرے پیچھے پیچھے ٹریا۔۔

!! تیرے صدقے سب میں وار یا۔۔

انجانے میں وہ اس کے جذبات کو ہوا دینے لگی تھی۔ وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا وہ اس سے محض کچھ آگے بیٹھی تھی۔

"اچھا ہے نہ سونگ میں نے کل۔۔۔"

چہرہ موڑ کر کہتے اس کی زبان کو بریک لگا وہ بولتی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا وہ حلق تر کرتی پیچھے ہوئی۔

"ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں؟"

وہ دھیما سا مسکرایا۔۔

یہ سب اس تعلق کی وجہ سے ہے جو ہمارے درمیان بن چکا ہے جس کے تقاضوں سے ہم دونوں ہی نظریں"

"!! چرا رہے ہیں

اس کی طرف جھکتے وہ بھاری لہجے میں بولا زنیشہ کو یوں لگا جیسے اس کا پورا وجود "دل" بن کر دھڑک رہا ہو۔۔

جی۔۔۔؟؟" وہ سرخ گالوں پر پلکوں کی جھالر گراتی ہلکی آواز میں بولی اس کی گہری نظریں اسے شدید پزل"

کر رہی تھیں۔

!! ستر حوروں کی سریلی آواز۔۔۔

!!ایک تیری "جی پر قربان "۔۔۔

اس کے چہرے کو نظروں کے حصار میں لیتا وہ بھاری لہجے میں بولا وہ منہ کھولے اسے دیکھنے لگی۔۔

"آپ کو شاعری بھی آتی ہے؟؟؟"

مسکراتی نظروں سے اسے دیکھتا وہ مزید جھکا تھا۔

"!!اپنے سامنے جیتی جاگتی غزل کو دیکھ کر دل شاعر ہونے لگا ہے"

اس کے ادھ کھلے منہ کو دیکھ کر وہ مسکراہٹ دباتا پیچھے ہٹا۔۔

وہ تو شدید حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ وہ ایسی باتیں بھی کر سکتا ہے۔۔

اچھا میں اب سونے لگی ہوں اتنا تھک گئی ہوں نہ کہ بس۔ صبح سے کام کر رہی تھی نیک میں پین ہے کمر بھی"

"!!دکھ رہی ہے اور پاؤں کا تو پوچھیں ہی مت۔۔اف

منہ بنا کر کہتی وہ لیپ ٹاپ اسے تھما کر بلینکٹ سیدھی کرنے لگی۔

"!!اوہ آئی سی۔۔!ایسے درد کے لیے ایک سپیشل تھیراپی ہوتی ہے جس سے درد بلکل ختم ہو جاتا ہے"

وہ سکرین فولڈ کرتا عام سے لہجے میں بولا۔وہ لیٹتی لیٹتی رکی۔

"!!واقعی کونسی تھیراپی ہے مجھے بھی بتائیں"

اس کی سوالیہ نظروں کو دیکھتا وہ ابرو اچکا گیا۔۔

اس کے قریب آتا وہ یک دم اس کی گردن پر جھکا۔

گہری سانس کھینچتا وہ اچانک اٹھ کر کمرے سے نکل گیا۔وہ آنکھیں موندے ساکت بیٹھی رہ گئی۔۔

Epi # 15

کمرے میں بڑھتی ٹھنڈ محسوس کرتے اس نے سوتے میں خود پر کمفرٹر ٹھیک کیا۔بند آنکھوں میں حرکت ہوئی

کسلمندی سے کروٹ بدل کر اس نے دوبارہ سونے کی کوشش کی۔

چند منٹ وہ یوں ہی لیٹی رہی پھر آنکھیں کھول دیں۔نیلی آنکھوں کے کانچ دھندلائے سے تھے اس نے بار بار

پلکیں جھپکیں پھر منظر کچھ واضح ہوا۔

اس کی نگاہ عرش پر آکر ٹھہری جو کنگ سائز بیڈ پر اس سے خاصے فاصلے پر کروٹ کے بل سو رہا تھا۔ کمفرٹر اس کے کندھے سے نیچے ڈھلک رہا تھا جس سے اس کے کسرتی بازو اور چوڑی پشت نظر آ رہی تھی۔

وہ نظریں پھیر گئی بھرپور انگڑائی لیتی وہ اٹھ بیٹھی اس نے دو انگلیاں باہم ملا کر آنکھیں مسلیں۔

سر گھٹنوں پر ٹکا کر وہ کل رات کے بارے میں سوچنے لگی جب ارشما اچانک ان کے کمرے میں آ گئی تھی اس نے ان کے الگ سونے پر عرش کو بہت ڈانٹا تھا جس پر ایرا بھی اس آکورڈ سی سیچوایشن پر بہت شرمندہ ہوئی تھی۔

عرش نے بغیر ایک لفظ کہے اسے بیڈ پر جگہ دے دی تھی کچھ بھی تھا وہ اپنی ماما سے بے حد محبت کرتا تھا وہ ان کا کوئی حکم نہیں ٹال سکتا تھا۔

کل کتنے دن بعد وہ سکون سے سوئی تھی ورنہ صوفے پر سو کر تو کمر ہی اکڑ جاتی تھی اور مجال کہ اس بدلحاظ شخص نے ایک بار بھی اسے بیڈ پر سونے کا کہا ہو۔۔

سر جھٹک کر وہ کمفرٹر ہٹا کر اٹھی سینے پر ہاتھ باندھتے اس نے جھرجھری لی۔ پر حرارت جسم کمرے کی ٹھنڈ سے کپکپا سا گیا تھا۔۔

منہ ہاتھ دھو کر وہ واپس کبرڈ تک آئی۔ اپنی سائیڈ والا ڈور کھول کر اس نے سر اٹھا کر کپڑوں پر نظر ڈالی۔۔

امم۔۔۔کونسا پہننا چاہیے؟"۔۔"

خود کلامی کرتی وہ ہینگ کئے کپڑے آگے پیچھے کرنے لگی۔لائٹ پرپل کیپری شرٹ پر اس کی نگاہ ٹھہری سادہ مگر خوبصورت سوٹ تھا۔۔۔

ہینگر نکال کر کپڑے الگ کرتی وہ شاور لینے گھس گئی۔دس منٹ بعد وہ باہر نکلی ڈریسنگ مرر کے سامنے آکر اس نے تولیے سے بال الگ کر کے ڈرائیر کی مدد سے سکھانے شروع کر دیے۔۔

پلٹ کر اس نے ایک نگاہ اس پر ڈالی جواب چت لیٹا تھا کمفرٹر سے ظاہر ہوتے اس کے کسرتی سینے پر نظر پڑتے ہی وہ سرعت سے سیدھی ہوئی اس کا چہرہ مزید گلابیاں چھلکانے لگا تھا۔۔

گندے!!!"۔۔"

منہ بنا کر بولتی وہ بالوں میں برش کرنے لگی بھورے سلکی بال سنہری آبشار کی مانند گھٹنوں تک گر رہے تھے۔

اس نے ڈرار کھول کر ہاتھ سے کچھ ٹٹولا۔۔

آدھے بال پرپل کیچر میں باندھ کر وہ واپس کبرڈ تک آئی۔لائٹ پرپل سویٹر نکال کر اس نے جلدی سے پہنا جو اس کی کمر تک آرہا تھا البتہ تنگ بازوؤں نے آدھی ہتھیلی کو بھی چھپا لیا تھا۔۔

اس نے ہاتھ سامنے کر کے انگلیاں اندر کی طرف موڑیں۔

"!!ہمم اچھے لگ رہے ہیں"

اس نے اپنے گلابی نرم گرم سے ہاتھوں کو مسکرا کر دیکھا۔ پیروں میں پرپل کھسہ پہن کر دوپٹہ کندھے پر ڈالتی وہ اس پر ایک اچٹتی نظر ڈال کر باہر نکل آئی۔۔

"!!!السلام علیکم بابا۔۔۔"

ماہ بیر کو وہاں سے گزرتے پا کر وہ جھٹ سے سلام کر گئی۔اس نے رک کر خوشگوار مسکراہٹ سے ایرا کو دیکھا جو نکھری نکھری سی اس کے سامنے کھڑی تھی۔۔

"وعلیکم السلام!!کیسا ہے میرا بیٹا؟؟"

اس کے سر پر ہاتھ رکھتا وہ اسے ساتھ لیے کچن میں آ گیا جہاں ارشما چولہے پر چائے کا پانی چڑھا رہی تھی۔آہٹ پا کر وہ پلٹی ان دونوں کو کچن میں داخل ہوتا دیکھ کر وہ مسکرائی۔۔

"!!بس آ رہی ہوں ناشتہ لے کر آپ لاؤنج میں بیٹھیں"

پیار سے ایرا کا گال چھوتی وہ اسے آنکھیں دکھاتی بولی جو شرارتی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔

"!!آپ کو مارننگ 'کس' کیے بغیر کیسے جا سکتا ہوں"

اس کے بے دھڑک کہنے پر ایرا مسکراہٹ دباتی وہاں سے باہر چلی آئی اسکی مسکراہٹ امڈ امڈ کر آ رہی تھی وہ لاؤنج میں آئی تو بدر وہاں پہلے سے موجود تھا بلیک تھری پیس میں بالوں کو جیل سے سیٹ کیے بلکل پرفیکٹ نظر آتا وہ آفس جانے کے لیے تیار تھا۔۔۔

"کزن ڈیئر کیا بات ہے بڑا مسکرا رہی ہو؟"

وہ اسے دیکھ کر مسکرایا۔

آ۔۔کچھ نہیں وہ بس ویسے ہی!!آپ آفس جا رہے ہیں؟"۔۔۔۔"

اس کے سامنے بیٹھتی وہ نرمی سے مسکرائی۔کتنے اچھے تھے نہ سب اتنی محبت سے اس سے پیش آ رہے تھے ورنہ اسے تو لگتا تھا کہ اب سب اسے حقارت سے دیکھیں گے۔

"!!یس آفس جا رہا ہوں"

ہموار لہجے میں کہتا وہ ہاتھ میں پکڑا پانی کا گلاس منہ کو لگا گیا۔۔۔

"!!ارشیہ آپی آپ کی بہت تعریف کرتی تھیں"

یونہی اس سے بات کرنے کو وہ بول گئی جب بدر کے منہ سے پانی نکلتا دیکھ کر وہ گھبرا گئی۔ شاید اس نے پھر کوئی بے وقوفی کر دی تھی۔۔

جلدی سے اٹھتی وہ لاؤنج سے باہر آئی بے دیہانی میں وہ ناشتہ لاتی ارشما سے ٹکراتی بچی۔۔

"کیا ہو گیا ایرا اتنی جلدی کہاں جا رہی ہو؟؟"

وہ حیرت و پریشانی سے گویا ہوئی جس پر وہ شرندہ سی ہو گئی۔۔۔

"کچھ نہیں ماما بس وہ۔۔۔"

وہ روہانسی ہوتی انگلیاں چٹخانے لگی۔ کیا ضرورت تھی یوں بے وقوفوں کی طرح اٹھ کر آنے کی۔۔ حد ہے !!ایرا۔۔۔

دل میں وہ اپنے آپ کو کوس رہی تھی جب ارشما کے بلانے پر متوجہ ہوئی۔۔

"!!بیٹا عرش کو اٹھاؤ جا کر کافی وقت ہو گیا اٹھا نہیں ابھی تک"

ایرا کا چہرہ یوں ہو گیا جیسے اس نے کوئی بھوت دیکھ لیا ہو۔۔

مم میں اٹھاؤں؟"۔۔۔۔"

نیلی آنکھیں مزید بڑی کر کے اس نے خاص کر انگلی سے اپنی طرف اشارہ کیا جیسے یقین دہانی چاہ رہی ہو۔۔۔

"!!ہاں بیٹا تمہیں ہی کہہ رہی ہوں جاؤ شاباش"

وہ مسکرا کر کہتی وہاں سے چلی گئی۔۔

اب کیا کروں؟"روہانسی ہوتی وہ واپس کمرے میں آئی۔دروازہ آہستہ سے بند کر کے چھوٹے چھوٹے قدم"

اٹھاتی وہ اس کی جانب بڑھنے لگی دل زوروں سے دھڑک رہا تھا حالت الگ خراب ہو رہی تھی۔۔

وہ بلکل اس کے سر پر آن کھڑی ہوئی جو چت لیٹا سو رہا تھا۔اسکی ابرو میں لگے ترچھے کٹ سے نظر ہٹاتے اس کی

بند آنکھوں پر ڈالیں۔۔

ہونٹ آپس میں پیوست کئے وہ جیسے بے سدھ سا سو رہا تھا۔اس نے حلق تر کیا آرام سے نیچے جھک کر اس نے

ہاتھ کمفرٹر کی طرف بڑھایا ہی تھا کہ اس کا دوپٹہ اس پر گر گیا۔۔

ہڑبڑا کر اس نے دوپٹہ فٹ سے پکڑتے ایک قدم پیچھے لیا۔بڑی بڑی نیلی آنکھیں گھماتی وہ شہادت کی انگلی

دانت میں دبا گئی۔

دوپٹہ آرام سے سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا وہ یوں پھونک پھونک کر ہر قدم اٹھا رہی تھی جیسے ذرا سی آہٹ ہونے پر وہ اٹھ کر اسے شوٹ کر دے گا۔۔

!!اللہ کہاں پھنس گئی میں عرش بھا۔۔او نہوں۔۔۔

اس نے جلدی سے سر ہلاتے خود کو چپت لگائی۔دو قدم آگے آ کر وہ دوبارہ جھک کر اس کی آنکھوں کے سامنے ہاتھ ہلانے لگی۔آنکھیں سکیڑ کر اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کے گال سے ٹچ کیا جس پر وہ کسمسایا۔۔

ایرا کا دل جیسے حلق میں آ گیا آنکھیں پھیلاتی وہ فٹ سے سیدھی ہونے لگی جب اس کا توازن بگڑا اور وہ اس پر آ گری۔۔

اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھتے اس نے خود کو سنبھالا عین اسی وقت عرش نے آنکھیں کھول دیں ایرا کے بال اپنے چہرے سے ہٹا کر اس نے چہرہ سیدھا کیا تو اس کی گہری بھوری آنکھیں نیلی آنکھوں سے ٹکرائیں جو اس سے محض چند انچ کے فاصلے پر تھیں۔۔۔

نیلی آنکھوں میں شدید گھبراہٹ تھی وہ حلق تر کرتی جلدی سے اٹھنے لگی جب کمر پر اس کے ہاتھوں کی گرفت محسوس کرتے اس کا سانس اٹکا اسے غصے سے خود کو گھورتے پا کر اس کی آنکھوں میں نمی چمکی نیلے کانچ دھندلا سے گئے تھے۔۔

"!!کیا کر رہی تھی تم؟۔۔۔بولو"

غصے سے بولتا وہ اٹھ بیٹھا۔ نیند سے جاگنے کے باعث اس کی آواز خاصی بھاری ہو رہی تھی جبکہ آنکھیں ہلکی ہلکی سرخ تھیں۔۔

اس کے دیہان میں نہ رہا کہ اس نے اب تک اسے کمر سے تھام رکھا تھا۔ بیٹھنے کے باعث کمفرٹر ہٹ چکا تھا جس سے شرٹ لیس کسرتی جسم مکمل ظاہر ہو رہا تھا۔۔

اسے کندھوں سے تھامے اس کے اتنے قریب ہونے پر وہ ڈوب مرنے کو ہوئی ستم یہ کہ اس نے دوپٹہ خود جدا کیا تھا اپنے تن سے۔۔۔

اس کے بھاری سخت لہجے اور سرخی مائل گہری بھوری آنکھوں نے اپنا کام کیا تھا۔ اسے دور دھکیلتی وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔

آنسو جیسے بندھ توڑ کر بہہ نکلے تھے ایک ہاتھ آنکھوں پر رکھتی دوسرے سے اس کے اور اپنے درمیان فاصلہ بناتی وہ اس کے خوف سے بچوں کی طرح رو رہی تھی۔۔۔

"!!میں۔میں جان۔بوجھ۔کر۔نہیں گری۔مامانے کہا تھا۔۔"

روتے روتے وہ منہ بسور کر بولی۔۔عرش نے اس سے الگ ہوتے لب بھینچ کر اسے دیکھا اسکی ریں ریں رکتے نہ دیکھ کر وہ غصے سے داڑھا۔۔

"چپ!!!۔۔مامانے کہا تھا میرے اوپر گرنے کو؟؟"

اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھتا وہ تکیے پر رکھی شرٹ پہننے لگا۔حد ہی کر دی تھی اس لڑکی نے تو بیوقوفیوں کی!!

اس کی داڑھ پر وہ ایک دم چپ ہوتی نچلا لب باہر نکالتی اسے ٹکر ٹکر دیکھنے لگی۔اس کے بچکانہ انداز پر وہ سر جھٹکتا اٹھ کھڑا ہوا۔۔

"!!چھوٹی بچی میرے گلے ڈال دی"

بڑبڑا کر وہ اسے گھورنے لگا۔۔

"!! مجھے گھور کیوں رہے ہیں کہا تو ہے ماما نے کہا تھا آپ کو اٹھانے کا"

بھیگی آنکھیں صاف کرتی وہ سر اٹھا کر بولی۔ لہجہ پر شکوہ ہوا تھا۔

"!! تمہاری شکل ہی ایسی ہے۔۔ بے وقوف لڑکی"

جتاتے لہجے میں کہتا وہ پلٹا جب وہ ماتھے پر بل ڈالے اس کے مقابل آئی۔۔

"میری شکل نہ بہت پیاری ہے سب کو پیار آتا ہے اچھا!!" عرش نے سر جھکا کر اس ٹڈی کو دیکھا جو اس کے کندھوں تک بھی نہیں آتی تھی۔ آنکھیں سکیڑتے اس نے دایاں ہاتھ بڑھا کر اسے کہنی سے تھام کر کھینچا جس سے وہ اس سے ٹکراتے ٹکراتے بچی۔۔

"زیادہ زبان نہیں چل رہی تمہاری؟؟"

سر جھکاتے وہ اسے ڈپٹ گیا۔ وہ کسمسا کر دور ہوئی۔

"!! میں ماما جان کو بتاؤں گی آپ نے مجھے زور سے ٹچ کیا"

جی کڑا کرتی وہ اسے دھمکی دے گئی۔ عرش کی آنکھیوں میں مسکراتا تاثر ابھرا پھر پل میں وہ سرد ہوئیں عجیب دھوپ چھاؤں سا شخص تھا۔۔

"!!میں نے تمہیں بازو سے پکڑا۔۔۔ٹچ نہیں کیا"

اس سر پھرے شخص کی عجیب ہی منطق تھی۔وہ منہ کھولے اسے دیکھنے لگی۔کچھ سوچتی وہ پیر اونچے کر کے اس کے قریب ہوئی ساتھ ہی اس کے گال کو انگلی سے ٹچ کیا۔۔

"!!اسے ٹچ کرنا کہتے ہیں نہ آپ نے تو زور سے کیا"

اسے سمجھاتے ہوئے وہ ہاتھ نچا کر بولی لگتا تھا اسے عرش کا گال زیادہ ہی پسند آ گیا تھا یا انگلی پر محسوس ہوتی داڑھی !!!کی چبھن

وہ تیکھا سا مسکرا کر اس سے خاصے فاصلے پر ہو گیا۔۔۔

ابھی میں تمہیں اس قابل نہیں سمجھتا کہ تمہیں "ٹچ" کروں اور جب کروں گا نہ تو تم میں سانس کا ایک قطرہ "!!!نہیں بچے گا

بھاری گھمبیر لہجے میں کہتا وہ اس کے سامنے سے گزر کر کبرڈ کی طرف بڑھ گیا۔۔

وہ سرخ چہرہ لیے اس کی بات اور گہرے مطلب کو سمجھنے کی کوشش کرنے لگی اس کی نظریں آپ ہی جھکی تھیں!!تو کیا وہ؟؟۔۔۔

Epi # 16

ہر طرف اٹھتے شور سے پرے آ کر وہ ایک کمرے میں گھس گئی۔ غیر محسوس انداز میں اس نے کان پر لگی

ڈیوائس کو ہاتھ سے چھو کر چیک کیا۔۔

لپ سٹک سے رنگے گہرے سرخ لبوں نے حرکت کی۔۔

سب ٹھیک ہے کچھ ہی دیر میں محفل سجے گی تمہارے پاس تب تک کا وقت ہو گا۔ ٹھیک ہے بیسٹ آف"

"!!لک

اطراف میں دیکھتی وہ پورے کانفیڈنس سے چلتی ہوئی باہر نکل گئی۔

کوپن ہیگن پر آج بھیگی سرمئی شام اتری تھی۔ آسمان سرمئی بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا کبھی کبھی ہلکی ہلکی بوندا

باندی ہو جاتی تھی۔۔

ایسے میں جہاں آباد علاقے میں سب موسم کے تیور دیکھتے گھروں کا رخ کر رہے تھے وہیں آبادی سے کچھ دور کئی ایکڑ پر پھیلا وہ وسیع و عریض بنگلہ سنہری روشنیوں سے جگمگا رہا تھا۔۔

اندر جھانکو تو ایک بڑے سے ہال کو برقی قمقموں سے سجایا گیا تھا روشنیوں اور رنگ و بو کا ایک طوفان امڈ آیا تھا۔۔

چاروں اوڑھ تخت لگائے گئے تھے جہاں سربراہی نشست پر سفید کلف لگے شلوار قمیض میں بابا صاحب شراب کے گھونٹ بھرتے جھوم رہے تھے۔۔

ان کے اطراف میں ذاکر اور کالیا کھڑے تھے جبکہ عین پیچھے لیث اپنے ازلی حلیے سے ہٹ کر مکمل سیاہ پنٹ شرٹ پر لیدر کی جیکٹ پہنے دیوار سے لگ کر کھڑا تھا۔۔

اس کے ہاتھوں سے بینڈز غائب تھے۔ بڑھے ہوئے بال اب چھوٹے ہو چکے تھے۔اس کی سپاٹ نظریں محفل کا جائزہ لے رہی تھیں۔۔۔

ہال میں بیٹھے ہر شریف نفس کے پہلو میں نیم عریاں کنیزیں تھیں سب کی نظریں اس حسن کی ملکہ کے انتظار میں بے چین سی بابا صاحب کو تک رہی تھیں بے چین تو وہ خود بھی تھے اس کے قاتل روپ کو دیکھنے کے لیے۔۔

وہ غضب ڈھاتی تھی اپنی ہری آنکھوں سے جس کے چمکیلے کانچ مقابل کو دل میں گھستے محسوس ہوتے تھے۔ آنکھیں غضب ڈھاتی تھیں تو قاتل مسکراہٹ جیسے الٹی چھر*ی سے حلال کرتی تھی۔۔

!!! ایسے فتنہ حسن سے خدا کی پناہ۔۔۔

یکایک ہال کی بتیاں بجھ گئیں۔ محض ایک تیز بتی عین وسط میں کھڑی اس ملکہ حسن پر پڑی تھی جو پنڈلیوں تک آتے سرخ بھڑکیلے گھاگھرے میں سرخ ریشمی گھونگھٹ سر پر ڈالے کھڑی تھی۔۔۔

گھونگھٹ سے ظاہر ہوتے سرخ تراشیدہ ہونٹ اور اوپرے ہونٹ کے خم پر چمکتا سیاہ تل حاظرین محفل کو گھایل کیے جا رہا تھا۔۔

!! صاحبان،،، قدر دان،،، مہربان۔۔۔

!! دل تھام کے بیٹھیے کیونکہ آپ کے سامنے حاضر ہیں دربار دل کی عظیم ملکہ۔۔۔

ملکہ ٔحسن،،نور نظر،،جان من "حسینہ "۔۔

ایک من چلا نوجوان اٹھ کر بڑی ترنگ میں بولا تھا۔ سرخ قاتل لب ہلکی مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔سب دل تھامے حسن کے اس مجسمے پر آنکھیں گاڑے بیٹھے تھے محفل پر خاموشی چھائی تھی جب اس کے لبوں نے حرکت کی۔

آتے آتے ٹھہر گیا ہو گا۔۔۔

کوئی دل سے اتر گیا ہو گا۔۔

ہوا میں ہاتھ لہرا کر پیشانی تک لاتی وہ ایک ادا سے جھکی تھی جس پر سیٹیوں کی زبردست آواز بلند ہوئی۔۔

باباصاحب پر شوق نظروں سے اس کی ایک ایک ادا کو دیکھتے حفظ کر رہے تھے ذاکر اور کالیا کا بھی یہی حال تھا جبکہ ان کی پشت پر کھڑا وہ لب سختی سے بھینچے سپاٹ نظروں سے ناک کی سیدھ میں دیکھ رہا تھا۔۔

وہ گھاگھرا جھٹکتی ایک قدم آگے بڑھی جس سے اس کی دودھیا پنڈلیاں نمایاں ہوئیں۔لیث نے خونخوار نظروں سے اسے دیکھتے چہرہ موڑ لیا۔

جو اندھیرے میں چھپ کے بیٹھا ہے۔۔۔

اپنے سائے سے ڈر گیا ہو گا۔۔۔

ہاتھوں کو اٹھا کر گھونگھٹ پکڑتی وہ ایک ادا سے نیچے بیٹھی اس کا لال گھاگھرا لہرا کر دائرے کی صورت زمین پر پھیل گیا تھا۔۔

ایک بار پھر سے سیٹیوں کی آوازیں بلند ہوئیں۔۔اس نے جھٹکے سے گھونگھٹ الٹ دیا۔ محفل پر طوفان بد تمیزی مچ گیا تھا۔نوٹوں کا ایک ڈھیر اس پر گرنے لگا تھا۔

نادان کیا ڈھونڈے ہے تو اخبار میں۔۔

ہر چیز تو بکتی نہیں بازار میں۔۔

ہنس کے اگر اک بار جو تو مانگ لے۔۔

دل تَو ہے کیا جاں وار دوں میں پیار میں۔۔

وہ دونوں ہاتھوں کو لہرا کر قاتل نینوں کے سامنے لاتی ابرو اچکا گئی۔ساتھ ساتھ اس کے لب گانے کے بول کے مطابق حرکت کر رہے تھا۔۔

نچلے لب کا کنارہ دانتوں سے کاٹتی وہ سر گھماتی لیث کو آنکھ مار کر اٹھی۔ دونو جوان ہاتھ میں شراب کی بوتل پکڑے اس کے ساتھ آکر ناچنے لگے۔

پھندے ہیں تیری یہ باتیں۔۔

ہیں جل یہ زلف کی راتیں۔۔

مجھ کو نہیں ان میں تو لگنا۔۔

رکھ حسن کی یہ سوغاتیں۔۔

میرے لیے کافی ہے جو۔۔۔

!!! ۔۔۔۔۔۔۔۔۔پایا ہے دغا

سر مستی سے اپنے اوپر گرتے اس لڑکے کو نزاکت سے پیچھے دھکیلتی وہ مہرون گھٹنوں تک جاتے کرلی بالوں کو جھٹکتی دونوں ہاتھوں کو باہم ملا کا کمر تک لائی۔

قلا باز دل ہے بیری جانے کیا کہے۔۔

قدر جو نہ جانے اس کے پیچھے ہی رہے۔۔

گھوم کر دونوں بازو آنکھوں کے سامنے لاتی وہ کمر ہلانے لگی۔ مٹکتی ہوئی وہ بابا صاحب کے پاس آئی جھک کر

انہیں آداب کہتی کھکھلا کر وہ واپس وسط میں آ گئی۔

ملی جلی خوشبو اور تیزی سے جلتی بجھتی لائٹوں نے عجب سما باندھ دیا تھا اس پر حسینہ کا جان لیوا رقص محفل کو چار

چاند لگا رہا تھا۔

!!! کسی کی وفا پہ۔۔۔ہائے ے ے ے

چہرہ کندھے کی طرف موڑ کر وہ ایک ادا سے مسکرائی۔لیث کی بس ہوئی تھی سرد تاثرات لیے وہ باہر نکلنے لگا

جب حسینہ نے لپک کر اسکا ہاتھ تھاما تھا۔۔

اس کے مقابل آتی اس کے سینے پر ہاتھ رکھتی وہ خاص کر اس کی آنکھوں میں دیکھتی بولی تھی۔۔

کسی کی وفا پہ کوئی اور مرے۔۔

میری بھی وفا پہ کوئی غور کرے ے ے۔۔۔

اس کی آنکھوں کا رنگ مزید گہرا ہوا تھا۔ سینے پر رکھا اس کا ہاتھ جھٹک کر وہ باہر نکل گیا۔ذاکر کا دماغ کھٹکا تھا اس

نے آنکھیں سکیڑ کر لیث کی پشت کو دیکھا۔۔

جھک کر بابا صاحب سے کچھ کہتا وہ اس کے پیچھے جانے لگا جب حسینہ اسے بازو سے تھام کر وسط میں لے آئی۔

اس کا دیھان ہٹا تھا لیث کی طرف سے جبکہ آنکھیں چمکی تھیں حسینہ کی پیش قدمی پر۔۔

آج وہ جس قدر آفت لگ رہی تھی اس کا قہر برداشت کرنے کے لیے وہ دل و جان سے تیار تھا۔

تہجد کی نماز ادا کر کے اس نے جائے نماز طے کر کے رکھی۔ سیاہ آنکھیں کسی عزم سے چمک رہی تھیں۔ گہری سانس لے کر وہ کبرڈ کی جانب آیا۔۔

الماری سے دستی بیگ نکال کر اس نے کچھ ضروری چیزیں رکھیں۔ چند منٹ بعد وہ مکمل سیاہ لباس میں صوفے پر بیٹھا نظر آ رہا تھا۔۔

کان میں لگی ڈیوائس کے زریعے وہ دوسری جانب کسی سے رابطے میں تھا۔۔ بات کرتے ہوئے اس نے پیروں !! کمبیٹ بوٹس" پہنے۔۔ خالص فوجیوں کے لمبے بوٹ "میں

کھڑے ہو کر اس نے ایک بار پھر بیگ کو چیک کیا۔۔

"!!اوہ۔۔۔"

کچھ یاد آنے پر وہ چونکا۔اس نے " باڈی آرمر "تو پہنا نہیں تھا جو کسی بھی بندوق سے نکلنے والی گو*لی سے اسے محفوظ رکھتا۔۔

مدھم آواز میں دوسری جانب موجود شخص سے کچھ کہتا وہ بیگ سے باڈی آرمر نکال کر سیدھا ہوا۔سینے سے چپکی سیاہ شرٹ کو نکال کر اس نے آرمر پہن کر دوبارہ شرٹ پہنی۔۔۔

کمرے میں ہوتی کھڑ کھڑ پر زنیشہ نے بلینکٹ آنکھوں سے ہٹائی۔۔کمرے میں جلتی لائٹ کی وجہ سے اس کی آنکھیں چندھیا گئیں۔۔

" ابراھیم ؟اتنی رات کو کہاں جا رہے ہیں ؟"

وال کلاک پر نظر ڈال کر وہ حیران سی اٹھ بیٹھی۔اس کا دل عجیب سے احساس سے دھڑکا تھا۔وہ پر سکون چہرے سے اس کے سامنے آ بیٹھا۔۔

میں جلدی آ جاؤں گا تم پریشان مت ہونا ٹھیک ہے ؟ باہر کا دروازہ لاک کر لینا کوئی بھی آئے دروازہ مت کھولنا۔۔میں پھر کہہ رہا ہوں دروازہ مت کھولنا۔۔پریشانی والی کوئی بات نہیں بس تمہاری سیفٹی کے لیے کہہ رہا ہوں شاید مجھے رات ہو جائے واپس آتے۔۔اگر کوئی مسلہ ہو گیا بالفرض تو اس نمبر پر رابطہ کرنا۔"

اس نے ایک کارڈ اس کی طرف بڑھایا جسے اس نے خاموشی سے تھام لیا۔۔

ابراھیم آپ ایسے کیوں کہہ رہے ہیں مجھے ڈر لگ رہا ہے!!!"۔۔۔۔"

وہ پلکیں جھپکتی بولی عجیب سی گھٹن ہونے لگی تھی۔

دل۔۔کچھ نہیں ہوا سب ٹھیک ہے تمہیں مجھ پر اعتبار ہے؟؟"۔۔۔۔"

اس کی آنکھوں میں جھانکتے وہ سوال کر گیا۔اس کا سر آپ ہی اثبات میں ہلا تھا۔۔

"!!!بہت زیادہ۔۔"

وہ سرگوشی میں بولی تھی شہد رنگ آنکھوں میں مقابل بیٹھے اس خوبرو مرد کا عکس جھلملایا تھا۔

نرمی سے اسے دیکھتا وہ اٹھا جھک کر اس کا سر چومتے وہ پیچھے ہٹا۔زنیشہ نے آنکھیں موند کر کھولیں۔۔

"!!جلدی آیئے گا میں انتظار کروں گی آپ کا"

سر اٹھا کر وہ دھیمی آواز میں بولی لہجہ بجھا سا تھا۔

"!!انشااللہ!دعا کرنا جس مقصد کے لیے جا رہا ہوں وہ پورا ہو جائے او کے چلتا ہوں،،،خدا حافظ"

دستی بیگ اٹھا کر وہ ایک آخری نظر اس پر ڈال کر باہر نکل گیا۔

اس کی خیریت کے لیے وہ دل سے دعا گو ہوئی۔اب نیند کیا خاک آتی وہ وضو کی نیت سے اٹھ گئی۔

سنسان سڑک پر چلتا وہ رات کی تاریکی کا ایک حصہ لگ رہا تھا۔گھر سے کچھ دور وہ پیدل آیا تھا اسٹاپ پر آتے اسے ایک گاڑی نے پک کر لیا۔۔

بیگ پچھلی سیٹ پر ڈال کر وہ پسنجر سیٹ پر بیٹھ گیا تو اس کے ساتھی نے گاڑی چلا دی۔گاڑی کی کھلی کھڑکی سے نظر آتے آسمان پر نظر جماتا وہ آئندہ کا لائحہ عمل طے کر رہا تھا۔۔

ہلکی ہوا سے بال بار بار اڑ کر اس کی پیشانی پر بکھر رہے تھے سیاہ آنکھیں بلا کی سرد تھیں۔۔

بھنچے لبوں کو کھول کر گہری سانس لیتا وہ سیٹ سے سر ٹکا کر آنکھیں موند گیا۔بالآخر وہ وقت آ گیا تھا جس کا انہیں کب سے انتظار تھا!!

ہال سے نکل کر وہ کئی تنگ سی راہداریاں عبور کر کے سیڑھیاں اترتا پھرتی سے آخری منزل پر موجود بابا صاحب کے آفس کے سامنے رکا۔۔

یہاں کے تمام کیمرے وہ پہلے ہی ہٹا چکا تھا سر گھما کر پیچھے کی اوڑھ دیکھتے اس نے جیب سے چابی نکالی جو اس نے نہایت ہوشیاری سے بابا صاحب کی قمیض کی جیب سے نکالی تھی۔۔

کلائی میں پہنی گھڑی پر وقت دیکھتا وہ جلدی سے لاک کھول کر اندر گھس گیا۔ دروازہ اس نے ذرا سا کھلا رکھ دیا جس سے اندھیر کمرے میں مدھم سی روشنی ہو گئی۔۔

گانوں کی آواز برابر کانوں سے ٹکرا رہی تھی سب محفل میں مشغول ارد گرد کا ہوش بھلائے تھے۔ بس اسی موقع کا تو انتظار تھا۔۔

پھرتی سے بڑی میز کے پاس آتے اس نے لیپ ٹاپ آن کیا جو پاسورڈ مانگ رہا تھا۔ وہ پوری تیاری سے آیا تھا ظاہر ہے کوئی اپنی اتنی اہم معلومات اور کالے کرتوتوں کا ریکارڈ کھلم کھلا تو نہیں چھوڑے گا نہ۔۔

بھلا ہو حسینہ کا جسے اپنے ساتھ ملا کر اس نے پاسورڈ معلوم کر لیا تھا۔ جیب سے فلیش ڈرائیو نکال کر اس نے لیپ ٹاپ سے لگا دی۔۔

چند کیزد باکر وہ لب سختی سے بھنچے دور ہٹ کر کھڑا ہو تا ڈیٹا کاپی ہونے کا انتظار کرنے لگا۔اس نے تیز نظروں سے دروازے کی جھری سے جھانکا کوئی اس طرف آرہا تھا۔

"!!!اوہ شٹ"

اس نے جیکٹ ہٹا کر ریوال * ورچیک کیا۔ سرد نظروں سے دروازے کو دیکھتا وہ پھرتی سے میز تک آیا لیپ ٹاپ کی سکرین کو فولڈ کر کے وہ میز کے دوسرے پار جھک کر بیٹھ گیا۔۔

آنے والے نے دروازہ کھلا دیکھ کر اندر جھانکا۔۔

ارے یہ آفس کا دروازہ کس نے کھولا؟ لگتا ہے ذاکر بند کرنا بھول گیا ابھی بتاتا ہوں بابا صاحب کو زیادہ ہی آرام"

"!!پسند ہو گیا ہے

تند ہی سے کہہ کر اس نے دروازہ باہر سے لاک کر دیا۔ بھاری قدموں کی آواز دور ہوتی گئی۔لیث جھٹکے سے اٹھا اس کے پاس وقت کم تھا۔۔

فلیش ڈرائیو نکال کر اس نے جیب میں ڈالی۔ جلدی سے باقی دراز ٹٹول کر اس نے کچھ پیپرز باہر نکالے۔

موبائل کا کیمرہ آن کر کے وہ دھڑا دھڑ تصویریں اتارنے لگا۔۔

اس کے اعصاب بہت مضبوط تھے ورنہ اس صورتحال سے گھبرا گیا ہوتا۔ اپنا کام مکمل کر کے اس نے ٹارچ پورے آفس میں گھمائی ایک جانب اسے دروازہ نظر آ گیا۔۔

ایسے لوگ اپنے گھروں میں ضرور فرار کا دوسرا راستہ رکھتے ہیں۔ فائلز واپس ڈرار میں رکھ کر اس نے ناب گھمایا تو دروازہ آسانی سے کھل گیا۔۔

اگلے لمحے وہ ایک چھوٹے سے کمرے میں تھا شکر کہ اس کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ موبائل پاکٹ میں ڈال کر وہ نارمل چہرے سے باہر نکلا۔۔

صحن سے نکل کر وہ کاریڈور میں آ گیا عجیب بھول بھلیاں سی بنی تھیں وہاں گارڈز کا پہرہ تھا آگے جا کر اس لیے وہ محتاط تھا۔۔ لیدر جیکٹ کی پاکٹس میں دونوں ہاتھ ڈالے وہ ہموار قدم اٹھا رہا تھا تاکہ کسی کو شک نہ ہو۔۔۔

اس نے سر اٹھا کر سامنے دیکھا تو وہ چلتی آ رہی تھی لباس وہ پہلے ہی تبدیل کر چکی تھی وہ دونوں مقابل آ کر رکے۔ حسینہ نے آنکھ سے دائیں جانب اشارہ کیا جس پر وہ ایک ساتھ قدم اٹھاتے باہر کی جانب جانے والی راہداری کو مڑ گئے۔۔۔

"اف یہ ڈیش کہاں سے آ گیا؟"

چھوٹو کے ہمراہ ایک گارڈ کو دیکھ کر وہ بے اختیار جھنجھلائی۔ اگر وہ دونوں بھاگتے تو سیکنڈز میں پکڑ لیے جاتے اس صورتحال میں لیث نے وہی کیا جو کرنا چاہیے تھا۔

وہ فوراً اسے کمر سے تھام کر دیوار سے لگاتا اس طرح جھکا کہ دونوں کے چہرے چھپ گئے۔۔ دیکھنے والے کچھ اور سمجھتے لیکن درحقیقت وہ اس سے چند انچ کا فاصلہ رکھے ہوئے تھا۔۔

حسینہ سر اٹھا کر سانس روکے اس کے حصار میں کھڑی تھی۔ اس کی قربت نے اس کی دھڑکنوں کو منتشر کیا تھا۔

چھوٹو ایک پل کو رکا پھر ان کو دیکھ کر ہنستا وہاں سے نکل گیا۔ اس کے جاتے ہی وہ سیدھا ہوا۔ دونوں جلدی سے آگے بڑھے۔۔۔

احتیاط سے دائیں بائیں دیکھتے وہ بنگلے کی پچھلی جانب جا رہے تھے اچانک کالیا کی آواز کانوں میں پڑی جو ذاکر سے بات کرتا اسی جانب آ رہا تھا۔۔

حسینہ جانتی تھی وہ اسے ڈھونڈ رہا ہو گا لیکن اتنی جلدی پہنچ جائے گا اس نے سوچا نہیں تھا۔ کچھ سوچ کر اس نے لیث کو دیکھا کر اس کا ہاتھ تھاما۔۔۔

دوسرے لمحے وہ میک اپ روم کے اندر تھے۔ دروازہ بند کر کے وہ اسکی طرف پلٹی اس کے چہرے پر گھبراہٹ تھی جبکہ لیث کا چہرہ سپاٹ تھا۔۔

"!! یہ کیا کیا تم نے ؟اب ہم باہر نکلتے ہی ان کی نظروں میں آجائیں گے ہمارے پاس وقت کم ہے"

اسے سرد نظروں سے دیکھتا وہ دانت پیس کر بولا جس پر وہ غصے سے تپی۔۔

"!!! تو کیا بھاگتے ؟سارے کئے کرائے پر پانی پھر جاتا۔رکو میں کچھ سوچتی ہوں"

اس نے میک اپ روم میں نظر دوڑائی وہ چلتی چلتی رکی۔اس کی ہری آنکھیں چمکیں تھیں۔ایک قطار میں لگے بے شمار ڈریسز میں سے اس نے ساڑھی نکال کر اسے کھولنا شروع کر دیا۔۔

لیث نے اسے یوں دیکھا جیسے اس کا دماغ خراب ہو گیا ہو۔

دیکھو پلیز یہ پہن لو اس طرح تم باآسانی یہاں سے نکل سکتے ہو میں تو کسی طرح انہیں چکمہ دیکھ کر باہر نکل" جاؤں گی لیکن تم ان کی نظروں میں ہو۔

وہ التجائیہ نظروں سے اسے دیکھتی ہوئی بولی البتہ مسکراہٹ لبوں پر امڈ کر آرہی تھی جسے وہ چھپانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

لیث نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھ کر ساڑھی جھپٹ کر باندھنی شروع کر دی۔ وہ منہ پر ہاتھ رکھے تیز چمکیلی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔

جب وہ ساڑھی باندھ چکا تو وہ لب دباتی آگے بڑھی اور پلو اٹھا کر اس کے سر پر گھونگٹ ڈال دیا۔۔

"!!! ویسے اصل حسینہ تو تم لگ رہی ہو"

دھیرے سے ہنستی وہ دروازے کی جانب بڑھی لیث نے کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا جسے اس صورتحال میں بھی کامیڈی کرنے کی پڑی تھی۔۔

"!!! میں باہر جا کر ان دونوں کا دیہان بٹاتی ہوں میرے اشارہ کرنے پر تم نکل جانا باقی میں دیکھ لوں گی"

اب کہ وہ سنجیدہ ہوتی باہر نکلی جہاں سامنے ہی وہ دونوں نظر آ گئے۔۔

زیر لب انہیں برے القابات سے نوازتی وہ جان لیوا مسکراہٹ سے انہیں دیکھتی ان کی جانب بڑھی۔ اسے اپنی جانب اتے دیکھ کر ان دونوں کی تو باچھیں کھل گئیں۔

"!!!! بھئی حسینہ کدھر غائب ہو گئی تھی ہم کب سے تمہاری راہ تک رہے ہیں"

وہ کریہہ مسکراہٹ سے اسے سر تا پیر دیکھ کر بولے۔۔

وہ بابا صاحب نے کسی کام سے بھیجا تھا۔ آمیں کہہ رہی تھی کہ آج تم لوگوں ساتھ وقت بتانے کو جی چاہ رہا ہے"

لیکن بابا صاحب کے ہوتے ایسا ممکن نہیں ہے میرا مطلب ہے مجھے انہی کے ساتھ رہنا پڑتا ہے نہ تو میں کہہ رہی

" تھی کہ۔۔۔

اس نے ہاتھ پشت پر لے جاتے اشارہ کیا جس پر وہ لمبا چوڑا وجود ساڑھی میں چھپا باہر نکلا۔ ذاکر نے چونک کر

اسے دیکھا جو آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا دوسری جانب جا رہا تھا۔۔

"!!! یہ کون ہے؟ کبھی دیکھا تو نہیں اسے"

وہ اسے مشکوک نظروں سے دیکھتا ہوا بولا جس پر حسینہ نے دانت پیسے۔۔

"!! یہ جمیلہ ہے میں جانتی ہوں اسے بابا صاحب اب ہر بات تو تم لوگوں کو نہیں بتاتے نہ"

ذاکر کے گال پر انگلی پھیرتی وہ ایک ادا سے بولی جبکہ حقیقتا اس کا دل تو کر رہا تھا کہ پورا ناخن اس کے گال میں

گھسا دیتی۔۔

"!!! وجود سے تو یہ جمیلہ کی بجائے جمیل لگ رہا ہے"

اب کہ کالیا نے کہہ کر قہقہہ لگایا جس پر وہ بھی ہنس پڑی۔

"تم لوگ اسے چھوڑو باباصاحب کی شراب میں نیند کی گولی ملادوتاکہ۔۔۔ سمجھ گئے نہ؟"

آنکھ مار کر وہ تیکھی مسکراہٹ سے انہیں دیکھنے لگی ان دونوں کی آنکھیں چمکیں۔۔

"!!!ضرور ضرور ہم ابھی آتے ہیں"

ہوس کے پجاری آج پہلی بار باباصاحب کو دھوکہ دینے جارہے تھے مگر جانتے نہ تھے کہ یہ دھوکا دینا ان کو کس قدر مہنگا پڑنے والا تھا۔۔

ان کے جاتے ہی وہ پوریر فتار سے بھاگتی پچھلی جانب آئی جہاں وہ ساڑھی اتار کر دور پھینکتا دیوار پر چڑھ کر بیٹھا تھا جہاں سے انہوں نے فرار ہونا تھا۔۔

وہ جلدی سے دیوار کے قریب آتی اچھل کر بیٹھ گئی یوں لگتا تھا خاصی مہارت حاصل تھی اسے۔ چمکتی نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھ کر ہاتھ پکڑتے وہ باہر کود گئے۔۔

ہاتھوں میں "ہیکلر "اور "کوچ جی تھری "رائفل *ز پکڑے وہ دیوار سے کود کر دبے قدموں کیپٹن کی ہمراہی میں اندر کی جانب بڑھنے لگے۔۔

داخلی دروازے پر گارڈ کو دیکھ کر دو آرمی مین دبے قدموں اطراف سے ان پر جھپٹے۔انہیں سمجھنے کا موقع دیے بغیر انہوں نے کلوروفام لگے رومال کو ان کے منہ پر دبا دیا۔۔

وہ سیکنڈ میں ڈھیلے پڑے تھے۔انھیں گھسیٹ کر دوسری جانب چھپاتے وہ کیپٹن کے اشارے پر آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگے۔۔

باہر ابراھیم نے سر گھما کر دور کھنڈر عمارتوں میں چھپے "سنائپرز" کو دیکھ کر تھمبز اپ کیا۔اس کے ساتھ تین سپاہی تھے انھوں نے بالکنی کے راستے اندر گھسنا تھا جس کا پورا نقشہ انہیں حفظ تھا۔۔۔

کسی کے کودنے کی آواز پر وہ چونکتا دوڑ کر آواز کے تعاقب میں اس جانب آیا۔ایک لمبے چوڑے شخص کے ساتھ لڑکی کو دیکھ کر اس نے فوراً دونوں پر گ*ن تان لی۔۔اس کے ساتھی بھی اس کے ساتھ آ کھڑے ہوئے۔۔

لیث نے رک کر اسے دیکھا۔ابرو اچکا کر وہ وہیں رک گیا البتہ حسینہ ذرا گھبرائی تھی وہ غلط سمجھ رہے تھے انہیں اس سے سے پہلے کہ وہ ان پر واضح کرتی ابراھیم کی سرد آواز گونجی۔۔

"!!!ہینڈز اپ"

لیث ناگواری سے اس کے حکمیہ انداز کو دیکھتا آگے بڑھا۔اس پر حکم چلانے والا کوئی پیدا نہیں ہوا تھا۔روشنی میں آنے کے باعث دونوں کا چہرہ نظر آیا جس پر صرف آنکھیں ظاہر ہو رہی تھیں باقی چہرہ انھوں نے سیاہ رومال کے پیچھے چھپا رکھا تھا۔۔

دو طاقتور وجود ایک دوسرے کے مقابل ہوئے تھے دونوں ایک سے بڑھ کر ایک۔۔۔! کبھی نہ ہار ماننے والے۔۔۔۔!

لیث نے لات گھما کر اس کے ہاتھ پر ماری جس سے وہ ایک قدم پیچھے ہٹا ابراھیم کا چہرہ سپاٹ ہی تھا کوئی تاثر نہ ابھرا البتہ ہاتھ کی جلد ضرور پھٹ گئی تھی۔۔

دوسرے لمحے اس نے پھرتی سے لیث پر وار کیا جس سے اس کا ہونٹ پھٹ گیا۔ابراھیم کے ساتھی آگے بڑھے جب اس نے ہاتھ اٹھا کر انہیں روک دیا۔۔

ادھار رکھنا لیث کی عادت نہیں تھی وہ خطرناک تیوروں سے اس کی جانب بڑھا تھا یوں دونوں میں زبردست فائٹ شروع ہو گئی دونوں تربیت یافتہ تھے۔۔

ہر وار سے بچاؤ کرتے مقابل کو ڈھا دینے کے درپہ تھے۔۔اس دوران انھیں چوٹیں بھی آئی تھیں۔

حسینہ لب کاٹتی کھڑی تھی وہ جانتی وہ لوگ کون ہیں لیکن وہ کچھ کر نہیں سکتی تھی انہیں زبان بند رکھنے کا حکم تھا۔۔

اچانک ابراھیم رکا۔۔کان میں لگی ڈیوائس سے 'کرنل عصام خانزادہ' کی آواز ابھری تھی۔۔

"!!میجر یہ ہمارے لوگ ہیں انہیں جانے دو اپنے مشن پر فوکس کرو"

سخت لہجے میں کہہ کر رابطہ منقطع کر دیا تھا۔۔

"!!!کیوں لگ گیا پتہ؟ہٹو اب"

لیث تیکھی سرد آواز میں بولتا اٹھا اور حسینہ کے ساتھ وہاں سے نکل گیا۔۔

ابراھیم نے سر جھٹکا۔۔سرد آنکھوں سے باقیوں کو اشارہ کرتا وہ بالکنی میں لگے پائیپ پر مہارت سے چڑھتا بالکنی میں کود گیا۔

تاریکی میں کھڑی ہیوی بائیک ان کی اطلاع کے مطابق انہیں مل گئی۔۔حسینہ نے ہیلمٹ پہن کر بائیک سٹارٹ کی وہ جلدی سے پیچھے بیٹھا۔۔

چند منٹوں میں وہ بہت دور نکل آئے یہیں انہیں بائیک روک کر اترنا تھا۔۔اب وہ پر سکون تھے سرخرو بھی۔۔

ہیلمٹ اتار کر اس نے چہرے پر آئے مہرون کرلی بالوں کو جھٹکا۔۔ہری کانچ سی آنکھوں کی چمک دیدنی تھی۔۔

جیکٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتی وہ اس کے ساتھ قدم بڑھانے لگی۔۔

فٹ پر چلتے اس نے تیکھی مسکراہٹ سے گردن موڑ کر دور تاریکی میں دیکھا۔۔وہ سب کچھ پیچھے چھوڑ آئے تھے۔۔۔

سیٹی پر کوئی شوخ دھن بجاتی وہ بے نیازی سے چلتی جا رہی تھی۔۔

ہیل کی ٹک ٹک اور سیٹی کی شوخ آواز تاریک خاموشی کا سینہ چیرتی جا رہی تھی۔۔

یہ تھی "غزل خانزادی"۔۔

!!کرنل عصام خانزادہ کی اکلوتی بیٹی۔۔۔۔

عادت سے مجبور وہ اسے تنگ کرنے کو اس کے مقابل آ کر الٹے قدم اٹھانے لگی۔۔

!! ' سیکرٹ ایجنٹ 'حاوِز"

"کونگریٹس مشن سکسیسفل۔۔۔

سر اٹھا کر اس کے تنے چہرے کو دیکھتی وہ مسکراہٹ دبا کر بولی وہ جانتی تھی کسی بھی لمحے وہ پھٹ پڑے گا لیکن اسے تپانے کا کوئی موقع جو ہاتھ سے جانے دے وہ "غزل خانزادی" نہیں۔۔!

"!! چھوٹی لڑکی میرا دماغ خراب نہ کرو"

اپنے سے آدھی عمر کی اس ٹڈی لڑکی کو دیکھتا وہ سرد مہری سے بولا اور یہیں غزل کا موڈ آف ہوا تھا۔۔

آخر یہ شخص اس ایج ڈیفرینس کو بھول کیوں نہیں جاتا! اتنا تو ہینڈسم تھا اور بلا کا کھڑوس۔ دیکھنے پر وہ بتیس تینتیس سال کا ایک نہایت خوبرو مگر سڑا ہوا مرد لگتا تھا۔

اسے تیکھی نظروں سے دیکھتی وہ بڑبڑا کر سیدھی ہوتی تارکول کی صاف ستھری سڑک پر چلنے لگی۔۔

!! وہ بے نیازی سے چلتا رہا۔۔ جیسے اسے فرق پڑ جانا تھا اس کی ناراضگی سے۔۔ مطلب کچھ بھی

Epi # 17

ہاتھ میں فائل پکڑے وہ کار سے باہر نکلی۔ وہ کسی کام سے باہر نکلی تھی تو سوچا واپسی پر فائل بدر کو دیتی جائے جو اس کے پاس رہ گئی تھی۔ بہت ضروری ڈوکومنٹس تھے فائل میں۔۔۔

اس نے سر اٹھا کر دیکھا تو شام ہونے لگی تھی۔ موسم بھی سرد تھا۔ مہرون لیدر کی جیکٹ کو خود پر ٹھیک کرتی وہ اندر چلی آئی۔۔

وہ اپنے ازلی حلیے میں تھی بلیو جینز پر مہرون ٹاپ اور جیکٹ میں!! لمبے گھنگریالے بال لمبی سی فرنچ طرز کی چوٹی میں بندھے آگے کی طرف ڈال رکھے تھے یہ سٹائل اس پر خاصا جچ رہا تھا۔۔۔

لاؤنج میں کسی کو نہ پا کر وہ ملازمہ سے پوچھتی کچن میں چلی آئی جہاں ارشا کھانا بنا رہی تھی۔ کھانا وہ خود بناتی تھی!! اس معاملے میں اسے ملازمہ پر اعتبار نہ تھا

السلام علیکم پھوپھو جان!!!"۔۔"

وہ خوش دلی سے کہتی آگے بڑھی۔۔ارشا نے خوشگوار مسکراہٹ سے اسے دیکھتے گلے لگایا۔۔۔

"وعلیکم السلام!! کیسی ہو ارشی؟"

کھانے میں چمچ ہلا کر وہ اس کی طرف متوجہ ہوئی۔

"بلکل فٹ ایکچولی میں یہ فائل بدر کو دینے آئی تھی وہ گھر پر ہے؟؟"

سلیب پر چڑھ کر بیٹھتی وہ ہموار لہجے میں بولی کھانے کی خوشبو سے بھوک اچانک سے جاگ گئی تھی جس کا اظہار

اس نے بعد میں کر بھی دیا۔۔۔

ارشمانے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

نہیں وہ گھر پر نہیں ہے لیکن کچھ دیر تک آجائے گا تم آج یہیں ٹھہر جاؤ نہ کتنا عرصہ ہوا تم آئی نہیں دیکھو تو"

"!!رات بھی ہو رہی ہے اور ایرا بھی خوش ہو جائے گی

وہ پیار سے اس کا گال چھو کر بولی تو ارشیہ سوچ میں پڑ گئی۔۔۔

چلیں ٹھیک ہے میں ماما کو بتا دوں ورنہ پریشان ہوں گی وہ!!"۔۔۔۔"

نرمی سے کہتی وہ فون نکال کر نمبر ڈائل کرنے لگی جب کافی دیر تک فون نہیں اٹھایا گیا تو اس نے ایک وائس میسج

چھوڑ دیا۔۔۔

"!!پھوپھو اتنی مزے کی خوشبو آرہی ہے میری تو بھوک جاگ گئی ہے"

سلیب سے چھلانگ لگا کر اترتی وہ گہری سانس کھینچتی بولی جس پر ارشمانے لب دبا کر اسے دیکھا۔۔۔

"!!نہیں بھائی تمہیں تو نہیں ملے گا یہ کھانا"

ان کے پر شرارت لہجے پر ارشیہ نے نیلی آنکھیں سکیڑ کر دیکھا پھر کھلکھلا کر ان کے کندھے پر لاڈ سے سر رکھا۔۔

"!! کیوں پھوپھو جانی میں تو ضرور کھاؤں گی"

وہ بھی مزے سے بولی تو ارشما ہنس پڑی۔۔

"!! ہاں ضرور ضرور۔۔! تم ایرا سے مل لو دیکھو بدر بھی آیا یا نہیں"

آنچ ہلکی کرتی وہ مصروف سے انداز میں بولی تو وہ دروازے کی جانب بڑھی۔

"!! میں آتی ہوں واپس ان سے مل کے پھر آپ کی ہیلپ کرواتی ہوں"

کہہ کر وہ باہر چلی آئی۔ابھی لاؤنج میں آئی تھی جب سیڑھیوں سے اترتی ایرا ہلکی سی چیخ مارتی دوڑ کر اس کے گلے سے آلگی۔۔۔

ارشیہ نے بھی اسے خود میں بھینچ لیا۔دونوں وہیں لاؤنج میں بیٹھتیں حال احوال دریافت کرنے لگیں۔۔!

ارشیہ کے عرش کے بابت پوچھنے پر وہ ایک پل کو خاموش ہوئی۔۔

آپی انہوں نے کچھ نہیں کہا انفیکٹ کسی نے ایک لفظ نہیں کہا مجھے۔سب بہت اچھے ہیں،،بس مما کی طرف "

"!!سے اداس تھی بابا تو ملنے آئے تھے مجھے لیکن مما ابھی تھوڑی روڈ سی ہیں

اس کی نیلی آنکھوں میں اداسی سی تھی۔ارشیہ نے اسے ساتھ لگایا۔۔۔

"!!ماما ہرٹ ہیں ابھی، کچھ دن بعد ٹھیک ہو جائیں گی تم اداس مت ہو"

وہ اس کی بات پر محض سر ہلا گئی۔

وہ کچن میں دوسری سلیب کے سامنے کھڑی کٹنگ بورڈ پر سلاد کے لیے کھیرے ٹماٹر وغیرہ کاٹ رہی تھی۔۔

اس سے کچھ فاصلے پر ارشما اس کی جانب پیٹھ کیے ایک طرف کھانا رکھے دوسری جانب عرش کے لیے چائے بنا رہی تھی۔

ارشیہ نے بہت پیار سے سلاد ڈش میں سجانی شروع کی اسی دوران بدر کچن میں چلا آیا۔ مہرون جیکٹ کے بازو کہنیوں تک پیچھے کیے اسے سلیب پر جھکے دیکھ کر وہ آنکھیں سکیڑتا اس کے پاس آیا۔۔

"!!وعلیکم السلام"

ارشیہ نے سر اٹھا کر دیکھا نیوی بلیو سویٹر اور سفید پینٹ میں اپنے تیکھے نقوش اور دودھیا رنگت سمیت وہ ڈیشنگ لگ رہا تھا۔۔

بال روٹین سے ہٹ کر پیشانی پر لاپرواہ انداز میں بکھرے تھے۔۔

اس کی سرمئی آنکھوں میں ایک پل کو نیلی بلی سی تیکھی آنکھیں گاڑتی وہ اس سلام کا جواب دے کر واپس مصروف ہو گئی جو اس نے کیا ہی نہیں تھا!!

"تو محترمہ آج ہم پر بوجھ بننے والی ہیں؟"

اس وقت اسے اپنے گھر میں سلاد بناتا دیکھ کر وہ اندازہ کر سکتا تھا کہ محترمہ جنگلی بلی یہاں پڑاؤ ڈالنے والی ہے!۔۔۔

ارشما نے اسے گھور کر دیکھا "بری بات ہے بدر!!"۔۔

وہ کندھے اچکا گیا۔ہاتھ بڑھا کر اس نے ڈش سے کھیرے کا ٹکڑا لینا چاہا جب ارشیہ نے اس کے ہاتھ پر زور سے

ہاتھ مارا وہ الگ بات ہے اس کے مظبوط ہاتھ کو کچھ نہ ہوا الٹا اس کا نرم و نازک ہاتھ سرخ ہو گیا تھا۔۔۔

"!!اپنا ہاتھ اور شکل لے کر نکل جاؤ یہاں سے ورنہ میں کسی کا بھی لحاظ نہیں کروں گی"

اس کے دانت کچکچا کر کہنے پر بدر نے بایاں ابرو اچکا کر اسے دیکھا۔۔

!!!اس کے گھر میں کھڑی وہ اسی کو دھمکی دے رہی تھی؟انٹرسٹنگ۔۔۔۔

سائیڈ سمائل دے کر اس نے ارشیہ کا ہاتھ پکڑ کر ہٹایا اور دوسرے ہاتھ سے کھیرے کا ٹکڑا پکڑ کر منہ میں ڈال لیا۔

ڈش ہلی تھی جس سے اس میں بنائی ترتیب خراب ہو گئی تھی۔

ارشیہ کا پارہ چڑھا اتنی محنت اور پیار سے وہ ڈش سجا رہی تھی مگر اس 'منحوس بلے' نے سب کباڑا کر دیا تھا۔۔

اس نے سر گھما کر ارشما کی جانب دیکھا جو ان کی طرف متوجہ نہیں تھی۔اس نے خونخوار نظروں سے بدر کو دیکھا

جو دونوں ہاتھ پاکٹس میں ڈالے ایک سٹائل سے کھڑا تھا۔

"!!ابھی اس ہیرو کو زیرو بناتی ہوں"

دانت کچکچا کر سوچتی سلیب پر آگے کی طرف جھکی۔اس سے پہلے وہ کچھ سمجھتا ارشیہ نے دونوں ہاتھوں میں اس کے بال دبوچ لیے۔۔

بدر کا چہرہ سرخ پڑا۔اس کے ہاتھوں کو گرفت میں لیتے اس نے دور جھٹکا۔وہ چاہتا تو اس چڑیل کے بالوں کا بھی وہی حشر کرتا جو اس کے بالوں کا ہوا تھا لیکن پھر گھر والوں کی سلامتی کی گارنٹی کون دیتا؟

اس نے جبڑے سختی سے بھینچ کر ڈش کو سلیب پر الٹا کر دیا۔۔

یہ کیا ہو رہا ہے؟"۔۔"

ارشما کی آواز پر دونوں کو بریک لگا۔۔۔

بچے ہو تم دونوں؟ چلو جاؤ باہر مجھے سکون سے کام کرنے دو تم دونوں کو دیکھ کر کون کہہ سکتا ہے کہ ایک "

"!!کامیاب بزنس چلا رہے ہو دونوں

اس کی اچھی خاصی جھڑپ پر وہ دونوں ایک دوسرے کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھتے کچن سے باہر جانے کے لیے دروازے کی طرف گئے۔۔

ارشیہ اسے دھکا دے کر خود پہلے باہر نکل گئی۔۔

"نظر نہیں آرہا اندھے ہو؟"

بدر بھی اس کے پیچھے باہر نکلا تھا۔۔

"تمہیں آگیا نہ نظر؟ تم تو نہیں اندھی عورت؟"

ان کی آوازیں دور ہوتی جارہی تھیں۔۔

تم ہوگے منحوس عورت!!" کچکچا کر کہا گیا۔۔"

"!!تم ہو ہی جاہل گدھی "

باہر سے آتی ان کی آوازوں پر ارشمانے سر پیٹ لیا۔۔

دنیا ادھر کی ادھر ہو جائے لیکن یہ دونوں نہ بدلیں!!" بڑبڑا کر وہ سلیب صاف کرنے لگی۔ "

کمرے کی لائٹ آف کر کے وہ سونے کی تیاری کر رہی تھی جب دروازہ ناک ہوا۔اس نے چہرہ گھما کر عرش کو

دیکھا جو بیڈ پر نیم دراز موبائل پر مصروف تھا۔۔

گہری سانس لے کر وہ اٹھی نائٹ ڈریس میں ملبوس وہ چلتی دروازے تک آئی۔ دروازہ کھولنے پر ارشیہ کو سامنے پا کر وہ حیران ہوئی۔۔

"کیا ہوا آپی سب ٹھیک ہے؟"

ارشیہ نے ایک نظر کمرے میں دیکھا۔۔

"!!ہاں سب سیٹ ہے تم جلدی سے تیار ہو جاؤ ہم گول گپے کھانے جا رہے ہیں"

وہ مزے سے آنکھیں میچ کر بولی۔ گول گپوں کا نام سن کر ایرا کے منہ میں پانی آ گیا وہ فٹ سے جانے کو تیار ہو گئی۔

"کون کون جا رہا ہے؟"

وہ ہلکی آواز میں پر جوش سی پوچھنے لگی۔۔

"!!بدر، میں، تم اور عرش"

وہ مزے سے بولی کتنا مزہ آیا تھا ماہ بیر انکل سے سفارش کروا کر بدر کو زبردستی راضی کرنے پر۔۔۔! ساتھ ہی اس نے عرش کو بلایا۔۔۔

عرش۔۔ہم گول گپے کھانے جارہے ہیں۔ایرا بھی جائے گی۔ہم تو خود بھی چلے جاتے لیکن پھوپھو جان نے "

"!!کہا ہے کہ تم بھی ساتھ جاؤ۔اور تمہیں پیغام دیا ہے کہ اگر کوئی مسلہ ہے تو مجھ سے مل جاؤ

دروازے کے بیچوں بیچ کھڑی وہ لاپرواہ انداز میں بولی۔عرش کے ماتھے پر بل پڑے منہ کے زاویے بگاڑتا وہ اٹھ

کر کمرے سے باہر نکل گیا۔۔

ارشیہ نے ایک طرف ہو کر اسے راستہ دیا تھا پھر وہ ایرا کی جانب متوجہ ہوئی۔۔

"!!جلدی سے تیار ہو جاؤ میں بھی ریڈی ہو کر آتی ہوں"

جھٹ سے کہہ کر وہ بھاگنے کے انداز میں چلی گئی۔وہ لب کاٹتی کبرڈ تک آئی۔اس نے بلیک شارٹ شرٹ اور

کھلا سا ٹراؤزر نکالا۔بلکل سادہ سوٹ تھا۔۔

مطمئن ہوتی وہ جلدی سے چینج کر کے آئی۔بلیک ہی پوری آستینوں کا سویٹر پہن کر اس نے جوڑا کھول کر بالوں

کو سلجھایا۔۔۔

بھورے سلکی بال اس نے کمر پر کھلے چھوڑ دیے جو گھٹنوں تک آرہے تھے۔۔آئینے میں اس کی نگاہ عرش پر پڑی

جو گندے گندے منہ بناتا آندھی طوفان بنا آیا اور کپڑے لے کر واش روم میں گھس گیا۔۔

نیلی آنکھیں گھما کر گہری سانس لیتی وہ پیروں میں کینوس شوز پہن کر وہ وہیں سٹول پر بیٹھ کر اس کا انتظار کرنے لگی۔۔

کچھ دیر بعد ہی وہ فریش سا باہر نکلا۔اتفاق سے اس نے بھی سیاہ جینز شرٹ پہنی تھی۔گلے میں پینڈنٹ ڈال رکھا تھا۔ابرو کا ترچھا کٹ تنا ہوا تھا۔۔۔

بال خشک کر کے وہ سپاٹ نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔اس کی نظروں پر وہ پزل ہوتی خوامخواہ انگلیاں مسلنے لگی۔

"!!دوپٹہ اوڑھو۔۔جیسی بھی ہو میری بیوی ہو اس لیے میں نہیں چاہتا تم اس طرح کسی کے بھی سامنے جاؤ"

اپنا پسندیدہ پرفیوم اٹھا کر خود پر سپرے کرتا وہ مدھم لہجہ میں بولا۔۔وہ پوزیسو تھا اپنی چیزوں کے معاملے میں۔وہ !تو پھر بیوی تھی اس کی !اس کے نام سے منسوب

وہ مانتا یا نہ مانتا اس کا دل اسے قبول کرنے لگا تھا رفتہ رفتہ۔۔!اور جو تبدیلی رفتہ رفتہ جگہ بناتی ہے وہ بلاشبہ دیرپا ہوتی ہے۔۔۔

ایرا نے خاموشی سے اس کی چوڑی پشت کو دیکھا۔آہستہ سے چلتی وہ اس کے برابر آ کھڑی ہوئی۔۔۔

عرش نے سر جھکا کر اسے دیکھا جو اس کے آگے سے بازو لے جاتی ڈریسنگ ٹیبل سے اپنا دوپٹہ اٹھا رہی تھی۔۔

جھکنے کے باعث اس کے بھورے ریشمی بال بازو پر بکھر گئے تھے۔

"!!آپ نہ بھی کہتے میں تب بھی دوپٹہ اوڑھتی !میں بے حیا نہیں ہوں"

بولتے ہوئے نیلی آنکھوں کے کانچ دھندلائے تھے۔عرش نے خاموش گہری نظروں سے اسے دیکھا۔گہری بھوری آنکھوں میں بے چینی کی نمایاں ہوئی تھی۔۔

"!!تمہارے بال۔۔انہیں باندھ لو"

نظریں چرا کر وہ جھک کر پیروں کو سیاہ جوگرز میں مقید کرنے لگا۔اس کا نازک وجود اسے مائل کر رہا تھا اپنی اوڑھ۔۔

گھنیری ریشمی زلفوں پر کسی اور کی نظر پڑنے کا خیال ہی اسے اندر ہی اندر بے چین کر رہا تھا۔ایر ا اثبات میں سر ہلا کر بیگ سے ربر بینڈ نکالنے لگی۔۔

بالوں کی درمیان کی مانگ نکال کر پیچھے لے جاتے اس نے ربر بینڈ میں باندھ لیا۔بھورے بال سنہری آبشار کی مانند سیدھ میں گرتے اور بھی دلکش لگنے لگے تھے۔۔

"اب ٹھیک ہے؟"

سیاہ دوپٹہ سینے پر پھیلائے بالوں کو سلیقے سے باندھے میک اپ سے پاک معصوم چہرہ لئے وہ سیدھا اسے دل میں اترتی محسوس ہوئی۔۔

اپنے احساسات پر وہ جھنجھلا کر اٹھا۔۔

"!!ٹھیک ہے"

مختصر بے تاثر لہجے میں کہتا وہ باہر چلا گیا۔ ہلکی مسکان چہرے پر سجاتی وہ بھی اس کی پیروی میں اس کے پیچھے بڑھی۔۔

کبھی سوچا نہ تھا کہ آپ میری زندگی میں اس حیثیت سے شامل ہوں گے لیکن اب مجھے ماننے میں کوئی عار "

"!!!نہیں کہ دل کو آپ کی موجودگی اچھی لگنے لگی ہے

"!!بس یہیں روک دو۔۔روکو بھی"

اس نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے بدر کے ہاتھ پر ہاتھ مارا جو اس کی بات پر کان نہیں دھر رہا تھا۔۔

"!!اس جگہ سے کھانے ہیں؟دماغ سیٹ ہے تمھارا؟کسی اچھے سے ہوٹل سے کھالینا"

گاڑی ایک طرف روکتا وہ جگہ کا جائزہ لیتا کڑے تیوروں سے بولا۔۔

"!!ڈھابے پر کھانے کا جو مزہ ہے وہ تم جیسا ممی ڈیڈی انسان کیا سمجھے"

نخوت سے کہتی وہ پیچھے مڑتی ایرا سے بولی۔۔

"بتاؤ صحیح کہہ رہی ہوں نہ میں؟"

ایرا سٹپٹا گئی۔اس نے ایک نظر ساتھ بیٹھے عرش پر ڈالی جو لاپرواہ سا ونڈ سکرین سے باہر دیکھ رہا تھا۔۔

"!!جی بدر بھائی یہاں زیادہ مزہ آتا ہے یہیں سے کھاتے ہیں نہ پلیز"

وہ نرمی سے بولی تو بدر کو مانتے ہی بنی۔۔

"!!اوکے فائن۔۔۔"

سر ہلا کر وہ سیٹ بیلٹ نکالتا گاڑی سے نکلا۔اس کے ساتھ ہی وہ تینوں بھی باہر نکل آئے۔عرش نے پہلے ہی تفصیلی جائزہ لے لیا تھا۔۔

چند اکا دکا لڑکے تھے باقی لڑکیاں ہی تھیں وہاں سو وہ مطمئن تھا۔ایرا کا ہاتھ پکڑتے وہ آگے بڑھا۔اس کے ہاتھ پکڑنے پر ارشیہ نے دانت نکالتے بدر کو دیکھا۔۔

"!!ہاؤ کیوٹ نہ"

وہ مسکراہٹ دباتا کندھے اچکا گیا۔ بھوری جیکٹ کی زپ گردن تک بند کیے سفید پینٹ کی پاکٹس میں ہاتھ ڈالتا وہ بھی آگے بڑھا تو ارشیہ بھی جلدی سے اس کے ساتھ چلنے لگی۔۔

وہ اس وقت بے بی پنک نرم سٹف کے ٹراؤزر شرٹ پر لانگ کوٹ اور براؤن ہائی ہیلز کے شوز پہنے ہوئے تھی۔۔

وہاں لکڑی کے چھوٹے گول میز زمین میں نصب کئے گئے تھے جن کے گرد دو چوکور لکڑی کے سٹول رکھے تھے۔ عرش نے رک کر بدر ارشیہ کو دیکھا جو ان کے قریب دوسری میز پر جگہ سنبھال رہے تھے۔۔

!!سر جھٹکتا وہ ایرا کا ہاتھ چھوڑ کر سٹول پر بیٹھ گیا۔وہ سمجھتا تھا ان دونوں کو وہ سپیس دے رہے تھے انہیں ایرا نے بھی اس کی پیروی کی۔اس کے سامنے خاموشی سے بیٹھی وہ اپنے ہاتھ کو تک رہی تھی جو کچھ دیر پہلے اس کے مظبوط ہاتھ کی گرفت میں تھا۔۔

"تمہیں میرا ہاتھ تھامنا برا لگا؟"

تاروں بھرے آسمان کو دیکھتا وہ سینے پر بازو لپیٹ گیا۔ آسمان سے ٹھنڈی چاندنی ان پر گرتی جیسے ان کے دلوں کو روشن کرنے لگی تھی۔۔

اس کی نظروں کے ارتکاز پر وہ بھی سر اٹھا کر آسمان کو تکنے لگی۔ یوں لگتا تھا سیاہ گھور آسمان نے جھلملاتے تاروں کی چادر اوڑھ رکھی ہو!

"!! نہیں تو۔۔ برا نہیں لگا"

ڈھیلی پڑتی پونی سے نکلتے بالوں کو نزاکت سے پیچھے کرتی وہ مدھم لہجے میں بولی۔۔

باریک نرم آواز ہلکی ہلکی ہوا میں جیسے جذب ہونے لگی تھی۔ نیلی آنکھوں نے رخ بدلا اب وہ اس کے چہرے پر آ ٹکی تھیں۔۔

بے حد خوبرو تھا وہ کسی بھی تصوراتی شہزادے سے زیادہ وجیہہ و دل کش!! ابرو پر لگا ترچھا کٹ عجیب سے انداز میں کھینچتا تھا اپنی اوڑھ!

عرش نے بھی نظریں آسمان سے پھیر کر اس پر جمائی تھیں۔رات کی رانی جیسے ناراض ہوئی تھی اس کے یوں

!نظریں پھیرنے پر

میں نہیں چاہتا کہ کوئی ہمارے رشتے پر بات کرے۔ہم ایک دوسرے کے ساتھ کس طرح رہتے ہیں یہ ہم"

!!دو دلوں میں محفوظ رہنا چاہیے۔۔۔

"!!پتہ ہے بہترین ہمسفر وہ ہوتے ہیں جو اپنے دل اور دوسرے کی عزت کی حفاظت کرتے ہیں

مدھم لہجے میں کہتا وہ اسے مبہوت کر گیا۔۔الفاظ اٹھلائے تھے اس خوبصورت انداز پر!لفظ موتی بن جاتے ہیں

!جب ان کا حق ادا کر دیا جاتا ہے!سنہرے موتی

"اپنے دل اور دوسرے کی عزت کی حفاظت۔۔کیسے؟"

اس کی آنکھوں میں دیکھتی مدھم لہجے میں بولی تھی۔

اس کے دل نے چپکے سے خواہش کی تھی کہ وہ ساری عمر یونہی اس کے سامنے بیٹھا دھیمے لہجے میں بولتا رہے اور

وہ۔۔

!اسے سنتی رہے یونہی خاموش سی۔تاروں بھرے آسمان کے نیچے۔کسی ایسی ہی جگہ پر۔۔

وہ میز پر دونوں بازو رکھتا آگے ہو کر بیٹھا۔۔ گہری بھوری آنکھوں میں نرمی سی تھی جانے یہ وقت کا اثر تھا،

!!رات کے اس پہر بنتے فسوں خیز لمحات کا یا دل کی بدلتی کیفیت کا

ہمم۔۔اپنے دل کی حفاظت کسی اور کے خیال سے۔۔اسے دل میں بسانے سے۔۔۔نایاب ہیں وہ دل جن"

"!!میں وفا دھڑکتی ہے۔۔

وہ دونوں جیسے وقت اور جگہ کا ہوش بھلائے ایک دوسرے میں گم تھے۔۔

اور دوسرے کی عزت !اوروں کے سامنے اپنے ہمسفر کی عزت خود بنائی جاتی ہے اپنے عمل اور کہے الفاظ"

"!!سے۔۔دکھانا پڑتا ہے کہ وہ آپ کے لیے خاص ہے اور آپ سے قریب بھی

ایرا نے آہستگی سے سر ہلایا۔بیرا گول گپوں کی پلیٹ ان کے سامنے رکھ کر گیا تو لمحوں کا فسوں پاش پاش ہوا تھا۔

وہ چونک کر سیدھی ہوئی۔گول گپے دیکھ کر اس کے منہ میں پانی بھر آیا۔۔

اس نے ارشیہ کو دیکھا جو مسکرا کر اسے دیکھتی گول گپہ منہ میں ڈال چکی تھی۔ایرا نے گول گپہ ہاتھ میں لیا اور

کھٹے پانی میں بھر کر منہ میں ڈال لیا۔۔

تیز مرچ اور کھٹا ذائقہ منہ میں گھلتے ہی وہ آنکھیں میچ گئی۔ سی سی کرتی وہ آدھی پلیٹ خالی کر گئی تب اسے احساس ہوا وہ اکیلی کھا رہی تھی۔۔

"!!آپ بھی کھائیں نہ بہت مزے کے ہیں"

ادھ کھلی آنکھوں سے اسے دیکھتے اس نے ایک گول گپہ اٹھا کر اس کے منہ کے سامنے کیا۔۔

"!!میں نہیں کھاتا۔۔تم کھاؤ"

بے تاثر چہرے سے کہتا وہ پہلے والا عرش بن چکا تھا۔ایرا کا چہرہ بجھ گیا۔اس نے کنکھیوں سے دیکھا تو وہ دونوں انہی کو دیکھ رہے تھے۔۔

احساس شرمندگی سے اس کی نیلی آنکھوں میں نمی چمکی۔اس کی ایک ایک حرکت غور سے دیکھتا عرش چونکا تھا۔اس کی نظروں کا ارتکاز اور آنکھوں کی نمی دیکھتا وہ لب بھینچ گیا۔۔

گہری سانس ہوا کے سپرد کرتے اس نے میز پر دھرا اس کا نرم سا ہاتھ تھام کر سر جھکاتے گول گپہ منہ میں ڈال لیا۔

اس کی آنکھیں سرخ ہوئی تھیں تیز مصالحے پر۔ہلکا سا کھانستا وہ پیچھے ہٹ گیا۔۔

ایرا کی آنکھیں چمکیں وہ مسکراتی نظروں سے اسے دیکھتی ایک اپنے منہ میں ڈالتی جبکہ دوسرا عرش کے منہ میں

اور حیرت کی بات یہ کہ وہ اپنے مزاج کے بر خلاف چپ چاپ کھاتا جا رہا تھا۔۔

Epi # 18

کھڑکیاں بجنے کی آواز پر وہ کسمسائی تھی۔ کروٹ بدل کر وہ پھر سے گہری نیند میں چلی گئی۔۔

! باہر چلتی طوفانی ہوا کسی اور طوفان کی آمد سے آگاہی بخش رہی تھی

خاموش کمرے میں ہلکی سی بتی جل رہی تھی جس میں مشکل سے ہاتھ کو ہاتھ سجھائی دیتا تھا۔ وہ اپنے کشادہ بیڈ پر

کمفرٹر اوڑھے سمٹ کر سو رہی تھی۔۔

باہر سے آتی ٹھنڈی ہوا کے باعث اسے ہلکی ہلکی ٹھنڈ محسوس ہونے لگی تھی۔ سیاہ ریشمی بال تکیے پر بکھرے

ہوئے تھے۔۔

بالوں کی آبشاری لٹوں سے شیمپو کی دھیمی دھیمی مہک سی اٹھ رہی تھی۔ ہر وقت تنے تیکھے نقوش سوتے میں

معصوم لگ رہے تھے۔۔

پردے زور سے پھر پھرائے۔۔اس کی گھنی پلکیں لرزیں۔۔پھر یکا یک زور سے کھڑکی کے پٹ بند ہو کر کھلے۔۔

اس نے پٹ سے آنکھیں کھولیں سیاہ غزالی آنکھوں میں نیند کا خمار تھا۔۔ادھ کھلی آنکھوں سے اس نے کھڑکی کی جانب دیکھا۔۔

ابھی رات کو تو وہ بند کر کے سوئی تھی پھر یہ۔۔؟ سر جھٹکتی وہ اٹھ بیٹھی۔۔سیاہ گھنے بال دونوں شانوں پر بکھر گئے۔۔

!!اس کے حواس بحال ہونے لگے تو اس کی سماعتوں سے ایک آواز ٹکرائی۔ مسلسل ہوتی وائیبریشن کی آواز

"اس نے چونک کر موبائل تھاما جو تکیے کے پاس پڑا تھا۔"آدھی رات کو کون فون کر رہا ہے؟

الجھ کر اس نے موبائل تھاما۔ سڑسٹھ میسڈ کالز!اس کی پیشانی پر بل پڑے۔اس نے جلدی سے کال بیک کی جو اس !!کے ٹیم ممبر نے کی تھیں

ہیلو ہاں کیا ہوا اس وقت اتنی کالز کیں خیریت ہے؟؟"رابطہ جڑتے ہی وہ جلدی سے بولی۔۔دوسری جانب" سے کچھ کہا گیا جس سے وہ الجھ کر اٹھی۔۔

اس نے دیوار پر نصب ایل سی ڈی آن کر کے مطلوبہ نیوز چینل لگایا۔ ہیڈ لائن دیکھ کر اس کا رنگ فق ہوا۔۔

سکرین پر واضح الفاظ میں لکھا تھا۔۔

"!! رمل یوسف جو کہ صحافت کے حلقے کا جانا مانا نام ہیں ان کی نازیبا حرکات کرتے ویڈیو وائیرل ہوئی ہے"

ساتھ ہی سکرین پر دھندلی سی ویڈیو چل رہی تھی جس میں شکل واضح نہیں تھی لیکن پشت سے وہ ہو بہو رمل لگ رہی تھی۔۔

رپورٹر چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا۔۔

"یہ ہے ان کا اصل چہرہ دوسروں کو ایکسپوز کرتے کرتے خود ایکسپوز ہو گئی ہیں! عوام کو فلاح کا سبق پڑھانے والی کس طرح اخلاق سے گری حرکتیں کرتی منظر عام پر آگئی ہیں ان کے ماسک کے پیچھے چھپا اصلی چہرہ آج ۔۔۔۔"

وہ مزید نہ سن سکی!! اس نے جلدی سے بند کر دیا۔۔ کانپتے ہاتھوں سے کال کاٹ کر وہ بیڈ پر آ بیٹھی۔۔ ہمیشہ مضبوط دکھنے والی رمل آج ٹوٹنے لگی تھی!

حلق تر کرتے اس نے موبائل پر ایک نمبر ڈائل کیا کسی کی آواز کانوں میں گونجی تھی!

"!!!آپ کو میری مدد کی ضرورت پڑے گی"

"!!کس طرح نخوت سے اس نے کہا تھا۔۔" کبھی نہیں

گہری سانس کھینچتی وہ اس کے کال اٹھانے کا انتظار کرنے لگی۔

وہ بیڈ پر اوندھا لیٹا سو رہا تھا۔ کسرتی جسم شرٹ کی قید سے آزاد تھا۔ سرد ٹھٹھرتی رات کے سناٹے میں اس کے قریب آواز بلند ہوئی۔۔

بیپ بیپ کی آواز نے کمرے میں قائم گہرے سکوت کا گلا گھونٹا تھا۔ مندی آنکھیں کھول کر اس نے ہاتھ سے ٹٹولا۔ اوندھے لیٹے، بغیر دیکھے اس نے کال ریسیو کر کے فون کان سے لگا لیا۔۔

رمل کی بھیگی آواز سن کر وہ آنکھیں مل کر کھولتا اٹھ بیٹھا۔۔

"رمل۔۔۔آپ ٹھیک ہیں؟؟"

اس کے خوبرو چہرے پر تفکر نمایاں ہوا تھا۔۔ لب بھینچ کر وہ اٹھا۔۔ اس کے کان میں پہنا ڈائمنڈ ٹاپس چمکا تھا۔۔!

ٹی وی پر جو خبر اسے دیکھنے کو ملی اس نے میر حاصل کا دماغ بھک سے اڑا دیا۔۔اس کا چہرہ از حد سرخ ہوا تھا۔

جبڑے بھینچتے اس نے دوبارہ فون کان سے لگایا۔۔

"!!میں کچھ دیر تک بات کرتا ہوں"

بے تاثر لہجے میں کہتا وہ کال کاٹ گیا۔۔شہد رنگ آنکھوں کا رنگ گہرا ہوا تھا۔۔گردن کو دائیں بائیں جھٹکتے اس

نے سائیڈ ڈرار کھول کر سگریٹ نکالا۔۔

سگریٹ سلگاتے اس نے موبائل پر ایک نمبر تلاشا۔آنکھیں سکیڑتے وہ فون کان سے لگا گیا۔۔

"کون بول رہا ہے؟"

!سپیکر سے سوئی سوئی مردانہ آواز ابھری۔میر کی پیشانی پر بے انتہا بل پڑے

"!!!تیرا باپ بول رہا ہوں"

سگریٹ کا دھواں چھوڑتے وہ داڑھا تھا۔اتنی ٹھنڈ میں بغیر شرٹ کے وہ کمرے میں ٹہل رہا تھا اس کے اندر اس

!وقت آگ لگی تھی کسی کو بھی بھسم کر کے رکھ دینے والی آگ۔۔۔

شاید اس لیے باہر کا سرد ٹھٹھرتا موسم اس پر اثر نہیں کر رہا تھا۔۔

ایک منٹ میں ہر نیوز چینل سوشل سائیٹس۔۔'ہر جگہ 'سے رمل یوسف کی وائیرل ویڈیو ہٹ جانی چاہیے !!"

!کیسے کرنا ہے یہ تم بہتر جانتے ہو۔۔اور جس نے یہ ویڈیو لیک کی ہے وہ کل دوپہر تک زندہ ہونا چاہیے بس

اس سے اعتراف کرواؤ کہ اس نے بدلے کے لیے کیا ہے یہ ! پھر اس کو اسکی "آخری آرام گاہ" میں بھیج دو۔ کیا

"کرے گا وہ اس ظالم دنیا میں رہ کر ! سمجھ گئے نہ ؟

درشتگی سے کہہ کر کال کاٹتا آخر میں وہ مسکرایا۔۔وہ مسکان دلکش نہیں تھی۔۔خطرناک تھی خوفزدہ کر دینے

!والی۔۔۔

پرانے کھلاڑیوں کو کیسے "میر حاصل کو انہوں نے سمجھا کیا ہے۔اب میں بتاؤں گا یہ چند دن کا نیا" وزیر اعظم

!! گیم سے نکال باہر کرتا ہے

"!!! میر حاصل 'کس بلا کا نام ہے سب جان جائیں گے '

ٹھیک ایک منٹ بعد ہر جگہ سے ویڈیو ہٹ چکی تھی۔رمل نے موبائل پر نظریں جمائیں جہاں میر کا میسج چمک رہا

تھا۔۔

احساس تشکر سے اس کی سیاہ آنکھیں نم ہوئیں۔

شکریہ کا مختصر پیغام بھیج کر اس نے ٹائیپ کیا۔۔

"کیا ہم مل سکتے ہیں؟"

گال پر پھسلتے آنسو ہاتھ کی پشت سے صاف کرتی وہ دھندلائی نظروں سے سکرین کو دیکھنے لگی جہاں فوراً اس کا

جواب چمکا تھا۔۔

کیا آپ کو پوچھنے کی ضرورت ہے؟؟"۔۔"

وہ چند پل خاموشی سے دیکھتی رہی پھر موبائل بیڈ پر پھینک کر پیروں میں چپل اڑستی باہر نکل آئی۔ایک ہلکی سی

شال اس نے اپنے گرد لپیٹ رکھی تھی۔کھلے سیاہ بالوں کی جوڑے میں لپیٹتی وہ لان میں چلی آئی۔۔

تیزی سے گرتی دھند میں وہ کسی کا عکس تلاش رہی تھی۔سیاہ آنکھوں کے کانچ نم و سرخ تھے۔۔

یہ رمل کی آنکھیں نہیں تھیں۔یہ بھیگی آنکھیں، غمزدہ چہرہ رمل کا نہیں تھا یہ تو صالح یوسف کی بیٹی کا تھا۔۔

بابا؟؟"۔۔۔۔"

آسمان میں دور کہیں کھوئی وہ سرگوشی میں بولی۔آنکھوں کا دامن چھوڑ کر آنسو گال پر لڑھکا تھا۔۔

"!! کیا آپ مجھے دیکھ رہے ہیں؟ آئی مس یو سو مچ، آئی نیڈ یو"

سسکتی ہوئی وہ سرد ہوا سے سرگوشیاں کرنے لگی۔

رمل؟؟"۔۔"

مشائم کی پریشان آواز پر وہ اپنی جگہ فریز ہوئی۔ مڑنے کی سکت نہ تھی وہ کسی کے سامنے نہیں روتی تھی اپنی ماما کے سامنے تو بلکل نہیں۔۔

!! وہ بابا کے بعد اپنی ماما کا "بہادر بیٹا" تھی اپنے بابا کا فخر۔۔۔

"تم رو رہی ہو؟"

اس کے مقابل آتی وہ اپنی جگہ ساکت رہ گئی۔ سرد ٹھٹھرتی رات میں دھند کی چادر میں لپٹیں وہ ایک دوسرے کے مقابل کھڑیں بت بنی تھیں۔۔

! خاموش ساکت مجسمہ !! لیکن کچھ تو پگھل رہا تھا شاید ان کے احساسات۔۔۔

وہ بغیر ایک لفظ کہے مشی کے گلے لگی تھی۔ اس کے ہچکیاں بھرتے وجود کو تھپکتی وہ خاموش کھڑی تھی۔ چند لمحوں بعد وہ اس کا ہاتھ تھامے لاؤنج میں آگئی۔ ہیٹر آن کر کے وہ دونوں خاموشی سے بیٹھ گئیں۔۔۔

"کیاہوا ہے رمل؟؟"

اس کے بال سنوارتی وہ نرمی سے بولی البتہ بھوری گہری آنکھوں میں تفکر کی پرچھائیاں تھیں۔۔رمل نے سر اٹھا کر اس کی آنکھوں میں جھانکا مختصراً اسے گزرے قیامت خیز لمحات بتا کر وہ خاموش ہو گئی۔۔

مشائم کی آنکھیں نم ہوئیں۔۔۔

اللہّ غارت کرے ان کو!!"۔۔۔اس کے دل سے بددعا نکلی۔۔ایک ماں کے دل سے نکلی بددعا رد ہوئی ہے" کبھی؟؟

رمل اس کی گود میں سر رکھ کر صوفے پر ہی لیٹ گئی۔

"!!!ماما۔۔بابا یاد آرہے ہیں"

بھیگی آواز میں کہتی وہ چہرہ اس کی گود میں چھپا گئی۔اس کے بالوں میں چلتا مشائم کا ہاتھ ساکت ہوا تھا۔۔

سینے میں درد سا اٹھا تھا۔رات کے اس پہر کیا کچھ نہ یاد آیا تھا۔۔

"!!آپ تو مجھے پاگل کر رہی ہیں"

اس کا بھاری دھیما سا لہجہ سماعت میں گونجنے لگا تھا۔اس نے تو عشق کی انتہا کر دی تھی اس شخص پر! جس کے ساتھ کو زندگی بھر محسوس کرنا تھا وہ چلا گیا تھا۔۔

بیچ راہ میں تنہا چھوڑ کر۔۔دل کو اس کی یادیں روز ٹکڑے ٹکڑے کرتی تھیں۔۔

"!! یوسف آپ کی مشی مر رہی ہے ہر پل ہر روز"

اپنی سسکیوں کا گلا گھونٹتی وہ آنکھیں موند گئی۔

انگڑائی لے کر وہ اٹھ بیٹھا۔رات کو وہ دیر سے تھانے سے لوٹا تھا۔"نور مقدم" کا کیس بہت مظبوط تھا وہ آج کل اسی پر کام کر رہا تھا۔۔

اس بار اسے ضرور سزا ملے گی اس نے خود سے عہد کر رکھا تھا۔۔

قانون کی عدالت میں نہ سہی۔۔! ایس پی حیان شاہ کی اپنی عدالت تھی جہاں جج، گواہ، جلاد سب کچھ وہ خود تھا"!!

اس کی داڑھی مونچھیں پہلے سے بڑھ چکی تھیں جو اس کے رعب اور دبدبے میں بے حد اضافہ کرتی تھیں۔

ماتھے پر گری لٹ کو اس نے پیچھے کیا پھر اٹھ کر شاور لینے چلا گیا۔

جب وہ واپس آیا تو پولیس کی خاکی وردی میں تھا۔ شرٹ کے آدھی آستینوں سے کسرتی پھولے بازو نمایاں ہو

رہے تھے۔ موبائل کی ٹون بجنے پر وہ ہموار قدم لیتا بیڈ تک آیا۔۔

میجر ابراھیم کالنگ "دیکھ کر اس نے فورا کال اٹینڈ کی۔"

"ہیلو۔۔"

اس نے ابھی کہا ہی تھا جب دوسری جانب وہ گرجا۔۔

میری بہن کا دھیان رکھو حیان۔۔ تم سب کے پاس چھوڑ کر گیا تھا میں اسے۔ تین تین بھائیوں کے ہوتے بھی"

"شی وازِ ان میس"۔۔

"!!!اگر اسے کچھ ہوا تو آگ لگا دوں گا میں سب کو

بھاری سرد لہجے میں کہتا وہ کال کاٹ چکا تھا۔ حیان کا دماغ کھٹکا۔۔

لب سختی سے بھینچ کر وہ والٹ اور کیز اٹھاتا لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر آیا اور بغیر کسی کی جانب دیکھے گھر کی دہلیز پار کر گیا۔۔

اسے یوں باہر جاتا دیکھ کر ماہ بیر ناشتہ چھوڑ کر پریشانی سے اس کے پیچھے لپکا۔۔

ایک ہفتے بعد۔۔۔

پیروں میں ڈبل ساکس پہنتی وہ بلینکٹ سے باہر نکلی۔۔ ٹھنڈ محسوس کرتے اس نے جھرجھری لی۔۔

"!!ابراھیم؟ یہاں کچھ زیادہ ہی ٹھنڈ نہیں"

لانگ گرے سویٹر کی لمبی آستینوں میں ہاتھ چھپاتی وہ جھرجھری لے کر بولی۔ وہ کل ہی واپس آئے تھے۔۔

سب کے والہانہ پیار پر وہ اندر تک سرشار ہو گئی تھی۔ یہی سب تو وہ مس کر رہی تھی۔۔

ابراھیم نے بیڈ پر نیم دراز ہوتے اسے دیکھا۔۔ دوپٹے سے بے نیاز ڈھیلے ٹراؤزر شرٹ پر لانگ سویٹر میں اس کا نازک سراپا نمایاں تھا۔۔

"یو وانٹ مسٹ؟؟"

سر کے نیچے دونوں بازو رکھتا وہ گھمبیر آواز میں بولا۔اس کا آنچ دیتا لب ولہجہ محسوس کرتے زنیشہ کا چہرہ گلابی ہوا۔۔دل کی دھڑکنیں بے ترتیب ہوئی تھیں۔۔

"نو!! میں ایسے ہی ٹھیک ہوں! آپ کو شرم نہیں آتی ایسی باتیں کرتے؟؟"

وہ شہد رنگ آنکھیں سکیرتی معصومیت سے بولی۔۔

ابراھیم نے لب دبائے۔۔۔

"کسی باتیں؟ میں نے ایسا ویسا کچھ نہیں کہا۔تم ویسا کیوں سمجھی؟"

مسکراتی نظروں سے اسے دیکھتا وہ شرٹ نکالنے لگا۔۔

زنیشہ کی آنکھیں پھیلیں وہ سرعت سے پلٹی۔۔

"یہ۔۔کیا کر رہے ہیں آپ اکیلے نہیں ہیں روم میں۔۔"

دل کے مقام پر ہاتھ رکھتی وہ تیز ہوتی دھڑکنوں پر پریشان ہوئی۔۔

کانوں سے جیسے دھواں نکلنے لگا تھا ابراھیم کو اس طرح دیکھنے کا خیال بھی اسے شرم سے پاگل کر رہا تھا جبکہ وہ شرٹ نکال کر آرام سے بلینکٹ اوڑھتا اس کی پشت پر نظریں ٹکائے ہوئے تھا۔۔

سیاہ گہری نظریں اس کے شہد رنگ سلکی بالوں سے پھسلتی کمر پر ٹھہریں۔۔ دھیما سا مسکرا کر وہ آنکھیں موند گیا۔۔

خاموشی محسوس کر کے وہ پلٹی۔ اسے آنکھیں موند کر مسکراتا دیکھ کر آنکھیں سکیڑتی واپس اپنی جگہ آ بیٹھی۔ بلینکٹ سینے تک کھینچ کر اس نے مشکوک نظروں سے ابراھیم کو دیکھا۔۔

پیشانی کے بل غائب ہو جاتے تھے اس کی موجودگی میں! بھری بھری سیاہ داڑھی مونچھوں کو دیکھ کر انہیں چھونے کی خواہش ہوئی تھی۔۔

یکایک ابراھیم نے آنکھیں کھول کر کروٹ اس کی طرف لی۔۔ زنیشہ سٹپٹا گئی وہ آنکھیں زور سے میچے آگے ہوئی اور بلینکٹ سے اس کے جسم کو ڈھانپ دیا۔۔

"!!ایسے نہیں کرتے نہ۔۔ گندے بچے ہوتے ہیں"

مطمئن ہوتی وہ اسے سمجھاتے ہوئے بولی۔ اس کی آنکھیں چپکے چپکے ابراھیم کے خوبرو چہرے کو حفظ کر رہی تھیں۔۔

"شرٹ اتارنے سے بچے "گندے "ہوتے ہیں؟؟"

اس کے بے دھڑک کہنے پر وہ شرم سے ڈوب مڑنے کو ہوئی۔اس کا چہرہ دیکھ کر ابراھیم سر پیچھے پھینکتا دل کشی سے ہنس پڑا۔۔

وہ اپنی خفت بھلائے بے خود سی اسے دیکھے گئی۔۔ سمجھ نہیں آتی تھی اس کی مسکراتی آنکھوں کو دیکھے، مغرور ناک کے قریب چمکتے تل کو یا ہر چیز کی چمک ماند کرتی اس مسکراہٹ کو۔۔!

"کیا ہوا؟"

اس کی گہری کھوئی سی نظروں کے ارتکاز پر وہ ہاتھ بڑھا کر نرمی سے اس کے گال کو چھو گیا۔۔

وہ اس کے لمس پر ایک پل کو آنکھیں موند گئی۔۔

"!!آپ۔۔بہت پیارا ہنستے ہیں"

تکیے پر سر رکھتی وہ معصوم اقرار کر گئی۔۔

"!!پہلے بھی تو یوں ہنستا تھا"

مدھم بھاری لہجے میں کہا گیا۔۔وہ نظریں جھکا گئی کمرے میں بنتا ماحول اس کی سانسوں پر بھاری پڑنے لگا تھا۔۔

"!!پہلے اس نظر سے دیکھا کب تھا"

ہلکی آواز میں کہتی وہ کروٹ بدل گئی ابراھیم کے لب آپ ہی مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔۔

"!!!تو تمہیں میں اچھا لگنے لگا ہوں اب۔۔یعنی اس نظر سے"

Epi # 19

" !!ہائے۔۔۔ "

وائٹ سکرٹ مِنی کوٹ میں گھنگریالے بالوں کا اونچا جوڑا بنائے وہ ہاتھ میں پکڑی فائلز چیک کرتی میٹنگ روم سے باہر نکلی۔۔

ابھی دو قدم آگے بڑھی تھی جب بھاری مردانہ آواز پر ہیلز کی ٹک ٹک رکی۔۔

براؤن تھری پیس میں اپنی شاندار پرسنالٹی کے ساتھ وہ میٹنگ روم سے باہر نکلا۔ارشیہ ایک پل کو ٹھہری جب وہ اس کے مقابل آیا۔۔

"!!!بندے کو شاہان خان کہتے ہیں"

اپنا تعارف کرواتے اس کی ہری آنکھیں چمکیں تھیں۔۔ارشیہ نے نیلی آنکھیں بیزاری سے گھمائیں۔ براؤن لپ سٹک سے رنگے ہونٹوں نے حرکت کی۔

"!!!ناٹ انٹرسٹڈ۔۔۔"

.کلائی بلند کر کے وقت دیکھتی وہ تیکھی نظروں سے دیکھتی آگے بڑھ گئی۔

"!!انٹرسٹنگ"

خان مسکرایا تھا اس کی بے حد گوری رنگت میں سرخیاں سی گھلی ہوئی تھیں۔وہ بے حد وجیہہ تھا،اسے غرور تھا !اپنے حسن پر

ایک انداز سے چلتا وہ اس کے ہم قدم ہوا۔ارشیہ شدید کوفت زدہ ہوئی۔ بزنس ڈیکنگ ہو گئی تو کیا سر پر بٹھاؤں !!اسے؟ہنہ! چمٹ ہی گیا ہے دو نمبر پٹھان

بڑبڑاتی وہ اسے لفٹ کروائے بغیر دوسرے فلور کی طرف جانے والی لفٹ کی طرف بڑھی وہ بھی لفٹ میں داخل ہو گیا۔ارشیہ نے پاکٹ میں ہاتھ ڈال کر چیک کیا۔

گڈ!!۔۔چھوٹے سائز کا چاقو وہاں موجود پا کر وہ مطمئن ہو گئی۔۔۔

سب سمجھتے ہیں ارشیہ بس انتہا کی بد تمیز،، خود سر،، جنگلی ہے۔اوہو۔۔۔ایڈون مور!!۔۔۔میں خطرناک"

"!!بھی ہوں

نیلی بلی کی سی تیکھی آنکھوں کی چمک بڑھی تھی۔۔

"!!اہم۔۔آئی مسٹ سے یو آر ویری ٹیلنٹڈ لیکن کسی کو تمہاری قدر نہیں ہے"

لفٹ وال سے کمر ٹکاتا وہ ذرا سا مسکرایا۔اس کی زیرک نگاہوں سے بدر اور ارشیہ کی نوک جھونک مخفی نہ رہ سکی تھی۔۔

وہ فائلز سینے سے لگاتی تیکھے لہجے میں بولی۔۔۔

"!!ڈونٹ کیئر۔۔آئی ہیو مائی کنگ ڈم۔۔اینڈ کوئین از ہیئر"

نیلی آنکھوں میں چمک لیے وہ اسے باور کروا گئی کہ وہ اس کے جھانسے میں نہیں آئے گی وہ بہت سی عام لڑکیوں میں سے نہیں تھی وہ ارشیہ تھی،،سب سے منفرد۔۔۔!

خان نے ستائش سے ابرو اچکائے جیسا سنا تھا اس سے بڑھ کر پایا تھا اسے۔۔

آئی سی۔۔اگر تم چاہو ہم ساتھ ہو سکتے ہیں۔۔ غور کرنا میری بات پر۔۔ لڑکیاں خان کے پیچھے آتی ہیں خان"

"!!نہیں جانتا۔ پہلی بار مجھے کسی لڑکی نے اس طرح مائل کیا ہے۔ کچھ تو خاص ہے تم میں

گہری کانچ سی ہری آنکھیں اس کی نیلی آنکھوں میں گاڑتا وہ بھاری لہجے میں بولا۔ لفٹ رکی تو ارشیہ نے ایک نظر اسے دیکھا تمسخر سے۔۔

!!ارشیہ صمید سے توقعات مت لگاؤ۔ میری ہیلز بھی تمھاری ایکسپیکٹیشنز سے اونچی ہیں"

کوٹ جھٹک کر وہ لفٹ سے باہر نکل آئی اس کا رخ بدر کے اور اپنے مشترکہ آفس کی جانب تھا۔ گلاس ڈور دھکیل کر وہ اندر آئی۔۔

آنکھیں گھماتے اس نے بدر کو دیکھا جو بلیک تھری پیس میں ملبوس غصے میں بھرا بیٹھا تھا۔ اس کے آگے کافی کے دو کپ رکھے تھے جو وہ خالی کر چکا تھا کالی کڑوی کسیلی کافی! ارشیہ نے فائلز زور سے میز پر رکھیں۔۔

کس محبوبہ کی یاد میں کافی پر کافی پیئے جا رہے ہو؟ ایک تو میں تمہارا یہ سڑا ہوا منہ دیکھ دیکھ کر تھک گئی ہوں۔"

"مسلسل ایسے ایکسپریشن رکھنے سے منہ میں درد ورد نہیں ہوتا؟

ٹیبل کے سامنے اس کے مقابل کھڑی ہوتی وہ کمر پر ہاتھ ٹکائے نخوت سے بولی۔اس کی فر فر چلتی زبان قینچی کو مات دیتی معلوم ہوتی تھی۔۔۔

بدر تن فن کرتا اٹھا اس کے پاس آ کر وہ درشتگی سے انگلی اٹھا کر بولا۔۔

"!! شاہان سے دور رہو کیا کر رہی تھی تم اس کے ساتھ ؟ایک نمبر کا گھٹیا انسان ہے وہ"

غصے سے بولتی اس کی گردن کی رگیں ابھر آئی تھیں۔ سفید چہرہ سرخ پڑ گیا تھا۔ارشیہ نے کان میں انگلی ڈال کر اسے دیکھا پھر تپ کر اس کے کان میں چیخی۔۔

"!بہری نہیں ہوں میں، بد تمیز انسان۔۔"

!اسے دور دھکیلتی وہ تپ کر بولی مجال ہے جو یہ غصیلا بلا اسے سکون کا سانس لینے دے

وہ سر جھٹک کر پیچھے ہٹ گیا اس کی اکڑ بدر کو پاگل کر رہی تھی۔اس ضدی لڑکی کو وہ ٹھیک کرے گا ضرور کرے گا۔۔

"!بہت ایٹیٹیوڈ ہے نہ تم میں۔۔؟جسٹ ویٹ اینڈ واچ میں کیا کرتا ہوں اب"

پینٹ کی پاکٹ میں ہاتھ ڈالے وہ اب پر سکون کھڑا تھا۔ سرمئی آنکھوں میں ایک مسکراتا تاثر ابھرا تھا جبکہ لبوں پر طنزیہ مسکراہٹ تھی۔۔

"!! غلط۔۔ارشیہ میں ایٹیٹیوڈ نہیں۔۔ایٹیٹیوڈ میں ارشیہ ہے"

آہا۔۔کیسے دل جلانے والا انداز تھا۔ سر ذرا سا ٹیڑھا کرتی وہ سائیڈ سمائل دیتی مزید کہنے لگی۔۔

"تمہیں پتہ ہے تم مجھے کس قدر زہر لگتے ہو؟"

اس نے نظر گھما کر ٹیبل پر رکھے کافی کے کپ پر جمائی جس میں دو گھونٹ بچے تھے۔۔

"!! پلیز ان دو گھونٹ کافی میں ڈوب کے مر جاؤ نہ! پکا میں ایک آنسو بہا ہی لوں گی گلیسرین سے"

اونچا جوڑا ڈھلک کر گردن پر آ چکا تھا جسے کھولتی وہ کمال بے نیازی سے بولی تھی۔۔

آنکھیں اب بھی اس کے تنے چہرے پر تھیں۔ اگر وہ اس کا کزن نہ ہوتا، بد تمیز جنگلی بلا نہ ہوتا تو وہ پکا اس کی لکس پر دل ہار جاتی!

وہ دو قدم اس کی طرف بڑھتا اس کے کان کے قریب جھکا۔

"!! وہ کیا ہے نہ کہ میں اگر زہر لگتا ہوں تو بھی یہ زہر تمہیں ہی پینا ہے"

مسکراتا بھاری لہجہ اس کی خود سر طبیعت پر گراں گزرا تھا۔۔

اب تو مجھے بھی ضد ہونے لگی ہے تم سے۔یونو جب میں چلتی ہوں مردوں کی سانسیں تھمتی ہیں،،جب ہنستی"

"!ہوں دل جلتے ہیں اور جو نظر بھر کر دیکھ لوں تو وہ مر جاتے ہیں ڈیم۔۔۔

انتظار کرو اس وقت کا جب ارشیہ کے قاتل وار بدران "اس کے گال پر انگلی پھیرتی وہ سرسراتے لہجے میں بولی۔

"!!شاہ کے دل کا قرار لوٹیں گے

ایک ادا سے ہنستی وہ اسے ایک فیصلہ لینے پر مجبور کر گئی۔

"!!گڈ مارننگ غزل۔۔"

ہاتھ بلند کر کے زوردار انگڑائی لیتی وہ خود کلامی کرتی مسکرائی۔مہرون کرلی بال پشت پر بکھرے ہوئے تھے

جنہیں جھٹک کر وہ سرمست سی اٹھی۔۔

کمر تک آتی بلیک ڈھیلی شرٹ ٹراؤزر میں ملبوس وہ بستر سے نیچے اتری۔ہری کانچ سی بڑی آنکھیں کھلے

دروازے سے باہر جھانک رہی تھیں۔۔

کچھ سوچ کر وہ مسکرائی، اوپرے لب کے خم پر موجود تل واضح ہوا۔ اس نے موبائل پر سونگ پلے کر کے ساؤنڈ سسٹم سے کنیکٹ کر کے فل والیم پر چھوڑ دیا۔۔

ہاتھ بلند کرتی سر دائیں بائیں ہلاتی وہ دروازہ کے قریب آئی اور لات مار کر دروازہ بند کر دیا۔۔

"!! حسینہ ہوں میں حسینہ"

لبوں کو حرکت دیتی وہ دھیرے دھیرے ڈانس سٹیپس کرنے لگی۔۔

ون۔۔۔ٹو۔۔ تھری۔۔! وہ انگلیاں سامنے کرتی کاؤنٹ کرنے لگی جب جھٹکے سے دروازہ کھلا۔۔"

بل زدہ پیشانی کے ساتھ آنکھوں میں غصہ لئے وہ لب بھینچ کر دروازے کے بیچوں بیچ کھڑا تھا۔ غزل نے کنکھیوں سے حاوز کے سرد تاثرات دیکھے لب دبا کر وہ ڈانس میں مشغول رہی۔۔

وہ لمبے ڈگ لیتا اندر آیا اور موبائل اٹھا کر زور سے زمین پر پٹخا۔۔

"اوپر والا خانہ خالی ہے تمہارا؟"

غصہ ضبط کرتا وہ درشتگی سے بولا۔ سخت زہر لگتی تھی اس چھوٹی لڑکی کی یہ عادت اسے۔ صبح جب وہ سکون سے کسرت کرنے میں مشغول ہوتا تھا وہ یونہی کسی نہ کسی طریقے سے اس کے سکون کا تیا پانچا کر دیتی تھی۔

غزل نے لب دبا کر اس کے کسرتی جسم کو دیکھا سلیولیس شرٹ سینے سے چپکی ہوئی تھی۔۔

"میں نے کیا کر دیا اب؟"

وہ اس کے بلکل سامنے کھڑی ہوتی سر اٹھا کر معصومیت سے بولی۔۔

"!!اپنی حد میں رہا کرو چھوٹی لڑکی میرا ضبط مت آزمایا کرو بچی ہو بچی رہو مجھ سے الجھنے کی ضرورت نہیں ہے"

انگلی اٹھا کر وہ اسے پھر سے جتا گیا تھا لیکن یہ بات وہ سمجھنا نہیں چاہتی تھی۔۔

بچی نہیں ہوں میں، اچھی خاصی جوان باشعور لڑکی ہوں بار بار مجھے چھوٹی لڑکی مت کہا کرو۔ کیا تمہیں نظر"

"نہیں آتا میری آنکھوں میں۔۔۔

حاوز نے اس کی بات مکمل ہونے سے قبل دروازے کی طرف قدم لیے۔۔

مجھ سے دور رہو۔۔ میرے لیے ایک چھوٹی لڑکی ہی ہو میرے محسن کی بیٹی۔ کوئی ایسی حرکت مت کرتا جس"

سے تمھارے باپ کو شرمندہ ہونا پڑے۔ تمارے لیے بہتر یہی ہے کہ یہ خرآفات دل سے نکال دو ورنہ میں

"!!یہاں سے چلا جاؤں گا

مدھم سپاٹ لہجے میں کہتا وہ جا چکا تھا۔ ہرے نین کٹوروں میں پانی بھرنے لگا پیر پٹختی وہ واپس بیڈ پر آ بیٹھی۔۔

"!! وہ سمجھتا کیوں نہیں ہے اچھا لگتا ہے وہ مجھے۔ نہیں پروا مجھے عمر کے اس فرق کی"

بھیگی آواز میں کہتی وہ گھٹنوں میں چہرہ چھپا گئی۔

غصے سے بھرا وہ لان سے گزرتا اندر آیا۔اس کے پیچھے ارشیہ بھی تھی جو اپنی گاڑی میں آئی تھی۔اندر آتے ہی بدر کا کزن پلٹن سے سامنا ہوا وہ لیے دیے انداز میں سلام کر کے ڈرائنگ روم میں چلا گیا جہاں سے مردوں کی آوازیں آ رہی تھیں۔۔

ارشیہ نے اس کی پشت کی دیکھتے آنکھیں گھمائیں دھپ سے وہ رمل زنیشہ وغیرہ کے درمیان بیٹھ گئی۔۔

"بدر کو کیا ہوا؟"

زنیشہ نے سوالیہ نظروں سے دیکھتے پوچھا سامنے قالین پر گفٹس اور کپڑوں کے ڈھیر لگے تھے۔ عرش کو برتھ ڈے پارٹی کی تیاریاں ہو رہی تھیں ساتھ ہی زنیشہ سب کو ان کے گفٹس دے رہی تھی جو وہ دونوں ڈینمارک سے لائے تھے۔

عرشیہ نے کندھے اچکائے۔۔۔

اس کو کوئی نہ کوئی دورہ پڑا ہی رہتا ہے اس کو چھوڑو یہ دیکھو گرلز آج کا "ہاٹ ٹاپک "ایرا ادھر آؤ تمھارے کام "

"!! کی بات ہے

ساتھ ہی اس نے مصروف سی ایرا کو آواز دے کر پاس بلایا۔ رمل اور زنیشہ جھک کر موبائل سکرین کو دیکھ رہی تھیں ایرا بھی صوفے کی پشت سے جھکی ہوئی تھی۔

عرش نے ہاٹ شوٹ کروایا ہے۔ فی میلز تو پاگل ہو گئی ہیں ہر جگہ اسی کے بارے میں بات ہو رہی ہے۔ اور "

"تم۔۔۔

وہ گردن موڑ کر ایرا کو دیکھتی دیدے گھما کر بولی۔۔

اپنے بندے کی خبر رکھا کرو۔ ایک فی میل ماڈل نے لائیو آ کر پرپوز کیا ہے عرش کو"۔۔"

چٹخارا چھوڑ کر وہ واپس سیدھی ہوتی انہیں باقی پکس دکھانے لگی۔ رمل زیادہ بات نہیں کر رہی تھی جبکہ زنیشہ حیران ہو رہی تھی اس کا بھائی ایسا شوٹ بھی کروا سکتا ہے۔۔

باڈی سے اسے ابراھیم یاد آیا جس پر اس کا چہرہ ہلکا گلابی ہوا۔ ایرا آنکھیں سکیڑتی ہوئی ڈرائنگ روم کی جانب بڑھی۔

"ہاں بھئی صاحبزادے منہ پر بارہ کیوں بج رہے ہیں؟؟"

پلیٹ سے سنیکس لیتے ماہ بیر نے اس کے بگڑے زاویے دیکھتے پوچھ ڈالا۔اولاد وہ اس کی تھا لیکن غصہ اس نے یوسف سے لیا تھا۔۔

بدر نے ایک نظر سب پر ڈالی، عرش، حیان، ابراھیم اور ماہ بیر تھے۔اور ھان ماموں نہیں تھے شکر!"بابا ایک "!!دو دن میں ماموں سے بات کریں میری اور ارشیہ کے بارے میں

پیشانی پر بل لیے وہ صوفے پر نیم دراز ہوا تھا۔کوٹ اتار کر پٹخا تھا جس پر حیان نے ابرو اچکائے۔۔

"!!تمہاری حالت تو بیچارے شوہر جیسی ہے"

موبائل پر مصروف عرش نے سر اٹھائے بغیر لقمہ دیا۔بدر نے تپ کر اسے دیکھا۔۔

تم اپنی فکر کرو، بڑے ہاٹ شوٹ کروائے ہیں نواب نے، ابھی ایرا آتی ہو گی تمہیں بیچارہ شوہر بنانے وہ کیا ہے"

"!!نہ تمہاری ایک عدد کزن ہے جس کے پیٹ میں درد ہونے لگا تھا۔وہ اب تک "فساد" برپا کر چکی ہو گی

تنگ کر کہتا وہ ماہبیر کی جانب متوجہ ہوا۔ عرش بڑبڑا کر دوبارہ موبائل پر مصروف ہو گیا البتہ دل میں لطیف سا

!احساس جاگا تھا اس کی جیلسی کا سوچ کر

بدر وہ بڑی ہے تم سے۔۔ کیا واقعی تم ایسا چاہتے ہو؟ کہیں صاحبزادے کو محبت نامی جراثیم تو نہیں لگ"

"گئے؟؟

کندھے پر سکن شال درست کرتا وہ دھیما سا مسکرایا۔ سرمئی آنکھوں کے سنگ دھیما سا مسکراتا وہ آج بھی

بے حد دلکش لگتا تھا۔۔

"!!اس چڑیل سے محبت کسے ہو گی؟اس کی تو کچی مڑوڑنے کا جی چاہتا ہے"

وہ محض دل میں سوچ سکا۔۔

"!!ایسا کچھ نہیں ہے بس پسند ہے وہ مجھے۔آپ جلدی سے میری شادی کروادیں"

بولتے ہوئے اس نے منہ ایسا بنایا کہ ابراھیم اور حیان کی ہنسی چھوٹ گئی۔ماہبیر نے پرسوچ مسکراتی نظروں سے

بدر کو دیکھا جس پر وہ جھنجھلا گیا۔۔

"اب آپ سب ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں مجھے؟"

سرمئی آنکھوں میں کوفت لیے وہ اٹھ بیٹھا۔ابراھیم نے سینے پر ہاتھ باندھتے اسے مخاطب کیا۔۔

"!!مجھے تو کوئی اور معاملہ لگ رہا ہے"

گہری نظریں اصل بات جاننے کا اقرار کر رہی تھیں۔بدر نے نظروں میں اسے وارن کیا۔۔

"!یار تو اب میجر نہ بن جائیں ادھر۔۔!بابا آپ بس بات کریں۔۔"

پہلی بات ابراھیم کو کہہ کر وہ ماہ بیر کو دیکھتا بولا۔

"!!صاحبزادے وہ سیدھی لڑکی نہیں ہے ناکوں چنے چبوائے گی تمہیں تمہارا مقصد دھرا کا دھرا رہ جائے گا"

مزے سے کہتا ماہ بیر قہقہہ لگا گیا۔۔

"!!یہ تو وقت بتائے گا"

اب کہ بدر بھی ہلکا سا مسکرایا کسی بھٹکی سوچ کے آتے اس نے لب دبائے تھے۔اسی اثنا میں ایرا دروازے پر نمودار ہوئی۔۔

"!عرش۔۔روم میں آیئے گا بات کرنی ہے"

تنے لہجے میں کہتی وہ جا چکی تھی۔اس کا جانا تھا کہ ماہ بیر سمیت سب کا قہقہہ ابلا۔حیان تو ہنس ہنس کر دوہرا ہو گیا۔۔

عرش نے تیکھی نظر سب پر ڈالی پھر ازلی اکڑ و انداز میں چلتا باہر نکل گیا۔اسے تو وہ سیٹ کرے گا جا کر،، ساری عزت کا کباڑا کر دیا۔۔۔!

جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوا وہ بے چینی سے ٹہلتی نظر آئی۔نیوی بلیو کیپری شرٹ میں دوپٹہ سینے پر پھیلائے بھورے سلکی بالوں کی اونچی پونی کئے وہ ننھی گڑیا لگ رہی تھی، معصوم چہرہ تفکر لیے ہوئے تھا۔

اسے دیکھتے ہی عرش کا غصہ پل میں اڑن چھو ہو گیا۔وہ اپنی کیفیت پر حیران بھی ہوا اور جھنجھلایا بھی!

وہ کمرے کے وسط میں آیا تو وہ ٹھہری اس پر نظر پڑتے وہ ایک پل کو سب بھول گئی۔نیلی آنکھیں ساکت ہوئی تھیں۔

سیاہ شلوار قمیض میں بازو کہنیوں تک موڑے وہ ہر دن، ہر لمحے سے زیادہ دلکش اور وجیہہ لگ رہا تھا۔بھوری آنکھوں نے نیلی آنکھوں کے چمکتے کانچ کو خود پر ساکت پایا تھا۔

دفعتاوہ سنبھلی،دل کوڈپٹاجوبے قابوساہونے لگا تھا۔

"آپ نے شوٹ کروایاہے؟"

مٹھیاں بھینچتی وہ تیکھے لہجے میں بولی،لہجے سے جلن کی شدید بوآرہی تھی۔۔

عرش پلٹ گیا،دروازہ بند کرکے وہ واپس اس کے مقابل آیا۔۔

"کونساشوٹ؟"

اس کے نازک سراپے پر نظر ڈالتاوہ ایک قدم اس کی طرف بڑھا۔۔

"!!ہاٹ شوٹ"

وہ غصے میں بھری اپنی جگہ کھڑی رہی دل تو کررہا تھااس لڑکی کا سر پھاڑ دے جس نے اس کے بندے کو پرپوز کیا

!تھا۔ہاں۔۔اس کا بندہ تھاوہ اب،،بیوی تھی وہ اس کی

عرش نے درمیانی فاصلہ ختم کرتے اسے دھکیل کر دیوار سے لگایا۔وہ سٹپٹا گئی پھر تنک کر بولی۔۔

آپ یوں مجھے خاموش نہیں کرواسکتے کیاضرورت تھی ایساشوٹ کروانے کی۔لڑکیاں پاگل ہوئی ہیں خیر وہ تو"

"!!ہیں ہی پاگل،گدھی،اللہ کرے اندھی ہوجائیں

نتھنے پھلاتی وہ ٹکا کر بولی تیز تیز بولنے سے سانس پھولنے لگا تھا۔ عرش نے ایک ہاتھ دیوار پر رکھا وہ جھکا تھا۔۔

"!تم پوزیسو ہو رہی ہو"

اس کے کان کے قریب بھاری سرگوشی کر گیا۔ ایرا نے پہلی بار گھبرا کر آنکھیں میچیں پھر ہمت کر کی بولی۔۔

"!نہیں میں غصہ ہو رہی ہوں بس اور ذرا دور ہو کر بات کریں ورنہ میں ماما کو بتاؤں گی"

اس کے سینے پر دونوں ہاتھ رکھ کر دھکیلتی وہ اسے وارن کرتی بولی۔۔

نیلی آنکھوں نے بھوری آنکھوں میں دیکھا تھا۔ وہ مسمرائیز ہوا تھا۔۔ گھنی سیاہ بڑی بڑی پلکوں کی چھاؤں میں جھلکتی نیلی کانچ سی آنکھیں اس کے دل میں کھب سی گئی تھیں۔۔

"تم جیلس ہو رہی ہو؟"

السلام علیکم

جلدی سے ہمارے

Facebook page, TikTok, Instagram, Pinterest

کو لائیک کر دے۔

۔تاکہ ہم آپ کیلئے اور بھی اس طرح کی پی ڈی ایف شئیر کرتے رہے۔۔۔شکریہ۔۔۔

اس کے ایک ایک نقش کو غور سے دیکھتا سینے پر دھرے دونوں ہاتھ اٹھا کر اس کی پشت سے لگا گیا۔۔

"نن۔۔ نہیں آپ شوہر ہیں میرے تو مجھے اچھا تھوڑی لگے گا کہ اور لڑکیاں میرے شوہر پر نظر۔۔"

اس کی گہری بولتی نظروں کو دیکھتی وہ چپ ہوئی تھی دل زوروں سے دھڑکنے لگا تھا۔۔

! وہ ذرا سا مسکرایا تھا۔۔اف۔۔۔! کس قدر پیارا لگتا تھا وہ مسکراتے ہوئے۔۔۔

"!! شوہر کا مطلب سمجھتی ہو؟ بڑا گہرا تعلق ہے"

! درمیانی فاصلہ کم کرتے وہ اس کا چہرہ بلند کر گیا۔ایرا کی آنکھیں پھیلیں یہ کیا ہو گیا تھا اچانک اسے

مجھے نہیں پتہ۔۔آپ۔۔ کیا۔۔ کہہ رہے ہیں، آپ نے کہا تھا' مجھے بھائی کہا تو منہ توڑ دوں گا' اس لیے میں نے"

"!! شوہر کہا

وہ حلق تر کرتی اپنی صفائی میں بولی وہ تو الٹا خود ہی پھنس گئی تھی۔۔

"!! یوں مت کرو۔۔ میرا دل۔۔ بہک رہا ہے"

اس کے معصوم گھبرائے سے چہرے کو دیکھتا وہ خود پر اختیار کھونے لگا تھا۔۔

ایرا کی پیشانی نم ہوئی گھبرائی نظروں سے اس کی بوجھل آنکھوں میں دیکھتے اس نے سوکھے لبوں کو تر کیا اور

یہیں۔۔

!اس کے ضبط کا دامن چھوٹا تھا۔وہ بے اختیار جھکتا اس کی سانسیں روک گیا۔۔

Epi # 20

"حیان۔۔۔یہ کیا کیا تم نے؟؟"

دلہن کے جوڑے میں وہ شاک سی کھڑی تھی۔بند دروازہ کھلنے پر جو چہرہ سامنے آیا تھا اس نے رمل کو کچھ کہنے

لائق نہ چھوڑا تھا۔۔

شاک سے نکلتی وہ بجلی کی سی تیزی سے اس تک پہنچتی اس کا کالر دبوچ کر چلائی۔۔

"تم۔۔نے مجھے اغوا کروایا؟حیان تم نے؟آج نکاح تھا میرا۔حیان۔۔تم نے ایک بار بھی نہیں سوچا؟یہ۔۔کیا

"کر دیا تم نے؟

اس کے سینے پر دونوں ہاتھ مارتی وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ ویران عمارت کے اس ٹوٹے پھوٹے کمرے میں چوڑیوں کی کھنک زور سے گونجی تھی۔۔

!اس کی روتی آواز غم سے پھٹنے لگی تھی سیاہ آنکھوں میں بے یقینی ہی بے یقینی تھی۔۔۔

اچانک اس کی آنکھ کھل گئی۔ دل زوروں سے دھڑک رہا تھا جبکہ پورا جسم پسینے میں شرابور تھا۔۔

خشک لبوں پر زبان پھیرتی وہ اٹھ بیٹھی، سائیڈ ٹیبل پر رکھے جگ سے گلاس میں پانی انڈیل کر وہ ایک سانس میں پی گئی۔۔

"یااللہ یہ کیسا خواب تھا؟"

جھرجھری لیتی وہ بلینکٹ ہٹا کر نیچے اتری۔ سردی محسوس ہوتے اس کا جسم کپکپایا تھا۔۔

"!حیان ناراض ہے مجھ سے شاید اس لیے ایسا خواب آیا ہے، آج بات کروں گی اس سے"

دل میں کہتی وہ فریش ہونے چلی گئی۔

اس کی گاڑی تارکول کی ٹھنڈی سنسان سڑک پر رواں دواں تھی۔ وہ پولیس یونیفارم میں ملبوس آن ڈیوٹی تھا۔۔

اس کے پیچھے دو پولیس موبائل گشت پر نکلی تھیں۔۔۔

علاقے کا چکر لگا کر اب وہ آئی جی کے گھر جا رہا تھا جبکہ باقیوں نے تھانے کا رخ کرنا تھا۔۔

اس کا جبڑا تنا ہوا تھا۔۔ سیاہ آنکھوں میں بلا کی سرد مہری تھی۔۔ کشادہ پیشانی پر گری سیاہ لٹ اسے اپنی جانب متوجہ کرنے کی کوشش میں ہلکان نظر آتی تھی۔۔۔

لیکن اس کا ذہن بس "سی ایم" کی تازہ نشر ہونے والی گفتگو کو سوچ رہا تھا۔۔ اسے 'ڈی آئی جی' سے بات کرنے کی ضرورت تھی۔۔ یہ سب اتنا آسان نہیں تھا۔۔۔!

نور مقدم "کا کیس میڈیا پر بہت ہائی لائیٹ کیا جا رہا تھا۔ پولیس پر بہت پریشر تھا نوجوان نسل اس کے لیے " انصاف مانگنے سڑکوں پر نکل آئی تھی۔۔۔

تیزی سے آتی سوچوں کو جھٹکتا وہ ڈی آئی جی کے گھر کے سامنے رکا۔۔ گارڈ اسے پہچانتا تھا، اس لیے اسے اندر جانے دیا۔ سپاٹ چہرے سے وہ لاؤنج میں بیٹھ گیا جب کچھ دیر بعد وہ لاؤنج میں داخل ہوئے۔۔

گرے تھری پیس میں وہ کہیں جانے کے لیے تیار لگتے تھے۔ان کے سر سے سفید بال جگہ جگہ سے جھانکنے لگے تھے۔ہلکی داڑھی مونچھوں میں سنجیدہ چہرہ لیے وہ اس کے مقابل آ بیٹھے۔۔

حیان کی طرح ان کا چہرہ بھی سپاٹ اور گہری سنجیدگی لیے ہوئے تھا۔۔۔

"!!بولو۔۔مجھے کہیں جانا ہے"

ان کی بھاری آواز لاؤنج میں گونجی تھی۔۔

حیان نے ان کی آنکھوں میں دیکھا۔۔دونوں ہاتھ باہم پھنساتے وہ ٹھنڈے لہجے میں گویا ہوا۔۔

چار لڑکوں نے اس کا ری*پ کیا ہے۔۔رپورٹ کے مطابق اسے پہلے بری طرح تشد**د کا نشانہ بنایا گیا۔"

"وہ معصوم لڑکی ان چار درندوں کا مقابلہ کیسے کر سکتی تھی سر؟؟

اس کے لہجے میں ایسا درد اور ٹھنڈک تھی کہ انہیں اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سرد لہر دوڑتی محسوس ہوئی۔۔مزید اس کے الفاظ سے ان کی آنکھوں میں بے چینی سے نمایاں ہوئی۔۔انہوں نے بے اختیار پہلو بدلا۔۔۔

ان کی درندگی کا نشانہ۔۔نہ بننے کے بعد بھی اس میں سانسیں بچی تھیں۔۔وہ بچ سکتی تھی لیکن انہوں نے اس کا"

"!گلا کا*ٹ دیا۔۔

بولتے ہوئے اس کی آنکھوں میں سرخی آئی تھی۔۔ڈی آئی جی نے پہلو بدلا۔اب کہ وہ خاموش نہ رہ سکے۔۔

"تو تم مجھے کیوں بتا رہے ہو یہ سب ؟"

ان کا دل بے حد بے چین ہونے لگا تھا۔۔

"آپ کی بھی بیٹی ہے سر! آپ کی بیٹی کو اغوا کروایا جا چکا ہے۔یہ آپ بھی اچھی طرح جانتے ہیں کہ ان سب کے پیچھے کون ہے۔۔اب تک جانے کتنی لڑکیاں اس کی درندگی کی بھینٹ چڑھ چکی ہیں!!"

وہ نم آنکھوں سے اسے دیکھے گئے۔۔

"پہلے میں خاموش تھا، لیکن جب اس نے میری بیٹی کو اٹھوالیا، وہ میری زندگی کے بدترلمحات تھے۔تب مجھے ان والدین کا درد محسوس ہوا جن کی بیٹیاں انہیں کبھی واپس نہ مل سکیں۔۔

تم سمجھ رہے ہو نور والے کیس پر بھی میں خاموش بیٹھا ہوں۔۔میں اس پر کام کر رہا ہوں۔۔میں اپنے ہاتھ مضبوط کر رہا ہوں حیان۔۔جو ان دیکھی بیڑیاں میرے ہاتھ میں جکڑی تھیں انھیں کھلوا رہا ہوں۔۔

اپنی بیٹی کو میں باہر بھجوا چکا ہوں۔۔بااثر شخصیات سے ملاقات کر رہا ہوں۔میں خاموش نہیں بیٹھا ہوں حیان!

تم اپنی ڈیوٹی کرو۔۔

جو کرنا پڑے کرو،، تمہیں اجازت ہے کسی کے دباؤ میں آنے کی ضرورت نہیں اب یہ معاملہ کورٹ تک جائے

"!!گا

ان کے مظبوط لہجے پر وہ دھیما سا مسکرایا۔۔ایک بوجھ سا دل سے ہٹتا محسوس ہو رہا تھا۔۔

"!تھینک یو سو مچ سر۔۔!آپ کی سپورٹ میرے لیے بے حد ضروری تھی۔۔"

چمکتی آنکھوں سے انہیں دیکھتا وہ اٹھ کھڑا ہوا۔۔آئی جی نے سر ہلایا"آل دا بیسٹ!!"۔۔

کف لنکس بند کرتے اس نے موبائل کی چمکتی سکرین کو دیکھا جس پر نئے پیغام کا نوٹیفیکیشن چمک رہا تھا۔۔

بلیک ٹیکسیڈو میں نک سک سا تیار وہ ڈیشنگ لگ رہا تھا۔۔

کان میں چمکتا ڈائمنڈ ٹاپس بے حد جچتا تھا اس پر۔۔اپنی تیاری پر تفصیلی نظر ڈالتا وہ ذرا سا مسکرایا۔۔گال میں گڑھا سا پڑا تھا اس کی مسکان بہت دلکش تھی۔۔

وہ اب تک کی تاریخ کا سب سے وجیہہ اور کم عمر 'پرائم منسٹر' تھا۔۔

!اسے قائل کرنا آتا تھا لوگوں کو اپنے لفظوں سے، گہری باتوں سے

آدھا کام تو اس کی مسکان کر جاتی تھی، جب وہ مسکراتا تھا گال میں پڑتا ڈمپل کسی مقناطیس کی طرح مقابل کی نظروں کو اپنی جانب کھینچتا تھا۔۔

دروازہ ناک ہوا تو۔۔

اس کے لب خفیف سے حرکت میں آئے۔۔

آجاؤ یاور!!"۔۔۔ "

اسے اندر آنے کی اجازت دیتا وہ خود پرفیوم چھڑکنے لگا۔ چھن سے کمرے میں دلآویز سی مہک پھیلی تھی،، کمرہ معطر ہوا تھا۔۔

یاور نے میز پر کچھ فائلز رکھیں پھر پیچھے ہٹتا کمر کی پشت پر ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا۔۔

"!! سر گاڑی تیار ہے"

سر جھکائے وہ روبوٹک لہجے میں بولا۔۔ وہ میر حاصل کا خاص آدمی تھا وہ اس پر اعتبار کرتا تھا۔۔

ہمم۔۔میں اکیلا جاؤں گا تم باقی کام سنبھال لینا، میری غیر موجودگی میں کوئی گڑبڑ نہیں ہونی چاہیے !الیاس"

قریشی (سابق وزیر اعلیٰ) آئے تو اسے ٹرخا دینا۔۔سب کے بڑے پر پرزے نکل رہے ہیں انہیں کاٹنے کا انتظام

"!! کرو یاور۔۔۔

فون پر رمل کا میسج دیکھتا وہ سپاٹ لہجے میں بولا۔۔شہد رنگ آنکھوں میں سرد مہری تھی۔۔یاور نے بے چینی

سے اسے دیکھا پھر نظریں جھکا کر بولا۔۔

"!! سر آپ اکیلے نہ جائیں۔۔"

اس کی آواز میں التجا تھی۔۔میر کی پیشانی پر بل پڑے۔۔وہ بھاری قدم لیتا اس کے سامنے آ کھڑا ہوا۔۔

یاور۔۔مجھے مت بتاؤ مجھے کیا کرنا ہے آئندہ ایسی جرات کی تو میں بھول جاؤں گا تم میرے خاص آدمی"

"!ہو۔۔۔

ہاتھ بڑھا کر اس کے کوٹ سے ان دیکھی گرد جھارتا وہ کوٹ جھٹک کر باہر نکل گیا کمرے میں اس کی موجودگی کا

احساس اب بھی باقی تھا۔۔۔

! یاور نے گہری سانس فضا میں چھوڑتے کندھے اچکائے یوں جیسے وہ عادی تھا اس لہجے کا۔۔

مہرون لمبی قمیض چوڑی دار پاجامے میں کاندھوں پر مہرون ہی شال پھیلائے وہ اپر کلاس ہوٹیل میں ریزروڈ ٹیبل پر بیٹھی اس کا انتظار کر رہی تھی۔۔

سیاہ لمبے بال کس کر اونچے جوڑے میں بندھے تھے وہ باہر جاتے وقت کبھی بال نہیں کھولا کرتی تھی اس کے نزدیک یہ سیاہ لمبی زلفیں فتنہ تھیں!۔۔

ایسی زلفوں کے بڑے اسیر ہوا کرتے ہیں وہ نہیں چاہتی تھی وہ کسی کی نگاہوں کو خود سے باندھ لے۔۔

وہ اپنے نام کی ایک، کام کی ایک تھی!۔۔

اس کا نام اس پر جچتا تھا، کام اس پر سجتا تھا۔۔

لیکن وہ اس بات سے بھی باخبر تھی کہ اس کی سادگی بھی لوگوں کو اپنی اوڑھ کھینچتی تھی۔اس کا ڈریسنگ سٹائل، بالوں کو اونچے جوڑے میں باندھنے کا انداز مقبول تھا۔۔

آج یہاں وہ میر سے ملاقات کے لیے آئی تھی وہ اس کا شکریہ ادا کرنا چاہتی تھی سابقہ ملاقاتیں گو خوشگوار نہیں تھیں لیکن اس کا ظرف بڑا تھا جو وہ خود چلی آئی تھی۔۔

!وہ صالح کی بیٹی تھی، کسی عام شخص کی نہیں۔۔۔

سر جھکا کر کلائی میں بندھی گھڑی پر وقت دیکھتی وہ اس کا نمبر ڈائل کرنے لگی۔

بورن وائٹ "کار کو وہ تیزی سے سڑک پر دوڑا رہا تھا تارکول کی صاف ستھری سڑک ہلکی ہلکی نم تھی کچھ دیر"

پہلے بوندا باندی ہوئی تھی جس نے ہوا کو مزید سرد کر دیا تھا۔۔

ٹھنڈی ہوا کے باعث اس کی مغرور سی ناک سرخ پڑ گئی تھی اس کی شہد رنگ آنکھوں میں مسرور سا تاثر تھا۔۔

"!سو فائنلی رمل۔۔وی آر گونا میٹ"

عنابی لبوں کو حرکت دیتا وہ سپیڈ مزید تیز کر گیا۔ سپیڈ بریکر کے آتے اس نے کار کی سپیڈ ہلکی کی جب گاڑی ایک جھٹکے سے ٹریک سے ہٹی۔۔

ٹائیر برسٹ ہوا تھا جس سے خاموش سنسان سڑک پر ٹائروں کے چرچرانے کی آواز دور تک گئی تھی اس نے حواس قائم رکھتے بریک لگائی۔۔

وہ ابھی باہر نکلتا جب اچانک کار دروازہ کھلا اور ماسک سے چہرہ چھپائے ایک اونچا لمبا شخص اس پر جھپٹا۔۔

اس نے چاق * وسے وار کیا تھا میر حاصل نے سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں اس کا ہاتھ پکڑ لیا چاق * و محض سینے سے ایک انچ کے فاصلے پر رکا تھا۔۔

وہ شخص اپنی پوری جان لگاتے اس پر جھکا ہوا تھا میر نے سرخ آنکھوں سے اسے دیکھتے زور سے گھٹنا اس کے پیٹ میں مارا جس سے مقابل کا ہاتھ ہلا اور چاقو میر کے کندھے سے کچھ نیچے گھستا چلا گیا!

اس کا رنگ زرد پڑا تھا۔۔ مقابل نے چاق * و جھٹکے سے نکال کر دوسرا وار کرنا چاہا جب کسی نے اسے گردن سے پکڑ کر باہر کھینچا!!

میر نے کندھے پر رومال رکھتے کار سے باہر دیکھا جہاں یاور اسے بری طرح پیٹ رہا تھا۔۔ اس کا کام تمام کر کے ہاتھ جھاڑتا وہ جھک کر کار میں جھانکنے لگا۔۔

"!! ہیلو سر۔۔۔ ! مائی نیم یاور، نائس ٹو میٹ یو"

اندر بیٹھ کر وہ فرسٹ ایڈ باکس نکالتا وہ اس کی شرٹ کے اوپر والے بٹن کھولنے لگا میر نے سلگ کر اسے دیکھا۔۔ ایک نمبر کا ڈھیٹ انسان تھا وہ۔۔۔!

"میری بیوی نہیں ہو تم سمجھے ؟"

اس کا ہاتھ جھٹک کر وہ خود کندھے سے شرٹ کھسکانے لگا تکلیف سے آنکھوں کے شہد سے کانچ سرخ پڑنے لگے تھے۔۔

یاور نے کندھے اچکائے،، بغیر اثر لئے وہ روئی سے خو*ن صاف کرتا دوا لگا کر پٹی کرنے لگا۔۔ میر نے تپ کر اس ڈھیٹ نسل کو دیکھا جسے اس کے غصے سے کچھ فرق نہیں پڑ رہا تھا۔۔

"!!میں نے کہا تھا میرے ساتھ کوئی نہیں آئے گا"

تند نظروں سے اسے دیکھتا وہ باور کروانے لگا۔۔ کندھے میں اٹھتی تکلیف پر ضبط کئے وہ لب بھینچ گیا۔۔

میں آپ کے ساتھ نہیں تھا سر۔۔ آپ سے پیچھے تھا، آپ کہیں یا نہ کہیں آپ کی حفاظت کرنا میرا فرض" "!تھا

فرسٹ ایڈ باکس بند کرتا وہ ہینڈ سینیٹائیز کرنے لگا۔۔ میر کا چہرہ آہستہ آہستہ نارمل ہونے لگا تھا،، دوا اپنا کام کر رہی تھی۔۔

"اور تمہیں یہ فرض چا* قو لگنے کے بعد یاد آیا؟"

لہجہ تیکھا ہوا تھا یاور نے سکون کی سانس لی، مطلب وہ اب نارمل تھا اس کے نزدیک دنیا میں دو ابنارمل انسان

!! تھے۔ایک رمل اور دوسرا میر

!! دونوں کے ستارے ملنے لگے تھے، گڈ

"!! راستے میں گرل فرینڈ مل گئی تھی۔۔"

بے نیازی سے کہتا وہ باہر نکل آیا مجال ہے جو وہ سیدھی طرح جواب دے۔۔

میر نے کار کی حالت پر لعنت بھیجی، باہر نکل کر اس نے یاور کے ہاتھ سے اس کی کار کی چابی جھپٹی۔۔

"اگر اپنی حکم عدولی پر میں تمہیں ابھی شوٹ کر دوں؟"

گردن دائیں بائیں جھٹکتا وہ ایک انداز سے مسکرایا جانتا تھا جواب کیا ہو گا۔۔

"!! تو میں مر جاؤں گا۔۔"

کندھے اچکا کر کہتا وہ جا چکا تھا،،، میر حاصل نے موبائل پر چمکتا میسج کھولا۔۔

"!! آئندہ کبھی مجھے نظر آئے تو تمہارا منہ توڑ دوں گی۔۔ جا رہی ہوں میں۔۔۔! ایڈیٹ۔۔"

میر نے گردن پر ہاتھ پھیرا۔۔لب دباتا وہ جلدی سے کار میں بیٹھا،،اسے ملنا تھا رمل سے،،وہ روٹھ کر گئی تھی۔۔

وہ کس طرح چین سے رہ سکتا تھا۔۔!لب دبا کر اس نے زندگی میں پہلی بار "سوری" ٹائیپ کیا تھا۔۔

Epi # 21

وہ کب سے الماری میں سر دیے کھڑی تھی سمجھ نہیں آرہا تھا عرش کی برتھ ڈے پارٹی پر کونسا ڈریس پہنے۔۔

لیپ ٹاپ شٹ ڈاؤن کرتے ابراھیم نے ایک نظر اس کی پشت پر ڈالی۔وہ فریش ہو کر تیار بیٹھا تھا بلیو جینز پر گہرا سرخ ٹرٹل نیک سویٹر پہنے جو اس کے کسرتی جسم سے چپکا ہوا تھا۔۔

اس کے مظبوط بازو فرصت سے نمایاں ہوتے جھلک دکھا رہے تھے۔اس سخت سردی میں بھی بازو اس نے کہنیوں تک پیچھے کر رکھے تھے جس سے اس کی مظبوط کلائیاں ظاہر ہو رہی تھیں۔۔

ہلکے گیلے بالوں کو اس نے لاپرواہ انداز میں ہاتھوں سے سلجھا لیا تھا۔۔سلجھے میجر صاحب کا یہ الجھا انداز دل کے کونے میں کہیں نقش سا ہو رہا تھا۔۔

سیاہ آنکھوں نے دوبارہ اسے دیکھا تھا۔کام کے دوران پڑنے والے پیشانی کے بلوں کو اس نے سر جھٹکتے سیدھا کیا تھا۔وہ پوری کوشش کرتا تھا جو سائیڈ باہر کے لوگوں خصوصاً اس کے ماتحتوں نے غصے کی حالت میں یا عموماً دیکھ رکھی تھی وہ گھر والوں کی نظروں سے اوجھل رہے۔۔!

اسے یونہی الجھتا دیکھ کر وہ لیپ ٹاپ کی سکرین فولڈ کرتا اٹھا۔دھیرے سے چلتا وہ اس کے پیچھے دو قدم کے فاصلے پر آ کھڑا ہوا۔۔

"کیا ہوا؟"۔۔۔

اس کی دھیمی آواز پر زنیشہ سرعت سے پلٹی جب اسے بلکل قریب کھڑے پا کر اس کی بادامی آنکھیں پھیلیں۔۔

"!ایک منٹ۔۔"

اس کے سینے پر احتیاط سے انگلی رکھ کر اسے پیچھے کرتی وہ سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگی،،ہاں اب وہ اسے دیکھ پا رہی تھی۔۔!

اور یہ دیکھنا ہی وبال ہوا تھا۔یوں نظروں کی بے خودی، تکتے رہنے کی عادت وبال جان بن جاتی ہے جب وہ 'سکونِ دل' نظروں سے اوجھل ہوتا ہے!

ماتھے پر بکھرے بالوں میں سیاہ گہری آنکھوں میں قیامت خیزیاں لئے سر جھکا کر اسے دیکھتا وہ اسے اس جہاں سے دور کہیں دربار دل میں لے گیا تھا۔۔

!! جہاں صرف دل بولتے ہیں زبانیں ساکت ہوتی ہیں،، الفاظ روٹھ جاتے ہیں خاموشیاں اٹھلاتی ہیں۔۔

لمحوں کے بنتے جال سے خود کو باہر لاتی وہ بے ساختہ کہہ اٹھی۔۔

"کوئی یوں بھی اپنی بیوی کے سامنے آتا ہے کیا؟"

مسکان دباتی وہ واپس سے رخ موڑ کر ہینگ کیے کپڑے ادھر ادھر کرنے لگی۔۔

وہ دھیرے سے مسکرایا دو قدم آگے آتا وہ جھک کر اس کے کاندھے پر ٹھوڑی رکھتا آنکھیں موند گیا۔۔

"گستاخی معاف زوجہ،، بندہ ناچیز خطا جاننا چاہتا ہے!!" بھاری آواز میں سرگوشی کرتا وہ اس کی دھڑکنوں کو منتشر کر گیا۔۔ وہ ساکت کھڑی تھی جب ابراھیم نے ہاتھ آگے لاتے اس کے گرد حصار باندھا تھا۔۔

وہ سختی سے آنکھیں میچتی کانپتے لب دبا گئی۔۔ چند لمحے وہ یونہی آنکھیں موندے کھڑے ایک دوسرے کے لمس کو محسوس کرتے رہے۔۔

"ابراھیم؟"۔۔۔

اس کی کپکپاتی دھیمی آواز پر وہ اسے آزاد کرتا سیدھا ہوا، نرمی سے اسکا رخ اپنی جانب کرتے وہ اس کی پیشانی پر سرد لب رکھتا اسے مسکرانے پر مجبور کر گیا۔۔

شہد رنگ آنکھوں میں اس کا عکس لیے وہ دھیرے سے بولی۔۔

"آج کیا پہنوں مجھے کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہا؟"

اس کی آواز میں بے چارگی تھی وہ اس کے اوپر سے ہاتھ گزار کر ایک ڈریس نکالنے لگا۔ گہرا سرخ ٹشو کا شارٹ پھولا سا فراک اس کے ہاتھ میں تھما کر وہ دور ہٹ کر کھڑا ہوا۔۔

"!!اِن دِس ڈریس یُو لک لائک آ روز"

بھاری گھمبیر لہجے میں کہتا وہ موبائل پر آتی کال اٹینڈ کرنے لگا۔۔ زنیشہ نے شرمگیں مسکراہٹ لبوں پر روکتے اس کی چوڑی پشت کو دیکھا۔۔

دن بدن وہ اسے اچھا لگنے لگا تھا۔۔

!مطلب اس نظر سے۔۔۔

کپڑے سائیڈ پر رکھتی وہ جیولری دیکھنے کے لیے ڈریسنگ ٹیبل تک آئی ابراھیم نے کال بند کر کے اسے مخاطب کیا۔۔

دل۔۔مجھے ایک کام سے جانا ہے،ایک گھنٹے تک آجاؤں گا تب تک تم تیار ہو جاؤ ٹھیک ہے؟ماما اور رمل اگر" پہلے جانا چاہیں تو تم بھی چلی جانا"۔۔

ہموار لہجے میں کہتا وہ جھک کر سائیڈ ٹیبل سے بائیک کی چابی اٹھاتا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔۔

وہ گہری سانس لے کر کپڑے اٹھاتی شاور لینے چلی گئی۔

تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتی وہ لاؤنج سے گزر کر بیرونی دروازے کی جانب جا رہی تھی جب اس خوشنما بنگلے کی پچھلی جانب بنے سویمنگ پول کے کنارے اسے کھڑا دیکھ کر اس کے قدموں کو بریک لگا۔۔

سکائے بلیو سویٹر کی آستین کھینچ کر ہاتھ ڈھانپتی وہ سر اٹھا کر گہرے دھند گراتے آسمان کو دیکھنے لگی سر اٹھانے سے اس کا کے مہرون کرلی بال گھٹنوں سے نیچے تک جاتے لہرائے سے تھے۔۔

ہری آنکھوں نے افسوس سے اسے دیکھا اتنی ٹھنڈ میں ہلکی سی شرٹ ٹراؤزر میں وہ پول کے پاس بے حس بنا کھڑا تھا۔۔ غزل کو وہ ایک ایسی مسٹری لگتا تھا جسے وہ کبھی سمجھ نہیں پائے گی!

اوپرے لب کے خم پر موجود تل پر انگلی پھیرتی وہ کچھ سوچ رہی تھی اچانک اس کی ہری آنکھوں کے کانچ چمکے بغیر چاپ پیدا کیے وہ اس کے پیچھے آ کھڑی ہوئی۔۔

اس نے حاوز کو دھکا دینے کے لیے ہاتھ بڑھائے جب وہ ناک کی سیدھ میں دیکھتا آرام سے ایک طرف ہو گیا۔۔ توازن کھوتی وہ دھڑام سے یخ ٹھنڈے پانی میں گری اس دماغ جیسے سن ہوا تھا۔۔۔

سر باہر نکالتی وہ کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھنے لگی جو ایک نظر اس پر ڈال کر ٹراؤزر کی پاکٹس میں ہاتھ ڈالتا چہرہ پھیر گیا۔۔

اف۔۔۔!!! کس قدر کھڑوس اور بدمزاج تھا وہ، غزل کا تو غصے کے مارے برا حال ہو گیا۔۔ پول کے کنارے آ کر ہاتھ رکھتی وہ اچھل کر باہر نکلی۔۔

ٹھنڈ میں گیلے کپڑوں میں وہ تھر تھر کانپ رہی تھی لیکن مجال جو اس کھڑوس کو ذرا بھی فرق پڑا ہو۔۔

"!!! تم ایک انتہائی بدتمیز انسان ہو"

اس کے کندھے پر ہاتھ مارتی وہ اس کے مقابل آئی حاوز نے نظروں کا رخ بدل لیا جب وہ بولا تو اس کا لہجہ قہر برساتی ٹھنڈ سے بھی زیادہ سرد تھا۔۔

"!!ڈونٹ یو ڈیئر تو ٹچ می لائک دیٹ"

اس کی آواز سرد تھی تو آنکھیں آگ برسا رہی تھیں۔۔! سختی سے لب بھینچتا وہ گہری گھور اندھیرے جیسی آنکھوں سے اسے اس کی حد یاد کرواتا پلٹ گیا۔۔

غزل کا پارہ مزید چڑھا اس کے اندر کی خود سر پٹھانی نے سر اٹھایا۔۔

" !تاسو پہ نالی کی ژرل۔۔۔ "

(!!تم گٹر میں گر جاؤ۔۔۔)

اس کی پشت کو کچا چبا جانے والی نظروں سے دیکھتی وہ دانت پیس کر بولی سخت ٹھنڈ سے اس کے دانت آپس میں بجنے لگے تھے۔۔اس کی نظروں سے دور جاتا وہ رکا پھر بغیر پلٹے بولا۔۔

" تہ ذما پہ محکی "

(!!تم مجھ سے پہلے۔۔۔)

"ٹکا سا جواب دے کر وہ جا چکا تھا۔۔ غزل کا منہ کھل گیا" اسے پشتو کس نے سکھائی؟

کلس کر اس نے اپنی عقل کو دو ہاتھ مارے پاک سپائی تھا وہ دنیا کی جانے کتنی زبانیں جانتا ہو گا وہ، وہ تو نئی تھی

!ابھی۔۔

ایک بار کسی میٹنگ کے دوران کسی سینئر نے اس کے قد کاٹھ اور عمر کو دیکھتے طنز کیا تھا۔۔ "اس لڑکی کو سپائی بنایا

"کس نے؟

جواباً اس نے آنکھیں پٹپٹاتے بلند آواز میں کہا تھا۔۔

"میرے ابے نے بنایا ہے کوئی مسلہ ؟؟"

سر جھٹک کر وہ بڑبڑائی۔۔۔

ورک شہ،،لہ کومی دبری خخہ خانی سرماتوی"۔۔"

(!!بھاڑ میں جائے تم بھی کس پتھر سے سر پھوڑ رہی ہو خانی)

اپنے یہاں آنے پر ہزار لعنت بھیجتی وہ واپس اندر آئی۔۔ اس کا انداز اب سرد سا تھا، چال میں وہی رعب اور

تمکنت تھی جو سپائی غزل خانزادی کا خاصہ تھی۔۔

موبائل پر ایک نمبر ڈائل کر کے کان سے لگاتی وہ سیڑھیاں چڑھتی سرد لہجے میں غرائی تھی۔۔

ابھی کے ابھی ان سب کو خفیہ سیل میں لے کر جاؤ، اب ان سے انفارمیشن میں خود نکلواؤں گی، اور ہاں ایک"

"!! عدد تیزا*ب کی بوتل تیار رکھنا

ناگواری سے سر جھٹکتی وہ یکدم مسکرائی آنکھیں کسی شیرنی کی طرح چمکی تھیں۔۔

"!! تو بابا صاحب سے حسینہ کی ملاقات کا وقت ہوا چاہتا ہے۔۔۔! غزل خانی،، تخلیہ"

! جانے اس کے کتنے رنگ تھے ہر رنگ گہرا تھا۔۔! خو*ن سا گہرا۔۔

کرنل عصام کے آتے ہی وہ فوراً کھڑا ہوا، ہاتھ کنپٹی تک لے جاتے اس نے سلیوٹ کیا! وہ فخر سے اسے دیکھتے

آگے بڑھ کر بغل گیر ہوئے۔۔! یہ میجر ابراھیم کی زندگی کے بہترین لمحات میں سے ایک تھا۔۔

میجر میں تمہاری کارکردگی سے بہت خوش ہوں۔۔۔! تمہیں اس مشن پر بھیجنے کا فیصلہ بلکل درست"

"!! تھا۔۔۔

اس کے مقابل صوفے پر بیٹھتے وہ مسکراتے لہجے میں گویا ہوئے ان کا چہرہ روشن سا تھا اپنی کامیابی پر وہ مسرور تھے۔۔۔!

ابراھیم نے سر کو خم دیا پھر اپنے ازلی مظبوط پر اعتماد انداز میں بولا جس کے لیے وہ جانا جاتا تھا وہ کسی سے نہیں ڈرتا تھا سوائے اپنے پیدا کرنے والے کے!

وہ کرنل عصام سے بھی مرعوب نہیں تھا وہ ان کی عزت کرتا تھا ان کے رتبے کا احترام کرتا تھا۔۔

"!!آئی ایم آنرڈ۔۔۔"

مختصر جواب دے کر وہ خاموش ہوا تھا۔ چند پل ادھر ادھر کی باتیں کرنے کے بعد وہ اصل مدعے پر آئے جس کے لیے انہوں نے اسے اپنی رہائش گاہ پر بلایا تھا۔ بات کرتے درمیان میں فون کال آگئی۔۔

"!!کرنل معذرت کرتے اٹھے !"میجر بہت ضروری کال ہے میں بات کر کے آتا ہوں۔۔

ابراھیم نے بغیر برا منائے ہموار لہجے میں کہا۔۔

شیور سر!"۔۔"

ان کے جانے کے بعد وہ صوفے سے کمر ٹکا کر بیٹھ گیا سر جھکائے وہ سینے پر ہاتھ باندھے فرش پر بچھے قالین کو دیکھ رہا تھا جب کوئی لاؤنج میں داخل ہوا تھا۔۔

ابراھیم نے یونہی سر اٹھایا تھا پھر وہ نظریں نہیں جھکا سکا۔۔

دنیا میں کتنی آوازیں ہوتی ہیں سانس لینے کی آواز،، دل کے دھڑکنے کی آواز،، سرسراتی ہوا کے چھو کر گزر جانے کی آواز،، ساکن لمحات میں گھڑی کی سوئیوں کی ٹک ٹک کی آواز۔۔۔!!

ہر آواز جیسے سماعتوں سے پرے ہو چکی تھی منظر میں بس وہ تھا لاپرواہ انداز میں اندر آتا،، اکتایا سا۔۔۔!

"بابا۔۔۔؟؟"

ابراھیم کے لبوں نے ہلکی سی سرگوشی کی نگاہیں اس کے چہرے سے ہٹنے سے انکاری تھیں یوں لگتا تھا اگر اس نے پلک جھپکی تو منظر بدل جائے گا حقیقت سراب بن جائے گی!

بنا پلکیں جھپکائے وہ اس کے پاس آنے لگا اس وقت وہی چار سالہ ابراھیم بن چکا تھا جو راتوں کو اٹھ کر اپنے بابا کو پکارا کرتا تھا۔۔

حاوز اسے دیکھ کر ایک پل کو ٹھٹھکا یہ چہرہ اس نے دیکھ رہا تھا۔۔ کہاں؟؟

!اچانک ابراھیم اسکے سینے سے لگا تھا بلکل کسی بچے کی طرح۔۔

"بابا کوئی اپنے بچوں کو یوں چھوڑ کر جاتا ہے؟؟"

!اس سے لپٹا وہ بلک رہا تھا زندگی میں پہلی بار وہ لمبا چوڑا مرد رو رہا تھا بلک بلک کر۔۔

!اس کا دل گواہی دے رہا تھا وہ اس کے بابا ہیں، اس کے اور رمل کے بابا۔۔۔

صالح نے اسے خود سے دور کیا اس کی آنکھوں میں شناسائی کی رمق تک نہیں تھی البتہ دماغ الجھ گیا تھا۔۔

"!!میں تمہیں نہیں جانتا۔۔۔"

اس کی سیاہ آنکھوں میں دیکھتا وہ بے نیازی سے آگے بڑھ گیا ابراھیم نے پلٹ کر اس کی پشت کو دیکھا آنکھیں

صاف کرتا وہ تیزی سے باہر نکلا اس کا دماغ تیزی سے کچھ سوچ رہا تھا۔۔

"کرنل عصام کے گھر ان کا ملنا کوئی اتفاق نہیں ہے وہ میرے بابا ہیں! وہ یہاں کیسے ہیں۔۔اصل بات تو میں پتہ

"!لگوا ہی لوں گا۔۔

رمل اور مشی کا خیال آتے وہ مسرور سا کار کا دروازہ کھول کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اس کی آنکھیں بار بار نم

ہو رہی تھیں وہ جلد از جلد گھر پہنچنا چاہتا تھا۔۔

Epi # 22

سرخ ٹشو کے پھولے فراک میں ادھر ادھر ٹہلتی وہ کوئی حور ہی لگ رہی تھی لبوں پر سرخ لپ سٹک لگائے، گالوں پر گلال بکھیرے وہ شہد رنگ غزالی آنکھوں میں انتظار لیے لاؤنج میں ٹہلتی ابراھیم کا انتظار کر رہی تھی۔۔

مزید کوفت اسے ڈریس کی فٹنگ سے ہو رہی تھی جو اسے بلکل فٹ آیا تھا! الجھ کر واپس کمرے میں جانے لگی جب ایئر رنگ کان سے سلپ ہو کر نیچے گرا۔۔

منہ بناتی ایئر رنگ اٹھانے کے لیے جھکی جب چر کی ہلکی سی آواز آئی۔ جلدی سے ایئر رنگ اٹھا کر وہ سیدھی ہوئی۔۔

کمر پر ہاتھ سے ٹٹولتی وہ اندر ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے آئی اس نے دائیں بائیں دیکھا بلکل ٹھیک تھا پھر یہ آواز کہاں سے آئی؟

یونہی اس نے کمر سے بال ہٹا کر ہاتھ گردن سے نیچے پھیرا۔۔ابھی وہ پھٹے حصے تک پہنچ پاتی جب وہ کمرے میں داخل ہوا۔۔

زنیشہ نے پلٹ کر اسے دیکھا اس کی سرخ آنکھوں اور عجیب سے تاثرات دیکھ کر وہ سب بھولتی اس کے پاس آئی۔۔

"کیا ہوا ہے ابراھیم؟آپ۔۔۔۔۔روئے ہیں؟"

اس انکشاف نے زنیشہ ابراھیم کو ساکت کیا تھا۔وہ اس مرد کو کبھی روتے نہیں دیکھ سکتی تھی،،سوچ بھی نہیں سکتی تھی!

ابراھیم نے اس کی آنکھوں میں سرخ آنکھیں گاڑیں،اس کی آنکھیں نم کیوں تھیں یہ تو میجر ابراھیم نہیں تھا!

وہ چند پل یونہی ساکت کھڑا اسے دیکھتا رہا پھر جھٹکے سے اس کے گلے لگا۔۔

جھک کر اس کے گرد سختی سے بازو حائل کرتا چہرہ اس کے بالوں میں چھپائے وہ بلکنے لگا تھا۔۔

زنیشہ کے دل کی دھڑکن سست ہوئی آنسوؤں سے بھیگتی گردن سے اسے گہرا جھٹکا لگا۔۔

!!وہ رو رہا تھا؟وہ کیا کرے؟مرد کو روتے دیکھنا آسان نہیں ہوتا بلکل بھی نہیں

اس کے گرد بازو حائل کرتی اس کا سر تھپکتی وہ خود بھی رونے لگی تھی ایسا چڑیا سا دل تھا۔۔

!!وہ دل جو غیروں کی تکلیف پر بھی تڑپ جائے وہ تو پھر اس کا "سکونِ دل" تھا اس کا اپنا۔۔اس کا ابراھیم

ابراھیم کیا ہوا ہے آپ کو ایسے مت روئیں مجھے درد ہو رہا ہے!!"۔۔"

اسے خود سے الگ کرتی اس کا ہاتھ تھام کر بیڈ پر بٹھاتی خود اس کے پاس چند انچ کے فاصلے پر بیٹھ گئی۔۔

"کیا ہوا ہے مجھے بھی نہیں بتائیں گے؟؟"

نرمی سے اس کے آنسو انگلیوں کی پوروں پر چنتی وہ روہانسی ہوتی بولی دل تو چاہ رہا تھا ابھی پھوٹ پھوٹ کر رو

دے۔۔

وہ فرط مسرت سے لبوں کو زور سے بھینچتا اسے دیکھنے لگا یہ آنکھیں تو صالح کی تھیں لیکن آنسو ابراھیم کے

تھے۔جب وہ بولا تو اس کی آواز دھیمی تھی۔۔

"!!بابا زندہ ہیں،دل"

!اس کے دونوں ہاتھ سختی سے تھامتا وہ اسے پتھر کا کر گیا تھا جیسے اسے لگا اسے سننے میں غلطی ہوئی ہے

"کیا کہا ہے آپ نے؟"

شہد رنگ آنکھوں میں بے انتہا بے یقینی لیے وہ اسے دیکھے گئی عقل اس کی بات کا مفہوم سمجھنے سے انکاری ہوئی۔

"! بابا زندہ ہیں دل، میں انہیں دیکھ کر آرہا ہوں"

اب کہ اس کا لہجہ سنبھلا ہوا تھا۔۔

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے وہ تو۔۔۔"

وہ حیرتوں میں گھری کہہ رہی تھی جب ابراھیم نے اس کی بات کاٹی۔۔

یہی بات تو مجھے اور بھی پرامید کر رہی ہے بابا کی ڈیڈ باڈی کو کسی نے نہیں دیکھا تھا ماما نے بتایا تھا جب انہیں"

ہوسپٹل لے جایا گیا تب ڈاکٹرز نے کہا تھا باڈی بہت بری حالت میں ہے انہوں نے ایک پلاسٹک سے کور کر دیا تھا اور اسی حالت میں انہیں فورا قریبی قبرستان میں لے جایا گیا۔۔۔

دل۔۔یہ کہانی بھی تو ہو سکتی ہے، کور کیا گیا ہے کسی بات کو، میری چھٹی حس کچھ اور کہہ رہی ہے ! میں جب ان

"! ! سے ملا تو میرے دل نے گواہی دی وہ بابا ہیں میرے، میں بہت جلد پتہ لگوالوں گا

اب کہ اس کا لہجہ مظبوط سا تھا زنیشہ کے لبوں پر پل میں مسکراہٹ ابھری، آنکھیں یوں چمکیں تھی کہ ستاروں کی چمک کو مات دیتی محسوس ہو رہی تھیں۔۔

یہ چمک روشنی کی نہیں تھی اس خوشی کے بے پناہ احساس کی تھی جو ان شہد آنکھوں کے کانچ میں جھلملا سا رہا تھا۔۔

اللہ اللہ میرے بابا آ گئے ! ! اف اف میں بتا نہیں سکتی میں کتنی خوش ہوں "۔۔"

کھلکھلا کر کہتی وہ جھٹ سے اس کے سینے سے لگی دو دل خوشی کے ان جذبات کو ایک دوسرے میں مدغم کر رہے تھے !

ابراھیم نے مسکراتے اس کی کمر کے گرد ہاتھ باندھتے اس کے بالوں میں چہرہ چھپایا ! کمر کی جانب سے پھٹے فراک پر اس کا لمس محسوس ہوتے وہ جھٹکے سے اس سے الگ ہوئی۔۔

اس کا چہرہ اب کہ سرخیاں چھلکا رہا تھا اس سب میں وہ اسے تو بھول ہی گئی تھی ! نظریں جھکائے حلق تر کرتی وہ کھڑی ہو گئی وہ سر اٹھائے دوپٹے سے بے نیاز اس کے وجود کو دیکھنے لگا اس کا یوں شرمانا اسے سمجھ نہیں آیا تھا۔

"! ! وہ میری ڈریس پھٹ گئی ہے بیک سے"

وہ ایک نظر اسے دیکھ کر نظر جھکاتی دھیمے لہجے میں بولی۔ ابراھیم نے ابرو اچکائے وہ اٹھ کر اس کے مقابل آیا۔

تو تم چاہتی ہو میجر ابراھیم جس کی دہشت سے ایک زمانہ کانپتا ہے وہ اپنی زوجہ کے لیے سوئی دھاگے سے جنگ"

"کر کے آپ کے لیے رومانوی لمحات قائم کرے؟

جھک کر اس کی آنکھوں میں جھانکتا وہ اتنی دلکشی سے بولا کہ وہ لجا کر رخ موڑ گئی جب یاد آیا تو لب سختی سے کاٹتی بالوں کو پشت پر بکھیر گئی۔۔

اس کی جھجھک کو دیکھ کر مسکان دباتا وہ دراز سے باکس ٹٹول کر اس میں سے نیڈل نکالنے لگا۔۔ سوئی میں دھاگا ڈال کر وہ اس کی پشت پر آ کھڑا ہوا۔۔

"!!آپ کے لیے یہ بھی کر سکتا ہوں"

اسے پہلی بار آپ کہا گیا تھا یہ انداز دل میں کہیں گہرے جذبات کے قلم سے لکھ کر نقش ہوا تھا۔ دھیرے سے شہد رنگ بالوں کو کمر سے ہٹا کر آگے کی طرف ڈالتا وہ کمر پر نظر دوڑانے لگا۔۔

مطلوبہ مقام ملنے پر وہ جھک کر سوئی دھاگے کی مدد سے کپڑے کو پہلی سی حالت میں لانے لگا۔۔ اپنی زندگی کا سب سے انوکھا کام مکمل کر کے اس نے ہاتھ سے دھاگا توڑ کر چہرہ قریب کیا۔۔

اس کی کمر پر شدت سے لب رکھتا وہ اسکی سانسیں منتشر کر گیا۔۔

"چلیں اب یا ارادہ بدل گیا ہے تمہارا؟"

اس کا رخ اپنی جانب کرتا وہ بھاری مسکاتے لہجے میں گویا ہوا تو وہ سٹپٹا کر پیچھے ہٹی۔۔

اس لمحے اسے ابراھیم سے اتنی حیا محسوس ہو رہی تھی مزید اس کی نظریں۔۔اف اف!! وہ کہاں جائے؟

جلدی سے دوپٹہ سنبھالتی وہ باہر بھاگ گئی۔وہ بھی اس کے پیچھے گیا تھا چال کا شاہانہ پن، مزاج کی لطافت سب لوٹ چکا تھا۔

"!!....حیان مجھے تم سے بات کرنی ہے"

اندر سب خوش گپیوں میں مصروف تھے کیک کٹنگ کے بعد جیسے ہی حیان باہر لان میں آیا وہ بھی اس سے بات کرنے کی غرض سے اس کے پیچھے چلی آئی تھی۔۔۔

کیجول سی ٹی شرٹ جینز میں جیکٹ ایک کاندھے پر ڈالے وہ اس کی جانب پشت کیے کھڑا تھا جب وہ اس کے مقابل آئی۔۔

"کب تک یوں ہی ناراض رہنے کا ارادہ ہے؟"

سینے پر ہاتھ باندھتی وہ تیز نظروں سے دیکھتی ہوئی بولی اس کے انداز پر حیان نے ابرو اچکائے پھر کندھے اچکا گیا!

"تمہیں جیسے بڑی پرواہ ہے، میں ناراض رہوں یا نہ کیا فرق پڑتا ہے؟"

عجیب سے لہجے میں کہتا ہے وہ آگے بڑھ گیا وہ اس کی پشت کو گھورتی جلدی سے اگے بڑھی اسے کلائی سے تھام کر روکتی وہ بھی اب کی بار سنجیدہ لہجے میں بولی۔۔

"!کیا ہو گیا ہے حیان یہ اتنی بڑی بات نہیں ہے جس کا تم اتنا بڑا بتنگر بنا رہے ہو"

وہ اسے اس رات کا حوالہ دیتے ہوئے بولی جس پر وہ ایک بار پھر سے تپ اٹھا۔۔

"تم نے مجھے بتانا گوارا تک نہیں کیا اس غیر سے جا کر مدد لے لی کیا میں تمہارے لیے کچھ نہیں کر سکتا تھا؟"

ماتھے پر تیوریاں ڈالے وہ اپنے غصے کو ضبط کرنے لگا اسے سگریٹ کی طلب ہوئی تھی پاکٹ سے سگرٹ اور لائٹر نکال کر وہ اس کے سامنے ہی سلگانے لگا۔۔۔

سر اٹھا کر سگریٹ کا کش لے کر دھواں چھوڑتا وہ اسے دیکھنے لگا جو خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔

میں تمہیں پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی اور رہی بات کرنے یا نہ کرنے کی میں جانتی ہوں تم میری مدد کرنے"

کے لیے کچھ بھی کر جاتے لیکن اس سے تمہاری جاب خطرے میں پڑ سکتی تھی اس لیے میں نے وہی کیا جو ٹھیک

"!تھا

وہ متانت سے اسے سمجھاتی ہوئی بولی۔۔

" !! صحیح "

مختصر جواب دے کر سگریٹ نیچے پھینک کر پیر کے نیچے مسلتا وہ جیکٹ پہن کر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔رمل نے

لب بھینچ کر اس کی پشت کو دیکھا پھر سر جھٹک کر وہ اندر چلی گئی۔

"!! کیا بات ہے بیگم آج کوئی لفٹ ہی نہیں؟ ہم تو کب سے آپ کی ایک نظر کرم کے منتظر ہیں۔۔"

مہمانوں پر ترچھی نظر ڈال کر اورہان اس کے برابر آ کھڑا ہوا ساڑھی میں اینارا کے نازک وجود کو دیکھتا وہ پر

شرارت لہجے میں گویا ہوا۔۔

اس نے سٹپٹا کر سر اٹھاتے تنبیہی نظروں سے اورہان کی نیلی آنکھوں میں دیکھا۔۔

"!! کیا کر رہے ہیں کچھ جگہ اور ماحول کا ہی خیال کر لیں"

اس نے جھٹ سے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالا تو وہ خفت زدہ سی بولی اتنے میں عرش ان کی طرف آتا دکھائی دیا۔۔

اپنی سٹائلش جیکٹ جینز میں ملبوس وہ وہاں سب میں نمایاں اور ڈیشنگ لگ رہا تھا۔۔

ان دونوں کو الگ الگ کھڑا دیکھ کر وہ ان کی جانب چلا یا تھا۔۔۔

"ایوری تھنگ اوکے ؟"

مہمانوں پر ایک طائرانہ نظر ڈال کر وہ ان سے نرمی سے مخاطب ہوا۔۔

اس سے پہلے وہ کچھ کہتی اور ہان جلدی سے بول پڑا۔۔

"!! یس چیمپ ایوری تھنگ رائٹ، اپنی بیوی سے رومانس کرنے کی کوشش کر رہا تھا"

اس کے بے باک لہجے پر وہ اس کا ہاتھ جھٹک کر تن فن کرتی وہاں سے نکل گئی وہ دونوں قہقہہ لگا گئے۔۔

"!! کنٹنیو کریں ماموں"

انہیں آنکھ مار کر وہ باقی کزنز کی جانب چلا آیا۔ رمل، حیان، زنیشہ، ابراھیم، بدر، ارشیہ سب تھے بس وہ نہیں تھی۔۔

اس نے یونہی سر دائیں بائیں گھما کر دیکھا وہ اسے ماہ بیر اور ارشما کے برابر کھڑی کسی سے ملتی نظر آئی۔ سیاہ ریشمی ساڑھی میں جس کے تنگ بازو کلائیوں تک آتے تھے ! سلکی بھورے بال کمر پر کھلے گھٹنوں تک سیدھے گر رہے تھے۔۔ !

وہ اس قدر حسین لگ رہی تھی کہ اس پر سے نظریں ہٹانا عرشمان شاہ کے لیے محال ہوا تھا۔۔

"اہم اہم بھائی آپ کی ہی بیوی ہے چوری چوری کیوں دیکھ رہے ہیں؟؟"

زنیشہ کی نظر جونہی اس پر پڑی اسے یوں محویت سے ایرا کو تکتے دیکھ کر وہ شرارت سے گویا ہوئی۔۔اس کے بولنے پر باقی سب بھی اسے دیکھنے لگے۔۔

"!! ارے ابراھیم کچھ سیکھو اس سے دور دور کھڑے ہو کچھ محبت سے بھی دیکھو"

ارشیہ نے ان دونوں کو آڑے ہاتھوں لیا عرش کے کندھے پر ہاتھ پھیلاتا وہ مسکراتی نظروں سے زنیشہ کو دیکھتا بولا۔

"!! ہمارا دیکھنا کچھ لوگ سہہ نہیں پاتے"

اس کی بات پر وہ شرم سے سرخ پڑی کس طرح اس کے بھائیوں کے سامنے وہ بے دھڑک کہہ رہا تھا۔ایک کام کا بہانہ کر کے وہ وہاں سے کھسک گئی۔۔

"!!حیان نے ابراھیم کو مصنوعی گھوری سے نوازا۔۔"میجر صاحب اس کے بھائی سامنے ہی کھڑے ہیں

ابراھیم نے کندھے اچکائے کالی گہری آنکھیں اب بھی ترچھی ہوتیں اس کو تک رہی تھیں اسے پرواہ نہیں تھی کون اسے دیکھ رہا ہے وہ بیوی تھی اس کی اس کی دیکھنے کا پورا حق تھا اسے۔۔

"!!سالے صاحب اب بیوی ہے وہ میری"

ان کی نوک جھونک یونہی جاری تھی رمل خاموشی سے وہاں سے ہٹ گئی حیان نے ایک نظر اسے دیکھا ضرور تھا۔اب وہاں ارشیہ، حیان، بدر، عرش اور ابراھیم تھے۔۔

"!!یار بہت ان رومانٹک ہو تم دونوں"

پنک کوٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتی وہ لانگ شوز زمین پر مارنے لگی اس کی بات پر بدر نے اسے دیکھا بلیک پینٹ شرٹ میں وہ ہمیشہ کی طرح ہینڈسم لگ رہا تھا۔۔

"!!کوئی بات نہیں تمھارا شوہر رومینٹک ہو گا بہت"

سائیڈ سمائل دیتا وہ اسے تپاتے ہوئے بولا اس کی بات پر ان تینوں نے مسکراہٹ دبائی وہ اس کی بات کا پس منظر سمجھ گئے تھے جبکہ وہ ایک دم سیدھی ہوئی۔۔

"تمہیں کیسے پتہ نجومی ہو کیا؟"

اسے تیکھی نظروں سے دیکھتی وہ ناک سکیڑ کر بولی سخت زہر لگا تھا اس کا یوں بیچ میں بات کرنا۔۔

"!!اونہوں۔۔۔!خود دیکھ لینا۔۔"

کیسا بے پرواہ انداز تھا!ارشیہ نے ان سب کو مسکان دباتے دیکھا تو مشکوک ہوئی۔۔

"کوئی بات چھپا رہے ہو مجھ سے؟"

اس نے توپوں کا رخ حیان کی طرف کیا۔وہ ہاتھ اٹھاتا وہاں سے کھسک گیا البتہ ہنسی امڈ امڈ کر آ رہی تھی کیا ہو گا جب دو بد تمیز طوفان آپس میں ٹکرائیں گے۔۔

ابراھیم بھی زنیشہ کی طرف چلا گیا بچا عرش تو وہ اکسکیوزمی کہہ کر کال اٹینڈ کرنے جا چکا تھا۔وہ منہ کھولے ان سب کو دیکھے گئی پھر تیز نظروں سے بدر کو دیکھنے لگی جس کے رنگ ڈھنگ ہی آج نرالے تھے کچھ تو بدلا تھا اس میں۔۔

"کیا چھپا رہے ہو مجھ سے ؟"

اس کے مقابل آتی وہ آنکھیں سکیڑ گئی وہ بے تاثر چہرے سے اسے دیکھے گیا پھر یکدم اس کے کان کے قریب جھکا۔

"!! تمہاری اکڑ مٹی میں ملنے والی ہے"

بھاری لہجے میں کہتا وہ سرمئی آنکھوں سے اسے سر تا پیر دیکھتا ازلی اکڑ و انداز میں وہاں سے چلا گیا۔ وہ نتھنے پھلاتی اس کی پشت کو کچا چبا جانے والی نظروں سے دیکھنے لگی۔۔

"!! ارشیہ صمید یہی ہے،، میری انا مٹیں ملاؤ گے تو مجھے مٹی پاؤ گے"

وہ عجیب سے جنونی انداز میں خود سے ہم کلام ہوئی تھی۔۔

Epi # 23

دھند اڑاتی فضا میں بھاری قدم اٹھاتا وہ تار کول کی صاف ستھری سڑک پر ناک کی سیدھ میں چلتا جا رہا تھا کان میں لگی ڈیوائس کے زریعے وہ دوسری جانب کسی سے رابطے میں تھا۔

سیاہ جینز میں جیکٹ کی زپ گردن تک بند کئے وہ ٹھنڈ سے سرد پڑتے ہاتھوں کو جیکٹ کی جیب میں ڈال کر آس پاس نظر دوڑاتا جا رہا تھا۔۔

!!! گلے میں لپٹے مفلر کو اس نے ناک تک کھینچا ایسی قہر برساتی ٹھنڈ تھی کہ خدا کی پناہ

سیاہ سرد آنکھوں سے جگہ کا تعین کرتا وہ سڑک سے فٹ پاتھ پر آتا ایک گلی میں داخل ہو گیا۔ بوسیدہ سے مکان کے دروازے کے سامنے رک کر اس نے ناک کیا دروازہ فوری کھل گیا جیسے وہ انتظار میں تھا!

ابراھیم نے ایک لفافہ اس کی طرف بڑھایا۔۔

"دو دن کے لیے ملازم ہٹا رہا ہوں کرنل کے گھر سے، اس کی ماں بیمار ہے اس لیے وہ اپنی جگہ تمہیں یعنی اپنے چچازاد بھائی کو بھیجے گا۔۔۔! مجھے ایک ایک پل کی خبر چاہیے خاص طور پر اس شخص کی۔۔" کہتے ساتھ اس نے صالح کی تصویر اسے دکھائی۔۔

"کام محتاط طریقے سے ہونا چاہیے انڈر سٹیڈ؟"

وہ ازلی حکمیہ مظبوط لہجے میں بولا جس پر مقابل سر ہلا گیا۔۔

"!!یس سر کام ہو جائے گا"

ابراھیم پلٹااور لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔اس کے دل میں آگ سی لگ چکی تھی جو اسے سمجھ آرہا تھا وہ سمجھنا نہیں چاہتا تھا۔۔ بعض اوقات آگاہی عذاب کیوں ہوتی ہے ؟۔۔۔

ماحول میں تناؤ سا در آیا تھا ہائی کورٹ کے جج اور نعیم بیگ نے سٹیج پر بیٹھے پہلو بدلہ تھا ان کے بلکل سامنے کرا**ئم رپورٹرز اور جرنلسٹس ایک قطار میں بیٹھے تھے۔۔۔

!ہمیشہ کی طرح رمل کے نڈر اور بے باک انداز میں کیے گئے سوال نے انہیں مشکل میں ڈال دیا تھا۔۔

سر عوام آپ سے انصاف کی امید کرتی ہے حرا انور، نور مقدم اور اس سے قبل جانے کتنی لڑکیاں !ہم"

!کرا**ئم رپورٹرز روز ہزاروں کی تعداد میں ایسے کیسز دیکھتے ہیں

عقل حیران رہ جاتی ہے کس طرح انسان انسانیت کی سطح سے گر کر درندوں کو بھی مات دینے پر اتر آیا ہے ایسے !ایسے شرمناک واقعات ہمارے سامنے آتے ہیں کہ ہم سوچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں قیامت کیوں ضروری ہے

سر آپ سے انصاف کی امید کرتے ہیں کیونکہ ہمارے لئے آپ کو اس عہدے پر مقرر کیا گیا ہے اگر ان حالات میں انصاف کا ترازو تھامنے والا ہی آنکھیں پھیر لے تو لوگ کہاں جائیں ؟

کس سے مدد مانگیں؟ یا ایک حل ہے اس مسئلے کا، نہروں ندیوں پر مچانیں بنا دینی چاہیں جہاں سے لوگ چھلانگیں

"!!لگا کر مر جائیں۔۔

اس کی آواز تلخ سے تلخ ہوتی گئی جج نے مائیک قریب کیا۔۔

نور مقدم کا کیس، ٹھیک ہے ہم اس پر کام کریں گے لیکن 'سی ایم' کے بیٹے پر جو الزام لگایا جا رہا ہے وہ بھی کچھ "

بہتر بات نہیں پولیس کی تحقیقات جاری ہیں۔۔

آپ سب کی اطلاع کے لیے کیس کورٹ تک جائے گا کیونکہ واقعی اس سب پر قابو پانے کی ضرورت ہے امید

"!!ہے کسی کو مایوسی نہیں ہو گی۔۔۔

ہموار لہجے میں کہتے وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ کیمرہ مین بھی آہستہ آہستہ وہاں سے جانے لگے سب کرا**ئم

!رپورٹرز ایک دوسرے سے اسی موضوع پر بات کر رہے تھے جب نعیم بیگ رمل کے سامنے آ ٹھہرے

!!!رمل جی میں کہہ رہا تھا کہ حالیہ 'پی ایم' پر توجہ دیں، یا ہم سمجھیں کہ آپ نے ان سے ہاتھ ملا لیا ہے چچ چچ"

جب میڈیا پر یہ خبر آئے گی کہ انصاف کی دلدادہ رمل یوسف نے پرائم منسٹر سے ہاتھ ملا لیا ہے اور شاید ان کے درمیان کچھ چل رہا ہے تو آپ کی کریڈیبلٹی پر کتنا اثر پڑے گا سوچا کریں نہ ہم آپ کا بھلا چاہتے ہیں رمل جی آپ بھی ہماری بھلائی کا خیال رکھا کریں"!!!

مکروہ مسکراہٹ چہرے پر سجاتا وہ اسے سر تا پیر دیکھ کر جا چکا تھا رمل نے کندھے اچکائے جیسے کہا ہو میری جوتی کو بھی فرق نہیں پڑتا۔۔۔!!

سیاہ سویٹر کو ٹھیک کرتی وہ بیگ اٹھا کر این جی او سے باہر نکلی اسے محسوس ہوا جیسے کوئی اس پر نظر رکھے ہوئے ہے !اس نے تیز کالی آنکھیں گھمائیں۔۔

سر جھٹکتی وہ پورے اعتماد سے چلنے لگی، گاڑی اس نے ریپئرنگ کے لیے بھیجی تھی اب اس کا ارادہ تھا قریب دس منٹ کے فاصلے پر اس کی دوست کا گھر تھا سو وہ وہیں جا رہی تھی!!!

چلتی چلتی وہ رکی دائیں جانب چہرہ موڑ کر دیکھا تو لکڑی کا چھوٹا سا دروازہ کھلا ہلکا ہلکا سا ہل رہا تھا! اندر بڑا سا لان نظر آ رہا تھا دور دور تک سبزہ تھا پھولوں کی بیلیں خوبصورت انداز میں درختوں سے لپٹی ہوئی تھیں!

اس کی آنکھوں میں ستائش ابھری بے ساختہ اس کے قدم دروازے کی جانب اٹھنے لگے اس کا پہلا قدم اندر پڑا

جب کسی نے اس کا ہاتھ تھام کر اپنی اوڑھ کھینچا۔

!!...رمل نے بغیر اسے دیکھے ایک زوردار پنچ مارا جو اس کے منہ پر لگا وہ دوہرا ہو کر منہ پر ہاتھ رکھ گیا

ابھی وہ دوسرا پنچ مارتی جب میر حاصل نے اس کے دونوں ہاتھ مظبوطی سے پکڑ کر اسے دیوار سے لگا دیا۔رمل

!!!نے اس کا چہرہ دیکھا اسے شاک سا لگا تھا۔۔۔

یکایک اسکی سیاہ غزالی آنکھوں میں غصہ در آیا روشن پیشانی پر بل پڑے تھے۔۔۔

تم؟ہاتھ چھوڑو میرا پھر بتاتی ہوں تمہیں رمل یوسف کے ساتھ ایسی حرکت کرنے کا انجام کیا ہوتا"

"!!ہے۔۔۔

!اپنی کلائیاں چھڑانے کی کوشش کرتی وہ کھا جانے والے لہجے میں بولی بس نہ چل رہا تھا اس کا سر پھاڑ دے۔۔۔

"!!ہر انجام قبول ہے اگر جو آپ روٹھا نہ کریں"

اس کے غصے سے تنے نقوش کو فرصت سے دیکھتا وہ لب دبا گیا مسکراہٹ ذرا ذرا سی گھلنے لگی تھی اس کے وجیہہ

!نقوش میں نتیجتا گال میں ڈمپل ذرا سا جھلک دکھلا گیا جس پر وہ مزید سیخ پا ہوئی

"تمہیں شرم نہیں آتی ملک کے 'پی ایم' ہو کر کیسی حرکتیں کر رہے ہو؟"

اسے جوں کا توں خود پر قابض دیکھ کر وہ خود کو جھٹکتی اس کی مظبوط گرفت سے چھڑوانے لگی جب بولی تو لہجہ آگ اگلتا تھا جبکہ تیکھے نقوش مزید تیکھے دکھنے لگے تھے!

اسے سخت مزاحمت پر اترتے دیکھ کر وہ وہ اس کے دونوں ہاتھوں کو دیوار سے ہٹا کر اس کی کمر سے لگا گیا یوں دونوں میں فاصلہ مزید سمٹ گیا وہ شرمائی لجائی بلکل نہ۔۔۔!

اسے شرم ورم نہیں آتی تھی کیونکہ ایسے موقعوں پر لڑکیوں کی پلکیں لرزنے لگتی ہیں گالوں پر گلال سا بکھر جاتا ہے اسے سخت چڑ لگتی تھی ایسی فضول حرکتوں سے!

ہائے اس کا والا تو یہ آرزو دل میں دبا کر ہی جہانِ فانی سے کوچ کرنے والا ہے!!!

اسے مکمل اپنے حصار میں لے کر وہ سر جھکا تا دھیمے لہجے میں بولا پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو ماحول کو رومانوی بنانے میں برابر ساتھ دے رہی تھی لیکن اس مظبوط لڑکی کے جذبات وہاں چلتی ہوا کی طرح سرد تھے!

"پی ایم کا دل نہیں ہوتا کیا؟ دل بھی وہ جو کسی بد تمیز حسینہ کو دیکھتے ہی بے ایمان ہونے لگتا ہے۔۔۔!!"

اس کی شہد رنگ آنکھوں کے کانچ سیاہ نوکیلے کانچوں سے ٹکرائے سے تھے جو اسے دل میں کہیں اندر کھبتے سے

محسوس ہوئے تھے۔۔

!اللہّ۔۔۔!!! وہ ایسے کیوں دیکھتی تھی پھر قصوروار 'دلِ نادان' کو ٹھہرایا جاتا تھا۔۔۔

میر، میں آخری بار کہہ رہی ہوں مجھے چھوڑو نہیں تو آئندہ میری شکل دیکھنے کے لیے بھی ترسو گے "۔۔"

!وہ سپاٹ لہجے میں بولی وہ جو کہہ رہی تھی کر گزرنے کی ہمت اور طاقت رکھتی تھی

!! جبکہ وہ۔۔۔۔ وہ تو اس لمحے میں مقید ہوا تھا جب اس جان کی دشمن، فتنہ ادا نے اس کا نام پکارا تھا۔۔۔

وہ اسے آزاد کرتا پیچھے ہٹا جب وہ جھٹکے سے دور ہوئی کب کی کھینچا تانی کے نتیجے میں سیاہ چمکیلے بال جوڑا کھلتے ہی

!آبشار کی مانند سیدھ میں گرے تھے

وہ اس کے گہرے الفاظ پر لب سختی سے بھینچے بالوں کو گول مول ڈھیلے جوڑے میں مقید کرنے لگی جبکہ تیز

!آنکھیں اس کے کان میں چمکتے ڈائمنڈ ٹاپس پر اٹکی تھیں

وہ خاموش مگر بولتی نگاہوں سے اسے مسلسل تکے جا رہا تھا سرد ہوا کے باعث سنوارے بال بگڑے انداز میں

ماتھے پر بکھرنے لگے تھے۔۔۔

وہ گہری سانس کھینچ کر آنکھیں سکیڑتی ایک قدم اس کی طرف بڑھی جب وہ بولی تو لہجہ پر سکون تھا۔۔

پہلی بات۔۔۔! میں کسی غیر سے کیوں ناراض ہوں گی؟ دوسری بات۔۔۔! اپنے دل کو سنبھال کر رکھیں "

"!! یہ دل بڑا ذلیل کرواتا ہے،،، تیسری بات۔۔۔!! آٹا کونسا کھاتے ہو؟ کافی سٹرونگ ہو

! وہ ہلکے پھلکے لہجے میں بولی وہ رمل تھی اسے دل توڑنے نہیں آتے تھے۔۔۔

اس کی آخری بات پر وہ دھیرے سے ہنسا گال میں گڑھا سا بنا تھا کتنا وجیہہ لگتا تھا وہ ہنستے ہوئے اس کے دل سے بے ساختہ دعا نکلی۔۔

خدا کرے یہ مسکراہٹ تم سے کبھی نہ روٹھے!"۔۔ "

اپنے دل کی بغاوت پر وہ ساکت سی رہ گئی وہ دھیمے لہجے میں کہنے لگا تھا۔۔۔

محبت کی چاشنی گھولتا ہوں،،اس سے مظبوط بھلا کچھ ہو سکتا ہے؟ جب یہ کسی کو اپنی گرفت میں لے لیتی ہے تو"

" !! پھر کبھی نہیں چھوڑا کرتی چاہے 'دلِ معصوم' پر ہزار قیامتیں گزر جائیں یہ اس سے جدا نہیں ہوتی۔۔۔

لفظوں کا حق ادا کرتا وہ ایک آخری نظر اس پر ڈال کر چلا گیا وہ خاموش سی اس کے الجھے الفاظ کو سلجھے انداز میں ! مفہوم دے رہی تھی۔۔۔

ہاں وہ ناراض تھی اس سے، خفا تھی اس سے کہ وہ نہیں آیا تھا وہ خود بڑھی تھی اس کی طرف،، وہ ہر کسی کے پیچھے نہیں جاتی لیکن اس نے اس سے وضاحت بھی تو طلب نہیں کی تھی کیا پتہ کچھ ایسا ہو گیا ہو جو اسی کی نگاہوں سے پرے ہو!

آج اس کے انداز نے اسے بہت کچھ باور کروا دیا تھا۔۔! وہ اس سب میں نہیں پڑنا چاہتی تھی۔۔۔!

محبتیں روٹھ جاتی ہیں ساتھ چھوٹ جاتے ہیں!

وہ مشی نہیں بننا چاہتی تھی وہ محبت نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔!

دور کہیں محبت مسکرائی تھی اس کی بچکانہ سوچ پر۔۔! محبت بھی بھلا خود کی جاتی ہے؟ یہ تو بس ہو جاتی ہے۔

"حاوز؟ تم جاگ رہے ہو؟"

وہ صبح سے کمرے سے باہر نہیں نکلا تھا غزل کو فکر ہوئی تھی اس کی۔۔ بظاہر وہ اسے تنگ کرتی تھی اسے تپاتی تھی لیکن دل سے اس کا احساس کرتی تھی۔۔

جس حالت میں وہ لایا گیا تھا اسے دیکھ کر غزل کو اس سے ہمدردی سی ہو گئی تھی وہ کم عمر ہونے کے باوجود اس کا خیال رکھتی تھی۔۔

اس سے اتنا فرق پڑا کہ صالح جو کسی سے بات تک نہیں کرتا تھا اس کی کچھ باتوں کا جواب دینے لگا تھا چاہے لہجا کتنا ہی تلخ ہوتا اس کا اندر کچھ بھی محسوس نہیں کرتا تھا۔۔

جذبات جیسے جامد سے ہو گئے تھے یہی تو محبت کی ادا ہے جہاں مشائم ہر پل اس کے لیے تڑپتی تھی وہیں صالح یوسف بھی بے سکون سا رہتا تھا یوں لگتا تھا وہ آدھا ادھورا سا تھا۔۔

کچھ تو وہ کہیں کھو کر آیا تھا لیکن کیا؟ یہ وہ جان نہیں پاتا تھا! غزل کو اس کے الجھے انداز بھانے لگے تھے اسے اچھا لگتا تھا وہ اور بس!

اس نے اپنے دل کو بے اختیار نہیں ہونے دیا تھا، اندر کہیں اسے لگتا تھا کہ وہ کبھی اس کا نہیں ہو سکتا اس لیے اس نے اپنے دل کو بہلا لیا تھا اور ٹھیک کیا تھا زندگی اتنی ارزاں تو نہیں کہ اسے روگِ جاں بنا کر ضائع کر دیا جائے!

اب وہ محض اسے چڑانے کے لیے یہ سب انداز اپنایا کرتی تھی! وہ ناک کر کے اندر آتی اس سے پوچھنے لگی وہ جاگ رہا تھا لیکن اس کی بات کا جواب نہیں دیا۔۔

!وہ اس کے بیڈ کے کنارے پر ٹک گئی چہرہ کچھ سنجیدہ تھا

"!حاوز ایک ضروری بات بتانی تھی"

سیاہ ویران آنکھیں چھت سے ہٹا کر وہ اسے دیکھتا اٹھ بیٹھا،، کسرتی سینے پر ہاتھ باندھتا وہ اس کے بولنے کا منتظر تھا۔۔

"!!! بابا صاحب اور ذاکر فرار ہو گئے ہیں"

اس نے گویا دھماکا کیا تھا وہ جھٹ سے سیدھا ہوا کالی آنکھوں میں طیش نمایاں ہوا۔۔

"ہاؤ از اٹ پوسیبل ؟"

وہ ایجنسی جانے کے ارادے سے اٹھنے لگا جب غزل نے اس کا ہاتھ تھام کر روکا۔۔

بابا نے کہا ہے یہ ہم دونوں سے متعلق نہیں ہے وہ سب اب آرمی کی ذمہ داری ہیں ہمارا کام ختم ہو چکا۔۔۔!"

ہم میجر ابراھیم سے ملے تھے نہ جس نے تم سے فائٹ کی تھی، پچھلے دنوں آیا بھی تھا گھر پر بابا نے بلایا تھا وہی لیڈ کر رہا ہے یہ کیس !میں صرف تمہیں انفارم کرنا چاہتی تھی !وہ پکڑ لیں گے انہیں بہت قابل ہیں"!!

وہ اسے پر سکون کرتی بولی تھی پھر اٹھ کھڑی ہوئی۔۔

!تمہیں کچھ چاہیئے ؟"۔۔۔جاتے جاتے وہ رکی۔۔"

"!!صرف خاموشی"

!مختصراً کہتا وہ واپس لیٹ گیا وہ سر ہلاتی مسکرائی تھی جیسے اسی جواب کی امید تھی

اس کے جانے کے بعد وہ بتی بجھا کر کروٹ کے بل لیٹ گیا۔۔۔!یہ انداز ؟وہ الجھا اس نے نیم اندھیرے میں

بیڈ کی دوسری جانب دیکھا جو خالی تھی !کیا وہاں کبھی کوئی تھا؟یوں لیٹنے پر اس کا دماغ کیوں الجھ رہا تھا۔۔

وہ پھر سے سیدھا ہو کر لیٹ گیا اس کی گہری آنکھیں تاریکی کا سینہ چیرنے کی کوشش میں تھیں جبکہ دماغ۔۔۔

!اسے سوچ رہا تھا

تو جس سے وہ ملا وہ میجر ابراھیم تھا، پہلی ملاقات میں وہ اس سے لڑا تھا دوسری میں اس کے گلے لگا تھا اس کا انداز

!اور الفاظ اسے شدید الجھن زدہ کر رہے تھے

بابا؟کوئی اپنے بچوں کو یوں چھوڑ کر جاتا ہے ؟وہ سر جھٹکتا اٹھ بیٹھا سر میں درد سا ہونے لگا تھا !اسے دیکھنے پر وہ

!چونکا تھا ایسا لگا تھا یہ چہرہ اس نے دیکھ رکھا ہے لیکن جب آئینے میں خود پر نظر پڑی تو چند پل وہ ہل نہ سکا تھا

معمولی سے فرق کے ساتھ وہ ہو بہو اس جیسا تھا۔۔! لیکن خیر دنیا میں اتفاق بھی تو ہوتے ہیں ممکن ہے وہ اس جیسا دکھتا ہو اس سے یہ تو ثابت نہیں ہوتا کہ ان کا کوئی تعلق ہے!

وہ انجان تھا ابھی نہیں جانتا تھا کہ ان میں کس قدر گہرا تعلق ہے یہ خون کی کشش ہی تھی جو اس کے دل کو بے چین کرنے لگی تھی۔ یکایک وہ سر دونوں ہاتھوں میں تھام گیا!

دماغ میں درد کی تیز لہریں سی اٹھنے لگی تھیں! سر جھٹکتا وہ دراز سے وہ ٹیبلٹ نکال کر کھانے لگا جو وہ سر درد ہونے پر کھایا کرتا تھا! اس بات سے بے خبر کہ سارا فساد ہی ان دوائیوں کا تھا!

عرش کہاں تھے صبح سے؟ نہ تمہارے آنے کا پتہ چلتا ہے نہ جانے کا!!"۔۔۔۔۔"

اسے لاؤنج سے گزرتے دیکھ کر ارشما ذرا غصے سے بولی۔ عرش نے رک کر اسے دیکھا جو کچن کے دروازے میں کھڑی تھی وہ سخت خفا لگتی تھی۔۔

اس نے چہرہ گھماتے ماہ بیر کو مدد طلب نظروں سے دیکھا جو میچ دیکھ رہا تھا اس نے اسے نظر انداز کرتے کہا۔۔

مجھے یوں مت دیکھو ٹھیک کہہ رہی ہیں وہ جب مرضی غائب ہو جاتے ہو تمہاری ایک عدد بیوی ہے فیملی ہے"

"!! پتہ نہیں کہاں غائب رہتے ہو

ارشما کی حمایت میں بولتا وہ مزے سے میچ دیکھنے لگا۔ عرش نے ان کے ٹیم بدلنے پر افسوس بھری نظروں سے

انہیں دیکھا پھر ارشما کے پاس آیا۔۔

سوری ماما جان آئندہ ایسا نہیں ہو گا!!"۔۔ "

اس کے ہاتھ تھام کر عقیدت سے لبوں سے لگاتا وہ نرمی سے بولا جتنی محبت وہ اپنی ماں سے کرتا تھا شاید ہی کسی

!اور سے کرتا ہو

اچھا چلو جاؤ کمرے میں ایرا کا بھی خیال کیا کرو بہت اچھی بچی ہے مجھے شکایت کا موقع نہ دینا عرش، اگر مجھے پتہ"

"!! چلا کہ تم اس سے مس بی ہیو کرتے ہو میں بہت ہرٹ ہوں گی

اس کے بال سنوارتی وہ نرمی سے بولی تھی وہ سر ہلاتا پلٹ کر لاؤنج سے گزر کر سیڑھیاں چڑھنے لگا! اس کے جاتے ہی حیان اندر داخل ہوا پولیس یونیفارم میں ملبوس وہ تھکا تھکا سا لگ رہا تھا!

وہ ماہ بیر کے برابر آ بیٹھا بیٹھتے ہی اس نے سر صوفے کی پشت سے لگا کر آنکھیں موند لیں!

"کیوں نواب صاحب زندگی زیادہ تھکاتی ہے یا فرض؟"

ماہ بیر نے پانی کا گلاس اس کی طرف بڑھاتے سرمئی آنکھوں میں سوال لیے پوچھا تھا۔۔

اسے اپنے تینوں بیٹے عزیز تھے لیکن حیان سے اسے خاص انسیت تھی جو کام وہ کر رہا تھا اس سے دلوں میں اس کے لیے احترام اور محبت آپ ہی پیدا ہو جاتی تھی بے ایمانی کے اس دور میں ایسے ایماندار افسر شاذ و نادر ہی پائے جاتے ہیں!

وہ سیدھا ہوتا مسکرایا پھر گھونٹ گھونٹ پانی پینے لگا۔

"زندگی زیادہ تھکاتی ہے بابا۔۔ یہ ہے تو فرض ہے، یہ نہیں تو کچھ نہیں!"

اس کے گہرے الفاظ پر وہ مسکرا کر اسے دیکھنے لگا، کیا کچھ یاد نہیں آنے لگا تھا! ارشما چائے اور کچھ سنیکس لے آئی! انہیں سرو کر کے وہ حیان کے برابر بیٹھی۔۔

وہ ریلیکس ہوتا اس کے کاندھے پر سر رکھتا آنکھیں موند گیا۔۔ وہ محبت سے اس کے گال پر ہاتھ رکھتی اس کا سر

چوم گئی!

"!!میرا بچہ، مجھے تمہاری بہت فکر ہوتی ہے حیان"

گھنی مونچھوں تلے لب ذرا سے مسکراہٹ میں ڈھلے۔۔

!!آپ کی دعائیں میرے ساتھ ہیں بیوٹیفل لیڈی"

سیدھا ہو کر وہ انکے گرد ہاتھ پھیلا کر ساتھ لگا گیا۔ماہ بیر مسکراتی نظروں سے انہیں دیکھ رہا تھا خیال آنے پر وہ

پوچھنے لگا۔۔

"کیس کا کیا بنا؟"

حیان نے نے ان کی جانب دیکھا داڑھی کھجاتا وہ مزے سے کہنے لگا۔۔

رمل نے میرا کام آسان کر دیا ہے پہلے تاریخ نہیں مل رہی تھی اب جج پر پریشر آگیا ہے آج کل میں کورٹ کی"

ڈیٹ مل جائے گی اس بار ان لڑکوں کو ضرور سزا ملے گی!پر اعتماد وکیل بھی کر لیا ہے ہم نے!ثبوت بھی

ہمارے حق میں جاتے ہیں! ایک مسلہ ہے ایرا کو جانا ہو گا کورٹ کچھ دیر کے لیے کیونکہ وہ چشمدید گواہ ہے اس

"!!واقعے کی

وہ لب کاٹتا ماہ بیر کو دیکھنے لگا جو خود بھی سوچ میں پڑ چکا تھا۔۔

"!کوئی زبردستی نہیں ہے اگر وہ مانتی ہے تو ٹھیک ہے"

وہ ارشما اور حیان کو ایک ایک نظر دیکھتا پر سوچ لہجے میں بولا وہ جانتا تھا یہ سب اتنا آسان نہیں ہوتا حق کی راہ میں

!بہت سے کانٹے زخمی کرنے کو آتے ہیں

ارشما بے چین نظر آ رہی تھی وہ چپ نہیں رہ سکی۔۔

"!بیٹا وہ بہت معصوم ہے وہ لوگوں کا سامنا نہیں کر سکتی"

حیان کی آنکھیں چمکیں وہ نفی میں سر ہلاتا اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

جس ایرا سے میں ملا ہوں وہ مظبوط ہے کسی حد تک خطرناک بھی! ماما۔۔جب کوئی شریف شرافت چھوڑتا ہے"

!تو اس سے خطرناک کوئی بھی نہیں ہوتا

حالات انسان کو پہلے سا نہیں رہنے دیتے وہ ایک خطرناک سچوایشن سے گزری ہے اور محفوظ رہی ہے ! آپ اس

"! کے لیے پریشان مت ہوں

انہیں حیرت کے سمندر میں غرق کر کے وہ جا چکا تھا۔۔

اسے آئینے کے سامنے عجیب و غریب حرکتیں کرتے دیکھ کر وہ کمرے کی چوکھٹ پر رک گیا ! اس بے وقوف

لڑکی سے کچھ بعید نہیں تھا۔۔

وہ اس کی آمد سے بے خبر اپنے آپ کو مختلف زاویوں سے دیکھ رہی تھی عنابی چھوٹے سے لب باہر نکالتی وہ نیلی

آنکھیں پٹپٹا کر اپنی بیلی کو دیکھنے لگی۔۔

"! آئی ایم پریگننٹ ! چچ۔۔۔"

اس نے پیار سے ہاتھ بیلی پر رکھا۔۔

"! ! بے بی ڈونٹ وری میں آپ کے پاس ہوں نہ"

! مسکرا کر وہ پیچھے مڑی ہی تھی کہ اسے چوکھٹ میں ایستادہ دیکھ کر اس کی آنکھیں پھیلیں

"آپ کب آئے؟"

جلدی سے دوپٹہ پھیلاتی وہ خوامخواہ بال ٹھیک کرنے لگی جو اس کی لمبی چوٹی سے نکل کر چہرے کے اطراف میں جابجا بکھرے ہوئے تھے!

عرش نے اسے سرتاپیر دیکھا ہلکی گلابی شارٹ فراک کے ساتھ پٹیالہ شلوار پہنے گورے چٹے رنگ میں گلابیاں بکھیرے وہ مومی گڑیا لگ رہی تھی۔۔

رنگ ایسا نکھرا نکھرا تھا کہ ہاتھ لگانے پر ہی میلا ہونے کا خدشہ ہو مزید اس کی بڑی بڑی نیلی آنکھیں اپنے سحر میں اس طرح جکڑتی تھیں کہ ہوش وحواس گم کر دیتی تھیں!

وہ لاپرواہ تھی اپنے بے پناہ حسن سے،،،وہ دھیرے دھیرے سے چلتا اس کے سامنے آکر رکا مہرون لیدر کی جیکٹ کے ساتھ بلیک ٹی شرٹ اور جینز میں اپنی گہری بھوری آنکھوں سے اسے دیکھتا وہ اس کا دل دھڑکا گیا۔۔

"کیا کر رہی تھی تم، ہمم؟؟"

آنکھیں سکیڑتا وہ اس سے اس کے سابقہ عمل کی وضاحت طلب کرنے لگا۔۔

"!! وہ۔۔میں۔۔پریگننٹ۔۔ہوگئی۔۔ہوں"

سر اٹھا کر اسے دیکھتی وہ ٹھہر ٹھہر کر بولی،، عرش نے اسے دیکھ کر دانت پیسے۔۔

"کیا بکواس کر رہی ہو کچھ عقل بھی ہے کیا بولا ہے تم نے؟"

!اس کے کاندھوں کو آہنی گرفت میں جکڑتا وہ غصے سے بولا کیا اول فول بک رہی تھی وہ۔۔

کیا ہے؟ چھوڑیں مجھے،، میں نے ڈرامے میں دیکھا تھا لڑکے نے کس کی تھی اپنی وائف کو پھر اسکی وائف کو"

"!!ووومٹ ہوئی اور پھر وہ پریگننٹ ہو گئی مطلب بے بی آئے گا نہ میں اتنی بھی بچی نہیں ہوں اب اچھا۔۔۔

!اس کی باتوں سے عرش کا صحیح معنوں میں دماغ گھوم گیا۔اس کے ڈرامے تو وہ بند کرواتا ہے

"!!اس سے تمہارے ذہین دماغ نے یہ اخذ کر لیا کہ تم۔۔"

اس نے اپنے آپ کو کچھ سخت کہنے سے روکا۔۔

"!!ہاں تو مجھے بھی ووومٹ ہوئی پھر پیٹ میں درد ہوا نہ"

اس کے بلکل قریب کھڑی وہ اپنی بات پر ڈٹی رہی،، چند لمحے لب بھینچے وہ اسے دیکھے گیا پھر اچانک زور سے ہنس

پڑا۔۔

ایرا منہ کھولے اسے دیکھنے لگی جو لگاتار ہنستا جا رہا تھا ہنستے ہنستے اسکی آنکھوں میں پانی آ گیا تھا۔۔

میرا مذاق اڑا رہے ہیں آپ؟ مجھ سے اب بات بھی نہ کرنا آپ، سونے جا رہی ہوں اپنے بے بی کے "

"!!ساتھ

وہ دانت پیس کر کہتی تن فن کرتی بیڈ کی جانب جانے لگی جب عرش نے اس کا ہاتھ تھاما۔۔

"کس کا بے بی ہے یہ؟"

مسکراتی گہری نظر اس کے وجود پر ڈالتا وہ گھمبیر لہجے میں پوچھنے لگا وہ ناراض نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

"!!آپ کا اور میرا۔۔۔"

گویا احسان کیا گیا تھا۔۔۔

"!بے بی صرف کس کرنے سے نہیں آتے "

اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر قریب کرتا وہ بھاری لہجے میں بولا تھا اس کی قربت اسے بہکانے لگی تھی۔۔

"تو کیسے آتے ہیں؟"

لرزتی پلکیں جھکاتی وہ دھیمی آواز میں بولی دل کی دھڑکن منتشر سی ہونے لگی تھی۔ وہ جھک کر اس کے چہرے کو

قریب سے دیکھنے لگا۔۔

"!! بعد میں بتاؤں گا۔۔۔"

اس کے سر کی پشت پر ہاتھ رکھ کر اس کا چہرہ بلند کرتا وہ اس کے لبوں پر جھکتا اس کی سانسیں پینے لگا۔۔

وہ آنکھیں پوری کھولے اس کے کندھے پر ہاتھ مارنے لگی جو اس پر جھکا پیچھے ہٹنا ہی بھول گیا تھا۔۔اس کا جسم ڈھیلا پڑتا محسوس کر کے وہ پیچھے ہٹا تو وہ لڑکھڑائی۔۔

فوراً سے بیڈ پر بیٹھتی وہ سانس بحال کرتی اسے آنسو بھری آنکھوں سے دیکھنے لگی۔۔

"!! بہت گندے ہیں آپ اب دو بے بی ہو جائیں گے میں کیسے سنبھالوں گی"

منہ بسور کر کہتی وہ اپنی سائیڈ پر جا کر لیٹ گئی آنکھوں پر بازو رکھتی وہ سونے کی اداکاری کرنے لگی اب تو وہ اس سے بات تک نہیں کرنا چاہتی تھی!

عرش نے نگاہیں پھیریں گہری سانس لے کر اپنے جذبات کو لگام ڈالتا وہ سرعت سے باہر نکل گیا اگر وہ چند پل مزید ٹھہرتا تو خود پر سے اختیار کھو بیٹھتا۔

وہاٹ ؟آپ نے سوچا بھی کیسے ؟آئی کانٹ بیلیو ماما۔۔۔!اور بابا آپ بھی ایگری کر رہے ہیں ؟وہ چھوٹا ہے مجھ"

سے یہ بات نظر انداز کر بھی دوں تب بھی۔۔۔

میں ہر گز اس سے شادی نہیں کروں گی اس کی ہمت کیسے ہوئی رشتہ بھیجنے کی میں جان سے مار دوں گی

"!!!اسے

غصے سے بلند آواز میں بولتے اس کی گردن کی رگیں پھول گئی تھیں چہرہ خطرناک حد تک سرخ پڑ چکا تھا۔۔

اس وقت وہ کچھ بھی سوچنے سمجھنے کی حالت میں نہیں تھی۔اینارا نے صبح صبح ہی ایسی بات کر دی تھی جس نے

اس کا دماغ بھک سے اڑا دیا تھا۔۔

وہ بے چارگی سے اورھان کو دیکھنے لگی جس نے فلحال اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا ابھی ارشیہ سے بات کرنا

!! بھینس کے آگے بین بجانے کے مترادف تھا۔۔۔

وہ پانی کا گلاس ایک سانس میں خالی کرتی ہینڈ پرس اٹھا کر نیوی بلیو کوٹ جھٹک کر پہنتی باہر نکل گئی۔۔

تن فن کرتی وہ اس کے آفس میں داخل ہوئی دروازہ زور سے بند کرتی وہ اس کے مقابل آئی جو بلیک ٹرٹل نیک

سویٹر پر بلیک کوٹ پہنے ہوئے تھا۔۔اس کے انداز دیکھتا وہ ابرو اچکا گیا۔۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے لیے رشتہ بھیجنے کی؟"خطرناک تیوروں سے اس کی جانب بڑھتی وہ غرائی"

تھی۔بدر نے اس کے دونوں ہاتھوں کو قابو کرتے اس جنگلی بلی کو دور جھٹکا۔۔

"!اپنی حد میں رہو"

انگلی اٹھاتا وہ درشتگی سے بولا۔۔۔

!! رہی بات ہمت کی تو بہت ہے مجھ میں آزما کر دیکھ لو!!"۔۔۔اب کہ اس کا لہجہ استہزائیہ تھا "

"!!دیکھتے ہیں کس کی ضد جیتتی ہے تم نہ ویسے ایک نمبر کے گھٹیا انسان ہو"

اس کی شکل کے گرد انگلی سے ہالہ بناتی وہ تیکھے آگ اگلتے لہجے میں بولی جس پر بدر کا دماغ گھوما۔۔

"!!تمہاری یہ بکواس تمہیں بہت مہنگی پڑے گی اب میں تمہیں دکھاؤں گا گھٹیا پن ہوتا کیا ہے"

درمیانی فاصلہ ختم کر کے اس کا چہرہ دبوچ کر جھٹکتا وہ اس کے منہ پر داڑھا تھا دونوں کے چہرے لال بھبھوکے

!! ہو رہے تھے کوئی بھی جھکنے کو تیار نہیں تھا

اچانک سے کمرے کی کشیدہ فضا میں موبائل کی رنگ ٹون کی آواز گونجی اسے خطرناک نیلی آنکھوں سے گھورتی

وہ کال پک کرنے لگی۔۔

بدر نے دیکھا شاہان کالنگ لکھا نظر آیا تھا اس نے موبائل سپیکر پر ڈال دیا۔۔وہ خود پر قابو کرتی ہموار لہجے میں

بولی۔۔

"!!!ہیلو،اٹس ارشیہ سپیکنگ"

جوابًا سپیکر سے آواز ابھری۔۔

"ہیلو کوئین ! کین وی میٹ ایٹ ڈنر؟؟"

!!! دلکش لب ولہجہ تھا

"!!منع کرو اسے ابھی اسی وقت "بدر کا پارہ چڑھا۔۔

!وہ دانت پیس کر بولا ارشیہ نے تیکھی مسکراہٹ سے اسے دیکھا،،اب آئے گا مزہ۔۔۔

"!!! یپ شیور ! ملتے ہیں"

کہتے ساتھ اس نے کال کاٹ دی۔۔

"!!میرے باپ بننے کی کوشش مت کرو، میں اپنی مرضی کی آپ مالک ہوں"

وہ پلٹ کر جانے کی نیت سے آگے بڑھی جب بدر نے اسے کہنی سے تھام کر روکا۔۔

"!!تم نہیں جاؤ گی"

" ??who cares " وہ پلٹ کر ابرو اچکا گئی۔۔

ازلی مغرور انداز میں بولتی وہ کہنی چھڑوا کر گلاس ڈور دھکیلتی باہر نکلی۔۔

بدر نے ضبط کھوتے ٹیبل سے ٹائم پیس اٹھا کر پوری قوت سے زمین پر دے مارا۔۔ارشیہ نے پلٹ کر دیکھا۔۔

!!اس کا چہرہ دیکھ کر پہلی بار اسے اس سے خوف محسوس ہوا تھا۔۔

Epi # 24

زندگی کی تار پندرہ ظاہری حجابوں میں لپٹی ہوئی ہے۔پندرہ میں سے پانچ حجاب تو ایسے ہیں جنہیں عام طور پر

لوگ جانتے ہیں مثلاً نبض، آنکھ کی پتلیاں، پیر پنڈلیاں گردن کا لڑھکنا اور جسم کا ٹھنڈا پڑ جانا۔

اب پانچ حجاب اس کے آگے ہیں جن کی پہچان ذرا مشکل ہے خو*ن کا خشک ہو جانا، ریڑھ کی ہڈی سے رابطہ ختم، حواس خمسہ کی معطّلی، اعضائے رئیسہ کی کارکردگی کا رک جانا، حرام مغز کا پھیل کر زہر اور تعفن میں تبدیل ہونا۔۔

باقی پانچ حجابوں کا تعلق عام انسانوں اور پردوں سے براہ راست نہیں یعنی مادیت سے نہیں روحیت اور روحانیت سے ہے!

ان حجابوں کے پیچھے جھانکی لینا ہر کس و ناکس کا کام نہیں میڈیکل سائنس یہاں چھپ سادھ لیتی ہے۔ یہاں ایک دوسرا جہان اور مخصوص لوگوں کا گمان شروع ہوتا ہے۔۔

عام طور پر کسی کی موت کی تصدیق مستند ڈاکٹر حضرات کرتے ہیں جو صرف پہلے پانچ حجابوں کے اندر جھانک کر اپنا فیصلہ سناتے ہیں۔۔

مگر کچھ مخصوص طبیب بھی ہوتے ہیں جو اگلے پانچ حجابوں تک بھی چندہ رسائی رکھتے ہیں اور کہیں مخصوص حالات میں اپنے اس علم سے استفادہ کرتے ہوئے انسانیت کی خدمت کرتے ہیں۔۔

اکثر اموات ادھوری ہوتی ہیں اور ہم کسی حد تک زندہ انسانوں کو دفن کر دیتے ہیں موت کی تصدیق کے لیے پہلے پانچ حجابوں کی گواہی کبھی کبھی ادھوری بھی رہ جاتی ہے۔۔

آپ نے پڑھا سنا ہو گا کہ نہلاتے، کفناتے، دفناتے وقت مردہ اٹھ کر بیٹھ گیا بھوت بھوت کہتے ہوئے لوگ بھاگ اٹھے یا بے ہوش ہو گئے۔۔

اکا دکا ایسا واقعہ سننے کو ملتا رہتا ہے یہ وہی مردے ہوتے ہیں جن کی موت کا اعلان پہلے پانچ حجابوں کی جانچ سے ہوتا ہے۔ معلوم ہوا کہ کامل موت پندرہ پردوں کی تصدیق پر وارد ہوتی ہے۔۔

اکثر یہ بھی سننے میں آتا ہے کہ مردہ مرنے کے بعد اتنے گھنٹے یا دن سنتا بھی ہے، ہر آنے جانے والوں کو پہچانتا بھی ہے، اسے اسودگی یا تکلیف کا احساس بھی رہتا ہے، وہ قبر میں دفن ہونے کے باوجود اپنے گھر میں آتا جاتا رہتا ہے، بیوی بچوں کی مصروفیات پہ نظر رکھتا ہے وغیرہ وغیرہ۔۔

یہ باتیں اسی حجابوں والے قبیل سے تعلق رکھتی ہیں۔ اگرچہ پہلے دس پردوں سے موت کی تصدیق ہو جاتی ہے لیکن پھر بھی یہ امکان موجود ہوتا ہے کہ کامل موت واقع نہ ہوئی ہو۔۔

دس حجابوں کے بعد کے حجابوں کا معاملہ پھر عام ہاتھوں میں نہیں ہوتا۔۔۔۔یہ تو پھر کوئی اور لوگ ہوتے ہیں؟

!!! ماضی۔۔۔۔۔

اس رات بھی کچھ ایسا ہی ہوا تھا۔جنرل ہوسپٹل کے آئی سی یو سے باہر آتے ڈاکٹر جبار عجیب مخمصے میں پھنسے دکھائی دیتے تھے۔۔

جس پیشنٹ کے مرنے کی تصدیق وہ آٹھ منٹ پہلے کر کے آئے تھے وہ زندہ ہو گیا تھا؟اس کی سانسوں کی ڈور جڑ گئی تھی؟یہ بات ان کی محدود عقل میں سما نہیں رہی تھی۔۔

میڈیکل سائنس ایسے کیسز پر چپ سادھ لیتی ہے انسان چاہے کتنی ہی ترقی کر لے اس کی عقل ناقص ہی رہے گی وہ کائنات کے اسرار اور موز کو سمجھنے کی عقل نہیں رکھتا۔۔

اسے ضروری ٹریٹمنٹ دینے کے بعد وہ اپنے روم میں چلے آئے انہیں آج کے عجیب و غریب واقعے پر رپورٹ تیار کرنی تھی۔اس کے گھر والوں کو وہ اس کی موت کی خبر دے چکے تھے اب انہیں اس کی زندگی کی نوید سنانی باقی تھی۔۔

وہ انہی سوچوں میں گم تھے جب کرنل عصام گلاس ڈور دھکیل کر اندر آئے۔ان کے چہرے پر نقاہت کی زردی تھی نقوش کھنچے سے تھے جیسے تکلیف ضبط کر رہے ہوں۔۔

" !جبار۔۔۔پٹی کھل گئی ہے !راستے میں چھوٹا سا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا جس کی وجہ سے بلیڈ نگ ہونے لگی ہے"

ان کے مقابل بیٹھتے وہ تکلیف ضبط کرتے بولے تھے۔ڈاکٹر جبار فورا فرسٹ ایڈ باکس لے کر ان کی دوبارہ پٹی کرنے لگے پین کلر کھلانے کے بعد وہ واپس اپنی جگہ آ بیٹھے۔۔

کرنل عصام نے ان کا کھویا سا انداز سیکنڈز میں محسوس کر لیا تھا سو پوچھ بیٹھے۔۔

"کیا بات ہے کچھ پریشان لگ رہے ہو؟"

کرسی سے ٹیک لگا کر بیٹھتے وہ کھوجتی نظروں سے انہیں دیکھنے لگے،،ڈاکٹر جبار نے سر ہلایا۔۔

ہاں۔۔آج واقعہ ہی کچھ ایسا ہوا ہے، میں نے اب تک کے کریئر میں ایسا کیس کبھی نہیں دیکھا۔ایک پیشنٹ "
! جس کو لانے کے چند سیکنڈ بعد ہی میں اس کی موت کی تصدیق کر چکا تھا وہ اچانک سے زندہ ہو جاتا ہے
آئی مسٹ سے وہ بہت مظبوط اعصاب کا مالک ہے،،ہی از سٹرونگ مین ! شاید اپنوں کے لیے وہ موت کے منہ
" !سے نکل آیا ہے ! میں سمجھ نہیں پا رہا کیا آج کے جدید دور میں بھی یہ سب ہوتا ہے
کرنل خاموشی سے ان کی بات سن رہے تھے۔ایسے کیس پر انھیں کچھ خاص حیرت تو نہیں ہوئی تھی لیکن ذہن
میں ایک ساتھ بہت کچھ چلنے لگا تھا۔۔

"یار میری بات غور سے سنو ! تم نے اس کے گھر والوں کو تو نہیں بتایا کہ وہ زندہ ہے ؟"

ڈاکٹر جبار نے نفی میں سر ہلایا تو وہ اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہنے لگے۔۔

ایسے انسان بہت خاص ہوتے ہیں انھیں یوں ضائع نہیں کرتے،،ہمارے ملک کو مظبوط جوانوں کی ضرورت "
! ہے۔۔ٹھیک ہو کر بھی یہ ایک نارمل زندگی گزارے گا اس سے بہتر یہ ہے کہ وہ اپنے ملک کے لیے جیئے
تم نے کہا تھا کہ تم ہماری دوستی میں کچھ بھی کر سکتے ہو آج وقت ثابت کر دے گا۔میں اسے نیا انسان بناؤں گا
"!اسے خاص ٹریننگ دوں گا اس کے لیے تمھیں میرا ساتھ دینا ہو گا

ڈاکٹر جبار گہری چپ لئے انہیں دیکھ رہے تھے فیصلہ مشکل تھا۔

ہوا وہی جو کرنل چاہتے تھے۔ماہ بیر وغیرہ کو کسی اور کی ڈیڈ باڈی موٹے سے پلاسٹک سے کور کے فوری طور پر دفنانے کا کہا گیا تھا۔۔شدید غم کی حالت وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ انھیں کس طرح دھوکے میں رکھا گیا تھا۔۔

ان کے جانے کے بعد بہت رازداری سے صالح یوسف کو کرنل عصام کے گھر منتقل کر دیا گیا تھا جہاں اس کا ٹریٹمنٹ جاری تھا۔ جسم میں گول *یوں کے زخم بھرنے میں بہت وقت لگنا تھا۔۔

اسی دوران ساتھ ساتھ اسے ایسی دوا دی جاتی رہی جس سے ماضی اس کے ذہن کی سلیٹ سے کامل مٹ جائے۔ کرنل عصام خود غرض ہو گئے تھے۔۔۔!

اس کی خوشیوں پر ملکی مفاد کو ترجیح دی گئی تھی۔دوسری جانب مشائم جیسے زندہ لاش بن گئی تھی اس کی گود میں رکھے سر پر جب معمولی سی جنبش ہوئی تو کس طرح وہ چیخنے لگی تھی۔۔

ماہ بیر نے اور ھان کے ساتھ مل کر فوراً اسے ہسپتال پہنچایا تھا ایک نئی امید سی بندھ گئی تھی لیکن جب ڈاکٹر نے روح فرسا خبر سنائی تو امید کا دیا جلائے روشن ہوتی ان کی آنکھیں ویران ہو گئی تھیں۔۔

وہ بہت روتی تھی اتنا کہ اسے لگتا ایک دن وہ روتی روتی مر جائے گی !اس زندہ لاش میں زندگی کی حرارت تب آئی جب دو ننھے وجود اس کی گود میں ڈالے گئے۔۔

وہ کس طرح ان سے منہ موڑتی ؟وہ اس کے یوسف کی نشانی تھے۔اس نے خود پر جبر کر لیا تھا اپنے بچوں کی !خاطر

وہ ہوش میں ہوتے بھی گم صم سا رہتا تھا۔وہ ننھی لڑکی ہر وقت اس کے گرد منڈلاتی رہتی تھی اپنی شرارتوں سے اسے اپنی جانب مائل کرنے کی کوشش کرتی رہتی۔وہ اس کا بہت خیال رکھتی تھی۔۔

جو اونچا سا مرد آرمی کے یونیفارم میں اس سے ملنے آتا تھا کبھی کبھار اس نے اسے یہی بتایا تھا کہ وہ اسے رات !کے اندھیرے میں فٹ پاتھ پر زخمی حالت میں گرا ملا تھا۔۔

وہ اسے ساتھ لے آیا تھا۔

اس نے بارہا اپنا ماضی یاد کرنے کی کوشش کی لیکن ہر کوشش کے بعد ناکامی کا سامنا تھا۔اس نے خود کو حالات کے مطابق ڈھال لیا تھا۔۔

مکمل صحت یاب ہوتے ہی اس کی ٹریننگ شروع ہو چکی تھی ساتھ تعلیم کا سلسلہ بھی جاری تھا۔رات کے اندھیرے میں قہر برساتی ٹھنڈ میں سرد پتھریلے راستوں پر ننگے پیر پہروں بھاگتا وہ خود بھی پتھر کا ہونے لگا تھا۔۔

سخت ٹریننگ کے اثرات اس کے جسم پر گہری چھاپ چھوڑ گئے تھے۔۔وہ اب تک کا سب سے مظبوط اور کامیاب آفیسر بن چکا تھا اسے صرف خاص مشن پر بھیجا جاتا تھا وہ بہت سے لوگوں سے مخفی تھا۔۔

اس کے جونیئرز بس اسے نام کی حد تک جانتے تھے۔وہ اپنا کام اتنی صفائی سے کرتا تھا کہ کسی کو اس پر زرہ برابر شک نہیں ہوتا تھا۔۔

!!! حال۔۔۔۔۔

شاہ ہاؤس کے لان میں ہلکی ہلکی سنہری دھوپ گھاس پر براجمان دو نفوسوں پر پڑتی انہیں تراوت بخش رہی تھی۔

سبزے اور پھولوں کی بھینی بھینی سی مہک سے مسحور ہوتیں وہ ایک اہم موضوع پر بات کر رہی تھیں۔۔

رمل نے ایرا کی چوٹی بنا کر اس کے بال سامنے سے سنوارے۔ وہ پیار سے اپنی فیورٹ آپی کو دیکھتی نرمی سے

مسکرا دی۔۔

"آپی لوگوں کو ہدایت کیوں نہیں ملتی؟"

نور والا واقعہ یاد آتے اس کی نیلی آنکھوں کے کانچ دھندلائے ضبط کرتی وہ لب کاٹنے لگی۔ رمل نے اس کا ہاتھ

تھام کر تھپتھپایا۔۔

سورج کی جانب پشت کر کے بیٹھتی وہ دھیمے لہجے میں اسے سمجھانے لگی۔۔

"بیٹا ہم کہتے ہیں نہ کہ لوگ اتنا ظلم کیسے کر سکتے ہیں؟ برائی کے راستے پر چلتے انہیں ہدایت کیوں نہیں ملتی؟ ان

کے دل پتھر کیوں ہوتے ہیں؟ آخر انہیں اللہ کی طرف سے ہدایت کیوں نہیں ملتی؟ ہدایت کا تعلق انسان کے 'دل' سے ہوتا ہے۔۔۔! ہم زبانی کلامی ہدایت مانگیں تو وہ نہیں ملا کرتی اس کا تعلق دل کی سچائی اس کے بدلنے

سے ہے ! جب دل بدلتے ہیں تو ہدایت مل جاتی ہے۔۔۔ ! اللہ تعالیٰ کسی ایسے انسان کو ہدایت نہیں دیتے جس کا

"!!! دل ویسا کا ویسا ہو۔ یہ پانے کے لیے دل بدلنا پڑتا ہے،، اللہ اسے خود نہیں بدلا کرتا۔۔۔

اس کے نرمی سے سمجھانے پر وہ مسحور ہوئی تھی۔۔

"! آپ کتنا اچھا بولتی ہیں، آپ بہت سٹرونگ ہیں ! میں آپ کے جیسی بننا چاہتی ہوں۔۔۔"

اس کی سیاہ آنکھوں میں دیکھتی وہ مدھم لہجے میں بولی تھی رمل نے اس کا گال تھپتھپایا۔۔

تمہیں رمل بننے کی ضرورت نہیں ہے بچے ! تم ایرا ہو جو اپنے آپ میں بہت مظبوط لڑکی ہے جس کے دل میں"

انسانیت کا احساس زندہ ہے جو حق کی راہ میں لڑنے کی ہمت رکھتی ہے، جو دلوں میں گھر کرنا جانتی ہے ! تم بہت

"!! معصوم ہو، اللہ تمہیں ہمیشہ اپنے حفظ وامان میں رکھے

ہلکی ہوا کا جھونکا ذرا سا انہیں چھو کر گزرا تھا۔ آسمان پر چمکتے سنہری دائرے کو ان کی حسین گفتگو میں ہوا کی

! مداخلت ناگوار گزری تھی۔ اس نے تیز نرم گرم کرنیں ان پر نچھاور سی کی تھیں

آئینے کے سامنے شرٹ لیس کھڑا وہ کہیں کھویا سا تھا۔ ذہن کے پردے پر ایک تیکھا سا چہرہ نمایاں تھا۔۔

اس کا ہاتھ آپ ہی گردن پر آکر ٹھہرا۔ نظر گردن پر ٹھہری تھی انگلیوں سے چھوتا وہ اس کے کٹیلے لمس کو پھر سے محسوس کرنے لگا۔۔

اس دن جب اس جنگلی بلی نے اس کی گردن پر کاٹا تھا جانے کیسے اس کے جذبات بدل گئے تھے۔ جھکنا اس کی فطرت میں نہیں تھا وہ سیر تھی تو وہ خود سوا سیر۔۔۔! وہ جنگلی بلی تو وہ اسکا باگر بلا۔۔۔!

دونوں ایسی چنگاری تھے جو ذرا سی ہوا دینے پر آگ لگانے پر مائل ہونے لگتی تھی۔ جب دونوں چنگاریاں ملیں گی تو کیسی کیسی آگ لگنے والی ہے!!!

اپنے لمبے چوڑے کسرتی وجود پر بھرپور نظر ڈالتا وہ لب دبا گیا۔

ہر وقت منہ سے پھلجھڑیاں جھڑنے والی اس کی گرفت میں آکر کیسے کیسے رنگ بدلے گی وہ دیکھنے کے لیے بے چین تھا!

لیکن کیا وہ جنگلی بلی اس کے سامنے سرنڈر کر دے گی؟ یہ تو وقت بتائے گا۔۔

بلا کی نشیلی سرمئی آنکھیں اس وقت ایسا تاثر قائم کر رہی تھیں کہ کوئی صنف نازک اگر ان نین کٹوروں میں جھانک لیتی تو خود کو کہیں گہرائیوں میں ڈوبتا محسوس کرتی۔۔

سر جھٹکتا وہ بیڈ پر چت لیٹ گیا۔ سفید نرم سا تکیہ دبوچ کر وہ آنکھیں موند گیا۔

"!!! پیچھے ہٹو ورنہ گاڑی تلے مسل دوں گی، ایڈیٹ۔۔۔ "

غزل نے کھا جانے والی نظروں سے علی کو دیکھا جو اس کا راستہ روکے بیچ سڑک میں کھڑا تھا۔۔

علی نے کان کھجایا ایسی بد تمیز اور تیز لڑکی اس نے اپنی پوری زندگی میں نہیں دیکھی تھی۔۔

"ہاں علی۔۔۔؟ کوئی مسلہ ہے؟"

آواز پر غزل نے آگے ہوتے ونڈو سے باہر دیکھا۔ پولیس یونیفارم میں کسرتی جسم کا مالک روعب دار پرسنالٹی والا وہ اونچا لمبا آفیسر تھا۔ لب بھینچے وہ علی سے مخاطب تھا۔۔

"!! جی سر میڈم نے سگنل توڑا ہے اب حرجانہ بھرنے پر تیار نہیں ہیں الٹا بد تمیزی کر رہی ہیں"

علی کے تپ کر کہنے پر حیان نے ایک نظر اسے دیکھا پھر سپاٹ لہجے میں بولا۔۔

"!! میڈم کو تھانے کی سیر کرواؤ۔۔۔"

ناگواری سے کہتا وہ آگے بڑھ گیا اچھی طرح جانتا تھا وہ ان بگڑی امیر زادیوں کو اور انہیں سیدھا کرنا بھی حیان شاہ خوب جانتا تھا۔۔

اس کی بھاری آواز میں دیے حکم پر غزل کا منہ کھل گیا۔ کھلے مہرون گھنگریالے بالوں کو جلدی سے جوڑے میں مقید کرتی وہ شرٹ کے بازو چڑھا کر تن فن کرتی باہر نکلی۔۔

"او ہیلو انسپیکٹر ایکس وائی زی۔۔۔۔"

تیز نسوانی آواز پر حیان نے پلٹ کر دیکھا وہ اس کے مقابل آ کھڑی ہوئی۔۔

"تم جانتے بھی ہو کون ہوں میں؟"

جیکٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتی ہوں وہ تیکھے لہجے میں بولی۔۔

"!!! نہیں۔۔۔۔"

مختصر جواب دے کر وہ اسے نظر انداز کرتا پلٹ گیا۔۔

میں نے سگنل نہیں توڑا تمہارا یہ بے وقوف سا افیسر مجھے جان جان بوجھ کر روکے ہوئے ہے اسے پیچھے ہٹاؤ"

ورنہ میں اس کے اوپر سے گاڑی گزار دوں گی۔۔

غزل خان زادی ہوں کوئی معمولی لڑکی نہیں جو تمہاری ان فضول دھمکیوں سے ڈر جائے گی۔۔! تھانے آتی جاتی رہتی ہوں میں، کام ہی کچھ ایسا ہے!"

اس کی اخری بات پر حیران نے چونک کر اسے دیکھا کالی گہری انکھیں سکیڑتا وہ اس کی بات کو جانچنے لگا۔۔

"!!اوہ لگتا ہے عادی مجرم ہیں آپ"

تیکھی مسکراہٹ چہرے پر سجائے کالی انکھوں میں تمسخر لیے وہ پیشانی پر گرتی لٹ کو ہاتھ سے پیچھے کرتا اسے آگ لگا گیا۔

"!!تم۔۔۔۔ تمہیں تو میں ابھی بتاتی ہوں"

اس کی بات ابھی پوری نہیں ہوئی تھی کہ وہ اسے نظر انداز کرتا اگلے سٹاپ کی طرف چلا گیا۔ غزل نے تپ کر اس کی پشت کو دیکھا تن فن کرتی ہے وہ گاڑی میں آ بیٹھی۔

اس کھڑوس انسپیکٹر کا چہرہ اسے حفظ ہو گیا تھا۔ یہ ملاقات وہ خوب یاد رکھے گی بھولنے والوں میں سے وہ نہیں تھی!

پھر کیا سوچا تم نے ؟"۔۔۔۔"

نائٹ سوٹ میں ملبوس کافی کا کپ ہاتھ میں تھامے وہ لان میں کھڑی تھی جب اورہان اس کے ساتھ آ کھڑا ہوا۔

اس کے سوال پر ارشیہ نے لب بھینچے۔۔

"!! بابا آپ جانتے ہیں"

اندھیرا آسمان کو گھورتی وہ لب کاٹتی بولی تھی۔اورہان نے سر ہلایا ارشیہ نے چہرہ گھما کر اسے دیکھا تھا۔۔

"!! بابا آئی ایم سوری بٹ آئی کانٹ ڈو۔۔۔"

انکھیں میچ کر گہری سانس لیتی جب وہ بولی تو لہجہ دھیما تھا۔

نہیں بیٹا کوئی بات نہیں میں سمجھتا ہوں تم اب بڑی ہو چکی ہو اپنے ماں باپ سے زیادہ سمجھدار۔۔۔جاب کرتی"

ہو یقیناً تم ہم سے بہتر سمجھ سکتی ہو گی،،

ماں باپ کو سمجھنا چاہیے کہ جب اولاد جوان ہو جاتی ہے تو اس پر اپنی مرضی مسلط نہ کریں آخر انہیں حق ہی کیا

"پہنچتا ہے اپنی اولاد کے لیے فیصلہ کرنے کا۔۔۔!! تم جیسا چاہو گی ویسا ہی ہو گا۔۔۔۔

سنجیدہ لہجے میں کہتا وہ جا چکا تھا ان کے لب و لہجے سے عرشیہ جان چکی تھی کہ وہ ہرٹ ہوئے تھے۔۔

سختی سے لب بھینچتے اس نے کافی کا کپ زور سے زمین پر پھینکا تھا۔۔زمین پر جابجا بکھرے سفید ٹکڑوں کو دیکھتی وہ کسی گہری سوچ میں گم ہوئی تھی۔۔

اس نے لان کی طرف کھلتی کھڑکی سے باہر جھانکا،،دھند گراتے کالے سیاہ آسمان کو دیکھ کر جھرجھری لیتی وہ کھڑکی بند کر کے جلدی سے بیڈ پر آتی بلینکٹ میں گھس گئی۔۔

اس نے افسوس بھری نظروں سے ابراھیم کو دیکھا جو محض ایک ہلکے سے سویٹر ٹراؤزر میں صوفے پر پیر اوپر کیے بیٹھا لیپ ٹاپ پر جھکا کب سے کام میں مصروف تھا۔۔

سرد گرم موسم سے جیسے اسے کوئی واسطہ ہی نہیں تھا۔زنیشہ کو یکایک غصہ آنے لگا وہ آج کل اسے بلکل بھی ٹائم نہیں دے رہا تھا۔۔

روہانسی ہوتی وہ اسے چند لمحے گھورتی رہی وہ پھر بھی متوجہ نہ ہوا تو وہ پھٹ پڑی۔۔

"بیوی میں ہوں آپ کی لیکن ہر وقت اس سے چپکے رہتے ہیں!!"غصے سے بولتی شہد رنگ غزالی آنکھوں میں شکوہ لیے وہ دھپ سے تکیے پر سر رکھتی کروٹ بدل کر لیٹ گئی۔۔

ابراھیم نے چونک کر اسے دیکھا اس کے خالص بیویانہ انداز پر اس نے سیاہ آنکھیں سکیڑیں۔ لیپ ٹاپ بند کر کے وہ اس کے برابر بیڈ پر لیٹ گیا۔۔

بلینکٹ ٹھیک کرتے اس نے اسے پشت سے گلے لگایا تھا۔ وہ اپنی جگہ جم گئی تھی۔ اپنی گردن پر اس کی بھاری گرم سانسیں محسوس کرتی وہ اندازہ کر سکتی تھی کہ وہ اس کے کس قدر قریب ہے۔۔

ابراھیم نے دھیرے سے اس کا رخ اپنی جانب کیا۔ آہستہ سے پلکیں جھپکتا وہ اس کے نقوش کو قریب سے دیکھنے لگا تھا۔۔

سرخ گلال بکھیرے نرم سے گالوں پر سیاہ گھنی کانپتی پلکیں رقصاں تھیں۔ پنکھڑی سے عنابی لب ذرا ذرا سے تھرا رہے تھے۔ وہ بے اختیار ہونے لگا تھا۔۔

اس پر حق رکھتا تھا وہ، سرد ٹھٹھرتی رات میں جذبات کی حدت پھیلنے لگی تھی۔۔

وہ قریب ہوا تھا مزید جس پر وہ مزید سمٹی تھی۔ اس کے چہرے کو قریب کرتا وہ اس کے لبوں پر جھکا تھا۔

نرم گرم لمس لبوں پر محسوس ہوتے ہی اسے کرنٹ سا لگا تھا۔ پٹ سے آنکھیں کھولتی وہ اس کے لبوں پر ہاتھ رکھ گئی۔ منتشر سانسوں کو سنبھالتی وہ اس کی ادھ کھلی آنکھوں میں دیکھتی نظر جھکا گئی۔۔

کیا کمال ادا تھی۔۔۔! حیا سے بوجھل آنکھوں کو اٹھانا تو محال ہوا ہی تھا، پھر جھکانا غضب ڈھا گیا تھا۔ وہ جھٹکے سے اسے سیدھا کرتا اس پر سایہ کر گیا تھا۔۔ وہ حلق تر کرتی خوامخوالب کاٹنے لگی تھی۔۔

کسی کو بہت شکایت ہو رہی تھی میرے لیپ ٹاپ سے چپکنے پر! بندۂ معصوم نے سوچا اپنی بیوی سے چپکا"

" !جائے

اس کے حیا سے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھتا وہ لب دبا گیا۔ وہ لب دبا کر مسکان چھپاتی اس کے سینے پر ہاتھ دھرتی اسے دور دھکیلنے لگی۔۔

"!!! میجر ابراھیم! آپ بہک رہے ہیں"

!! کیا دل کش انداز تھا، وہ کیوں نہ فدا ہوتا اس پر۔۔۔

!! آپ بہکا رہی ہیں"

اس پر جھکتا وہ اس کا گال چوم گیا۔ زنیشہ اسے دور دھکیلتی اٹھ بیٹھی اس کا حال بے حال ہونے کو آ رہا تھا۔۔

اسے بیڈ دھکیلتی وہ اس کے سینے پر سر رکھ گئی۔ اچھا لگ رہا تھا اس کی دھڑکنوں کو سننا جو محض اس کا نام پکارتی تھیں۔

"ابراھیم ؟۔۔۔میں آپ کو پیاری لگتی ہوں اس لیے محبت ہے ؟ یا محبت ہے اس لیے پیاری لگتی ہوں ؟؟"

اس کے سینے پر ٹھوڑی رکھ کر چہرہ بلند کرتی وہ معصوم سوال کر گئی۔۔

آنکھیں اس کا اظہار چاہتی تھیں، ہاں آج وہ اس کا اظہار محبت سننا چاہتی تھی،، خود پر اترانا چاہتی تھی۔۔

اسے مظبوط بازوؤں کے حصار میں لیتا وہ گہری بولتی نظروں سے اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔۔

آنکھیں بولنے لگی تھیں لفظ جھنجھلائے تھے۔وہ موتی بننا چاہتے تھے اس کے لبوں سے جدا ہونے والے

خوبصورت اظہار پر۔۔

"!! تم۔۔۔دلکش لگتی ہو 'دل'،، دلکشی محبت سے ہے اور محبت۔۔۔تم سے"

اسے خود میں بھینچتا وہ آنکھیں موندے دھیما سا کہہ رہا تھا وہ اس کے سینے میں سر چھپائے سرشار سی تھی دل

تتلی کی طرح اڑنے لگا تھا۔۔

اسے چاہا گیا تھا، اب وہ چاہنا چاہتی تھی اسے جو چاہے جانے کے قابل تھا اس کا اپنا میجر ابراھیم، اس کی حیات کا

! ساتھی، اس کا من محرم

Epi # 25

"!سر جی آپ کے لیے پوسٹ آئی ہے۔۔۔"

آواز پر صالح نے سر اٹھا کر دروازے کی سمت دیکھا۔نئے ملازم کو وہاں کھڑے پا کر وہ ہاتھ میں پکڑے کچھ کاغذات صوفے پر پھینکتا اٹھا۔۔

اس کی بل زدہ پیشانی اور کالی سیاہ آنکھوں میں ٹھنڈہ تاثر دیکھ کر ملازم نے حلق تر کیا۔

اس کے پاس آنے پر وہ اسے خاکی لفافہ تھما کر فورا سے باہر نکل گیا۔اب اس کا کام ختم ہوا تھا۔اسے جلد از جلد یہاں سے نکلنا تھا۔

وہ پلٹ کر صوفے پر آ بیٹھا۔لفافہ کھول کر اس نے مستطیل شکل میں تہہ شدہ ایک کاغذ باہر نکالا۔کاغذ کھول کر وہ دیکھتا اس سے پہلے کھڑکی کے آگے پڑا پردہ زور سے پھڑ پھڑایا۔

اس کا دھیان بٹا وہ اٹھا اور کھڑکی بند کر کے واپس آیا۔وہ ایک "ڈی این اے "ٹیسٹ رپورٹ تھی۔اس کی آنکھوں میں تحیر پھیلا۔جوں جوں وہ پڑھتا جا رہا تھا اس کی روشن پیشانی پر شکنوں کا گہرا جال بنتا جا رہا تھا۔۔

اس نے کاغذ الٹ پلٹ کر دیکھا، بھیجنے والے نے کہیں بھی نام نہیں لکھا تھا۔۔

"ابراھیم ازمائی سن؟ہاؤازدس پوسیبل؟" . .

دل میں اسے جھوٹا جانتے اس نے پہلے سے آن لیپ ٹاپ پر کسی کو اس ڈاکومنٹ کی تصویر بھیجی۔۔

مجھے جلد از جلد پتہ کر کے بتاؤ اس میں کتنی سچائی ہے!"ٹائیپ کر کے اس نے زور سے لیپ ٹاپ بند کیا۔" .

مٹھی بھینچتا وہ اٹھ کھڑا ہوا رپورٹ لفافے میں ڈالنے کے لیے وہ ایک قدم ابھی آگے بڑھا جب اس کے پیر

کے نیچے کچھ آیا۔۔

اس نے سر جھکایا وہ ایک چھوٹی سی پرچی تھی۔چار انچ کی ہلکے گلابی رنگ کی جس پر سیاہی سے کچھ لکھا گیا تھا۔۔

" !!! سکونِ دوا زہر ہے،،زہر ہے کھانے میں "

اس کے نیچے چند مزید الفاظ روشن تھے۔۔

صالح یوسف کھو گیا تھا، مشائم عبداللہ شاہ کی محبت میں "۔۔۔ "

وہ سر پکڑے واپس بیٹھ گیا یہ کیا ہو رہا تھا کون بھیج رہا تھا اسے یہ سب ؟ وہ میجر بھی تو عجیب لگا تھا۔۔ لیکن اس کا ذہن اس سب کو ماننے پر تیار نہیں تھا۔۔

لب بھینچتا وہ آنکھیں سکیڑ کر دوبارہ اس پرچی پر کندھا الفاظ پڑھنے لگا۔۔

"سکون دوا زہر ہے۔۔۔۔۔"

وہ دماغ کے گھوڑے دوڑا رہا تھا جب غزل اس کے کمرے میں آئی اس کے ہاتھ میں ایک سفید شیشی تھی۔۔

یہ لو حاوز تمہاری دوائی ختم ہو گئی تھی سونے سے پہلے کھا لینا سکون ملے گا۔ بابا ناراض ہو رہے تھے کہ تم نے "

"!!! کل کیوں نہیں بتایا میڈیسن ختم ہو گئی ہے انہیں فکر ہے تمہاری صحت کی

وہ ہموار لہجے میں کہتی اسے چھوٹی سی گولیوں سے بھری بوتل تھما کر چلی گئی یہ دیکھے بغیر کہ اس کے چہرے کا رنگ اڑا تھا۔ یہ انکشافات کا وقت تھا، کیسا انکشاف ہوا تھا۔۔

ساکت نگاہوں کو حرکت دے کر اس نے ہاتھ میں موجود بوتل پر نگاہ ڈالی۔۔ غزل کے الفاظ اس کے ذہن پر ہتھوڑے کی طرح برس رہے تھے۔۔۔

!!دوائی ختم ہو گئی تھی کھا لینا سکون ملے گا"۔۔۔ سکونِ دوا زہر ہے۔۔۔۔ "

الفاظ آپس میں گڈ مڈ سے ہو رہے تھے اس نے سر جھٹکا، اسے اس ملازم سے ملنا تھا جس نے اس تک یہ لفافہ پہنچایا تھا۔۔

وہ ڈرار کھول کر انویلپ اس میں پھینکتا باہر آیا۔اس کا رخ کچن کی جانب تھا بے دیہانی میں اس کی آنکھوں نے جو منظر دیکھا اس نے صالح یوسف کا دماغ بھک سے اڑا دیا۔۔

میڈ اس کے کھانے میں کوئی سفوف ملا رہی تھی۔وہ جلدی جلدی ہاتھ چلاتی اپنا کام کر کے سیدھی ہوئی جب اسے چوکھٹ میں کھڑا پا کر اس کا رنگ اڑا۔۔

"سر آپ یہاں؟ میں بس کھانا لا ہی رہی تھی۔۔۔"

وہ اس کی طرف دیکھ تو رہا تھا لیکن ذہن پیچھے کہیں ان الفاظ میں چھوڑ آیا تھا۔۔

"!!!زہر ہے کھانے میں۔۔۔"

!کون تھا جو اس کے بارے میں سب کچھ جانتا تھا وہ بھی جو اس کے علم میں بھی نہیں تھا۔۔

میڈ نے دوبارہ اسے بلایا تو وہ چونکا۔۔

"ایک نیا سرونٹ آیا تھا کچھ دن پہلے۔۔وہ کہاں ہے؟"

اب کہ وہ نارمل انداز میں بولا جس پر اس کی اٹکی سانس بحال ہوئی۔۔

وہ تو آج چلا گیا واپس!! شاید کوئی ایمرجنسی ہو گئی تھی!!" ہاتھ میں پکڑا پیکٹ مٹھی میں بھینچتی وہ بظاہر"

پروفیشنل انداز میں اس سے مخاطب ہو رہی تھی جب کہ اندر سے دل ڈر رہا تھا۔۔

"ہمم اوکے! کچھ دیر تک کھانا بھیج دینا۔۔۔"

اسے حکم دے کر سپاٹ نظر اس پر ڈالتا وہ لمبے ڈگ بھرتا کمرے میں آیا۔۔دروازہ بند کر کے اس نے دوبارہ وہ

گلابی پرچی کھولی۔۔

"!! سکون دوا زہر ہے،، زہر ہے کھانے میں۔۔"

وہ شخص جو اسے کہنا چاہ رہا تھا وہ اس تک پہنچ چکا تھا۔اس کے ذہن میں جھکڑ سے چلنے لگے تھے! اس نے دوا کی

! بوتل دیکھی۔آج سے وہ یہ دوائی نہیں کھائے گا اور نہ اس گھر کا بنا کھانا۔۔۔

اس کے ذہن میں شک چوکڑیاں مارے پوری شان سے بیٹھ چکا تھا۔غصے سے اس کی گردن اور پیشانی پر پھولی

! رگیں نمایاں ہونے لگی تھیں۔غیر ارادی طور پر اس کی نظر اگلی سطر پر پڑی

"!! صالح یوسف کھو گیا تھا مشائم عبداللہ شاہ کی محبت میں"

یہ نام۔۔۔؟ یہ نام اس نے سن رکھا تھا وہ جانتا تھا۔۔

عبداللہ شاہ۔۔۔؟ شاہ خاندان۔۔۔؟ مشائم عبداللہ شاہ۔۔۔! یوسف۔۔۔!! آخر اس کی بس ہوئی تھی۔ اس"

کے سر میں شدید درد ہونے لگا تھا۔۔

اس کا دل بے اختیار چاہا وہ دوائی کھالے پھر اس نے سر جھٹکا۔۔ سکونِ دوا زہر ہے!! زور سے سر جھٹکتا وہ بیڈ پر

چت لیٹ گیا۔۔

چند دن گزر چکے تھے! وہ زیادہ تر باہر رہتا وہیں کسی ہوٹل یا ریسٹرانٹ سے کھانا کھالیتا تھا۔ البتہ جو کھانا میڈ بناتی

تھی اس کے لیے وہ غیر محسوس انداز میں ضائع کر دیتا تھا۔۔

کمرے میں گھپ اندھیرا تھا۔ بیچوں بیچ پڑے بیڈ کے وسط میں وہ چت لیٹا تھا۔ وہ نیند میں لگتا تھا اس کی پیشانی

پسینے سے تر تھی۔۔

وہ بار بار کسمسا رہا تھا۔۔ دھیما چلتا سانس تیز ہونے لگا تھا۔ یکا یک اس کا پورا جسم پسینے میں شرابور ہوا تھا۔ اس نے پٹ سے آنکھیں کھولیں۔۔۔!

سیاہ آنکھیوں میں لال ڈورے نمایاں تھے۔۔ وہ جلدی سے اٹھ بیٹھا اس نے ارد گرد نگاہ دوڑائی یوں جیسے پہلی بار وہ یہ منظر دیکھ رہا تھا پہلے جو دیکھتا رہا وہ خواب تھا،، سراب تھا۔۔۔!

اس کی آنکھ سے ایک آنسو گرا تھا۔۔ شفاف موتی گال کا سفر طے کر کے داڑھی میں جذب ہوا تھا۔۔

آگاہی عذاب کیوں ہوتی ہے ؟؟

شاہوں کے بنگلے کے سامنے مردوں، جوانوں بچوں کا ہجوم لگا تھا۔ ایک طرف تین چار اول جلول حلیے والے ڈھول پیٹ رہے تھے جس کی آواز اتنی بلند تھی کہ کسی کو دوسرے کی بات نہ سجھائی دیتی تھی۔۔

رنگ برنگی بتیوں سے سجے بنگلے سے ماہ بیر باہر آیا اسی دوران ہجوم کا سینا چیرتے وہ سب بھائیوں اور کزنز کے نرغے میں چلتا ہوا آ رہا تھا۔۔

سیاہ کھلے گھیر کی شلوار کرتے میں سیاہ شال تہہ لگا کر گلے میں ڈالے وہ سرد موسم میں بھی اوپر کھڑکی سے جھانکتی ارشیہ کو آگ لگا گیا تھا۔۔

اس کے ارد گرد حیان، ابراھیم، عرش اور اورھان کھڑے تھے، سب مرد حضرات سیاہ شلوار کرتوں کے ساتھ سکن شال گلے میں ڈالے ایک سے بڑھ کر ایک لگ رہے تھے۔۔

حیان نے ڈھول والے کو اشارہ کیا، پاکٹ سے نوٹوں کی گڈی نکال کر وہ بدر کے اوپر سے وار کر پھینکنے لگا۔ ڈھول کی تھاپ تیز ہوئی تو وہ سب وہیں رک کر بھنگڑا ڈالنے لگے۔۔

عرش ایک طرف کھڑا تھا جب ابراھیم نے اسے اندر گھسیٹ لیا۔ بدران سب کو دیکھ کر مسلسل ہنستا جا رہا تھا۔ اورھان نے مسکراتے ہوئے ماہ بیر کو اشارہ کیا تو وہ ہاتھ اٹھاتا پیچھے ہٹ گیا جیسے کہہ رہا ہو نہ بھائی مجھے معاف رکھو۔۔

لیکن اورھان کہاں ماننے والا تھا وہ پلک جھپکنے میں اس تک پہنچا اور اسے دونوں ہاتھوں سے قابو کر کے حیان وغیرہ کے پاس لے آیا۔۔

عجب سماں بندھ گیا تھا۔ سب کی خوشی سنبھلتے نہیں سنبھل رہی تھی۔ بدر بیچ میں کھڑا مسکراہٹ دبانے کی کوشش میں ہلکان نظر آرہا تھا اس کے ارد گرد وہ پانچوں زور و شور سے بھنگڑے ڈال رہے تھے۔۔

ہر وقت چپ رہنے والے عرش کا یہ روپ دیکھ کر سب کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا تھا۔ خوشیوں کے حصار میں وہ سب اندر لان کی طرف بڑھے تھے جہاں فنکشن کا بندوبست کیا گیا تھا۔۔

مھندی کی مناسبت سے طرح طرح کے پھولوں سے چاروں اوڑھ سجاوٹ کی گئی تھی، پھولوں کے اطراف میں برقی قمقمے جگمگا رہے تھے۔۔۔

اسے سٹیج پر لانے کے بعد ان کا فوٹو گرافی کا سیشن شروع ہوا تھا ہر کوئی پر شوق نظروں سے ان کے ٹھاٹھ باٹھ دیکھ رہا تھا۔ لان سے جڑی راہداری سے اندر رونی دروازے سے اندر کی طرف جھانکو تو ہر طرف رش لگا تھا۔۔

کہیں مہمان جھمگھٹا لگائے کھڑے تھے تو کہیں گھر والے کاموں میں الجھے ہوئے تھے۔۔ ارشما، اینارا اور مشائم کو ساتھ لیے ایک کمرے میں چلی گئی جہاں ان سب کا سامان رکھا ہوا تھا۔۔

تینوں ٹشو کے خوبصورت کیپری شرٹس میں دوپٹہ سر پر ٹکائے نفیس لگ رہی تھیں۔۔ارشمانے کمرے سے باہر جھانکتے نوشین کو آواز دی۔۔

ریشمی پیلے شلوار قمیض میں رنگ برنگا پراندہ کمر پر ڈالے ایک ملازمہ جلدی سے اس کے پاس آئی۔۔

نوشی بیٹا یہ سب سامان یہاں رکھا ہوا ہے تم خیال رکھنا ہر چیز کا، مہمانوں والا گھر ہے چیزیں ادھر ادھر "

" ہو جائیں تو پریشانی ہو گی۔۔ٹھیک ہے؟

نوشین سے جھٹ سے سر ہلایا۔۔ مسکرا کر وہ واپس کمرے میں آتی ان سے بات کرنے لگی۔۔نچلی منزل کے برعکس اوپر والی منزل پر خاصا سکون تھا۔۔وہاں صرف گھر کی خواتین آجا رہی تھیں۔۔

ایک ساتھ بنے دو کمروں میں لڑکیوں نے ڈیرہ ڈالا ہوا تھا۔۔نارنجی ریشمی کرتی کے ساتھ نارنجی پھولا ہوا ٹشو کا لھنگا پہنے عرشیہ صوفے پر مزے سے بیٹھی گول گپے کھا رہی تھی۔۔

ملٹی کلر کا گوٹی والا دوپٹہ سر پر ٹکائے پھولوں کے زیور میں نک سک سی تیار وہ آفت کی پرکالہ لگ رہی تھی۔یہ رنگ اس پر بہت اٹھ رہا تھا اور لباس بلا کا جچ رہا تھا۔۔

ہلکے بھورے گھٹنوں تک جاتے گھنگریالے بال سامنے سے ماتھا پٹی کے پیچھے پن کر کے کھلے چھوڑ دیے گئے تھے جو اس کی کرتی کے اطراف میں گر رہے تھے۔۔

تیکھے نین نقش سے ان سب کی تیاریاں دیکھتی مزے سے گول گپے کھاتی وہ اپنی طرز کی انوکھی دلہن تھی۔۔

ایرا کو فت زدہ کی لھنگا سنبھالتی اندر آئی۔۔ سرخ سادہ کرتی کے ہمراہ لیمن کلر اور سرخ کے ملے جلے امتزاج کا پھولا لھنگا پہنے وہ منہ بنائے خود سے الجھ رہی تھی۔۔اس کے کھلے سلکی بال بار بار لھنگے میں اٹک رہے تھے۔۔

"!!آپی۔۔۔کوئی میرے بال باندھ دے گا؟جوڑا بنا دیں پلیز"

وہ روہانسی ہوتی بولی تھی نیلی آنکھیں جھلملا سی گئی تھیں۔ارشیہ نے اسے اشارہ کیا جس پر آئینے کے سامنے کھڑی زنیشہ نے اسے ٹوک دیا۔۔

"!!میں کر دیتی ہوں تم ٹھونسو بیٹھ کے"

شہد رنگ آنکھیں گھماتی وہ پلٹی۔۔سفید پیروں تک جاتی ریشمی فراک چوری دار پاجامے کے ہمراہ پیروں میں سفید نگینوں سے مزین کھسہ ڈالے وہ دلکش لگ رہی تھی۔۔

آئینے کے سامنے جھکی وہ پہلے سے گھنی پلکوں کو مسکارا برش سے مس کرتی مزید نمایاں کر رہی تھی۔ جھکنے کے باعث ناک میں پہنی نتھلی میں موجود سرخ موتی ہلنے لگا تھا۔۔

شہد رنگ لمبے بال سٹریٹ کر کے دائیں کاندھے پر ڈال رکھے تھے۔ بادامی آنکھوں کو کاجل کی موٹی لکیر سے دہکاتی وہ جلدی سے سلور جھمکے پہن کر ایرا کے پاس آئی۔۔

"!!! تمہارے بال کتنے پیارے ہیں ماشاءاللہ"

نرمی سے اس کے بالوں کو پکڑتی وہ فرنچ طرز کا جوڑا بنانے لگی۔۔

رمل یار میکپ تو ٹھیک سے کرو،، مانا بہت خوبصورت ہو، لوگ فدا ہیں تم پر پھر بھی۔۔۔ میری شادی ہے"

"! یار،، اسی خوشی میں گہرا میک اپ کر لو۔۔

! عرشیہ اسے دیکھتی شرارت سے بولی۔ رمل نے اسے مصنوعی گھوری سے نوازا۔۔۔

لیمن کلر ریشمی پھولے غرارے اور گھٹنوں سے اوپر تک آتی لیمن کلر شرٹ کے ہمراہ شاکنگ پنک دوپٹہ ایک کاندھے پر پھیلائے وہ سیاہ چمکیلے بالوں کو چوٹی میں باندھ رہی تھی۔۔

اس نے چوٹی آگے ڈالی تو وہ کمر تک آ رہی تھی۔ ڈریسنگ ٹیبل سے سفید پھولوں کی ایک لڑی اٹھا کر وہ چوٹی کے گرد لپیٹنے لگی۔ مطمئن ہو کر اس نے آئینے میں ایک آخری نظر خود پر ڈالی۔

چہرے کے اطراف میں سیاہ ریشمی لٹیں گر رہی تھیں۔ سفید گالوں پر ہلکی ہلکی لالی تھی۔ آنکھوں پر کچھ لگانا اس نے ضروری نہ سمجھا تھا۔۔

!البتہ تراشیدہ لبوں کو گلابی لپ سٹک سے رنگا گیا تھا۔ ایک چیز کا اضافہ ہوا تھا اس کے چہرے پر۔۔۔

زنیشہ نے اس کے ناک میں چٹکی والی نوز رنگ پہنا دی تھی۔ سنہری نوز رنگ اس پر اس قدر جچی تھی کہ وہ خود !حیران رہ گئی تھی۔۔۔

سب کی تیاریاں مکمل ہوئیں تو وہ ارشیہ کے ہمراہ نیچے آئیں۔ فوٹو گرافر نے کیمرہ سنبھالا اور دروازے کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

چلبلی لڑکیوں کے ساتھ مل کر رمل، ایرا اور زنیشہ نے ارشیہ کو دوپٹے کے نیچے کرتے ہاتھ بلند کر لیے۔۔

خراماں خراماں یہ قافلہ بھی لان کی طرف بڑھنے لگا۔۔

قالین پر بنے راستے کے بیچ سے گزرتیں وہ سٹیج کی جانب بڑھنے لگیں جہاں پہلے سے حیان، بدر، ابراھیم اور عرش موجود تھے۔

ارشیہ کو اس کے برابر بٹھا کر رمل نے حیان کو اٹھنے کا اشارہ کیا۔

"!!اٹھو بھی موٹے، ہمیں پکچرز بنوانی ہیں"

وہ مزید پھیل کر بیٹھ گیا۔۔

"!!اٹھا لو اگر اٹھا سکتی تو۔۔۔"

وہ شرارت پر آمادہ نظر آیا۔۔

"!!!حیان بھائی اٹھ بھی جائیں نہ ہمارا میک اپ خراب ہو جائے گا۔۔۔"

ایرالھنگا سنبھالتی آگے آئی۔۔ سیاہ شلوار قمیض میں سکن شال گلے میں ڈالے عرش نے اسے دیکھا۔۔ یہ دیکھنا ہی غضب ہوا تھا وہ یک ٹک اسے دیکھے گیا۔۔ ہتھیاروں سے لیس وہ اس کے دل پر گہرا وار کر گئی تھی۔۔

وہ اس سے بے نیاز حیان کا بازو پکڑ کر اسے کھینچ رہی تھی جس پر وہ ہنستا ہوا اٹھ گیا تھا۔۔ عرش نے اس پر سے نظر ہٹاتے سٹیج سے نیچے قدم رکھا۔۔ سب لڑکے سٹیج سے اتر گئے تو وہ تینوں ان کے اطراف میں کھڑی ہو گئیں۔۔

"!!بدر۔۔فٹ لگ رہے ہو دونوں!مینی گڈ ویشز فرام مائن۔۔۔"

رمل نے اسے دیکھ کر ستائش میں ابرو اچکائے تو اس نے دلکشی سے مسکراتے سر کو خم دیا۔

کھانا کھانے کے بعد وہ ہاتھ دھونے کی غرض سے واش بیسن تک آئی تھی۔۔تو لیے سے ہاتھ خشک کر کے اس نے بال ٹھیک کیے۔اسی اثناء میں اس کے موبائل کی رنگ ٹون بجنے لگی۔۔

میر حاصل کی کال دیکھ کر اس نے آنکھیں سکیڑیں،،پہلے اس نے سوچا کال کاٹ دے پھر خیال آیا کوئی ضروری بات بھی ہو سکتی ہے۔۔کال پک کر کے وہ لاؤنج سے گزر رہی تھی جب ایک دم رکی۔

"وہاٹ ہیپنڈ؟تم ٹھیک ہو؟"

اس کی ہانپتی آواز پر وہ جلدی سے بولی۔۔

"!!کیا؟کہاں ہو تم؟تم اس وقت یہاں کیا کر رہے ہو؟اوکے اوکے میں آتی ہوں"

اپنے تاثرات نارمل کرتی وہ بیک ڈور کی طرف آئی۔۔اگلے لمحے وہ گلی میں تھی۔۔

تیز تیز چلتی وہ دوسری گلی میں مڑی جہاں سٹریٹ لائٹ کی روشنی میں وہ جینز کی پاکٹس میں ہاتھ ڈالے کھڑا تھا۔

جیکٹ اتار کر اس نے کاندھے پر رکھ چھوڑی تھی۔۔

عجیب پاگل انسان تھا اتنی ٹھنڈ میں بھی ہاف سلیوٹی شرٹ میں سکون سے کھڑا تھا۔۔

اس کا یہی سکون سے کھڑا ہونا رمل کو آگ لگا گیا تھا۔۔تو اس نے جھوٹ بولا تھا کہ وہ زخمی ہے اسے مدد کی ضرورت ہے؟

تن فن کرتی وہ اس کے مقابل آئی سٹریٹ لائٹ کی روشنی دونوں پر پڑنے لگی تھی۔۔

وہ یک ٹک اسے دیکھے جا رہا تھا ایسا سجا سنورا مکمل حسن اس نے دوسری بار دیکھا تھا پہلی بار تب جب وہ ابراھیم اور زنیشہ کے نکاح پر رمل سے ملنے چلا آیا تھا۔۔

شہد رنگ پر حدت آنکھوں کو خود پر ساکت پا کر وہ لب بھینچ گئی۔۔

"تم نے مجھ سے جھوٹ بولا۔۔۔؟؟"

دانت پیستی وہ کھردرے لہجے میں بولی اسے اب تک یقین نہیں آ رہا تھا کہ اس انسان نے اس سے جھوٹ بولا۔۔

"!!!آپ کو دیکھنا چاہتا تھا۔۔"

ہنوز اس کے چہرے کا دیدار کرتے مدھم لہجے میں کہا گیا تھا۔ ٹھنڈ سے اس کی ناک سرخ جب کہ ہونٹ ہلکے جامنی ہونے لگے تھے۔۔

وہ سینے پر ہاتھ باندھتی تیکھی نظروں سے دیکھتی بولی۔۔

"!!!بہت گھٹیا حرکت تھی یہ، میں صرف اس لیے آئی کیونکہ تم نے کہا تمہارا خو**ن بہہ رہا ہے"

وہ افسوس بھری نظروں سے اسے دیکھتی واپس جانے کے لیے ایک قدم پیچھے ہٹی۔۔

آپ مجھے تکلیف میں دیکھنا چاہتی تھیں یا یہ کہوں کہ اگر میرا "خو**ن بہہ رہا ہوتا تو آپ کو پھر مجھ پر افسوس" "نہ ہوتا۔۔

کہتے ساتھ اس نے جیب سے چھوٹے سائز کا چا** قو نکالا اور کہنی سے اوپر بازو کو بے دردی سے کاٹ دیا۔۔

شفاف بازو پر گہری سرخ موٹی سی لکیر ابھری پھر وہ سرخ لکیر قطرہ قطرہ مل کر نیچے گرنے لگی۔۔۔

رمل نے شاک سے اسے دیکھا، اسکا دماغ جیسے ماؤف ہوا تھا۔۔اس کی سیاہ آنکھوں میں بلا کی سرد مہری آئی۔۔

" !!!چٹاخ۔۔۔ "

اس کا ہاتھ اٹھا اور اس کے منہ پر نشان چھوڑ گیا۔۔خاموش رات کی تاریکی میں اب ساکت ہونے کی باری میر حاصل کی تھی۔۔

"!! یہ پکڑو اور اگر تم یہاں سے ہلے بھی تو پھر تم رمل کو جانتے نہیں ہو۔۔۔ "

ٹشو کو کٹ کے نشان پر رکھ کر دباتی وہ اسے وہیں رہنے کا کہتی تیز تیز قدموں سے چلتی نظروں سے اوجھل ہو گئی۔۔

سرد رات میں بہتے خو*ن پر ہاتھ رکھے وہ ساکت مجسمے کی طرح کھڑا تھا۔۔عشق کیا ہے؟ کیا یہ سحر ہے،، مسحور کر دینے والا۔۔۔!

!! دل کی صدا پر لبیک کہتے وہ دیوانوں کی طرح چلا آیا تھا محض اس کی دید کی خاطر

دیدارِ یار اتنا ضروری کیوں ہونے لگا تھا؟؟

کچھ دیر بعد ہی وہ اسے واپس آتی نظر آئی اس کے ہاتھ میں بینڈ یج تھی۔۔اس کا ہاتھ ہٹاتی وہ سپاٹ نظروں سے زخم کا معائنہ کرتی روئی کی مدد سے خو**ن صاف کرتی دوا لگا کر پٹی کرنے لگی۔۔

"تم نے غلط کیا۔۔!! تم کیوں چلے آئے اس وقت ؟؟"

سر جھکائے مصروف سی وہ مدھم آواز میں بولی تھی۔۔میر نے سر بلند کرتے سیاہ آسمان کو دیکھا۔۔

"!!!دیکھنا چاہتا تھا۔۔"

!! وہی مختصر جواب۔۔

وہ پیچھے ہٹتی اسے دیکھنے لگی سیاہ آنکھوں کے کانچ کناروں سے سرخ ہونے لگے تھے۔۔

"!!!مت کرو۔۔تم سمجھتے کیوں نہیں ہو؟میری زندگی میں اس محبت نامی مرض کی کوئی جگہ نہیں ہے"

!اس کی آواز بھاری ہوئی تھی حلق میں جیسے کچھ اٹکا تھا۔۔وہ سر جھکائے کرب سے مسکرایا۔۔

"!!!مرض عشق لاحق ہو گیا ہے،،،بندہ لاعلاج ہوں۔۔۔"

سر جھٹکتا وہ جیکٹ پہننے لگا۔۔

میں جان بوجھ کر آپ کے پاس نہیں آتا کوئی کشش ہے جو مجھے کھینچتی ہے آپ کی اوڑھ۔۔میرا دل اب "

میرے اختیار سے باہر ہے، عشقِ غیر فانی قابض ہو چکا ہے میرے دل پر!آپ۔۔اگر چاہتی ہیں میں آپ سے

"!!!دور رہوں تو دعا کریں میں مر جاؤں۔۔۔

اس کی آنکھوں میں دیکھتا مدھم لہجے میں کہہ کر وہ پلٹ گیا۔ وہ نم آنکھوں سے اس کی پشت دیکھتی بھاگتی ہوئی گلی کا کونہ مڑتی اندھیرے میں غائب ہو گئی۔۔

Epi # 26

یہ ابراھیم کہاں چلے گئے ؟۔۔

مھندی کی رسم جاری تھی جب مہمانوں کے ہجوم میں وہ اسے ڈھونڈنے لگی۔۔ وہ اسے ایک کونے میں کھڑا نظر آ گیا۔۔

یہ تو ٹھیک تھا لیکن جس بات نے زنیشہ کو دانت کچکچانے پر مجبور کیا وہ اس کا کسی لڑکی سے مسکرا کر بات کرنا تھا۔۔

سفید فراک جھٹکتی وہ تن فن کرتی ان کے پاس آ کھڑی ہوئی۔

"آپ کون ؟"

وہ بظاہر مسکرا کر بولی لیکن شہد رنگ آنکھوں میں ایسا تاثر تھا جیسے اس ٹڈی لڑکی کو کچا چبا جائے گی۔۔

سیاہ کرتہ شلوار میں ملبوس ابراھیم نے مسکراہٹ دبا کر اسے دیکھا۔۔

"!! یہ آرمی ڈاکٹر ہیں، مس فائزہ۔۔۔"

پشت پر ہاتھ باندھتا وہ دونوں کا تعارف کروانے لگا۔۔

اور یہ۔۔۔" وہ مزید کہتا جب زنیشہ جھٹ سے بولی۔۔"

"!!! میں ان کی بیوی ہوں۔۔"

اس کا بازو تھام کر اس کے ساتھ چپکتی وہ اسے باور کرواتی بولی تھی۔۔ابراھیم کا اس چڑیل سے مسکرا کر بات کرنا اسے ہضم ہی نہیں ہو رہا تھا۔۔

!نائس ٹو میٹ یو مسز ابراہیم۔۔۔"

"!اوکے میں چلتی ہوں، ہیو فن۔۔۔

زنیشہ کو مسکرا کر دیکھتے اس نے ابراھیم کے سامنے ہاتھ کیا تو زنیشہ نے فٹ سے تھام لیا۔۔

"!!تھینک یو سو مچ۔۔۔دفع ہونے کے لیے"

زور زور سے ہاتھ ملاتی وہ آخری الفاظ دل میں ہی بول پائی۔اس کے جاتے ہی وہ آنکھوں میں چنگاڑیاں لیے اس کی طرف پلٹی۔۔

"بڑا مسکرایا جا رہا تھا۔۔یہ سجی سنوری بیوی تو نظر نہیں آ رہی نہ آپ کو؟؟"

چہرے پر آتے ریشمی بالوں کو کان کے پیچھے اڑستی وہ ہنوز تیکھی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔

"!!!آ رہی ہے نظر۔۔'اپنی بیوی'۔۔خوبصورت لگ رہی ہے"

بولتا ہوا وہ اچانک جھکا تھا۔اس کے گال کو زور سے چومتا وہ اس کا منہ لال کر گیا۔۔اس کی داڑھی اس کے نرم گال پر چبھی تھی جس پر وہ سرعت سے دور ہوئی۔۔۔

مہمانوں سے بھرے گھر میں کس طرح بے دھڑک وہ اس کا گال چوم گیا تھا۔اس کا تو شرم کے مارے برا حال ہو گیا تھا۔۔

وہ فٹ سے اندر آئی جہاں ایرا پہلے سے موجود تھی۔۔وہ اسے دیکھ کر شرارت سے مسکرائی جس پر وہ سٹپٹا گئی۔۔

آپی۔۔آپ پریشان نہ ہوں! عرش نے بھی مجھے زور سے "کسی" کی تھی آپ بھی کسی کو نہ بتانا، میں بھی"

"نہیں بتاتی اوکے؟؟

اس کے کان میں سرگوشی کرتی ہنستی ہوئی وہ باہر آئی۔۔لان کی سیڑھیاں اترتے اس کا پیر لھنگے میں اٹکا وہ بری طرح نیچے گری۔

اسکا پیر مڑ گیا تھا جس پر وہ تکلیف سے آنکھیں میچ گئی۔وہاں کسی بچے کا گزر ہوا تو وہ جلدی سے کسی کو بلانے کے لیے بھاگا۔۔

کچھ پلوں کے بعد ہی عرش اس کی جانب آتا دکھائی دیا اس کے چہرے پر اس کے لیے فکر نمایاں تھی۔۔

اس نے بغیر کسی کی پرواہ کرتے اسے بانہوں میں اٹھالیا۔ایرا نے اس کا کندھا زور سے تھاما تھا۔۔

"!!!عرش۔۔سب دیکھ رہے ہیں"

اس کے کشادہ سینے میں منہ چھپاتی وہ دھیرے سے بولی تھی۔عرش نے سر جھکا کر اسے دیکھا اسے خود میں چھپتا دیکھ کر وہ ذرا سا مسکرایا۔۔

"!!دیکھنے دو،،اپنی بیوی کو اٹھایا ہے"

اسے قریب ایک کرسی گھسیٹ کر بٹھاتے وہ خود بھی ایک کرسی کھینچ کر اس کے سامنے بیٹھا۔۔اس کا پیر جوتے سے آزاد کر کے وہ ذرا بلند کرتا دیکھنے لگا پیر ہلنے پر وہ تڑپ گئی۔۔

"!!! کیا کر رہے ہیں؟ پاؤں مڑ گیا تھا درد ہو رہا ہے بہت۔۔۔"

عرش نے ذرا کی ذرا نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔اتنے میں وہ بچہ اسے سپرے تھما گیا۔۔سپرے ہلا کر اس نے ایرا کے پاؤں پر سپرے کیا۔۔

"!!! ویسے میں وہی بیوی ہوں آپ کی،،زبردستی والی"

اسے خود کی فکر کرتے دیکھ کر وہ آنکھیں پٹپٹا کر بولی۔وہ سیدھا ہوتا سینے پر ہاتھ باندھتا اسے دیکھنے لگا۔۔

ہاں تو؟؟"۔۔۔اس کے ٹکے سے جواب پر منہ بناتی وہ نظروں کا زاویہ بدل گئی۔اسے یہاں بیٹھے ٹھنڈ لگ رہی" تھی لیکن اس نے ظاہر نہیں ہونے دیا۔۔

لیکن اگلا بندہ بھی کوئی عام انسان نہیں تھا وہ اس کے بار بار پہلو بدلنے پر بھانپ گیا تھا۔اس نے کاندھوں سے سکن شال اتار کر اس کے گرد پھیلا دی۔۔

وہ یک ٹک اسے دیکھے گئی۔۔اس کی نیلی آنکھوں کو مسلسل خود پر ساکت پا کر وہ کھنکارا تو وہ سیدھی ہوتی اس کی چادر اچھی طرح اپنے گرد لپیٹنے لگی۔۔

اس کی مہک اور احساس کو اتنے قریب محسوس کرتی وہ عجیب سی کیفیت میں مبتلا ہونے لگی تھی۔۔

"تو آپ دوسری شادی کر لیں پھر۔۔"

سر کرسی کی پشت سے ٹکاتی وہ اسے مخلصانہ مشورہ دینے لگی۔اندازہ نہ تھا اگلا بندہ بلا کا منہ پھٹ اور صاف گو تھا۔۔

"!!!کر لوں گا۔۔"

اس کا مکمل جائزہ لیتے مصروف سے انداز میں کہا گیا۔وہ ایک دم سیدھی ہوئی نیلی آنکھیں سکیڑتی وہ تیکھے لہجے میں بولی۔

"!!کس سے کریں گے ؟یقیناً ڈھونڈ رکھی ہو گی"

اس کے انداز دیکھتا وہ بے نیازی سے گویا ہوا ایک ترچھی نظر اس نے کچھ فاصلے پر کھڑی لڑکی پر ڈالی جس کی ان کی جانب پشت تھی۔۔

"!!!ہاں یہ لمبے بالوں والی۔۔۔"

پیر ہلاتے وہ مزے سے بولا جس پر ایرا نے فوراً اس کی نظروں سے تعاقب میں دیکھا۔ غم و غصے سے اس کا برا حال ہو گیا پھر ایک دم وہ مسکرائی۔۔

اس کی آنکھوں میں دیکھتی وہ جوڑا کھولنے لگی۔ عرش نے اب کہ پہلو بدلا۔۔

"!!! بال کیوں کھول رہی ہو؟ واپس باندھو انہیں"

اس کی کڑی نظروں پر وہ ایک پل کو رکی۔۔

کیوں آپ کو کیا اس سے میں بال کھولوں یا باندھوں؟ آپ اس لمبے بالوں والی کی زلفوں سے کھیلیں جا"

"!!! کر

وہ آنکھیں گھماتی فر فر بولی تھی۔ اس کی تیز لمبی زبان چلنے پر عرش نے دانت پیسے۔۔

آگ لگے اس کے بالوں کو، تم فوراً باندھو انہیں،، اگر میرے علاوہ غلطی سے بھی کسی اور کی نظر پڑ گئی"

"!!! تمہارے کھلے بالوں پر تو خود اپنے ہاتھوں سے کاٹوں گا۔۔۔

پر شدت لہجے میں کہتا وہ اٹھ گیا۔ ایرا نے ناراض نظروں سے اسے دیکھا۔ پیر نیچے رکھتی وہ اٹھی اور چادر اتار کر زور سے اسے تھمائی۔۔

"!! نہیں چاہیے آپ کی چادر۔۔۔"

آرام آرام سے چلتی وہ باقی کزنز کی جانب بڑھ گئی۔ اس کی پشت کو دیکھتے اس نے چادر پھیلا کر اپنے گرد اوڑھی جس میں اس کے وجود کی مہک شامل ہو گئی تھی۔۔

گہرا سانس لے کر اس کی مہک محسوس کرتا وہ ایک پل کو آنکھیں موند گیا۔ جس محبت کی اس کی زندگی میں جگہ نہیں تھی وہ چپکے چپکے اس کی زندگی میں شامل ہونے لگی تھی۔۔

بھاری ہوتے سر کو تھامے وہ لڑکھڑاتے قدموں سے سیڑھیاں اترنے لگا۔ سخت سردی میں ٹھنڈی ٹھار سیڑھیوں سے وہ ننگے پیروں اتر رہا تھا۔۔

بلکل سیدھ میں قدرے اونچائی پر دو کھڑکیاں کھلی تھیں جن سے چاند کی ٹھنڈی چاندنی گرتی اس پر پڑنے لگی تھی۔ اندھیرے لاؤنج میں اس نے قدم رکھا وہ ایک پل کو لڑکھڑایا تھا۔۔

لہورنگ آنکھوں سے چاروں اوڑھ نیم تاریکی کو دیکھتا وہ زور سے چیخا تھا۔اس کی آواز میں ایسا کرب اور وحشت تھی کہ پوری شان سے کھڑے در و دیوار بھی جیسے کانپ گئے تھے۔۔

نیم تاریکی میں روشنی کی دو کرنیں پھوٹی تھیں جو یک دم کھلتے دو دروازوں سے بیتاب سی نکلی تھیں۔۔

کرنل عصام اور غزل بیک وقت لاؤنج میں آئے تھے غزل نے فوراً سے گل بتی روشن کی تھی۔۔جو منظر اسے دیکھنے کو ملا اس نے غزل خانزادی کو زندگی میں پہلی بار گہرے دھچکے سے دوچار کیا تھا۔۔

سیڑھیوں کے آگے ٹھنڈے فرش پر گھٹنوں میں سر دیے بیٹھا وہ رو رہا تھا۔اس وجود ہولے ہولے سے ہل رہا تھا۔۔آہٹ پر اس نے سر اٹھایا کالی آنکھیں ایسی سرخ ہو رہی تھیں کہ وہ ایک پل کو ڈر گئی۔۔

بکھرے ٹوٹے پھوٹے حلیے میں شکستہ عمارت کی طرح وہ ڈھیر سا اس کا دل دہلا گیا۔۔سرخ، آنسو بہاتی آنکھوں کو ہاتھ کی پشت سے بے دردی سے مسلتا وہ ایک دم اٹھا تھا۔۔

"کیوں کیا میرے ساتھ ایسا؟ بتائیں؟ میری زندگی تباہ کر دی!!!" ٹیبل سے گلاس واس اٹھا کر زور سے زمین پر پٹختا وہ زور سے دھاڑا تھا۔۔

کرنل عصام سکتے میں آ گئے۔آج بالآخر۔۔انہیں ضمیر کی عدالت میں گھسیٹا جانا تھا۔۔

مجھ پر احسان کیا تھا؟ میری زندگی میری محبّت، میری بیوی مجھ سے جدا کر دی،، آپ نے مجھے نئی زندگی نہیں"

"!! دی بلکہ مجھے میری محبت سمیت زندہ درگور کر دیا، مار دیا صالح یوسف کو

دوسرا واس اٹھا کر پوری قوت سے دیوار پر مارتا وہ حلق کے بل چلایا۔ اسکا جنونی انداز دیکھ کر وہ سہم کر پیچھے ہٹی

جبکہ آنکھیں بے یقینی سے اسے تک رہی تھیں۔۔

اس کے کہے الفاز جیسے سمجھنے میں دقت سی دقت تھی۔ جبکہ کرنل خاموش کھڑے تھے اپنی جگہ،، ان کی

!! نگاہوں میں دور کہیں کچھ جھلک رہا تھا۔ شاید احساس ندامت۔۔۔

میرا بیٹا تھا وہ، مجھے کہتا رہا۔۔ میرے بابا ہیں آپ! کوئی باپ اپنے بچوں کو چھوڑ کر اس طرح جاتا ہے کیا؟ لیکن"

میری بدقسمتی یا آپ کی سوچی سمجھی چال۔۔۔ میں اپنے بچے کو پہچان نہ سکا، وہ ابراھیم تھا، میرا بیٹا۔۔۔ میرے

"بچوں پر ظلم کیا، میری بیوی کو جیتے جی مار دیا۔۔

کرب سے دھیمی آواز میں کہتا وہ پتھر کے اس مجسمے کے مقابل آیا۔۔ "کیوں کیا ایسا؟؟۔۔۔ دھیما سا بولتا

اچانک وہ بلند آواز میں چلا اٹھا۔۔ اس کی آواز دکھ سے پھٹنے لگی تھی۔۔

"!!! نفرت محسوس ہو رہی ہے آپ سے،، گھن آ رہی ہے"

سیاہی مائل سرخ آنکھیں ان کی آنکھوں میں گاڑتا وہ الفاظ چبا کر بولا تھا۔۔ غزل ڈرتی ہوئی اس کے پاس آئی۔۔

"حاوز۔۔۔؟؟"

اس کی سرگوشی پر سرخ قہر برساتی آنکھیں اس پر آ ٹکی تھیں۔

"تم ایسا کیوں کہہ رہے ہو؟؟"

ہری کانچ سی آنکھیں نم ہوئی تھیں اس کی حالت پر۔۔

"!!!اپنے باپ سے پوچھو"

سرد کٹیلے لہجے میں کہتا وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا سیڑھیوں کی جانب بڑھا۔ پیر کے نیچے کچھ چبھا تھا، کچھ نوکیلا تیز دھاری سا۔۔!! سرد پتھر کا بنا وہ ہر چیز سے لاپرواہ سیڑھیاں چڑھتا گیا۔

سرخ نشان سیڑھوں پر قدم بہ قدم چھپتے گئے۔چند سیکنڈ بعد ہی وہ واپس اترتا دکھائی دیا۔اس کے پیروں میں شوز تھے مذید تن پر ایک جیکٹ کا اضافہ ہو چکا تھا۔۔

جارہا ہوں،، کبھی نہ لوٹنے کے لیے!! یہ کپڑے اور جوتے بھی کل واپس بھجوادوں گا، آپ کے احسان "

"!!! بندے کو کسی قابل چھوڑتے کہاں ہیں

بیرونی دروازے کی جانب جاتا وہ ایک پل کو ٹھہر کر سپاٹ لہجے میں بولا۔پھر بغیر ایک سیکنڈ رکے قہر برساتی ٹھنڈ میں، سیاہ گھور آسمان سے گرتی دھند میں وہ غائب ہوتا گیا۔۔

غزل نے سپاٹ نظروں سے اپنے عظیم باپ کو دیکھا جس کا سر آج جھکا ہوا تھا۔۔

آئی کانٹ بیلیو کوئی انسان اپنے مفاد کے لیے اتنا بھی گر سکتا ہے!!!"۔۔"

سرد برفیلے لہجے میں کہتی وہ اپنے کمرے میں چلی گئی۔زوردار آواز سے دروازہ بند ہوا تھا۔اسے ڈھیر سارا رونا تھا اس غم پر جو اس کے دل کو جلا کر راکھ کر گیا تھا۔۔

کرنل عصام شکستہ قدموں سے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئے، ابھی تو ضمیر کی عدالت لگی تھی ابھی تو سزا شروع ہوئی تھی۔

رات مھندی کے فنکشن کے باعث سب جاگتے رہے اب جو سوئے تو پھر اگلی سر دد و پہر میں ہی اٹھے۔۔آرام کے خیال کو پیش نظر رکھتے مھندی اور بارات کے فنکشن میں ایک دن کا وقفہ رکھ دیا گیا تھا۔۔

لڑکی والوں نے مشائم کے گھر ڈیرہ ڈالا تھا جبکہ باقی شاہوں کے بنگلے میں مقیم تھے۔۔! سردیوں کے دن تھے جن کے ڈھلنے کا پتہ ہی نہیں چلتا تھا۔۔

وہ سب بھی لاؤنج میں بیٹھے گپ شپ لگاتے کل کے فنکشن کی بابت بات کر رہے تھے مشی بھی وہاں موجود تھی جو فلوقت ایرا کے کمرے میں کام سے گئی تھی۔۔

ابراھیم بھی آیا تھا اس کے ساتھ جو سیدھا دوسری منزل پر چلا گیا تھا جہاں ان کا سامان وغیرہ رکھا تھا۔۔

شام گہری ہونے لگی تھی جب ملازم بشیر بوکھلایا ہوا اندر آیا۔۔

صاحب جی کوئی آیا ہے باہر۔۔۔!!! بلکل ابراھیم بابا جیسا۔۔۔!!!"بوکھلاہٹ میں اسے سمجھ نہیں آرہا تھا" کس طرح بتائے انہیں۔۔

وہ مزید کچھ کہتا جب اس نے اندر قدم رکھا۔۔ دروازے کے بیچ و بیچ وہ سر اٹھائے کھڑا تھا سیاہ آنکھوں کی سرد مہری پل میں زائل ہوئی تھی۔۔

جبکہ باقی سب پر جیسے سکتہ طاری ہو گیا تھا آنکھیں وہ منظر دیکھ رہی تھیں جو گمان سے پرے تھا۔۔ کئی نگاہوں کے منظر دھندلائے۔۔

!بچے اور ملازم سب متجسس سے انہیں دیکھ رہے تھے جبکہ بڑوں کی ذات زلزلوں کی زد میں تھی جیسے۔۔۔

سب سے پہلے ماہ بیر کو ہوش آیا حواس بحال ہوئے تو ایک ضدی سے آنسو نے باہر نکلنے کو راستہ بنایا۔۔ آنکھ بھیگی ! تھی پھر منظر بھیگنے لگا تھا۔۔۔

وہ آن کی آن میں اس تک پہنچا اور جھٹکے سے اسے اپنی اوڑھ کھینچتا اسے سینے سے لگا گیا۔۔ زور سے اسے خود میں بھینچے وہ رو پڑا تھا۔۔

کبھی اس کا سر چومتا تو کبھی سینے میں بھینچ لیتا۔۔ صالح نے بھی اتنی شدت سے اسے خود میں بھینچ رکھا تھا۔۔

!!!ایسی یاری قسمت والوں کو نصیب ہوا کرتی ہے۔۔۔

دونوں کے دلوں تک ٹھنڈک سی اتر گئی تھی، دل جو برسوں سے اندیکھی آگ میں جل سارہا تھا پر سکون ہونے لگا تھا۔۔

اس سے جدا ہوتا وہ آگے آیا تو نظر ارشما پر ٹھہری جو نم آنکھوں سمیت مسکراتی اسے دیکھ رہی تھی۔۔ وہ آج بھی بلکل پہلے جیسی لگتی تھی۔۔

وہ اس کے سامنے ٹھہر کر سر جھکا گیا ادب سے۔۔! کسی زمانے میں استاد تھی وہ اس کی،، دل آج بھی اس کے احترام میں جھکا تھا۔۔

صالح۔۔۔ آنکھیں یقین نہیں کر پا رہیں پر دل۔۔۔ اعتبار کر رہا ہے۔۔۔!!!" وہ دھیما سا مسکرایا۔۔"

"!!! میں بہت خوش ہوں۔۔ مطلب بہت زیادہ۔۔۔ ویلکم بیک"

نم آنکھوں سے دیکھتی وہ ہنس پڑی تھی۔۔ صالح نے سر اٹھایا۔۔

"! آئی ایم آنرڈ میم۔۔ تھینک یو۔۔۔! دیکھ لیں آپ کا نکما سا سٹوڈنٹ انگلش بھی سیکھ گیا ہے۔۔۔"

نرمی سے کہتا وہ ہولے سے ہنس دیا۔۔ یہ اس ضدی، انتہا کے کھڑوس شخص سے بلکل مختلف کوئی اور ہی لگ رہا تھا جس کے لہجے میں نرمیاں گھلنے لگی تھیں۔۔

لاؤنج سے منسلک سیڑھیوں سے کسی کے تیزی سے اترنے کی آواز آنے لگی۔۔صالح نے سر اٹھا کر دیکھا وہ نم آنکھوں سمیت خوشی کے بے پایاں احساس کو محسوس کرتا تیز قدموں سے اس کی جانب بڑھ رہا تھا پھر وہ ارد گرد کا ہوش بھلائے اس قدر شدت سے اس سے لپٹا تھا کہ صالح ایک قدم پیچھے کو ہو گیا۔۔

دونوں ایک دوسرے سے اس طرح ملے کہ سب کی آنکھیں نم کر گئے۔۔

"!!!میرا بیٹا،،میرا بچہ۔۔ابراھیم۔۔۔"

وہ بار بار اس کا چہرہ،اس کا سر چوم رہا تھا اتنے سالوں کی تشنگی یوں چند پلوں میں تو نہیں مٹنی تھی۔۔

کچن کے دروازے میں کھڑی نوشین انگلی منہ میں دبائے انھیں دیدے پھاڑے دیکھ رہی تھی۔۔اس کے قریب ہی بشیر کھڑا کاندھے پر دھرے رومال سے آنکھیں پونچھ رہا تھا۔۔

ہائے بشیرے یہ میری سوہنی سوہنی آنکھیں کیا دیکھ رہی ہیں؟پہلے وہ "تر واں" ہضم نہیں ہو رہے تھے اب" یہ جڑواں۔۔۔؟اوہو۔۔۔!!ہائے اللہ میں کتھے جاواں۔۔مجھے چکر آ رہے ہیں۔۔۔مجھے پکڑ لے بشیرے میں "!!!بے ہوش ہونے والی ہوں۔۔۔

گول گول گھومتی وہ گرتی پڑتی اس تک آئی کہ وہ تھام لے گا لیکن وہ تو بس منہ کھولے اس کے ڈرامے دیکھ رہا تھا جو خود کو نائنٹیز کی ہیروئن سمجھ رہی تھی۔۔

اس کے نہ تھامنے پر وہ دھڑام سے نیچے گری۔۔ سارے چکر پل میں رفو چکر ہوئے وہ کلس کر اٹھی اور رکھ کر ایک تھپڑ اسے جڑ دیا۔۔

"!!!مرن جوگا۔۔۔"

نتھنے پھلاتی وہ پھر سے آگے ہو کر باہر کا منظر دیکھنے لگی۔۔۔ مشائم کمرے کی چوکھٹ پر گم صم سی کھڑی یک ٹک اسے دیکھے جا رہی تھی۔۔

اس کی سیاہ گہری آنکھوں کو خود کو تلاشتے پا کر اس کی آنکھیں نم ہوئیں۔۔ صالح کی نظروں کی بے چینی محسوس کرتے ارشمانے پیچھے ہٹتے اپنی پشت کی جانب اشارہ کیا۔۔

وہ یک ٹک اسے دیکھے گیا دل بے قابو سا ہوا تھا وہ سرعت سے اس کی جانب بڑھا۔۔ اس سے پہلے وہ اس تک پہنچتا وہ لہرا کر نیچے گری۔۔

اس نے کسمسا کر آنکھیں کھولیں تو کمرہ نیم اندھیرا پایا۔۔دھیرے سے وہ اٹھ بیٹھی۔۔کیا وہ خواب تھا،، کوئی سراب تھا؟؟

گم صم سی سوچتی وہ پیر نیچے لٹکاتی اٹھی۔۔قدموں نے کچھ فاصلہ طے کیا تھا جب وہ دھیرے سے اس کے پیچھے آ کھڑا ہوا۔۔

نرمی سے اس کے گرد بازو حائل کرتا وہ چہرہ اس کے کندھے پر رکھ کر آنکھیں موند گیا۔۔وہ اپنی جگہ ساکت ہوئی تھی دل کی دھڑکن یکایک تیز ہوئی۔۔

"!راستے آپ ہی آپ سے جڑ جاتے ہیں چاہے درمیان میں صدیاں حائل ہو جائیں۔۔۔۔"

اس کی دھیمی سرگوشی پر اس نے آنکھیں موندیں،، شفاف موتی قطرہ قطرہ بہنے لگے تھے۔۔

صالح نے اس کا رخ اپنی جانب کیا۔۔اس کا چہرہ بلند کرتا وہ ان موتیوں کو لبوں سے چننے لگا۔۔

"یوسف؟؟"

آنکھیں کھولتی وہ کپکپاتے ہاتھ کو اس کے چہرے پر رکھتی اس کے احساس کو محسوس کرنے لگی۔۔وہ اس کا ہاتھ نرمی سے چومتا آنکھیں موند گیا۔۔

دونوں خاموش کھڑے ایک دوسرے کے احساس کو محسوس کر رہے تھے۔۔ برسوں کی جدائی تھی دل پھر سے ملے تھے۔۔۔!

"یوسف؟؟"

اس کے سے سینے سے لگی وہ آنسو روکتی مشکل سے بولی تھی جو آپ ہی امڈ امڈ کر آنے لگے تھے۔۔

"!!!آپ نہیں تھے تو کچھ باقی نہیں بچا تھا مشی کے لیے۔۔"

اس کے کشادہ سینے میں سر چھپاتی وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔اس کے آنسو تو ہمیشہ اسے تکلیف میں مبتلا کرتے تھے۔۔

اسے بازوؤں میں بھر کر وہ صوفے پر آ بیٹھا جس کے سامنے کھلی کھڑکی سے گرتی ٹھنڈی چاندنی کمرے کے اندھیرے کو ختم کرنے کی کوشش میں ہلکان تھی۔۔

"جانِ یوسف۔۔!!! میں ہمیشہ تھا آپ کے پاس،، ہر پل ہر لمحہ،، میرا جسم کہیں دور کھو گیا تھا،، دل تو آپ کے پاس ہی چھوڑ گیا تھا۔۔۔!!!"

اس کی آنکھوں پر تشنہ لب رکھتا وہ جیسے صدیوں کی پیاس بجھا رہا تھا۔۔اور وہ اس کے لمس کو محسوس کرتی آنکھیں موندے بیٹھی تھی۔۔

اس نے دھیرے سے آنکھیں کھولیں۔۔ بھوری آنکھیں کالی گہری آنکھوں میں پیوست ہوئی تھیں۔۔

"!!دل چاہتا ہے ساری عمر یونہی آپ کو دیکھتی رہوں جی بھر کر۔۔۔لیکن جی نہیں بھرے گا نہ"

اس کے گالوں پر ہاتھ رکھتی وہ اوپر اٹھتی اس کی پیشانی چوم گئی۔۔اس کے بال سنوارتی وہ اس کے کاندھے پر سر رکھ کر بازو اس کے گرد حائل کر گئی۔۔

برسوں بعد ایسا سکون محسوس کر پا رہی ہوں آپ کے ہونے سے تحفظ کا احساس ہوتا ہے۔۔میرے سکون کا"

"!!!واحد زریعہ آپ کی ذات ہے

وہ آج بھی اس کے عشق میں اتنی ہی دیوانی تھی۔۔صالح یوسف نے اسے الگ کرتے اس کا چہرہ سامنے کیا۔۔

اس کی آنکھیں بار بار رونے کی وجہ سے سوجھ چکی تھیں۔۔

"!!!وعدہ کرتا ہیں اب رونے نہیں دوں گا۔۔۔"

بھاری گھمبیر لہجے میں کہتا وہ اس پر جھکنے لگا تھا۔۔ وہ لجا گئی تھی،، دھڑکن بے ترتیب ہوئی تھی۔۔ نظریں جھکاتی وہ دور ہوئی۔۔

آپ کو کچھ چاہیے ؟"۔۔"

وہ سیاہ آنکھوں میں محبتوں کے دیے جلائے بس اسے تکے جا رہا تھا۔۔

صرف آپ۔۔۔۔! دل چاہتا ہے آپ اس وقت میسر آ جائیں۔۔ کئی سالوں سے تڑپ رہا تھا یہ دل،، میں "

"جان نہ پایا یہ دل تو مشی کا تھا، اس سے جدا کر دیا گیا تھا،، تڑپتا نہ تو کیا کرتا۔۔۔؟؟

اس کی سیاہ آنکھوں کے کانچ دھندلائے تھے نمی سے۔۔ وہ نمناک نیم وا آنکھوں سے اسے دیکھتی پوری شدت سے اس کے لبوں پر لب رکھ گئی۔۔

صالح نے اسے خود میں بھینچا تھا۔۔ ایک دوسرے میں گم وہ زمانوں کی تشنگی مٹا رہے تھے۔۔ وقت نے جدا کیا تھا اب وہی وقت انہیں ایک دوسرے کے روبرو لے آیا تھا۔۔

! محبت کبھی نہیں مٹتی حتٰی کہ وجود مٹی ہو جاتے ہیں، سانسیں تھم جاتی ہیں، محبت۔۔۔ ہمیشہ امر رہتی ہے۔۔۔

Epi # 27

وہ سب لاؤنج میں بیٹھے تھے۔۔بچے پر شوق نظروں سے اپنے ہینڈسم سے انکل کو دیکھ رہے تھے۔۔صالح کے ارد گرد ابراھیم اور ماہبیر نے جگہ سنبھالی تھی۔۔حیان سب سے پہلے آگے بڑھا۔۔

"!ہیلو سر۔۔۔!مائی سیلف ایس پی حیان۔۔۔"

اس کے ہاتھ بڑھانے پر صالح نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔کالی آنکھوں کے اوپر پیشانی پر گرتی سیاہ لٹ، بھری بھری داڑھی مونچھوں والا حیان اسے پسند آیا تھا۔۔وہ اس کا ہاتھ تھامتا اٹھ کر اس سے بغل گیر ہوا۔۔

"!یہ میری وہ اولاد ہے جس پر مجھ بے حد فخر ہے۔۔"

ماہبیر کی سرمئی آنکھیں یہ بولتے چمکی سی تھیں۔۔صالح نے اس کی پشت تھپتھپائی۔۔

" ایس پی حیان کا بہت نام سنا تھا، آج دیکھ بھی لیا۔۔ "

اس نے جیسے اسے شاباشی دی تھی۔۔پھر عرش آگے بڑھا اس کا چہرہ سنجیدہ سا لگتا تھا باوجود کوشش کے وہ چہرے پر نرم تاثرات نہ لا پا رہا تھا۔۔

سالی یہ کھڑوس طبیعت مروائے گی کسی دن۔۔! صالح نے ابرو اچکا کر اس کے نولفٹ ایٹیٹیوڈ کو دیکھا پھر اس سے گلے لگا۔۔

"!نائس ٹو میٹ یو 'ایس اے'۔۔۔"

عرش نے نرم لہجے میں کہا جس پر صالح نے چونک کر اسے دیکھا۔۔اسے کس نے بتایا۔۔؟

وہ نرمی سے اسے دیکھتا سر ہلا گیا جس پر عرش چمکتی آنکھوں سے انہیں دیکھتا پیچھے ہٹ گیا۔۔

"!یار اس کے تاثرات پر نہ جانا، اسکی شکل ہی ایسی ہے"

ماہ بیر نے لقمہ دیا جس پر باقی سب نے عرش کو دیکھتے مسکراہٹ دبائی تھی۔۔لیکن ہماری نرالی ایرا صاحبہ اپنی ہنسی ضبط نہ کر سکیں۔۔

ہنسنے کی آواز پر صالح نے آواز کی سمت دیکھا نیلی آنکھوں والی چھوٹی بچی شرارت سے عرش کو دیکھتی ہنس رہی تھی۔۔صالح کو اپنی طرف متوجہ پا کر وہ سٹپٹا گئی۔۔

"!اور ھان یہ تمہاری بیٹی ہے نہ"

اور ھان کو دیکھتے اس نے پوچھا نہیں بتایا تھا۔۔اس کی سیاہ آنکھیں مسکرائی تھیں۔۔اس نے نرمی سے ایرا کو بلایا

جس پر وہ جھینپتی ہوئی اس کے سامنے آئی۔۔صالح نے جھک کر اس کی پیشانی چومی جس پر وہ مسکرائی۔۔

آپ مجھے بہت اچھے لگے ہیں، میں آپ کو بابا کہوں گی اوکے ؟" پیر اونچے کرتی وہ ہلکی آواز میں بولی تھی۔۔"

صالح نے مسکراہٹ دبائی۔۔

اوکے !!"۔۔۔"

یہ چھوٹی سی شرارتی بچی اسے پسند آئی تھی۔۔

"!یہ ہمارے عرش کی بیوی ہے"

ارشما نے اس کی معلومات میں اضافہ کیا جس پر اسے خوش گوار حیرت ہوئی تھی۔۔اتنے میں بدر آگے بڑھا۔

"!!مائی نیم بدر۔۔۔بدران شاہ۔۔"

مغرور سرمئی آنکھیں صالح کی بے حد گہری مغرور سیاہ آنکھوں میں گاڑ کر کہتا وہ ذرا سا مسکرایا۔۔صالح نے بھی

ذرا سا مسکراتے اسے گلے لگایا۔۔

اس کے انداز کچھ کچھ مجھ سے نہیں ملتے۔۔؟ وہ محض سوچ سکا۔۔

"! بابا کہتے تھے کہ میرا غصہ اور انا آپ پر گئی ہے۔۔"

بدر نے ماہ بیر کو دیکھتے مزے سے کہا تھا۔۔ صالح نے سر گھما کر ماہ بیر کو گھوری سے نوازا جس پر وہ کندھے اچکا گیا۔۔

ٹھیک کہا تھا، اس نواب کا غصہ پورے علاقے میں مشہور تھا، سب اس کے غصے سے اتنا ڈرتے تھے کہ بات" کرنے سے پہلے بھی سو بار سوچتے تھے۔۔ انتہا کا بدمزاج، ضدی اور کھڑوس طبیعت کا تھا آپ کا یہ ہینڈسم انکل "!۔۔۔

وہ بھی ٹراؤزر کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے مزے سے کہتا گیا۔۔

"! اپنا بھی کہو، کیسے ٹیچر جی پر لائنیں مارتے تھے۔۔۔"

صالح نے بھی بدلہ چکایا۔۔ ارشما سٹپٹا کر وہاں سے کھسک گئی جبکہ ماہ بیر بے شرموں کی طرح مسکرا رہا تھا۔۔

" ! ڈرتا نہیں میں کسی سے۔۔ کھلم کھلا کرتا ہوں جو بھی کروں۔۔۔ اور پھر ان کا معاملہ ہی کچھ اور ہے۔۔۔"

اور ھان کو دیکھ کر آنکھ مارتا وہ مزے سے بولا تھا۔۔ اور ھان بے چارہ اسے گھور ہی سکا۔۔

ابراھیم نے آنکھ سے زنیشہ کو آگے آنے کا اشارہ کیا جو کنفیوز سی کھڑی تھی۔۔صالح نے اسے جھجھکتے دیکھا تو خود ہی اس کی جانب بڑھا۔۔

"!! بابا آپ کی بہو ہے یہ۔۔۔"

ابراھیم مسکراتے لہجے میں بولا تھا جس پر صالح کو بے حد خوشی ہوئی یہ جان کر کہ اس کے جگری یار کی بیٹی اس کی بہو ہے۔۔۔

اس نے محبت سے اسے سینے سے لگایا، نرمی سے اس کا سر چومتا وہ ہلکے پھلکے لہجے میں کہنے لگا۔۔

"سب کے جانے کے بعد ہم باپ بیٹی ڈھیر ساری باتیں کریں گے !!" اس کے یوں بات کرنے پر زنیشہ کو حوصلہ ملا۔۔

"بابا۔۔مجھے ابراھیم نے سب سے پہلے بتایا تھا۔۔میں بہت بہت خوش ہوں۔۔آپ کو دیکھے بغیر ہی ہم سب آپ سے بے حد محبت کرتے ہیں!!"۔۔

وہ سر اٹھاتی نرمی سے بولی تھی جس پر وہ کھل کر مسکرا دیا۔۔

"بھابھی چائے ملے گی۔۔۔؟"

ایسے سرد موسم میں چائے کی طلب ہوئی تھی۔۔ایناراکوایک جانب کھڑا پاکراس نے مخاطب کیاتووہ ایک پل کو گھبراگئی۔۔

"!جی جی میں ابھی سب کے لیے بناتی ہوں۔۔۔"

خوش دلی سے کہتی وہ کچن کی جانب بڑھ گئی۔۔ابراھیم نے دروازے کی جانب دیکھا جہاں سے ارشیہ اور رمل اندر آرہی تھیں۔۔

ارشیہ نے اسے مختصراًبتادیا تھا جس پر وہ سمجھی کہ وہ کوئی پرینک کررہی ہے۔۔۔!ابراھیم نے صالح کا کندھا دباتے رمل کی جانب نظروں سے اشارہ کیا۔۔

وہ چوکھٹ میں ساکت سی کھڑی یک ٹک اسے دیکھے جارہی تھی۔۔وہ ہمیشہ سوچتی تھی باپ کے ہونے سے تحفظ کا کیسااحساس ہوتاہوگا باپ کی شفقت کیسی ہوگی؟ بابا پکارنا کیسا لگتاہوگا؟اس کادل دکھتا تھااس کمی پر۔۔

آج انہیں یوں اپنے سامنے دیکھ کر وہ موم کابت بنی رفتہ رفتہ پگھل رہی تھی۔۔دل کی دھڑکن وہ آسانی سے سن سکتی تھی جوزوروں سے دھڑک رہاتھا۔۔

اس کے لب پھڑ پھڑائے تھے یکایک کالی آنکھوں کے چمکیلے کانچ دھندلائے۔۔وہ اندھا دھند بھاگتی اس کے سینے سے لگی تھی۔۔

بابا۔۔!!زور زور سے بلکتی وہ اسے بار بار پکار رہی تھی۔۔صالح نے اسے شدت سے خود میں بھینچا۔۔اس کا چہرہ بار بار چومتے اس کی سیاہ آنکھیں آنسو بہانے لگی تھیں۔۔

"!بابا۔۔میں نے آپ کو بہت مس کیا۔۔آپ کہاں تھے ؟سب کے بابا تھے لیکن میرے نہیں تھے۔۔"

اس کے سینے میں چہرہ چھپاتی وہ اس طرح پھوٹ کر روئی کہ صالح کا دل چیر گئی۔۔مشائم نے منہ پر ہاتھ رکھتے سسکی روکی۔۔

رمل کو پہلی باریوں روتے دیکھ کر سب لڑکیوں کی آنکھیں نم ہوئی تھیں جب کہ لڑکوں کے چہرے بھی از حد سنجیدہ ہوئے تھے۔۔ابراھیم لب سختی سے بھینچے سر جھکائے کھڑا تھا۔۔

"!میرا بیٹا۔۔بابا کا فخر،،میں اب کبھی اپنے بیٹے سے دور نہیں جاؤں گا۔۔"

اسے ساتھ لگائے وہ مظبوط لہجے میں بولا تھا۔۔ماحول کو غمگیں بنتے دیکھ کر حیان رمل کے ساتھ آکر کھڑا ہوتا ہلکے پھلکے لہجے میں کہنے لگا۔۔

آپ کی بیٹی نے کئی لوگوں کا جینا حرام کر رکھا ہے بڑے بڑے لوگ اس سے ڈرتے ہیں۔۔۔! میں خود ڈرتا"

"!ہوں۔۔

"!آخر میں وہ شرارت سے بولا۔۔رمل نے الگ ہو کر آنسو صاف کرتے اسے گھورا۔۔"جھوٹے۔۔

اتنی دیر میں ارشما اور ایناراچائے اور سنیکس لیے کچن سے باہر نکلیں۔۔

"!چلو بھئی آجاؤ سب۔۔بہت انرجی ویسٹ کرلی۔۔۔"

وہ سیدھا لاؤنج میں آئیں تو باقی سب بھی جہاں جگہ ملی بیٹھ گئے۔۔

رمل صالح کا بازو تھامے اس کے ساتھ بیٹھی تھی باقی لڑکیاں بھی صوفوں پر ٹک گئیں جبکہ لڑکے قالین پر آرام

دہ حالت میں بیٹھ گئے۔۔

چائے کے کپ تھامے سب اس کا ماضی جاننے کے لیے متجسس تھے۔۔صالح کا چہرہ سپاٹ ہوا تھا۔۔گہری

سانس لیتے وہ دھیمے لہجے میں گزری روداد سنانے لگا۔۔

سب ساکت مجسمہ بنے اسے سن رہے تھے۔۔خاموشی اتنی گہری تھی کہ اگر سوئی بھی گرتی تو آواز پیدا کرتی

۔۔جب وہ خاموش ہوا تو ماہ بیر غصے سے بول اٹھا۔۔

"!میرا بس نہیں چل رہا اس کرنل کو آگ لگا دوں جا کر۔۔۔ کتنا گھٹیا انسان ہے"

غصے سے بولتے اس کی گردن کی رگیں پھولنے لگی تھیں۔۔ رمل نے سپاٹ نظروں سے ابراھیم کو دیکھا۔۔

"!انھیں اس کی سزا ضرور ملے گی۔۔ ہماری خوشیوں کے قاتل ہیں ہم انھیں ہر گز نہیں چھوڑیں گے"

وہ بلا کے سرد لہجے میں بولی تھی اس شخص کے ذکر پر آنکھوں میں نفرت جھلکنے لگی تھی۔۔

اسے سزا مل چکی ہے میں اب اس کے بارے میں کسے کے منہ سے کچھ نہ سنوں۔۔ میں اس کا ذکر بھی نہیں"

"!چاہتا۔۔۔

وہ قطعی انداز میں بولا جس پر سب فلحال خاموش ہو گئے۔۔

کچھ دیر بعد سب نارمل سے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔۔

"!!تم بڑے چھپے رستم نکلے"

حیان نے ابراھیم کو دیکھتے گھورا جو میسنا بنا سب کچھ اکیلے کر گیا تھا۔۔ ابراھیم اسے دیکھتا کندھے اچکا گیا۔۔ انداز

ایسا کہ میں ایسا ہی ہوں۔۔! بدر نے آنکھیں سکیڑتے حیان کو دیکھا۔۔

"تم ہی پر گیا ہے برو، چھپ چھپ کر لڑکی پٹالی اور ہمیں بھنک بھی نہ لگنے دی۔۔"

آنکھیں سکیڑتے اس نے ایسا انکشاف کیا کہ رمل کا منہ کھل گیا جبکہ ماہ بیر نے افسوس سے سر ہلایا۔۔

"!چھپ چھپ کر پٹالی؟ اپنے باپ سے کچھ سیکھو۔۔ بہت افسوس ہوا سن کر۔۔"

اس کے یوں کہنے پر حیان کو چھوڑ کر باقی سب نے مسکراہٹ دبائی ارشیہ البتہ نیلی آنکھیں سکیڑتی تیکھی نظروں سے بدر کو دیکھ رہی تھی جو خوامخواہ شوخا ہو رہا تھا۔۔

حیان سٹپٹا گیا۔۔ روعبدار شخصیت کے مالک ایس پی حیان کی اپنی فیملی کے ہاتھوں اچھی درگت بن رہی تھی۔۔

بکواس کر رہا ہے یہ،، سالے جھوٹ کیوں بول رہا ہے؟؟"۔۔۔"

اس نے بدر کو گھسیٹا جس پر وہ دھڑام سے نیچے گرا۔۔ حیان نے رکھ کر ایک اس کی گردن پر ماری جس پر ارشیہ کی آنکھیں چمکیں۔۔

"!ایک میری طرف سے بھی حیان۔۔"

وہ دانت پیستی جلدی سے بولی جس پر صالح نے اس کی جانب دیکھا۔۔ تیز نیلی آنکھوں والی ارشیہ بدر کو یوں کچا چبا جانے والی آنکھوں سے کیوں دیکھ رہی تھی؟

اس کی نظروں کے ارتکاز پر عرشیہ نے اسے دیکھا پھر وہ نرمی سے مسکرائی۔۔اف۔۔۔! وہ یوں نرمی سے مسکرا بھی سکتی تھی؟ وہ تو ہمہ وقت بس تیکھی نظروں اور قاتل مسکان کے وار کرتی تھی۔۔

"!میری اور بدر کی شادی ہو رہی ہے"

اس نے صالح کی معلومات میں اضافہ کیا۔۔

"!اوہ۔۔۔! آئی سی۔۔لگتا ہے بہت محبت ہے دونوں میں۔۔۔"

بولتے ہوئے وہ ذرا سا مسکرایا تھا۔۔ارشیہ اس کی بات کا پس منظر سمجھ گئی اسے زور کی ہنسی آئی تھی۔۔

"! بلکل۔۔اس محبت کے ایسے ایسے مظاہرے ہوں گے کہ تاریخ میں لکھے جائیں گے"

اس کے خطرناک الفاظ پر صالح نے سر کو خم دیا۔۔

نیچے قالین پر بدر اب حیان کو دبوچے اس پر چڑھ کر بیٹھا تھا۔۔دونوں کسرتی جسم کے مالک ایک ہی نواب خاندان کے،، پیچھے ہٹنے پر تیار نہ تھے۔۔

اپنا کیا مجھ پر نہ ڈال موٹے! وہ مہرون بالوں والی حسینہ ملی تھی مجھے، تمہاری بے وفائیوں کے رونے رو رہی"

"! تھی۔۔! کس قدر پتھر دل انسان ہو تم یار۔۔۔

وہ تیکھی مسکراہٹ سے اسے دیکھتا بظاہر حیران کن انداز میں بولا تھا۔۔حیان کا دماغ بھک سے اڑا ابھی کچھ دن پہلے ہی تو وہ بد تمیز مہرون کرلی بالوں والی لڑکی اس سے ملی تھی۔۔

"کیا نام تھا اس کا۔۔۔؟"

بدر اور حیان بیک وقت ایک دوسرے سے پوچھ بیٹھے۔۔عرش نے موبائل پر جھکا سر اٹھایا۔۔

"!! غزل خانزادی۔۔"

مصروف سے انداز میں کہتا وہ اٹھا اور لاپرواہ مغرور انداز میں چلتا لاؤنج سے باہر نکل گیا۔۔

بدر اور حیان حیران نظروں سے اس کی پشت کو دیکھ رہے تھے۔۔صالح نے بھی سر گھماتے ایک گہری نظر اس پر ڈالی تھی۔۔

"اسے کس نے بتایا؟"

اگلی صبح وہ جلد بیدار ہو گیا۔۔ فریش ہو کر اس نے پولیس کی خاکی وردی پہنی جو اس پر بہت جچتی تھی۔۔ بالوں کو برش سے پیچھے کی اوڑھ سیٹ کرتا وہ جھک کر ڈرار سے پیپرز نکالنے لگا جس سے وہی مخصوص لٹ پیشانی پر آ گری۔۔

والٹ اور کیز اٹھاتا وہ سیدھا لان کی طرف آیا۔۔ اسے کوئی ضروری کال کرنی تھی۔۔ کچھ دیر موبائل پر مصروف رہنے کے بعد وہ گیٹ کی طرف بڑھا جہاں سے وہ اندر داخل ہو رہی تھی۔۔

مہرون گھٹنوں تک آتے کرلی بال کمر پر کھلے چھوڑ رکھے تھے! گرین ڈھیلے سے سویٹر کے ساتھ بلیو جینز اور لانگ بوٹس پہنے وہ ہری آنکھوں میں حیرانی لیے اسے دیکھ رہی تھی جو اس کے مقابل آ کر کھڑا ہوتا کالی آنکھیں سکیڑتا سگریٹ سلگانے لگا تھا۔۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو۔۔؟"

ہری کانچ سی آنکھوں میں ناگواری لیے وہ تیکھے لہجے میں بولی۔۔ یوں بولنے سے اوپرے ہونٹ کے خم پر موجود تل نمایاں ہوا تھا۔۔ حیان نے ایک نظر تل پر ڈالی۔۔

"یہ تو مجھے پوچھنا چاہیے تم میرے گھر میں کیا کر رہی ہو؟ پیچھا کر رہی ہو میرا؟"

گہرا کش لے کر دھواں اس کے منہ پر چھوڑتا وہ بھاری آواز میں بولا تھا۔۔

صبح کی سرد صبا میں ان دونوں کی آوازیں مدغم ہونے لگی تھیں۔۔ غزل نے سینے پر بازو باندھتے اسے دیکھا جب بولی تو لہجہ پر سکون تھا۔۔

"تم میں ایسا ہے کیا کہ تمہارا پیچھا کرے گی غزل خانی۔۔! میں حاوز۔۔۔ آئی مین صالح سے ملنے آئی ہوں !"۔۔۔

روانی سے بولتی وہ حاوز کہتے اٹکی تھی۔۔ حیان چونک کر اسے دیکھنے لگا اس کے بلانے کے انداز پر وہ ناگواری سے بولا تھا۔۔

"تمیز نہیں ہے تمہیں؟ کس طرح ان کا نام لے رہی ہو تمھارے باپ کی عمر کے ہوں گے وہ۔۔!"

وہ تپ اٹھا تھا۔۔ غزل نے ناک سے جیسے مکھی اڑائی۔۔

"میرے باپ سے تو خیر بہت چھوٹا ہے۔۔ کرنل عصام کی بیٹی ہوں غزل خانی۔۔۔! انفارچونیٹلی۔۔! صالح کی عمر سے مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔ میں تب سے اسے پسند کرتی ہوں جب ان جذبات کو سمجھتی بھی نہیں تھی !"۔۔ میں ایسے ہی بلاتی ہوں اسے۔۔ خیر اسے بلا دو مجھے ملنا ہے۔۔۔

وہ سپاٹ لہجے میں اسے بہت کچھ باور کروا گئی۔۔حیان نے بے تاثر نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔اسے اندر ہی اندر صالح انکل کے لیے اس کی پسندیدگی پر حیرت بھی ہوئی تھی۔۔

بغیر جواب دیے وہ اس کی سائیڈ سے گزرنے لگا جب غزل نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر دھکیلا۔۔

"!میں کچھ کہہ رہی ہوں مسٹر۔۔"

حیان نے ایک نظر اپنے کندھے کو دیکھا۔۔دوسری نظر اس کی ہری آنکھوں پر ڈالی۔۔

"!پولیس والے پر ہاتھ اٹھانے کے جرم میں اندر کروا سکتا ہوں میں تمہیں۔۔۔!اپنی حد میں رہو۔۔"

اس کی کہنی تھام کر جھٹکتا وہ اسے آگ لگا گیا۔۔

"!کرنل کی بیٹی کے ساتھ بدتمیزی کرنے کے جرم میں تمہیں اٹھوا بھی سکتی ہوں میں۔۔۔"

انگلی اٹھاتی وہ درشتگی سے بولی تھی۔۔اپنی اصل شناخت وہ فلحال بتانے سے قاصر تھی۔۔

حیان نے سگریٹ نیچے پھینکتے بھاری بوٹوں تلے مسلا۔۔یوں کرتے اس نے سر جھکائے ایک ترچھی نظر اس پر ڈالی۔۔

"!وہ ہاتھ ابھی پیدا نہیں ہوئے جو ایس پی حیان کو اٹھوا سکیں۔۔۔"

کیا مغرور انداز تھا۔۔ وہ ابرو اچکا گئی۔۔

"اتنا غرور خود پر۔۔؟"

"! حیان نے بیزار نظر اس پر ڈالتے کلائی میں بندھی گھڑی پر وقت دیکھا۔۔ "یقین ہے خود پر۔۔

مختصراً کہتا وہ اسے ایک طرف دھکیلتا گیٹ سے باہر نکل گیا۔۔ غزل نے غصے سے اس کی پشت کو دیکھا۔۔

زخر بچیا"۔۔۔! (گدھے کا بچہ) منہ میں بڑبڑاتی وہ لان سے منسلک چھ فٹ چوڑی صاف ستھری راہداری پر"

چلنے لگی۔۔ کسی کام سے جاتی نوشین نے اسے دیکھا تو آنکھیں گھماتی اس کے پاس آئی۔۔

"جی آپ کون؟"

پراندہ جھلاتی وہ سر تا پیر اسکا جائزہ لینے لگی۔۔ غزل نے ایک اکتاہٹ بھری نظر اس پر ڈالی۔۔

"! صالح کو بلاؤ، کہنا غزل آئی ہے۔۔"

نوشین نے ہونق بنتے سر ہلایا وہ فٹ سے اندر بھاگی۔۔ اس کے جانے کے بعد وہ لان میں چلی آئی۔۔ چہرے کو

چھوتی سرد ہوا کے ساتھ اطراف میں کھلے پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو روح کو فرحت بخش رہی تھی۔۔

وہ آنکھیں موندے سینے پر ہاتھ باندھے کھڑی تھی جب وہ لان میں آتا دکھائی دیا۔۔

غزل نے اسے دیکھا لیمن کلر ڈھیلی سی فل سلیو شرٹ کے ساتھ سیاہ ٹراؤزر پہنے بکھرے بالوں میں وہ اس کے حاوز سے بلکل مختلف کوئی اور ہی لگ رہا تھا۔۔اس کی سیاہ آنکھوں میں البتہ کوئی تاثر نہیں تھا۔۔

"کیسے ہو۔۔؟"

وہ اس کے مقابل آتی سر اٹھا کر بولی لہجہ آپ ہی دھیما ہوا تھا۔۔صالح نے ایک نظر اس کے اداس چہرے پر ڈالی پھر وہ نظریں پھیر گیا۔۔

اس کے پیچھے دور وہ درخت کی جھکی شاخوں پر ہلتے پتوں کو دیکھنے لگا تھا۔۔"ٹھیک ہوں۔۔۔!"مختصر جواب دیا گیا۔۔

غزل نے سر ہلایا پھر گہری سانس لیتی یونہی دائیں بائیں دیکھنے لگی۔۔

"مجھ سے نہیں پوچھو گے کہ میں کیسی ہوں۔۔؟"

بولتے ہوئے حلق میں کچھ اٹکا تھا۔۔تکلیف سی گلے میں کہیں اندر تک محسوس ہوئی تھی۔۔صالح نے اب کہ نظریں اس کے چہرے پر جمائیں۔۔

میں وہ سوال کیوں پوچھوں جس کا جواب میں جانتا ہوں۔۔۔!" اس کا چہرہ کھوجتے وہ ہموار لہجے میں بولا تھا۔۔"

وہ اس کی اداسی بھانپ چکا تھا۔۔ غزل نے سر ہلایا۔۔

صالح۔۔؟ یہ نام کہتے بھی عجیب لگ رہا ہے۔۔ خیر میں کہنا چاہتی ہوں کہ۔۔ کیا کبھی کبھی میں تمہیں ملنے آ"

"سکتی ہوں؟؟ ایک دوست کی حیثیت سے۔۔؟

اس نے نظریں چرائی تھیں۔۔ وہ کچھ چھپانے کی کوشش کر رہی تھی شاید آنکھوں کی نمی۔۔۔! صالح نے لب

! بھینچتے اسے خود سے نظریں چراتے دیکھا تھا وہ تو کبھی نظریں نہیں چراتی تھی

میں نے تم سے کہا تھا چھوٹی لڑکی مجھ سے دور رہو۔۔۔ ہمیشہ کہا لیکن تم۔۔! خیر، میری ایک بیوی ہے جس"

سے میں بے حد محبت کرتا ہوں۔۔! میرے دو بچے ہیں۔۔! اگر اس حقیقت کے ساتھ بھی تم مجھ سے ملنا چاہتی

ہو تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔۔

آؤ تمہیں سب سے ملواتا ہوں۔۔۔! میری زندگی کے گزرے باب میں تم نے میرا خیال رکھا تھا۔۔ تمھارے

"! لیے میں اتنا تو کر ہی سکتا ہوں۔۔

مدھم لہجے میں کہتا وہ پلٹا تھا جب ماہ بیر کو پیچھے کھڑے دیکھ کر وہ دونوں ٹھہرے جو سنجیدگی سے انہیں دیکھ رہا تھا۔۔ غزل کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ آئی۔۔

"!اب آپ کو مجھ سے نفرت ہو رہی ہو گی یہ جان کر کہ میں کرنل کی بیٹی ہوں۔۔"

اس کے لہجے کی تلخی پر ماہ بیر نے اسے دیکھا۔۔ آہستہ سے وہ اس کے مقابل آیا۔۔

"ہمارے گھر میں خوش آمدید۔۔! آج میرے بیٹے کا نکاح ہے۔۔ تم بھی ضرور آنا۔۔! ہمارے دل تنگ نہیں

"!ہیں بیٹا،، جو قصور تمہارے باپ نے کیا اسکی سزا ہم تمہیں کیسے دے سکتے ہیں۔۔

اس کے سر پر ہاتھ رکھتا وہ خوش دلی سے بولا۔۔ غزل کی آنکھیں جھلملا گئیں۔۔۔ صالح نے دھیمے سے مسکراتے اسے ساتھ چلنے کا کہا۔۔ وہ تینوں لان سے گزرتے اندرونی دروازے کی جانب بڑھ گئے۔۔

Epi # 28

چمکتی آنکھوں سے چاروں اوڑھ دیکھتی وہ گیٹ سے اندر داخل ہوئی۔۔اس کے ہاتھ میں دستی بیگ تھا جسے پکڑے وہ خوشی کے بے پایاں احساس کے ساتھ جلدی سے اندر کی جانب بڑھی۔۔

سیاہ شلوار قمیض کے ہمراہ سیاہ ہی شال لیے وہ پہلے کی طرح ہی دکھتی تھی فرق بس عمر کے چکر نے ڈالا تھا۔۔

پہلے وہ کم سن چنچل سی تھی اب چہرے سے ذرا سنجیدہ لگتی تھی وہ الگ بات تھی طبیعت میں اب بھی وہی شوخ پن تھا۔۔

"!السلام علیکم ویلکم می۔۔۔"

کھلے دروازے کے بیچ وبیچ کھڑی وہ بلند آواز میں پر جوش سی بولی۔۔ بارات کی تیاریوں میں مصروف لاؤنج میں تہلکہ مچے ماحول میں سکوت ٹھہرا۔۔سب مڑ کر اسے دیکھنے لگے۔۔

"!نوشین نے کچن سے گردن نکالی۔۔"ارے۔۔یہ کیا بلا ہے جو بتیسی نکالے ہوئے ہے۔۔۔

خود کلامی کرتی وہ آنکھیں گول گول گھماتی اسے سرتاپیر دیکھنے لگی۔۔

"مشائم نے جونہی اسے دیکھا اس کا ہاتھ بے ساختہ دل کے مقام پر پڑا۔۔"اللہّ۔۔۔نگہت۔۔۔؟

وہ ہاتھ میں پکڑے کپڑے وہیں چھوڑتی بھاگنے کے انداز میں اس تک پہنچی۔۔ایک سیکنڈ کی دیر کیے بغیر اس نے اسے خود میں بھینچا تھا۔۔اس کے اتنے گرمجوشی سے ملنے پر نگہت بے حد خوش ہوئی۔۔

"کیسی ہیں آپ مشی بی بی۔۔؟"

اس کے ساتھ اندر آتی وہ چمکتی آنکھوں سے چاروں اوڑھ دیکھنے لگی۔۔

"میں بلکل ٹھیک۔۔تم کہاں غائب ہو گئی تھی اچانک سے۔۔؟"

اسکا مختصر تعارف کرواتی وہ اسے ساتھ لیے گیسٹ روم میں آئی۔۔

بس مشی بی بی کیا بتاؤں۔۔۔شادی ہو گئی تھی اچانک سے، بندہ بڑا برا تھا میرا۔۔۔اماں بھی گزر گئی پھر تو اسے" جیسے کوئی کچھ کہنے والا نہیں تھا۔۔آخر تنگ آ کر میں علیحدہ ہو گئی، بچے تھے نہیں۔۔!

بس پھر کیا تھا یونہی گھر گھر کام کر کے گزارا کر رہی تھی۔۔کسی جاننے والے نے یہاں دو تین گھروں کا بتایا تھا وہیں سے مجھے آپ کا پتہ چلا۔۔اللہ میں بتا نہیں سکتی کتنی ہے پی ہوں میں۔۔۔"!

آخر میں وہ کھلکھلائی۔۔جانتی تھی اب وہ کیا کہے گی۔۔!

"ہے پی نہیں ہیپی۔۔"!

مشی نے ایک چپت اس کے سر پر لگائی۔۔

"!اتنا کچھ ہو گیا تمہارے ساتھ مجھے بہت برا لگ رہا ہے تمہارے لیے۔۔"

وہ افسردہ ہوئی تھی۔۔ نگہت نے آنکھیں سکیڑیں پھر تنک کر بولی۔۔

کیوں جی میرے لیے کیوں برا لگ رہا ہے؟ قسمت پھوٹی اس کی جس نے میری قدر نہیں کی۔۔۔ایسی نایاب"

"!اور خوبصورت دوشیزہ ہر کسی کو نہیں مل جاتی۔۔

وہ زندہ دلی کا ثبوت دیتے ہوئے بولی تھی۔۔ ہر بار عورت کیوں برداشت کرے۔۔؟ ہر دوسرے کا غم خود پر

!مسلط کرنے کا ٹھیکہ نہیں لے رکھا عورت ذات نے۔۔۔

"!بہت اچھے۔۔اسی لیے تو مجھے تم بہت اچھی لگتی ہو۔۔۔"

مشائم نے اس کے ہاتھ تھامتے نرمی سے کہا۔۔ وہ کوئی جواب دیتی اس سے پہلے اس کی نگاہ یونہی کمرے کی

چوکھٹ پر ظاہر ہونے والے اس شخص سے ہوتی واپس مشی پر آکر ٹھہری۔۔

ایکا ایکی اس نے جھٹکے سے چہرہ اس کی جانب موڑا۔۔اس قدر تیزی پر کمرے کی خاموش فضا میں ہڈی چٹخنے کی

آواز آئی۔۔اس کی آنکھیں پھیلی تھیں۔۔

مشائم نے اس کے ہونق تاثرات پر مسکراہٹ دبائی وہیں صالح نے آنکھیں سکیڑتے اسے دیکھا۔۔یہ کہاں سے ٹپک پڑی۔۔؟

داڑھی کھجاتا وہ اندر کمرے میں آیا۔۔سیاہ ٹرٹل نیک سویٹر جینز میں وہ ایک نظر مشائم کو دیکھتا ترچھی نظر سے نگہت کو دیکھنے لگا جو اٹھ کر اسے ہونق بنی منہ کھولے دیکھ رہی تھی۔۔

ہائے اللہ جی۔۔۔!رج کے کھڑوس صالح یوسف۔۔۔؟میری آنکھیں کہیں مجھے دھوکہ تو نہیں دے رہیں"۔۔؟"

آہستہ آہستہ اس کے مقابل آتی وہ آنکھیں سکیڑ کر بڑی کرتی اسے جھنجھلاہٹ میں مبتلا کر گئی۔۔

"!تمہارا دماغ آج بھی گھٹنوں میں ہے۔۔"

سڑے لہجے میں کہتا وہ سائیڈ ٹیبل سے کیز اٹھا کر پلٹتا مشائم سے مخاطب ہوا۔۔

"!یہیں رہنے کا ارادہ ہے کیا آپ کا۔۔؟فنکشن کے بعد ہم واپس اپنے گھر چلیں گے۔۔۔"

نرمی سے کہتا وہ اچٹتی نظر اس پر ڈالتا باہر نکل گیا۔۔

مشی بی بی یہ۔۔۔مجھے سمجھ نہیں آرہا یہ ہو کیا رہا ہے۔۔۔؟"وہ سر بار بار نفی میں ہلاتی روہانسی ہوئی۔۔"

سب پتہ لگ جائے گا ابھی وقت نہیں ہے ان سب باتوں کا۔۔! شادی والا گھر ہے بہت کام ہیں اب تم آ گئی ہو"

"!تو سنبھالو تم بھی کچن۔۔۔مجھے بہت حوصلہ ملتا ہے تمہاری موجودگی سے۔۔

اسکا ہاتھ تھپتھپاتی وہ جلدی سے بولی۔۔نگہت نے خوش ہوتے فٹ سے سر ہلایا۔۔۔

"!!جی اب آپ فکر ہی نہ کریں میں دیکھتی ہوں۔۔"

جونہی وہ کچن میں داخل ہوئی نوشین نے مڑ کر اسے دیکھا۔۔دیدے نچاتی وہ اس کے مقابل آئی۔۔نگہت نے

آنکھیں سکیڑتے اس کا انداز دیکھا۔۔

"!نون فار نوشین۔۔۔ہوں میں۔۔"

پراندہ جھٹک کر کمر پر ڈالتی وہ اپنا تعارف کروانے لگی۔۔نگہت نے سر ہلایا تو یہ مجھے تیور دکھائے گی۔۔؟ ہونہہ

!!۔۔۔

نون فار نگہت ہوں میں۔۔!نگہت۔۔!!اب سے تم سب کے کاموں کی نگرانی میں کروں گی اس لیے 'ص'''

"!'ک' سے کام کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔۔'سے صحیح طرح

بشیر اور نوشین کو حکم دیتی وہ ہدایات دینے لگی تھی۔۔نوشین منہ بناتی دل ہی دل میں اسے کوس رہی تھی۔۔

"!!! لچھو باندری کہیں کی۔۔۔"

اس کی ہمراہی میں ریڈ کارپٹ پر دھیرے سے قدم بڑھاتے وہ خود کو عجیب کیفیت میں مبتلا محسوس کر رہی تھی۔۔یہ احساس خوش کن تو بلکل بھی نہیں تھا۔۔

اسے جھنجھلاہٹ سی ہو رہی تھی کس قدر ضدی شخص تھا وہ جو اس کے ساتھ گرے تھری پیس میں ملبوس سر مئی مغرور نگاہوں میں فتح کی چمک لیے ازلی مغرور انداز میں آگے بڑھ رہا تھا۔۔

حیان صالح کو ساتھ لیے سب سے متعارف کروا رہا تھا۔۔ان دو پر ان کی انٹری پر وہ صالح کے ساتھ انٹرنس پر آ گیا جہاں ابراھیم اور ماہ بیران کے ساتھ آگے بڑھ رہے تھے۔۔

سب لڑکے براؤن تھری پیس میں ملبوس ایک سے بڑھ کر ہینڈسم لگ رہے تھے۔۔جانے کتنی لڑکیوں کی نظریں حیان پر ٹکی تھیں جو اپنی شاندار پرسنالٹی کی وجہ سے سب میں نمایاں تھا۔۔

گھنی مڑی ہوئی مونچھیں اور بڑھی ہوئی داڑھی اس پر بے حد جچتی اس کے رعب و دبدبے میں اضافہ کرتی تھی۔۔پیشانی پر لاپرواہ انداز میں گری لٹ میں نوخیز کلیوں کے دل الجھتے محسوس ہوتے تھے۔۔

عرش کو پھر سے غائب دیکھ کر ماہ بیر کی پیشانی شکن زدہ ہوئی۔۔ارشیہ اور بدر کے سٹیج پر سجے ماڈرن صوفوں پر بیٹھنے کے بعد وہ ابراھیم سے اس کی بابت پوچھنے لگا۔۔

ابراھیم نے آنکھ بچاتے اس کے پیچھے جھانکا جہاں سے وہ لاپرواہ انداز میں چلتا آرہا تھا۔۔اس وقت اس کا دل کیا تھا رکھ کر ایک اس نواب کی اولاد کو لگائے۔۔

"!آگیا ہے آپ خود پوچھ لیں۔۔۔!میں ذرا بابا کے پاس جارہا ہوں۔۔"

پینٹ کی پاکٹس میں ہاتھ ڈالتا وہ کھڑوس تاثرات چہرے پر سجائے وہاں سے چلا آیا۔۔اس کی نگاہیں اپنی حسین بیوی کو بے تابی سے تلاش رہی تھیں جو بلڈ ریڈ ساڑھی میں کھلی زلفوں کے پھندے اس پر ڈالتی اس کے دل کی دنیا میں حشر برپا کر کے نگاہوں کی قید سے اوجھل تھی۔۔

حاضرین ان سب لڑکوں کو دیکھ کر الجھ رہے تھے۔۔ وہ سب بلا کے ہینڈسم تھے لیکن ان میں زیادہ کھڑوس کون تھا۔۔۔ یہ اندازہ لگانا مشکل تھا۔۔۔۔

یوں بھی ایسی وجاہت پر ایسا ایٹیٹیوڈ بھی کسی کسی کو جچتا ہے خاص کر وہ جو صالح یوسف کی اولاد ہو یا ماہ بیر سلطان کے انوکھے نوابزادے!۔۔۔

"!ہیلو۔۔۔"

نسوانی آواز پر رمل نے مڑ کر دیکھا۔۔ نیوی بلیو ٹشو کی شارٹ کیپری شرٹ میں گھٹنوں تک جاتے مہرون کرلی بالوں کو دائیں کاندھے پر ڈالے ہری کانچ سی آنکھوں میں چمک لیے وہ دوستانہ مسکراہٹ سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔ اس کی دودھیا رنگت بے حد نمایاں ہو رہی تھی۔۔

رمل نے جواباً مسکراتے اس کی جانب ہاتھ بڑھایا جسے اس نے نرمی سے تھام لیا۔۔ اف رمل کو 'کوئی' یوں مسکراتے دیکھ لیتا تو ان لمحات کو حیات کا حاصل سمجھتا جن میں وہ یوں مسکرائی تھی۔۔

"!کیسی ہو تم۔۔۔؟ مجھے امید نہیں تھی تم آؤ گی۔۔۔"

دونوں آگے بڑھتیں صوفوں پر ایک دوسرے کے مقابل بیٹھ گئیں۔۔اس کے بلا جھجھک کہنے پر غزل نے ستائش میں ابرو اچکائے۔۔اسے رمل کا سیدھا دوٹوک بات کرنے کا انداز پسند آیا تھا۔۔

ویل۔۔۔سب نے بہت اسرار کیا خاص کر تمہاری مدر نے۔۔۔اسی لیے چلی آئی۔۔شی از ریلی نائس"

"!۔۔۔

عادت سے مجبور چاروں جانب کا سیکنڈ میں جائزہ لیتی وہ اسے دیکھتی مسکرائی جو سکون سے بیٹھی اسے نوٹ کر رہی تھی۔۔

پیاری لگ رہی ہو۔۔۔ویسے تمہارا ایٹیٹیوڈ صالح سے ملتا ہے!" بالوں میں ہاتھ چلاتی وہ مزے سے بولی۔۔"

رمل نے سر کو خم دیا۔۔بلیک ٹشو کی لمبی قمیض کے ساتھ کیپری اور سیاہ ہیلز پہنے سیاہ چمکدار بال دونوں کاندھوں پر بکھیرے وہ دلکش لگ رہی تھی۔۔

کسی مصور کی تصویر جو اس کی سیاہ غزالی آنکھوں میں کھویا اس میں محبت کے رنگ بکھیر بیٹھا تھا جو اس کی !آنکھوں میں جھلکتے ان سے چاہ رکھنے پر مجبور کر دیتے تھے۔۔

کچھ ایسی ہی مقناطیسی کشش رکھتی تھیں یہ سیاہ غزالی آنکھیں۔۔

تھینک یو۔۔! ویل ہم دونوں کی خاصیت یہ ہے کہ ہم اپنے اسی ایٹیٹیوڈ کے لیے جانے جاتے ہیں، آؤ تمہیں"

"! باقی کزنز سے ملواتی ہوں۔۔! آخر خاص مہمان ہو ہماری،، آجاؤ۔۔۔

اس کا ہاتھ تھام کر اٹھاتی وہ خوشگوار لہجے میں بولی تو غزل بھی اس کے خلوص سے متاثر اٹھ کھڑی ہوئی۔۔

! کیسے لوگ تھے یہ۔۔؟ خلوص کی مٹی سے گندھے ہوئے۔۔۔

! سردیوں کی شام پل میں ڈھلتی رات کو خوش آمدید کہنے لگی تھی۔۔رات بھی ایسی سرد۔۔۔

تمام رسومات جلد از جلد ختم کر کے وہ سب شاہ ہاؤس پہنچ چکے تھے۔۔دلہن کو اس کے کمرے میں بھیجنے کے بعد سب اپنے اپنے کمروں کی جانب بڑھ گئے۔۔

مشائم صالح کے ساتھ بیرونی دروازے سے باہر نکلتی اپنے بنگلے کی طرف بڑھی جہاں چوکس بیٹھا گارڈ اپنی ڈیوٹی انجام دے رہا تھا وہیں غزل بھی جانے کے لیے نکلی تھی۔۔

اسے کافی وقت ہو چکا تھا سچ تو یہ تھا کہ سب لڑکیوں سے وہ اس طرح گھل مل گئی تھی کہ اس کا یہاں سے جانے کو جی ہی نہیں چاہ رہا تھا۔۔

صالح کی نظر اس پر پڑی جو کار کا دروازہ کھولے فون کان سے لگائے کسی سے محو گفتگو تھی۔۔ مشائم کے اندر جانے کے بعد وہ اس کی جانب چلا آیا۔

نیوی بلیو کیپری شرٹ میں بے پناہ حسن کی ملکہ نے قدموں کی چاپ پر مڑ کر دیکھا۔۔ بلیک تھری پیس اس کے دراز قد پر بے حد جچ رہا تھا۔۔ پینٹ کی پاکٹس میں ہاتھ ڈالتا وہ اس کے مقابل آ کھڑا ہوا۔۔

"!میں چھوڑ آتا ہوں۔۔۔ !رات بہت ہو رہی ہے۔۔"

لاپرواہ انداز میں کہتے اس نے سر اٹھاتے آسمان کی جانب دیکھا۔۔ غزل نے آنکھیں سکیڑیں۔۔

"!دومرہ سایستہ یہ کیرہ"۔۔۔لکہ زہ تاسونہ پیشنم۔۔۔۔"

(!اتنے اچھے نہ بنو جیسے میں تمہیں جانتی نہیں۔۔)

اس کے جلے کٹے لہجے پر صالح نے مسکراہٹ دبائی۔۔

تاسو واقعیا مانہ پیژنئ"۔۔۔"

(!تم واقعی مجھے نہیں جانتی۔۔)

بے نیازی سے کہتا وہ پلٹ گیا۔۔

اس نے پیشکش کی، اس نے انکار کیا۔۔! اب اس کی بلا سے چاہے راستے میں ہی وہ جہان فانی سے کوچ کر

جائے۔۔!

وہ جا چکا تو غزل نے ایک ٹانگ گاڑی کو رسید کی۔۔ !

"زخر بچیا۔۔!"

دانت پیس کر کہتی وہ گاڑی میں بیٹھی۔۔

"آپ کہاں رہ گئے تھے۔۔۔؟"

وہ کچن میں کھڑی پانی کا گلاس بھر رہی تھی جب وہ آہستہ سے اس کے پیچھے آ کھڑا ہوتا اسے بانہوں کے حصار

میں لے گیا۔۔ وہ نظریں جھکاتی مدھم آواز میں بولی تھی۔۔

"غزل مل گئی تھی۔۔ کچھ کہہ رہی تھی وہ۔۔۔!"

اسکا رخ اپنی جانب کرتا وہ شرارت سے لب دبا گیا۔۔

"کیا کہہ رہی تھی۔۔۔؟"

بھوری آنکھیں اٹھاتی وہ اس کی جذبات کے سمندر سے بھیگی سیاہ آنکھوں میں دیکھنے لگی تھی۔۔ صالح نے اس کی کمر کے گرد گھیرا تنگ کرتے اسے قریب کیا۔۔ چہرہ اس کی جانب جھکاتا وہ مدھم بھاری لہجے میں بولا تھا۔۔

"! کہہ رہی تھی تمہاری بیوی بہت ہاٹ لگ رہی ہے آج۔۔"

کہتے ساتھ اس نے گہری سانس خارج کی۔۔ وہ مزید جھکنے لگا تھا اس پر۔۔ مشائم نے سٹپٹاتے اس کے لبوں پر گلابی نرم گرم سی ہتھیلی رکھی۔۔

"یہ اس نے نہیں کہا آپ نے کہا ہے۔۔! ویسے اس عمر میں بھی اس طرح کی حرکتیں کرتے آپ کو شرم نہیں آتی۔۔؟"

آنکھیں بار بار جھپکتی وہ اسے شرم دلانے کو بولی۔۔ وہ بھی چاہتی تھی اس کی قربت، اس کے احساس کو محسوس کرنا لیکن ایک جھجھک سی محسوس ہوتی تھی!۔۔

صالح نے جھٹکے سے اسے خود سے لگاتے اس کی گردن پر لب رکھے۔۔ اس کے پر شدت لمس پر مشائم کی جان لبوں پر آئی۔۔ کچن میں اگر کوئی آجاتا تو۔۔؟

ہجر کاٹا ہے ہم نے۔۔! ابھی تو ایک دوسرے کو بھرپور محسوس کرنا ہے، میں ہر پل ہر لمحہ آپ کو اپنی سانسوں"

"!سے بھی قریب چاہتا ہوں۔۔

اس کے پر شدت لہجے پر وہ لجا گئی۔۔۔ کچن سے باہر جھانکو تو زنیشہ ڈھیلی سی گلابی شرٹ ٹراؤزر میں سستی سے چلتی اسی جانب آ رہی تھی۔۔

اسے بھوک محسوس ہو رہی تھی سوچا کچھ ہلکا پھلکا کھا لے۔۔ وہ کچن سے کچھ دور ہی تھی جب اس کی نگاہ ان دونوں پر پڑی۔۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔۔ سٹپٹاتی وہ فٹ وہاں سے بھاگی۔۔ اس سے پہلے وہ کمرے میں گھستی رمل کمرے سے باہر نکلی۔۔

"تم کہاں جا رہی ہو اس وقت۔۔۔؟"

ہڑبڑاتی وہ اس کے سر پر پہنچ گئی۔۔ رمل نے ابرو اچکاتے اسے دیکھا۔۔۔

بابا اور ماما سے ایک بات کرنی تھی۔۔ تم کیوں پوچھ رہی ہو۔۔؟" وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔۔"

وہ۔۔۔ وہ دونوں بزی ہیں۔۔ مم۔۔ میرا مطلب سو گئے ہیں۔۔! میں وہیں سے آ رہی ہوں تم صبح بات کر لینا"

"ٹھیک ہے۔۔۔؟

اس کا چہرہ تھپتھپاتی وہ جلدی سے کمرے میں داخل ہوئی۔۔وہ منظر بار بار اس کی نگاہوں کے سامنے آرہا تھا جب صالح مشائم کے لبوں پر جھکا ہوا تھا۔۔

اسے بے حد شرم محسوس ہو رہی تھی۔۔ابراھیم نے اوندھے لیٹے سر اٹھاتے اسے دیکھا جو شرمگیں مسکان لبوں پر سجائے اپنی سائیڈ لیٹنے لگی تھی۔۔وہ کروٹ اس کی طرف لیتا بازو سر کے نیچے رکھتا نیم وا آنکھوں سے اسے دیکھنے لگا۔۔

"!ابراھیم کچھ خدا کا خوف کریں اتنی ٹھنڈ میں بھی بغیر شرٹ کے سو رہے ہیں"

کروٹ کے بل لیٹنے سے اس کے کسرتی سینے سے بلینکٹ سرکی تھی جس پر وہ جھجھری لیتی بولی تھی۔۔پیشانی پر بکھرے بالوں میں اس کی جانب دیکھتے اس نے لبوں کو جنبش دی۔۔

"تم کیوں مسکرا رہی تھی۔۔۔؟"

اس کی سوئی وہیں اٹکی تھی۔۔زنیشہ نے لب دبائے،اس کی طرف کھسکتی وہ جھک کر اس کے کان کے قریب ہلکی آواز میں کہنے لگی۔۔

میں کچن میں جانے لگی تھی کھانا کھانے وہاں میں نے دیکھا کہ۔۔۔ بابا نہ ماما کو لپ کسنگ کر رہے تھے"

"!۔۔۔

جلدی سے اسے بتاتی وہ سیدھی ہوئی۔۔اسے بتاتے ہوئے بھی کتنی حیا محسوس ہو رہی تھی۔۔

وہ مسکراہٹ دباتا تھوڑا سا اٹھا۔۔اس کی کلائی پکڑتا اپنے اوپر گرا کر کروٹ بدلتا وہ اس پر سایہ کر گیا۔۔

"!کیا تم مجھے کس کر کے بتاؤ گی میں سمجھ نہیں پا رہا۔۔"

معصوم انداز میں کہتا وہ اس کے لبوں کو دیکھنے لگا تھا جو وہ وقتاً فوقتاً کاٹ رہی تھی۔۔

"!آپ بھی۔۔۔بہت بے شرم ہو گئے ہیں۔۔! سو جائیں اور مجھے بھی سونے دیں بہت تھک گئی ہوں۔۔۔"

اس کے سینے پر دونوں ہاتھ رکھ کر دھکیلتی وہ جلدی سے اٹھنے کی تگ و دو کرنے لگی۔۔ابراھیم نے اس کے ہاتھ پکڑتے اوپر تکیے سے لگا دیے۔۔

تم اب مجھ سے دور مت جایا کرو،، تمہاری طلب بڑھتی جاتی ہے ہر روز، ہر منٹ، ہر سیکنڈ۔۔! پہلے سے زیادہ،"

"! کہیں زیادہ۔۔

اس کی مزاحمت کو نظر انداز کرتا وہ پوری شدت سے اس کے لبوں کو اپنے لبوں کی گرفت میں لے گیا۔۔

اس کے رحم و کرم پر پڑی اس کی شدتوں سے بے حال ہوتی وہ آنکھیں سختی سے میچے ہوئے تھی۔۔اس کی حالت پر رحم کھاتے وہ ناچاہتے بھی اسے آزاد کرتا پیچھے ہٹا۔۔

ہاتھ مار کر سائیڈ ڈرار سے انہیلر پکڑتے اس نے اسے تھمایا جس کی سانس سینے میں اٹکنے لگی تھی۔۔

جیسے ہی ارشما اسے بیڈ پر بٹھا کر باہر گئی وہ لہنگا گول مول کر کی بیڈ پر کھڑی ہو کر نیچے چھلانگ لگاتی فٹ سے دروازے کو لاک کر کے واپس آئی۔۔

نیلی بلی سی تیکھی آنکھوں کی چمک قابل دید تھی۔۔ سرخ تراشیدہ لبوں پر قاتل مسکراہٹ تھی۔۔اس کے انداز بتا رہے تھے وہ اپنی عادت سے مجبور پھر سے اسے تپانے جا رہی تھی یا اب یہ کہنا زیادہ بہتر تھا کہ اس کی زندگی جہنم بنانے کا اس نے عہد کر لیا تھا۔۔

جلدی سے شاور لے کر کپڑے بدلتی وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی ہو کر جوڑا کھولنے لگی۔۔ گھٹنوں تک جاتے بھورے گھنگریالے بالوں کو کھول کر بالوں میں انگلیاں چلاتی وہ خود کو ریلیکس کرنے لگی۔۔

بلیک نائٹ گاؤن میں کھلی زلفوں کو سہلاتی وہ جمائی لیتی بیڈ کے پاس آئی۔۔گلابی لبوں کا پاؤٹ بناتی وہ سائیڈ ٹیبل پر دھرا پانی سے بھرا جگ اٹھا کر سیدھی ہوئی۔۔

"!اپس۔۔۔"

آنکھیں پٹپٹا کر کہتے اس نے پورا جگ بیڈ کی ایک طرف انڈیل دیا۔۔مزے سے اپنا کارنامہ انجام دیتی وہ دوسری سائیڈ آتی تکیہ دبوچ کر بلینکٹ میں گھس گئی۔۔

پرسکون ہو کر مسکراتے اس نے آنکھیں موندیں۔۔چند سیکنڈز میں ہی وہ نیند کی وادیوں میں جا چکی تھی۔۔

اس کے مکمل نظرانداز کرنے پر ایراتپی بیٹھی تھی۔۔وہ خود موبائل پر مصروف بلینکٹ اوڑھے لیٹا ہوا تھا۔۔بے بی پنک باربی ٹراؤزر شرٹ میں بھورے سلکی بال کمر پر کھلے چھوڑے وہ گال تلے ہاتھ رکھے اس سے کچھ فاصلے پر بیٹھی اسے گھور رہی تھی۔۔

آخر وہ اسے یوں اگنور کیوں کر رہا ہے؟نہ بات کر رہا نہ دیکھ رہا۔۔!جبکہ وہ خود کو موبائل میں مصروف کیے اس کی جانب دیکھنے سے گریز کر رہا تھا۔۔

بلڈ ریڈ ساڑھی میں وہ آج جس قدر دلربا لگ رہی تھی اس کے آتشی حسن نے اس کے دل میں آگ سی لگا دی تھی جس کی حدت پر قابو پاتا وہ خود کا امتحان لے رہا تھا جیسے۔۔۔!

"آپ مجھے دیکھ کیوں نہیں رہے کیا اتنی بری ہوں میں۔۔؟"

بالآخر وہ لب کاٹتی بول اٹھی۔۔ عرش نے وقت دیکھا، گھڑی بارہ بجا رہی تھی۔۔ کیوں اسے چھیڑ کر وہ خود کے تیرہ بجانا چاہتی تھی۔۔

عرش۔۔۔اپنے بے بی کی کیوٹ سی ماما کو اگنور کریں گے آپ۔۔۔؟" وہ اس کے کسرتی چوڑے بازو کو انگلی سے ٹچ کرتی بچکانہ حرکتیں کرنے لگی تھی۔۔

اسے اپنی بے وقوفی پر بے حد ہنسی آئی تھی جب اس نے یہ بے بی والی بات ارشیہ سے شیئر کی تو اس نے مناسب الفاظ میں اسے سمجھا دیا تھا۔۔اب بھی وہ محض اسے تنگ کرنے کو کہہ رہی تھی۔۔

وہ موبائل ایک طرف رکھتا سر گھما کر اسے گھورنے لگا۔۔ گہری بھوری آنکھوں سے گہری نظر اس پر ڈالتا وہ سینے پر ہاتھ لپیٹ گیا۔۔

"تم سچ میں اتنی بے وقوف ہو یا ڈرامہ کرتی ہو بے وقوف بننے کا۔۔۔؟"

اس کے بھورے سلکی بالوں کو دیکھتا وہ ابرو اچکا گیا۔۔ابرو پر لگا تر چھا کٹ مزید نمایاں ہوا۔۔وہ ایک پل کو رک کر اس کے ابرو کو دیکھنے لگی۔۔ساتھ ہی اس کی نگاہ کان میں پہنے چاند کی شکل کے سیاہ ٹاپس پر اٹکی۔۔

اس کی آنکھوں میں جھانکتے اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کے ابرو پر لگے کٹ کو چھو لیا۔۔عرش ساکت لیٹا تھا۔۔

اس کی انگلیوں کے لمس نے ایک سکون سا بخشا تھا۔۔

وہ اپنی بے خودی پر خفت زدہ ہوتی پیچھے ہٹی جب عرش نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔۔

"تمہیں میں کیسا لگتا ہوں۔۔۔؟"

مدھم لہجے میں پوچھا گیا۔۔ایرا نے اس کے اس سوال پر نظریں جھکائی تھیں۔۔دل میں میٹھا سا احساس جاگا تھا۔۔

"!آپ اچھے لگتے ہیں مجھے۔۔اور اب پیارے بھی لگتے ہیں۔۔۔"

لبوں پر امڈتی مسکان چھپاتی وہ ہاتھ چھڑوانے لگی۔۔عرش دھیما سا مسکرایا۔۔اف کتنا وجیہہ لگتا تھا وہ مسکراتے۔۔

وہ اس کے نرم گرم ہاتھ کو اپنی جانب کھینچتا اسے خود پر جھکا کر گویا ہوا۔۔

تم مجھے پسند کرتی ہو۔۔؟"بھاری آواز ایرا کی سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔۔"

"!پتہ نہیں۔۔۔"

اس کی قربت اسے عجیب سے احساسات میں مبتلا کر رہی تھی۔۔"مجھے نیند آ رہی ہے میں سونے لگی

"!ہوں۔۔۔

جلدی سے کہتی وہ اس پر سے اٹھی۔۔

"!لیکن مجھے نیند نہیں آئے گی سر درد ہو رہا ہے بہت۔۔"

آنکھیں بند کرتا وہ مدھم لہجے میں بولا۔۔وہ بس دیکھنا چاہتا تھا وہ کیا کرتی ہے۔۔ایرا نے تفکر سے اسے دیکھا۔۔

"!میں آپ کا سر دبا دیتی ہوں۔۔۔"

بالوں کو جوڑے میں لپیٹتی وہ اس کے ساتھ لگ کر بیٹھی۔۔ بلینکٹ کھینچتی وہ ایک ہاتھ اس کے سر کے نیچے سے گزارتی دوسرے سے اس کا سر دبانے لگی۔۔

عرش نے بے ساختہ آنکھیں موندیں۔۔اس کا ہاتھ ہٹا کر اس نے سر پر رکھا جس پر وہ سمجھتی اس کے بالوں میں انگلیاں چلانے لگی۔۔

اس کے نرم حصار میں وہ جانے کب سو چکا تھا۔۔ایرا نے سر اٹھاتے اسے دیکھا اسے سوتا محسوس کر کے وہ وہیں بیٹھی بیٹھی خود بھی سو گئی۔۔

Epi # 29

"!اپس۔۔۔"

آنکھیں پٹپٹا کر کہتے اس نے پورا جگ بیڈ کی ایک طرف انڈیل دیا۔۔مزے سے اپنا کارنامہ انجام دیتی وہ دوسری سائیڈ آتی تکیہ دبوچ کر بلینکٹ میں گھس گئی۔۔

پر سکون ہو کر مسکراتے اس نے آنکھیں موندیں۔۔چند سیکنڈز میں ہی وہ نیند کی وادیوں میں جا چکی تھی۔۔

تھکن سے چور وہ گردن دائیں بائیں جھٹکتا دروازہ کھولنے لگا۔۔ناب پر رکھا اس کا ہاتھ وہیں جما رہا۔۔اس نے ذرا زور لگا کہ دروازہ دھکیلا لیکن وہ ایک انچ بھی اپنی جگہ سے نہ ہلا۔۔

ڈور لاک دیکھ کر اس نے جبڑے بھینچے۔۔اس کی دلہن نے پہلی رات ہی بے چارے روڈ، کھڑوس، انا کے مارے، دی گریٹ بدران شاہ کو کمرے سے بے دخل کر دیا تھا۔۔

!تن فن کرتا وہ ڈپلیکیٹ کیز لے کر آیا۔۔ دروازہ کھول کر اندر آتے اس نے لاک کر دیا۔۔ ہاں اب ٹھیک تھا۔۔

کوٹ اتار کر صوفے پر پھینکتے اس کی سرمئی مغرور آنکھوں نے حرکت کی، وہ اب اس پر آ ٹکی تھیں جو بلینکٹ میں دبکی مزے سے سو رہی تھی۔۔

آنکھیں سکیڑتا وہ وارڈروب کے سامنے آیا ہاتھ بڑھا کر اس نے ہینگ کیا سفید ٹراؤزر نکالا اور واش روم میں گھس گیا۔۔ چند منٹ بعد ہی وہ ٹھنڈے پانی سے شاور لے کر باہر نکلا۔۔

عجیب پاگل انسان تھا جس کو اس قہر برساتی ٹھنڈ سے بھی کچھ فرق نہیں پڑ رہا تھا۔۔ محض ٹراؤزر میں ملبوس گلے میں تولیہ ڈالے وہ بایاں ہاتھ اٹھا کر بال خشک کر رہا تھا جبکہ آنکھیں اس پر ٹکی تھیں۔۔

اسکا کسرتی پھولا سینا نم تھا جس پر پانی کی بوندیں پھسلتی جا رہی تھیں۔۔ تولیے کو سینے پر تھپتھپا کر خشک کرتا وہ بیڈ کی خالی سائیڈ بڑھا۔۔ بے دھیانی میں وہ بیٹھنے لگا جب چونک کر اٹھا۔۔

اس نے سر جھکاتے غور سے دیکھا پھر دو انگلیوں سے بیڈ شیٹ کو چھوا۔۔ بیڈ گیلا دیکھ کر اس کا پارہ ساتویں آسمان پہنچ گیا۔۔ لمبے لمبے ڈگ لیتا وہ دوسری جانب آتا اس کے سر پر پہنچ گیا۔۔ جھٹکے سے اس نے بلینکٹ اس پر سے اتاری۔۔

سرمئی تپی ہوئی پہلی نظر اس کے دودھیا کندھے پر پڑی جہاں سے سیاہ سلک گاؤن ڈھلکا ہوا تھا۔۔وہ کسمسائی تھی ٹھنڈ محسوس ہوتے اس نے ہاتھ بڑھا کر بلینکٹ ڈھونڈنا چاہا جو جانے کہاں کھسک گیا تھا۔۔

بدر نے سرد ہاتھ سے اسکا نرم پر حدت بازو تھامتے جھٹکے سے اسے بلند کیا۔۔اس کی آنکھیں پٹ سے کھلیں۔۔ نیلی آنکھوں کے کانچ کناروں سے سرخ پڑ گئے تھے۔۔

مندی آنکھیں کھولتی وہ صورتحال سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔حواس بحال ہوئے تو وہ آنکھیں سکیڑتی اپنے بازو کو دیکھنے لگی جو اس کے ٹھنڈے برف ہاتھ کی گرفت میں تھا۔۔

بازو کی ابھری نسوں سے سفر کرتی اس کی نگاہ اس کے پھولے کسرتی سینے پر ٹھہری۔۔اس نے حلق تر کیا۔۔ !بدتمیز ہونے کے ساتھ وہ ہاٹ بھی تھا۔۔

ارشیہ نے جھٹکے سے بازو چھڑوایا تھا۔۔اس کے ہوشربا بکھرے حسن کو دیکھتا وہ بہکنے لگا تھا جب اس نے سر جھٹکتے خود کو سنبھالا۔۔

"تمہارا اوپر والا خانہ خالی ہے۔۔؟بیڈ کیوں گیلا کیا تم نے۔۔؟"

اس کے مقابل کھڑا وہ تپے لہجے میں بولا غصے سے اس کا چہرہ کان کی لو تک سرخ پڑا تھا۔۔

وہ دانت پیستی بیڈ پر اس کے مقابل کھڑی ہوئی اسے اس وقت شدید غصہ آ رہا تھا محض اتنی سی بات کے لیے اس نے ارشیہ صمید کی نیند خراب کی تھی۔۔

بدر نے سر اٹھاتے اسے دیکھا جو اس کی توقع کے عین مطابق لڑنے مرنے پر تیار تھی۔۔ وہیں عرشیہ جو کچھ کہنے لگی تھی اس کی نگاہ اس کی گردن کی ابھری ہڈی پر پڑی جو اس کے سر اٹھانے سے بے حد واضح ہو رہی تھی۔۔

بھری بھری داڑھی، بھنچے جبڑے سے نیچے گردن کی ابھری ہڈی نے عجیب سے انداز میں اسے اپنی جانب کھینچا تھا۔۔ بدر نے گہری نظر اس پر ڈالی۔۔

"یو وانا ٹچ می۔۔؟"

اسے پیچھے دھکیلتا وہ اس کی جگہ پھیل کر لیٹ گیا۔۔ تیز گہری نظریں اس کا فرصت سے جائزہ لے رہی تھیں۔۔ اسے ان نظروں سے خود کو دیکھتے پا کر وہ سلگ گئی۔۔

"انتہائی بے شرم ہو تم۔۔۔؟ مت بھولو تم سے بڑی ہوں میں۔۔! تمہارے ارادوں میں کبھی کامیاب نہیں ہونے دوں گی میں تمہیں۔۔! ضد میں آ کر یہ شادی کی ہے نہ؟ بہت پچھتاؤ گے! اٹھو یہاں سے چلو۔۔۔"

دانت پیس کر کہتی وہ ہاتھ سے اسے اٹھنے کا اشارہ کرنے لگی۔۔ وہ سنی ان سنی کرتا کروٹ کے بل لیٹ گیا۔۔ تو وہ ایسے نہیں مانے گا۔۔؟

وہ گاؤن سنبھالتی سائیڈ ٹیبل سے پانی سے بھرا گلاس اٹھا کر واپس آئی اور بیڈ پر اس کی جگہ انڈیل دیا۔۔ وہ فورا سے اٹھا۔۔ "اب سو تم یہاں سکون سے۔۔!"

آنکھ مارتی وہ جھٹ سے بیڈ سے اتری۔۔ بدر نے اس کا ارادہ بھانپ لیا وہ چھلانگ لگاتا بیڈ سے اترا۔۔ دونوں بیک وقت تھری سٹر صوفے پر جھپٹے۔۔۔!

وہ پہلے پہنچ گیا لہذا اسے تپانے والے انداز میں دیکھتا وہ صوفے پر نیم دراز ہو گیا۔۔

وہ خطرناک تیوروں سے اس کی جانب بڑھی۔۔

"میں تمہارا گلا دبا دوں گی۔۔!"

جنگلی بلی بنی وہ جھکتی اس کی گردن پر جھپٹی۔۔ اس کے بڑھے ہوئے ناخن پل میں اپنا کام کر گئے۔۔

بدر نے اس کی دونوں کلائیاں ایک ہاتھ میں دبوچتے دوسرا ہاتھ اس کی کمر میں ڈالتے اسے اپنی طرف دھکیلا۔۔ اس کے گرتے ہی وہ جھٹ سے کروٹ بدل کر اس پر قابض ہو گیا۔۔

اب منظر کچھ یوں تھا کہ وہ صوفے میں اس کے نیچے دبکی اسے ق*تل کرنے کے درپہ تھی جبکہ وہ خونخوار نظروں سے اسے دیکھتا اس کے دونوں بازو لاک کیے اس پر جھکا ہوا تھا۔۔

"!موٹے گینڈے پیچھے م*رو۔۔۔! پتہ نہیں کتنا ٹھونستے ہو۔۔۔"

اس کی آہنی گرفت سے آزاد ہونے کی کوشش کرتی وہ دانت کچکچاتی اس کے منہ پر غرائی۔۔

بدر نے غصے میں اپنا سارا وزن اس پر ڈال دیا۔۔وہ اس کے کان پر جھکا تیکھے بھاری لہجے میں کہنے لگا۔۔

"!مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے تم بہانے ڈھونڈ رہی ہو میرے قریب آنے کے۔۔۔"

اس کی کمر کے گرد لپٹی سیاہ ڈوری پر ہاتھ رکھتا وہ اسے جھرجھری لینے پر مجبور کر گیا۔۔

"تم میرے ہاتھ آزاد کرو پھر بتاتی ہوں میں تمہیں۔۔۔!اور تم یہ خوش فہمی نکال دو کہ تمہارے لیے میرے دل میں کبھی فیلنگز پیدا ہوں گی۔۔!آفٹر آل اپنے سے ایک سال دو ماہ چھوٹے لڑکے میں مجھے کیوں انٹرسٹ ہو گا۔۔؟"

نیلی بلی سی تیکھی آنکھیں اس کی سرمئی مغرور آنکھوں میں گاڑتی وہ الفاظ چبا کر بولی۔۔دل تو چاہ رہا تھا الفاظ کی جگہ اس کی اکڑ ہوتی جسے وہ دانتوں تلے پیس دیتی۔۔

اس کی آخری بات پر وہ تپ اٹھا، کیا چھوٹا چھوٹا کی رٹ لگائی تھی۔۔ وہ کچھ سخت کہنے لگا جب اچانک وہ مسکرایا۔۔

آئے ہائے۔۔۔! واللہ کیا قاتل مسکراہٹ تھی۔۔ دلکش بھی دلربا بھی۔۔۔! دل کو کسی مقناطیس کی طرح اپنی اوڑھ کھینچ لانے والی مسکراہٹ۔۔۔!

" فیلنگز تو پیدا ہو رہی ہیں تمہارے دل میں۔۔ میرا چھونا تمہارے رنگ کیوں اڑا رہا ہے ہمم۔۔۔؟"

اس کے کاندھے پر سر رکھتا وہ مدھم لہجے میں بولا تھا۔۔

"تمہاری دھڑکن اس قدر تیز کیوں ہو رہی ہے؟ دل میں ہلچل مچی ہے کیا؟؟۔۔۔"

اس کے بالوں میں چہرہ چھپاتا وہ کہتا جا رہا تھا۔۔ وہ آنکھیں سختی سے میچے لب دبا گئی۔۔ خود کو اسکی گرفت سے آزاد کرنے کی کوشش اب بھی جاری تھی لیکن وہ نازک مومی وجود بھلا اس آہنی مظبوط حصار سے کیوں کر نکل سکتا تھا۔۔؟

تم بار بار کہتی ہو تم مجھ سے بڑی ہو۔۔؟"

کیا لگتی بھی ہو۔۔؟ خود کو دیکھا ہے کبھی غور سے کس قدر نازک و دلکش وجود ہے تمہارا۔۔

مجھ جیسے لمبے چوڑے مرد کے سامنے چھوٹی بچی لگتی ہو تم۔۔۔! واضح کر دوں لڑکا نہیں ہوں میں،، بھرپور مرد ہوں جس کے پیچھے ایک زمانہ پاگل ہے وہ اس وقت تمہارے قریب ہے۔۔!

"بس تمہاری انا سے مجھے ضد ہے ورنہ۔۔۔! تم ایسی آگ ہو جس میں جی جان سے جلنے کو جی چاہتا ہے۔۔۔!

بھاری مسحور کن آواز میں کہتا وہ لب دبا گیا۔۔ چہرہ اٹھا کر وہ اس کے تاثرات دیکھنے لگا جس کے چہرے پر ایک رنگ آرہا تھا ایک جارہا تھا۔۔!

ارشیہ نے اس کے بہتے جذبات پر بند باندھنا چاہا۔۔

تم ایک انتہائی بدتمیز لڑکے ہو میرا دل تو چاہ رہا ہے تمہیں گٹر میں پھینک آؤں اپنی باتوں کے جال میں الجھاؤ" گے تو میں الجھ جاؤں گی۔۔؟

"آخری بار کہہ رہی ہوں پیچھے ہٹو ورنہ اب جو میں کروں گی نہ اس کے ذمہ دار تم خود ہو گے۔۔۔!

اسے کچا چبا جانے والی نظروں سے دیکھتی وہ آخری بار وارن کرنے لگی۔۔ بدر نے ابرو اچکایا پھر اس پر مزید بوجھ ڈالتا مزے سے بولا۔۔۔

"کر لو جو کرنا ہے۔۔۔!"

اسکا کہنا تھا کہ وہ آپے سے باہر ہوتی اس کی گردن پر دانت گاڑنے کو جھپٹی جب وہ اس کا ارادہ بھانپ کر ذرا سے پیچھے ہٹا۔۔ گردن پر پڑنے والے دانت بدر کے اوپرے لب کو کاٹ گئے۔۔

وہ بجلی کی سی تیزی سے پیچھے ہٹی۔۔ یہ کیا ہو گیا تھا۔۔۔؟

وہ اسے آزاد کرتا اٹھ بیٹھا اس نے لب سے نکلتی سرخ ننھی بوند کو انگلی سے چھوتے اسے دیکھا جو نظریں چراتی فٹ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔

اس سے پہلے میں خود پر اختیار کھو دوں یہاں سے چلی جاؤ۔۔!" اس کی جانب سے چہرہ موڑتا وہ گہری سانس لیتا اپنے منہ زور جذبات کو لگام ڈالنے کی کوشش کرنے لگا۔۔

ارشیہ نے فلحال یہاں سے جانا ہی مناسب سمجھا۔۔ وہ چند قدم پیچھے لیتی پلٹی اور سٹڈی روم کا دروازہ دھکیلتی اندھیرے میں غائب ہو گئی۔۔

اس کے جانے کے بعد وہ بیڈ سے بلینکٹ اٹھاتا صوفے پر لیٹ کر خود پر اوڑھ گیا۔۔ چت لیٹا سرمئی آنکھیں چھت پر ٹکاتا وہ گزرے لمحات کو سوچنے لگا تھا۔۔۔

آرمی ہیڈ کوارٹر میں اس وقت گہری خاموشی تھی۔۔سب آفیسرز لائن میں کھڑے تھے۔۔کیپٹن نے ایک پل کو اسے دیکھا پھر سر جھکا گیا۔۔

کمرے کی خاموشی اس کی داڑھ پر ٹوٹی تھی۔۔

کیسے فرار ہو گئے وہ سیل سے۔۔؟جہاں سے آج تک کوئی مجرم نکل نہیں سکا۔۔بولو۔۔۔!جواب چاہیے"

"!مجھے۔۔

ایک ایک کے سامنے کھڑا ہوتا وہ درشتگی سے بولا۔۔سب آفیسرز اس کے اس قدر پتھریلے لہجے پر سہم گئے۔۔

آج پھر وہ میجر ابراھیم کا وہ پتھریلا روپ دیکھ رہے تھے جسے وہ کبھی بھی دیکھنا نہیں چاہتے تھے۔۔آرمی کرئیر میں انہوں نے اسے بہت کم غصے میں دیکھا تھا وہ ایک کنٹرولڈ ٹھنڈے مزاج کا مالک تھا۔۔

لیکن اب جو چوک ان سے ہوئی تھی اس پر اسکا یوں آگ بگولا ہونا فطری تھا۔۔

آپ سب یہاں بہت سے امتحان پاس کر کے پہنچے ہیں،یقیناً سب سمجھ رہے ہوں گے ایسے مج*رم تب فرار"

ہوتے ہیں جب انہیں اندر سے سپورٹ ملی ہو۔۔

یہ تو بہت جلد پتہ لگ جائے گا کہ وہ کالی بھیڑ کون ہے اس کے بعد اسکا انجام قابل عبرت ہو گا۔۔ملک سے

!غداری کی کوئی معافی نہیں۔۔۔

"!کیپٹن۔۔کم ودمی۔۔۔

درشتگی سے کہتے اس نے کالی گہری آنکھوں سے سب کو غور سے دیکھا پھر کیپٹن کو آنکھ سے اشارہ کرتا وہ روم

سے باہر نکل گیا۔۔

ان کے جانے کے بعد جونیئرز میں نظروں کا تبادلہ ہوا وہ پریشان نظر آتے تھے۔۔۔

کورٹ کی ڈیٹ ملنے کی وجہ سے ولیمہ پینڈنگ کر دیا تھا۔۔حیان نے ایرا کو زہنی طور پر تیار کر دیا تھا۔۔وہ بہت

ڈسٹرب تھی آج اسکا دل بے حد گھبرا رہا تھا۔۔

نور کا چہرہ بار بار اسکی نگاہوں کے سامنے گھوم رہا تھا۔۔آج پھر اس سے سامنا ہو گا اگر اس نے اسکی کردار کشی کر

دی تو۔۔؟

سوالوں کا ایک جنگل سا آباد ہونے لگا تھا دماغ میں۔۔ جس کی خاردار جھاڑیوں میں اسے اپنا آپ الجھتا محسوس ہو رہا تھا۔۔

وہ سیاہ چادر اچھے سے لپیٹے عرش کے ہمراہ گیٹ سے باہر نکلی۔۔۔ زنیشہ نے لب کاٹتے ان کی پشت کو دیکھا۔۔

آج فیصلہ ہونا تھا، یا ایک مجرم کو سزا ملنی تھی یا اسے باعزت بری کر دیا جانا تھا۔۔ اگر وہ رہا ہو گیا تو حرا انور، نور مقدم اور ایسی ہی کئی لڑکیاں جنھیں انصاف نہ مل سکا تھا ان کے ماں باپ جیتے جی مر جاتے۔۔

اپنے جگر کے ٹکڑوں کو تو وہ کھو چکے تھے اب انہیں اسی صورت سکون ملتا جب اس قا*تل کو سزا دی جاتی۔۔

وہ پلٹ کر اندر آئی جہاں ارشیہ بلیک پینٹ کوٹ میں کرلی بالوں کا اونچا جوڑا بنائے پرس کا لانگ سٹریپ کاندھے پر ڈالے سنجیدہ تاثرات سجائے گیٹ کی جانب بڑھی تھی۔۔

" !ارشی مجھے اپڈیٹ کرتی رہنا۔۔۔"

اس نے پیچھے سے ہانک لگائی تو ارشیہ پلٹ کر سر ہلاتی باہر نکل گئی۔۔ وہ وضو کی نیت سے واش بیسن کی جانب بڑھ گئی۔۔

اسے گیدر رنگز میں گھٹن ہو جاتی تھی کبھی کبھی جس سے اسکا سانس اکھڑنے لگتا یوں بھی ایسی جگہوں پر جانے کے نام سے ہی اسکا دل گھبرانے لگتا تھا اسلئے ابراھیم نے ہیڈ کوارٹر جانے سے پہلے سختی سے منع کیا تھا کہ وہ گھر ہی رہے اسے جانے کی ضرورت نہیں۔۔

ویسے بھی ارشما، اینارا، ارشیہ اور رمل جا ہی رہی تھیں۔۔ رمل کا ہونا بے حد ضروری تھا اس کے پاس کچھ پروز تھے اور ایک نامی گرامی جرنلسٹ ہونے کے ناطے اسکی بات کو بہت اہمیت دی جانی تھی، عدالت میں نہ سہی سوشل میڈیا پر صحیح۔۔۔!

لوگ جان پائیں گے حق اور باطل کی بابت۔۔!

مشائم کی طبیعت کچھ ناساز تھی اسلیے وہ جا نہ سکی تھی۔۔ وہیں بدر بھی ضروری میٹنگ کے لیے صبح صبح ہی آفس کے لیے نکل گیا چند دن سے وہ ٹھیک توجہ نہیں دے پا رہا تھا ارشیہ بھی غیر حاضر رہی اس لیے بہت کچھ نبیٹنا تھا۔۔

سب کورٹ کے لیے نکل چکے تھے پیچھے وہ دونوں تھیں بس۔۔ زنیشہ نے سوچا چند نفل ادا کر لے پھر واپس مشی ماما کے پاس چلی جائے گی اس وقت وہ شاہ ہاؤس میں تھی۔۔

دو پولیس موبائل آگے پیچھے تارکول کی ٹھنڈی صاف ستھری سڑک پر رواں دواں تھیں۔۔اگلی موبائل میں حیان پسنجر سیٹ پر بیٹھا کھلی ونڈو سے باہر دیکھ رہا تھا چہرے پر تیزی سے پڑتی ہوا سے اس کے بال بری طرح پیشانی پر بکھر رہے تھے۔۔

ڈرائیونگ کرتا علی ہر چند منٹ بعد اس کے چہرے پر ایک نظر ڈال لیتا تھا جو سپاٹ چہرے کے ساتھ باہر دیکھتا سگریٹ پھونک رہا تھا۔۔

اس نے دھواں منہ سے خارج کرتے مڑ کر ایک نظر پیچھے ڈالی جہاں دونوں پولیس موبائلز کے درمیان سیاہ کار تیزی سے سڑک پر دوڑ رہی تھی۔۔

عرش کار ڈرائیو کر رہا تھا جس کے ساتھ والی سیٹ پر ایرا بیٹھی کب سے لب کاٹ رہی تھی۔۔وہ کبھی ہاتھوں کو کھولتی پھر مٹھی کی صورت بھینچ کر گہری سانس لیتی۔۔

بیک سیٹس پر اورھان ہاور اینارا بیٹھے تھے۔۔آگے پیچھے جاتی ان تین گاڑیوں سے کچھ پیچھے آتی سفید کار میں صالح ڈرائیو کرتا نظر آ رہا تھا جس کے برابر ماہ بیر بیٹھا تھا۔۔

دونوں کے چہرے بلا کے سنجیدہ تھے۔۔وہیں پچھلی سیٹوں پر ارشیہ اور ارشما بیٹھی تھیں۔۔کورٹ نے ان سب کو انوائٹ کیا تھا کیس کے سلسلے میں۔۔!

انویٹیشن نہ بھی آتا تب بھی وہ ضرور جاتے ان کے خاندان کی بیٹی ایک بہت اہم گواہی دینے جا رہی تھی جس سے یقینا بہت سے لوگ مشکل میں پڑنے والے تھے ایسے میں اسکی حفاظت اور سپورٹ بہت ضروری تھی۔۔

"اچانک صالح نے ماہ بیر کو دیکھا۔۔"گارڈز موجود ہیں نہ دونوں گھروں میں۔۔۔؟

ایک نظر اسے دیکھتا وہ پولیس موبائل کی پیروی میں سڑک پر ٹرن لیتا دوسری جانب مڑ گیا۔۔ماہ بیر نے ہنکارہ بھرا۔۔

"!ہمم۔۔۔وہیں ہیں تم فکر مت کرو۔۔۔"

اس نے صالح کا کاندھا تھپتھپایا۔۔ان کی باتیں سن کر ارشما چونکی ابھی صبح صبح ہی تو ان کے گارڈ نے فون کر کے طبیعت ناسازی کا کہا تھا کہ وہ آنہیں سکے گا لیکن افراتفری میں وہ بتانا بھول گئی تھی۔۔

"!!ماہ بیر۔۔۔؟وہ۔۔۔"

ہلکی آواز میں وہ اسے مخاطب کرتی رکی تھی۔۔اسکی آواز پر دونوں نے چونک کر اسے دیکھا۔۔

کیاہوا آپ ٹھیک ہیں۔۔۔؟" ماہ بیر متفکر ہوا تھا۔۔"

"!جی ٹھیک ہوں۔۔۔وہ صبح گارڈ کا فون آیا تھا کہ۔۔اسکی طبیعت خراب ہے تو وہ۔۔ نہیں آئے گا۔۔"

اسکا کہنا تھا کہ گاڑی جھٹکے سے رکی۔۔صالح نے لب بھینچتے ماہ بیر کو دیکھا۔۔

بکواس کر رہا ہے وہ، بک گیا ہے میں جان سے ما*ر دوں گا اسے۔۔! میں ابھی گھر جا رہا ہوں تم ان کو لے کر"

"!پہنچو۔۔

وہ جلدی سے سیٹ بیلٹ کھولتا دروازہ کھول کر باہر نکلنے لگا جب ماہ بیر نے اس کا بازو پکڑا۔۔اسکی آنکھوں میں

کچھ ایسا تھا کہ صالح یوسف ایک پل کو ٹھہر گیا۔۔

"تم مت جاؤ۔۔ایک بار کھو چکے ہیں تمہیں۔۔۔دوبارہ کھونے کا۔۔۔۔"

اس کی بھاری آواز مزید بھاری ہوئی تھی کہتے ہوئے وہ ٹھہرتا نظریں پھیر گیا۔۔

"!میں چلا جاتا ہوں تم ان کو کورٹ لے جاؤ۔۔۔"

ماہ بیر نے رسان سے کہا۔۔ارشما اور ارشیہ لب سیئے دونوں کو دیکھ رہی تھیں۔۔دل تو انکا بھی ڈر گیا تھا۔۔وہ

ماضی نہیں دہرانا چاہتے تھے۔۔

"!میں اب پہلے جیسا نہیں رہا مجھ پر بھروسہ رکھو۔۔۔"

مظبوط لہجے میں کہتا وہ جلدی سے نکلا۔۔سامنے سے آتی ٹیکسی کو ہاتھ دکھاتا وہ اس جانب بڑھ گیا۔۔ماہ بیر نے گہری سانس لیتے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی تھی۔۔

ابھی وہ کورٹ سے قریب بیس منٹ کی مسافت پر تھے جب حیان نے بلیک 'ڈیمن 'کار کو اپنی جانب آتے دیکھا۔۔وہ کار آہستہ سے اس کی موبائل کے برابر چلنے لگی۔۔

رمل نے گلاس ونڈ نیچے سرکاتے اسے اشارہ کیا۔۔وہ سمجھ کر سر ہلاتا آگے ہوا ہے اس کے بڑھائے ہوئے ڈاکومینٹس تھام کر ہاتھ اندر کرتا اسے تھمز اپ کر گیا۔۔

وہ سر کو خم دیتی ان کے ساتھ ساتھ آگے بڑھنے لگی۔۔۔بلیک ڈیمن کبھی آگے چلی جاتی کبھی پیچھے۔۔

اسی طرح یہ قافلہ منزل کی جانب رواں تھا جب سڑک کے بیچوں بیچ لوگوں کا رش پڑ گیا۔۔تین چار آدمی بری طرح جھگڑ رہے تھے جن کے گرد لوگ گھیرا ڈالے تماشہ دیکھ رہی تھے۔۔

"!سر لگتا ہے پھڈا ہو گیا،،دیکھنا پڑے گا۔۔"

علی نے سر باہر نکالتے اسے صورتحال سے آگاہ کیا۔۔

"!گاڑی روکو۔۔۔"

اس کے حکم پر پولیس موبائل جھٹکے سے رکی اسی کے ساتھ پیچھے آتی گاڑیوں کو بھی بریک لگا۔۔

حیان باہر نکل کر ان لڑکوں کی طرف بڑھا ہی تھا جب زبردست دھما* کہ ہوا۔۔

Epi # 30

ابھی وہ کورٹ سے قریب بیس منٹ کی مسافت پر تھے جب حیان نے بلیک 'ڈیمن 'کار کو اپنی جانب آتے دیکھا۔۔وہ کار آہستہ سے اس کی موبائل کے برابر چلنے لگی۔۔

رمل نے گلاس ونڈ نیچے سرکاتے اسے اشارہ کیا۔۔وہ سمجھ کر سر ہلاتا آگے ہوا ہے اس کے بڑھائے ہوئے ڈاکومینٹس تھام کر ہاتھ اندر کرتا اسے تھمز اپ کر گیا۔۔

وہ سر کو خم دیتی ان کے ساتھ ساتھ آگے بڑھنے لگی۔۔۔بلیک ڈیمن کبھی آگے چلی جاتی کبھی پیچھے۔۔

اسی طرح یہ قافلہ منزل کی جانب رواں تھا جب سڑک کے بیچوں بیچ لوگوں کا رش پڑ گیا۔۔ تین چار آدمی بری طرح جھگڑ رہے تھے جن کے گرد لوگ گھیرا ڈالے تماشہ دیکھ رہی تھے۔۔

"!سر لگتا ہے پھڈا ہو گیا،، دیکھنا پڑے گا۔۔"

علی نے سر باہر نکالتے اسے صورتحال سے آگاہ کیا۔۔

"!گاڑی روکو۔۔۔"

اس کے حکم پر پولیس موبائل جھٹکے سے رکی اسی کے ساتھ پیچھے آتی گاڑیوں کو بھی بریک لگا۔۔

حیان باہر نکل کر ان لڑکوں کی طرف بڑھا ہی تھا جب زبردست دھما*کہ ہوا۔۔ زبردست آواز بلند ہونے پر سڑک پر موجود لوگوں میں بھگدڑ مچ گئی۔۔

قریب ہی کسی بلڈنگ میں گیس سلنڈر پھٹا تھا جس سے کچھ لوگ زخمی ہو گئے جبکہ باقی اندھا دھند بھاگتے باہر نکل رہے تھے۔۔ چند سیکنڈ پہلے کی خالی سڑک لوگوں سے کھچا کھچ بھر گئی تھی۔۔

حیان فوراً دوڑ کر واپس آیا۔۔ دھکم پیل میں اس نے جگہ بناتے آگے بڑھ کر عرش کو اشارہ کیا جس نے سر ہلاتے ایرا کو باہر نکلنے کا اشارہ کیا۔۔

جس طرح کا ماحول اچانک بن گیا تھا اس سے وہ سب وہیں پھنسے رہتے۔۔ علی آنکھیں سکیڑتا ان لڑکوں کو ڈھونڈنے لگا جن کی لڑائی کی وجہ سے انہوں نے گاڑی روکی تھی۔۔

وہ سب گدھے کے سر سے سینگ کی طرح غائب ہو گئے تھے۔۔۔ وہ جلدی سے حیان کے پاس آیا۔۔

"سر وہ لڑکے مسٹر انڈیا کی طرح غائب ہو گئے ہیں۔۔ آپ سمجھ رہے ہیں نہ۔۔۔؟"

شور کے باعث وہ بلند آواز میں بولا تھا۔۔ اس کی بے تکی بات پر حیان نے سخت نظروں سے اسے دیکھا۔۔ اتنا تو اسے بھی سمجھ آ رہا تھا کہ یہ سب انہیں روکنے کے لیے کیا گیا تھا تاکہ وہ وقت پر کورٹ نہ پہنچ سکیں۔۔

اچانک اسکی نگاہ قدرے ایک طرف کھڑی بلیک ڈیمن پر پڑی باقی سب کو تو وہ چیک کر چکا تھا۔۔ رمل کی کار پر نظر جماتے اس نے دوسری پولیس موبائل کے کانسٹیبلز کو صورتحال پر قابو پانے کا حکم دیا۔۔

! پھر لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہ کار کے قریب پہنچا۔۔ اس نے جھک کر ونڈو سے اندر جھانکا وہ غائب تھی۔۔

بلڈنگ کی اوٹ سے سارا منظر دیکھتا وہ سیدھا ہوا۔۔ وہ مکمل سیاہ لباس میں ملبوس چہرہ ڈھانپے ہوئے تھا۔۔

اس نے ایک تیر سے دو شکار کیے تھے۔۔ کام وہ کر گیا تھا نام کسی اور پر آنا تھا۔۔

موقع سے فائدہ اٹھانا تو کوئی اس سے سیکھتا۔۔اپنی فتح پر مسکراتا وہ پلٹ گیا۔۔چند سیکنڈ بعد وہ وہاں سے غائب تھا۔۔

جیسے ہی لوگوں کا رش پڑا تھا انھوں نے ان لڑکوں کو ایک اشارہ کیا پھر وہ چہرہ ڈھانپے آہستہ آہستہ انکی گاڑیوں کے پیچھے آ کھڑے ہوئے۔۔

وہ سڑک چھاپ غنڈے تھے جنھیں ایرا کو اغو*اکرنے کے لیے بھیجا گیا تھا نہ وہ کورٹ پہنچتی نہ کوئی گواہی ہوتی۔۔

جونہی انہوں نے پس*ٹل نکالی اچانک سے بلڈنگ میں بلا*سٹ ہو گیا جس پر وہ بھی ایک پل کو گھبرا گئے۔۔

پھر یوں ہوا کہ لوگوں کی دھکم پیل نے ان کا کام آسان کر دیا۔۔وہ اس بات سے بے خبر تھے کہ ایرا پہلے ہی گاڑی سے نکل چکی تھی۔۔انہیں کہا گیا تھا کہ دو پولیس موبائل کے بیچ ایک گاڑی ہے اسی میں وہ لڑکی ہے!

انھیں تصویر بھی دکھائی گئی تھی اس لڑکی کی۔۔ایرا کی قسمت اچھی تھی یاان کا براوقت تھا کہ دھکم پیل کی وجہ سے رمل کی گاڑی ان پولیس موبائل کے قریب آچکی تھی جبکہ عرش لوگوں کی گاڑی ذرا پرے ہٹ چکی تھی۔۔

وہ جلد از جلد اپنا کام کر کے نکلنا چاہتے تھے۔۔خود کار کے پاس جانا ان کو سب کی نظروں میں لا سکتا تھا لہذا انہوں نے قریب دوڑتے ایک بچے کو گریبان سے پکڑتے اسکی گاڑی کے قریب پھینکا۔۔

نتیجتاً اُن کی توقع کے مطابق وہ فوراً کار کا دروازہ کھول کر باہر نکلی تھی۔۔اس سے پہلے وہ بچے کو اٹھاتی انہوں نے پل میں اس کے منہ پر رومال رکھا۔۔

کلوروفام کی مہک اسکی سانسوں میں اترتی گئی تھی۔حواس پل میں سلب ہوئے اسکا جسم ڈھیلا پڑا ہی تھا جب وہ نہایت ہوشیاری سے کچھ فاصلے پر کھڑی اپنی گاڑی میں اسے ڈال کر وہاں سے رفو چکر ہو گئے۔۔

یہ کام اتنی ہوشیاری سے کیا گیا کہ کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہو سکی۔۔

نوافل ادا کر کے چہرے کے گرد ہی دوپٹہ لپیٹے وہ لاؤنج سے گزرتی کچن میں آئی جہاں نوشین اور نگہت اپنا اپنا کام کر رہی تھیں ساتھ ساتھ وہ باتوں میں مصروف تھیں۔۔

انہیں کچھ ضروری ہدایت یات دے کر وہ لان میں چلی آئی جہاں سورج ہلکا سا جھلک دکھاتا بادلوں کی اوٹ میں چھپ جاتا اور کبھی اپنا مکھ دکھانے کو بیتاب یکا یک دیدار کرا دیتا۔۔

دھوپ چھاؤں کے اس کھیل کو وہ فرصت سے دیکھ رہی تھی جب دیوار پھلانگ کر دو ہٹے کٹے آدمی اندر کود ے۔۔!

وہ آواز پر پلٹی اسکا رنگ اڑا تھا حلق سے آواز نکالنے کی کوشش میں ہلکان وہ قدم پیچھے لیتی پلٹی اور دوڑ لگا دی۔۔

"نگہت۔۔؟نوشین۔۔۔؟"

اندھا دھند اندر کی طرف بھاگتی وہ پھٹی پھٹی سی آواز میں چلائی تھی۔۔وہ آدمی پل میں اس تک پہنچے اسکی کلائی دبوچتے وہ اسے باہر کی اوڑھ گھسیٹنے لگے۔۔!

اندر ان تک اسکے چیخنے کی آواز پہنچ چکی تھی نگہت نے دہل کر نوشین کو دیکھا جو خود بھی پریشان ہوتی اس کے ساتھ کچن سے باہر نکلی۔۔

چھپ کر لان میں جھانکتے ان کی آنکھیں پھیلیں۔۔اسی اثنا میں بشیر اوپر کی منزل سے نیچے اترتا دکھائی دیا۔۔

"وے بشیر ادھر آ جلدی سے۔۔۔باہر دو گینڈے نما آدمی ہیں بی بی جی کو نہ تروتر وکے۔۔۔"

نوشین نے فل ڈرامائی انداز میں کہنا شروع کیا جب نگہت نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا وہاں زنیشہ بی بی مشکل میں ہیں اور اس ناٹنکی کی دکان کو ڈرامے سوجھ رہے ہیں۔۔!

"!سٹ اپ۔۔۔"

اسے گھرکتی وہ جلدی جلدی دھیمی آواز میں بشیر سے کہنے لگی "بشیر آج تیری وفاداری کا امتحان ہے وہ دو ہیں اور تو ایک۔۔! جا کے ان کا کچومر نکال دے ہم بھی تیرے پیچھے آتے ہیں ذرا کچن سے "گلّی ڈنڈے" کا انتظام کر "!آئیں۔۔

اس کی بات سن کر بشیر میں جوش آیا وہ رومال کاندھے پر جھٹک کر ڈالتا شانے اکڑا کر آگے بڑھا جب جاتے جاتے نوشین نے ہانک لگائی۔۔

بشیر نے سنی ان سنی کرتے باہر لان میں "!وے بشیرے ان کا نک پَن دئیں باقی پانسے ہم سیک دیں گی۔۔" قدم رکھا جہاں وہ لان سے منسلک چھ فٹ چوڑی راہداری میں اسے گھسیٹتے لے جا رہے تھے۔۔

زنیشہ نے دائیں کلائی چھڑوانے کی کوشش میں ہلکان ہوتے پیچھے مڑ کر دیکھا تو بشیر کو وہاں پا کر اسے حوصلہ ملا۔۔اس نے غصے سے الٹے ہاتھ کا تھپڑ ایک کو دے مارا جس پر وہ آگ بگولا ہوتا اسکے بالوں کو کھینچنے کی غرض سے ہاتھ بڑھانے لگا جب بشیر سپر مین کی طرح اڑ کر اسکی پیٹھ سے چمٹ گیا۔۔

وہ دونوں غنڈے ایک پل کو ہڑ بڑا گئے کہ یہ کونسی بلا انہیں چمٹ گئی۔۔اسی دوران اس کی گرفت زنیشہ کی کلائی پر ڈھیلی پڑی جس سے وہ ہاتھ چھڑوا کر پیچھے کو بھاگی۔۔

دوسرے آدمی نے اسے دبوچنا چاہا جب دائیں جانب سے ایک کراڑی چپیڑ اسکے منہ پر پڑی۔۔وہ اپنے گال پر ہاتھ پھیرتا سلگ کر دائیں جانب دیکھنے لگا جب عین اسی وقت نگہت نے اسکا بایاں گال سینک دیا۔۔

وہ زور سے چلاتا پلٹا تو وہ دونوں نتھنے پھلائے اسے کچا چبا جانے والی نظروں سے دیکھنے لگیں۔نگہت کے ہاتھوں میں دو بیلنے تھے جبکہ نوشین کچھ نہ سوجھتے درمیانے سائز کی دیگچی اٹھا لائی تھی۔۔

اگر بیلنے سے کام نہ بنا تو میں نے پوری جان لگا کر یہ پتیلہ اس گینڈے کی گندی سی تون پر دے ما*رنا ہے !اس سے پہلے کہ وہ ان سے دو دو ہاتھ کرتا وہ چار چار ہاتھ کرتیں اسکے پانسے سیکنے لگیں۔۔

زنیشہ آنکھیں بڑی کیے ہنسی کنٹرول کرتی انہیں دیکھ رہی تھی جنہوں نے اسے ما*رما*ر کر اس کا بھرتا بنا دیا تھا۔۔ وہیں بشیر بھی چھپکلی کی طرح اس سے چمٹا اسے زمین پر گرا کر نوشین کی خواہش کے مطابق اسکا "نک" پن رہا تھا۔۔

جوش و جنون کے آگے طاقت ہار جاتی ہے وہ ہٹے کٹے آدمی بھی ان کا مقابلہ نہ کر سکے تھے۔۔ جیسے تیسے کرتے وہ اپنی جان بچا کر بھاگ گئے۔۔

زنیشہ خوشی سے ان دونوں سے لپٹ گئی جو اپنی فتح پر بتیسی نکالے کھڑی تھیں۔۔

"شکریہ تم تینوں کا تم سب بہت اچھے ہو میں تم تینوں کو خاص انعام دوں گی۔۔! ابھی مشی ماما کی طرف چلتے ہیں"

"جب سب واپس آجائیں گے تو تم لوگ بھی واپس آجانا۔۔

اس سے پہلے وہ باہر نکلتے صالح سرد تاثرات لئے گیٹ سے اندر آیا انہیں صحیح سلامت دیکھ کر اس نے سکون کا سانس لیا وہیں ان کی بکھری سی حالت پر اس کا دماغ کھٹکا۔۔

"تم سب ٹھیک ہو۔۔؟ یہاں کچھ ہوا ہے۔۔؟"

ان کے ہاتھ میں بیلنا اور دیگچی دیکھ کر اس نے سوالیہ نظروں سے انہیں دیکھا۔۔کالی آنکھوں نے ایک نظر ارد گرد بھی ڈالی تھی۔۔زنیشہ ہموار قدم لیتی اس کے پاس آئی۔۔

بابا یہاں دو آدمی آئے تھے دیوار سے کود کر۔۔وہ مجھے لے جانا چاہتے تھے لیکن ان تینوں نے میری مدد کی ہے"

"ان کو بھگا دیا۔۔آپ اتنی جلدی کیسے واپس آ گئے وہاں سب ٹھیک تو ہے۔۔؟

اس کے چہرے پر تفکر نمایاں تھا۔۔

شکر ہے میرا بچہ تم ٹھیک ہو۔۔!سب ٹھیک ہے وہاں تم میرے ساتھ آؤ مشائم کے ساتھ رہو آئندہ گھر پر"

کبھی اکیلے نہیں رہنا۔۔!"اسکے سر پر نرمی سے ہاتھ پھیرتا وہ انہیں ساتھ لیے بلکل سامنے بنے بنگلے میں آیا۔۔

ان کو لاؤنج میں بٹھا کر وہ اپنے کمرے میں آیا جہاں وہ طبیعت ناسازی کے باعث نیم دراز آنکھیں موندے ہوئے تھی۔۔آہٹ محسوس کر کے اس نے آنکھیں کھولیں یوسف کو دیکھ کر وہ اٹھ بیٹھی۔۔

اس نے آگے بڑھتے اسکے مقابل بیٹھتے اسے خود میں بھینچ لیا۔۔"میں آج بہت ڈر گیا تھا زندگی میں پہلی بار۔۔۔!"

اسے شدت سے خود میں بھینچتا وہ دھیمے لہجے میں بولا تھا۔۔مشائم پریشان سی ہو گئی ابھی کچھ دیر پہلے تو وہ بلکل مطمئن سے تھے اب کیا ہوا۔۔؟

"یوسف کیا ہوا ہے آپ ایسے کیوں کہہ رہے ہیں۔۔۔؟"

اس سے الگ ہوتی وہ پر حدت ہاتھ اسکے گال پر رکھتی نرمی سے پوچھنے لگی۔۔

"کچھ نہیں آپ آرام کریں اب طبیعت بہتر ہے۔۔؟"

وہ خود پر قابو پاتا بات بدل گیا وہ اسے پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔مشی نے سر ہلایا ابھی وہ کچھ کہتی جب ماہ بیر ارشما کے ہمراہ ناک کر کے اندر آیا۔۔اسکے تاثرات دیکھ کر صالح فورا سے اٹھا۔۔

"!رمل مسنگ ہے یوسف۔۔۔۔"

کنپٹی مسلتا وہ مختصرا اسے وہاں درپیش صورتحال سے آگاہ کرنے لگا۔۔مشی تکلیف سے بے حال ہوتی زور سے رونے لگی تھی اسکی بچی غائب تھی۔۔؟ان الفاظ نے دل کو جیسے چیر کر رکھ دیا تھا۔۔

میں۔۔۔میں اپنی بیٹی کو لے آؤں گی وہیں ہو گی وہ۔۔بہت بہادر ہے وہ اسے کک۔۔کوئی ہاتھ بھی نہیں لگا" "سکتا۔۔

لاپرواہ انداز میں کاندھے پر دوپٹہ ڈالتی وہ اٹھنے لگی جب ارشما نے فوراً سے جا کر اسے گلے سے لگایا۔۔

"!یوسف مجھے میری بیٹی لا کر دیں جہاں سے مرضی۔۔"

اسکے زور زور سے رونے پر صالح نے ایک پل کو سختی سے آنکھیں میچیں۔۔دل میں کہیں اندر تک تکلیف سی سرائیت کرتی محسوس ہوئی تھی۔۔

"!!!اگر میری بیٹی کو خراش بھی آئی تو ساری دنیا کو آگ لگا دوں گا۔۔۔"

پتھریلے لہجے میں کہتا وہ باہر نکل گیا۔۔اب اسے حاوز بننا تھا اپنے سورسز کو کام میں لانا تھا۔۔انہوں نے سمجھ کیا رکھا ہے ان کے گھر کی بیٹیوں کو اٹھوائیں گے ؟انہیں نقصان پہنچائیں گے تو وہ معاف کر دیں گے ؟

ہرگز نہیں ہر اس ہاتھ کو ٹوٹنا ہو گا جو ان کے گھر کی عورت کی طرف بڑھا تھا۔۔اگر ان کے حریف جان جاتے کہ بظاہر سیدھے دکھنے والے یہ نواب زادے اندر سے کتنے ٹیڑھے تھے تو کبھی ان پر ہاتھ ڈالنے کی جرات نہ کرتے۔۔

ابراھیم کا بھی اسی دوران فون آ چکا تھا۔۔اس تک بھی یہ خبر پہنچ چکی تھی۔۔وہ ہیڈ کوارٹر سے نکلتا ماہ بیر کے بتائے مقام پر جانے کے لیے نکلا تھا جہاں وہ صالح کی جیپ میں اسکے ساتھ روانہ ہوا تھا۔۔

اس کی بہن۔۔۔ میجر ابراھیم کی بہن کو اٹھوایا تھا۔۔ان سب کو تو وہ آگ لگا کر ہی آئے گا۔۔! وہ سب خطرناک ارادوں سے نکلے تھے لیکن اس بار بازی کوئی اور پلٹنے والا تھا۔۔

شاندار پیلس میں اس وقت گہری خاموشی کا راج تھا۔۔میر حاصل اس وقت سٹڈی میں تھا یہ وہ خاص وقت ہوتا تھا جب سب ملازم اپنے منہ سی کر رکھتے تھے۔۔

اسے دوران مطالعہ کسی بھی ایسی چیز سے نفرت تھی جو اس کے انہماک کو متاثر کرتی۔۔چاکلیٹ براؤن سویٹر جینئن آسٹن "کی بک "پرائیڈ اینڈ پریجوڈس "پڑھ "اور سفید 'ڈریس پینٹ 'میں وہ آرام دہ حالت میں نیم دراز رہا تھا۔۔

اسکے انہماک میں خلل یاور نے ڈالا جب وہ قد آور لکڑی کا دروزاہ ناک کرتا "بقول یاور کے "قدیم خانے "کی "چوکھٹ پر کھڑا تھا۔۔" مے آئی کم ان سر۔۔۔؟

اس نے پشت پر ہاتھ باندھتے روبوٹک انداز میں پوچھا۔۔اسکا چہرہ ہر احساس سے عاری تھا۔۔

میر حاصل نے ٹھنڈے انداز میں اسے دیکھا اسکا چہرہ صاف ظاہر کر رہا تھا کہ اسے اسکا خلل ڈالنا کس قدر ناگوار گزرا ہے۔۔

"!گیٹ آوٹ۔۔"

شہد رنگ آنکھیں واپس کتاب پر جماتا وہ بے تاثر لہجے میں بولا تھا۔۔ یاور نے ایک نظر اسکے کان میں چمکتے ننھے سے ڈائمنڈ ٹاپس کو دیکھا جو اسے اسکے مالک کی طرح ہی مغرور لگا تھا۔۔ "تھینک یو۔۔۔

سر کو خم دیتا وہ اندر آتا اسکے سامنے سر جھکا کر کھڑا ہو گیا۔۔ میر نے سلگ کر اسے دیکھا جانے کتنے ڈھیٹ مر*ے ہوں گے جب یہ پیدا ہوا ہو گا۔۔!

"رمل یوسف مسنگ ہے۔۔۔ مزے کی بات ہے۔۔۔۔"

"وہ کہہ ہی رہا تھا جب میر حاصل اسکی بات کاٹتا فوراً اسے اٹھا۔۔ "یہ مزے کی بات ہے۔۔؟

وہ اسکا کالر جھٹکتا اسکے منہ پر غرایا۔۔ یاور نے اسکے ہاتھ اپنے گریبان پر دیکھتے آنکھیں گھمائیں چہرہ البتہ ویسا ہی رہا سرد و سپاٹ۔۔۔!

"!میری پوری بات سن لیں سر پھر دوبارہ کالر پکڑ لیے گا کہتے ہیں تو شرٹ اتار کر دے دیتا ہوں۔۔۔"

اسکے سنجیدہ لہجے میں کیے طنز پر میر نے آنکھیں سکیڑتے اسے دور جھٹکا۔۔

مزے کی بات یہ ہے کہ نعیم بیگ ہماری مدد کرنا چاہتا ہے رمل یوسف کو ڈھونڈنے میں۔۔! یقیناً اسکی غرض"

"!ہے اس سب کے پیچھے۔۔

کالر درست کرتے اس نے سلسلہ کلام وہیں سے جوڑا۔۔ شہد رنگ آنکھیں سکڑی تھیں وہ کچھ سوچ رہا تھا۔۔

"!ہم ضرور اس سے ملیں گے یقیناً وہ ایسی انفارمیشن کسی خاص جگہ تنہا بلا کر دینا چاہے گا اور۔۔۔۔"

جیکٹ پہنتا وہ مزے سے کہتا جا رہا تھا۔۔

یاور نے بات اچک لی۔۔" بلکل۔۔!"میر حاصل ذرا سا "!اور میں آپ کے ساتھ ضرور جاؤں گا۔۔"

! مسکرایا جس سے اسکے گال میں ڈمپل نمایاں ہوا۔۔دل موہ لینے والا۔۔

رمل کو واپس لانا میرا فرض ہے۔۔! دوسرا یہ میڈیا پر ٹرینڈنگ ہو گا جس کا فائدہ ہمیں ہو گا۔۔! دیر کس بات"

"کی ہے پھر۔۔ملتے ہیں۔۔

وہ سٹڈی سے باہر نکلا جب یاور بھی اس سے ایک قدم پیچھے چلنے لگا۔۔

"سر آپ اسکی ڈیمانڈ پوری کریں گے۔۔؟"

وہ یونہی ایک ترچھی نظر اس پر ڈالتا اپنی معلومات کے لیے پوچھنے لگا۔۔

"! بلکل ہم کریں گے۔۔"

وہ لاپرواہ انداز میں کہتا سیڑھیاں اترتا جا رہا تھا۔۔ یاور نے اس سے پیچھے ایک قدم رکتے ایک پل کو اسکی چوڑی پشت کو دیکھا۔۔

جیسے میں آپ کو جانتا نہیں۔۔!" وہ بڑبڑا کر رہ گیا۔۔"

Epi # 31

بائیک روکتے اس نے چاروں اوڑھ نگاہ دوڑائی۔۔ یہ ایک قدرے سنسان جگہ تھی بائیک سے اترتے وہ چند قدم آگے آیا جہاں سے وہ چلتا آ رہا تھا۔۔

"! ہیلو میر صاحب۔۔۔! گڈ ٹو سی یو"

نعیم بیگ نے کمینی مسکراہٹ چہرے پر سجاتے اس کی سامنے ہاتھ بڑھایا جسے اس نے سرے سے نظر انداز کر دیا۔۔

"!کام کی بات کرو۔۔۔"

فرنچ طرز کی داڑھی پر ہاتھ پھیرتا وہ ناگواری سے بولا۔۔ مقابل اسکے انداز دیکھتا فوراً سیدھا ہوا۔۔

"جی جی اسی لیے تو ہم یہاں ہیں۔۔ دیکھیں جی رمل یوسف کے اغوا کے پیچھے کہانی کچھ اور ہے یہ صرف میں جانتا ہوں یا چیف۔۔! ظاہر ہے ان کے بیٹے کا کیس چل رہا ہے رمل جی کی فیملی کے ساتھ تو سیدھا شک ان پر ہی آتا ہے لیکن کوئی انھیں کچھ نہیں کہہ سکتا، یہاں کے کرپٹ سسٹم سے تو آپ واقف ہی ہیں۔۔۔!" اسکی اتنی لمبی بات کے

جواب میں میر نے صرف ہنکارہ بھرا۔۔

"تو تم چیف کے خلاف جا کر میری مدد کیوں کرو گے؟"

اب وہ اصل بات کی جانب آیا جس پر نعیم بیگ مسکرا پڑا۔۔

"یہاں کوئی کسی کا دوست نہیں ہے سب ساتھ ضرور ہیں لیکن ایک نہیں ہیں۔۔! چیف کے ساتھ بہت حساب چکتا کرنے ہیں اور ظاہر ہے مجھے بدلے میں آپ سے بھی کچھ چاہیے ہو گا۔۔

اور مجھے امید۔۔او نہوں یقین ہے کہ آپ ہماری باتیں ریکارڈ نہیں کر رہے ہوں گے کیونکہ اس سے مجھے کوئی

"فرق نہیں پڑے گا۔۔

سر دائیں مائیں ہلا کر اپنی ہی نفی کر ماوہ عجیب ماگل لگا تھا۔۔

"بولو کیا چاہیے تمہیں۔۔۔؟"

اسکا کہنا تھا کہ مقابل نے چند کاغذات اسکی طرف بڑھائے۔۔

یہ کچھ کام پھنسے ہیں ہمارے بس یہ ہو جائیں تو ہمارا بھلا ہو جائے گا۔۔! یہ آپ ایگریمنٹ بھی سائن کر دیں"

"!جی۔۔! کوئی ثبوت تو ہو نہ ہمارے پاس کہ آپ بعد میں مکر نہ جائیں۔۔۔

میر نے اسکے ہاتھ سے ایگریمنٹ چھین کر اس پر سائن کیے جس کے بعد اس نے اسے وہ لوکیشن بتا دی جس کے

آس پاس رمل کو رکھا گیا تھا۔۔

جانے سے پہلے ایک بم پھوڑوں۔۔؟ چیف نے اس لڑکی کو اٹھوانا تھا جس نے اسکے بیٹے کے خلاف گواہی دینی"

"!!! تھی لیکن اس کے نکمے آدمی غلطی سے رمل جی کو اٹھالائے۔۔۔ہاہاہا

جاتے جاتے وہ رکتا مزے سے کہتا قہقہہ لگا گیا۔۔میر نے آنکھیں سکیڑتے اسکی پشت کو دیکھا اسکا دماغ تیزی سے کچھ سوچ رہا تھا۔۔

اس نے یاور کو اشارہ کیا جو دیوار پھلانگتا نعیم بیگ کے سامنے آ کھڑا ہوا۔۔اس نے حلق تر کرتے سر اٹھا کر اس لمبے چوڑے آدمی کو دیکھا جو دیکھنے پر پتھر کا لگتا تھا کچھ ایسے ہی سرد پتھریلے تاثرات تھے اسکے۔۔ !

"!آؤ تمہیں 'باغِ عدن' کی سیر کرواؤں۔۔۔"

اسکے ہاتھ سے ایگریمنٹ چھین کر پھاڑتا وہ اسے دبوچتا نظروں سے اوجھل ہو گیا۔۔میر نے کان میں پہنا سیاہ ٹاپس اتارا پھر اسے احتیاط سے پاکٹ میں رکھا۔۔

نعیم بیگ کے خلاف مواد اس چھوٹی سی ڈیوائس میں ریکارڈ ہو چکا تھا۔۔

فرق تو پڑے گا تمہیں جب یہ مواد تمہارے خلاف استعمال ہو گا۔۔گڈ جاب یاور۔۔۔!!!اب یہ قیامت تک"

"!اپنا منہ نہیں کھولے گا۔۔۔

سیٹی پر شوخ دھن بجاتا وہ ہیوی بائیک لے کر اپنی "بد تمیز حسینہ" کو تلاش کرنے نکل پڑا۔۔

کورٹ کھچا کھچ لوگوں سے بھرا تھا۔۔ کہیں پولیس کی حراست میں مجرموں کو ہتھکڑیاں پہنائے لے جایا جا رہا تھا تو کہیں وکیل فائلیں کھولے کھڑے تھے۔۔ وہ دن ہر دن کی طرح تھا۔۔۔!

عجیب گھورتی نظریں خود پر پا کر وہ عرش کا بازو پکڑتی اسکے پیچھے چھپنے لگی تھی۔۔ اسکے ساتھ چلتے عرش نے اسے گھبراتے دیکھا تو اسکے گرد بازو حائل کرتا اسے تحفظ کا احساس دینے لگا۔۔

"!تم کسی کو مت دیکھو، بس میری طرف دیکھو۔۔! میری آنکھوں میں وہ یقین دیکھو جو مجھے تم پر ہے۔۔"

اسکے سر سے ذرا سی سرکی سیاہ چادر کو پیشانی تک درست کرتا وہ مدھم لہجے میں اسکی ہمت بندھانے لگا۔۔ اسکی نیلی آنکھوں کی بجھتی جوت پھر سے روشن ہو اٹھی تھی۔۔

اسکے بازو سے ہاتھ ہٹاتی اسکے مظبوط ہاتھ کی انگلیوں سے اپنی انگلیاں الجھاتی وہ سیدھ میں دیکھتی اسکے ساتھ قدم قدم چل رہی تھی۔۔

وکیل کی رہنمائی پر وہ ایک روم میں داخل ہوئے جہاں وہ بھاری بھر کم رعبدار شخصیت کا مالک وکیل شفقت سے اس بچی کو ہر بات پھر سے سمجھانے لگا تھا۔۔

انصاف کی اس جنگ میں بلاشبہ وہ ان کے ساتھ تھا۔۔

ارشیہ کمرہ عدالت میں داخل ہونے سے پہلے کچھ سوچ کر ٹھہری اس نے پرس کا لانگ سٹریپ اٹھاتے اس میں سے موبائل نکال کر بدر کا نمبر ڈائل کیا۔۔

وہ پرسکون نظر آتی تھی ہمیشہ کی طرح۔۔۔! وائٹ ہیلز کو فرش پر ہلکا ہلکا مارتی اسکے کال اٹھانے پر تنک کر بولی۔۔

کچھ خبر بھی ہے تمہیں یہاں کیا کیا ہو چکا ہے؟ ظاہر ہے اتنی ٹینشن میں کسے یاد رہتا تمہیں بتانا۔۔رمل مسنگ" "!ہے۔۔! صالح انکل اور میرے سسر چلے گئے ہیں فلحال یہاں عرش، حیان اور بابا ہیں۔۔

دوسری جانب سے وہ اسکی بات سنتی چند لمحے خاموش رہی جو عجلت میں بولتا اس سے باقی سب کی خیریت دریات کر رہا تھا۔۔اسکی پریشان سی آواز پر وہ گہری سانس لے کر گویا ہوئی۔۔

"!ہاں سب ٹھیک ہیں۔۔۔!تم گھر پہنچو وہاں تمہاری ضرورت ہو گی ہاں ہم کورٹ میں ہیں۔۔۔"

نیلی آنکھیں سکیڑتے اس نے کچھ فاصلے پر کھڑے لڑکے کو گھورا جو کب سے اسے تاڑ رہا تھا۔۔اس نے ہاتھ کا مکا !بنا کر اسے خونخوار نظروں سے دیکھا جس پر وہ سٹپٹا کر وہاں سے ہٹ گیا۔۔

سپیکر سے بدر کی آواز ابھرنے پر وہ اسکی جانب متوجہ ہوئی۔۔

تمہیں زیادہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے رمل ٹھیک ہو گی۔۔!لو یہ بھی کوئی سوچنے والی بات ہے تم"

" جیسے تین چار وہ ایسے ہی اوپر پہنچا دے گی۔۔!خیر تمہیں تو میں بھی پورا کر لیتی ہوں۔۔

دوسری جانب وہ اسکی لمبی قینچی کی طرح چلتی زبان سن کر آگ بگولا ہو گیا جس پر عرشیہ کے کلیجے میں ٹھنڈ پڑ گئی۔۔

"!!گھر ملو مجھے پھر بتاتا ہوں کون کس کو پورا کرتا ہے۔۔۔"

سپیکر سے اسکی آواز ابھری پھر کال کٹ گئی۔۔اسے جانے کیوں لگا کہ وہ آخر میں مسکرایا تھا۔۔

ناک سکیڑتی وہ کمرے میں داخل ہو گئی۔۔خاموشی سے وہ ایک قطار میں لگی نشستوں کی طرف آتی ایناراکے برابر بیٹھ گئی۔۔

اگلی قطار میں عرش بیٹھا تھا جو سرد نظروں سے چیف منسٹر کو دیکھ رہا تھا جو بلیک تھری پیس میں گردن اکڑائے مطمئن سا بیٹھا تھا۔۔

ایرا کو وہاں پا کر اس نے زیر زیر لب اپنے نکمے آدمیوں کو ایک موٹی گالی سے نوازا تھا۔۔

اسکے چہرے کا اطمینان عرش کو کھٹکا تھا سر جھٹکتا وہ ساتھ بیٹھی اپنی بیوی کو دیکھنے لگا جو سر جھکائے بیٹھی تھی اسکا چہرہ سپاٹ تھا۔۔

عرش کے ساتھ ایک سیٹ چھوڑ کر علی آ بیٹھا تھا جس نے حیان کو ایک چپٹا سا پیکٹ تھمایا تھا۔۔

اس نے گردن موڑتے عرشیہ کو دیکھا اسے اپنی جانب متوجہ پا کر اس نے بتیسی کی نمائش کی جس پر وہ فقط آنکھیں گھما کر رہ گئی۔۔

کٹہرے میں شاہرخ اور دانیال کو لایا گیا پھر کیس کی سنوائی شورع ہوئی۔۔

جج کی اجازت پر کریمینل ڈیفنس لائر اٹھ کھڑا ہوا۔۔

"!یور اونر یہ کچھ پروو زہیں۔۔"

اس نے کچھ پیپرز جج کی کرسی کے پاس کھڑے شخص کو تھمائے۔۔جج نے عینک درست کرتے ڈاکومنٹس تھامے۔۔

یوراونر میرے معزز کلائنٹس پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ انہوں نے "نور مقدم" نامی لڑکی کو ری*پ کرنے" کے بعد اسکا مر*ڈر کر دیا۔۔ بڑے افسوس کی بات ہے لوگ ذاتی عناد کے باعث کسی بھی حد تک جانے سے "گریز نہیں کرتے۔۔

کمرہ عدالت میں ڈیفنس لائر کی بھاری آواز گونج رہی تھی۔۔ایرا کے ہاتھ کانپے تھے اسے اپنا سارا اعتماد ڈان و ڈول ہوتا محسوس ہوا۔۔

وہ پورے اعتماد سے بول رہا تھا۔۔"یور آنر میرے کلائنٹ شاہ رخ کے ساتھ مس ایرا کے کچھ تعلقات تھے۔۔!ان کی آپس میں زیادہ بن نہیں پائی جس کے بعد وہ ذاتی کینہ اور بغض کی بنیاد پر انہیں تنگ کرنے لگی !تھیں۔۔

پھر ہوا یوں کہ کچھ عرصہ بعد ان کی دوست یعنی نور مقدم اپنے بوائے فرینڈ کے ساتھ انہیں ایک پارٹی میں لے !گئیں جہاں یہ کسی سے ملنے گئی تھیں۔۔

میں واضح کر دوں میرے مؤکل اس وقت ملک سے باہر تھے۔۔اسکا ثبوت آپ کی میز پر پڑا ہے۔۔!مزید

"!گواہان کو بلانے کی اجازت چاہتا ہوں۔۔

وہ پشت پر ہاتھ باندھتا اجازت طلب کرنے لگا۔۔پراسیکیوٹر نے عرش کو نظروں سے پر سکون رہنے کا اشارہ کیا

جس کا چہرہ خطرناک حد تک سرخ پڑ چکا تھا۔۔

اورھان نے نفرت سے ڈیفنس لائر کو دیکھا تھا جو ان کے جر*م کو چھپانے کی خاطر کس طرح ڈھٹائی سے

جھوٹ پر جھوٹ بول رہا تھا۔۔

حیان ایرا سے کچھ فاصلے پر سپاٹ چہرہ لئے کھڑا تھا۔۔اسی دوران دو تین لوگوں نے شاہرخ اور دانیال کے ملک

سے باہر ہونے کی گواہی دے دی تھی۔۔

"!اب یہ تمہیں بلائیں گے تم نے بلکل نہیں ڈرنا ہم سب تمھارے ساتھ ہیں۔۔"

حیان جھک کر دھیمی آواز میں ایرا سے مخاطب ہوا جس نے سر اٹھایا اسکی نیلی آنکھیں بھیگی ہوئی تھیں۔۔

"!وہ میرے کردار پر بات کریں گے۔۔"

وہ سرگوشی میں بولی تھی۔۔

"!سچ سے بہتر کوئی جواب نہیں ہوتا۔۔"

اس نے آنکھوں میں جتایا تھا پھر وہ سیدھا کھڑا ہو گیا۔۔

"!اب میں مس ایرا کو بلانے کی اجازت چاہتا ہوں۔۔"

"!جج نے سر ہلایا۔۔۔"اجازت ہے۔۔

سب کی نظریں اس پر آٹکی تھیں وہ گہری سانس کھینچتی اٹھی تھی۔۔

تو مس ایرا آپ نے الزام لگایا کہ آپ کی دوست کے قا**تل میرے کلائنٹس ہیں !آپ اس رات وہاں کیا"

"!کرنے گئی تھیں جہاں آپ کی دوست کا مر**ڈر ہوا تھا۔۔ہم آپ کی زبانی سننا چاہتے ہیں۔۔

وہ کمینی مسکراہٹ چہرے پر سجاتا اس کے مقابل آ کھڑا ہوا۔۔

میں وہاں شاہرخ سے ملنے گئی تھی ہمارا کوئی بریک اپ نہیں ہوا تھا۔۔نور بھی میرے ساتھ تھی۔۔دانیال"

"!اور وہ ایک دوسرے کو پسند کرتے تھے اسی رات وہ اپنی امی کو دانیال کے بارے میں بتانے والی تھی۔۔

جب وہ بولی تو اسکی آواز بدلی ہوئی تھی۔۔ سر اٹھائے نظریں جھکائے وہ اسکی جانب سے کچھ کہے جانے کی منتظر تھی۔۔

"تو کیا آپ کے گھر والوں کو پتہ تھا کہ آپ ان سے ملنے گئی ہیں یا چھپ کر گئی تھیں آپ؟"

اگلے سوال پر وہ چند لمحے چپ رہی۔۔پر اسیکیوٹر نے پہلو بدلہ۔۔

"!میرے گھر والے جانتے تھے"

کہتے ہوئے اسنے ارشیہ کو دیکھا جو مسکرائی تھی۔۔

اوکے۔۔!لیکن ہو سکتا ہے آپ من گھڑت کہانیاں بنا کر عدالت کو گمراہ کر رہی ہوں کیونکہ یہ تو ثابت ہو چکا"

!ہے کہ مسٹر دانیال اور شاہ رخ اس وقت ملک سے باہر تھے۔۔۔

آپ یہ بتائیں کہ وہ پارٹی کس طرح کی تھی۔۔؟شراب،شباب؟اس کلب کے بارے میں بہت کچھ مشہور ہے

"عموماً شریف گھر کی لڑکیاں وہاں نہیں جاتیں۔۔۔

اب کی بار ایرا نے سر اٹھایا۔۔

سر وہ ایک اچھی جگہ تھی۔۔!اگر وہاں شریف گھر کی لڑکیاں نہیں جاتیں تو آپ کی بیٹی وہاں کیا کر رہی"

"تھی۔۔؟

اب کی بار وہ تیکھے لہجے میں بولی۔۔

مقابل ایک پل کو گھبرایا پھر نارمل ہو گیا۔۔

"!یور اونر مجھے اب ان سے کچھ نہیں پوچھنا۔۔"

حیان ایرا کو دیکھ کر مسکرایا، یہ پوائنٹ تو انہوں نے شامل نہیں کیا تھا۔۔ وکیل کے واپس آ کے بیٹھنے پر پراسیکیوٹر اٹھ کھڑے ہوئے وہ سنجیدہ بے تاثر چہرہ لیے شاہ رخ اور دانیال کے سامنے آئے۔۔

"آپ اس رات جب نور مقدم کا "مر**ڈر ہوا کہاں تھے۔۔؟"

ٹھنڈے لہجے میں پوچھا گیا۔۔

"!ہم ملک سے باہر وکیشنز پر گئے تھے۔۔"

جیسا سوال تھا ویسا ہی جواب آیا۔۔

"کیا آپ کو یقین ہے آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں؟"

ایک بار پھر پوچھا گیا جس پر وہ سر ہلا گئے۔۔ پراسیکیوٹر پلٹ کر ٹیبل تک آئے انہوں نے ایک انویلپ اٹھایا جس میں ایک تصویر تھی۔۔

یوراونر یہ اس پارٹی کی تصویر ہے جو مسٹر شاہ رخ نے اپنے ذاتی کلب میں دی تھی جہاں انہوں نے مس نور اور "

مس ایرا کو مدعو کیا تھا۔۔

اس تصویر میں آپ دیکھ سکتے ہیں مسٹر شاہ رخ اور دانیال کے ساتھ نظر آنے والی یہ لڑکی "نور مقدم" ہے جسے

"اسی رات "اکیس نومبر بروز ہفتے کو بے دردی سے حیوانیت کا نشانہ بنا کر مو**ت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔۔

!تصویر دیکھ کر جج چونک پڑا۔۔وہیں کرمنل لائر کے چہرے پر پہلی بار ہوائیاں اڑیں۔۔

سب ثبوت تو وہ اسی پل مٹا چکے تھے پھر یہ تصویر۔۔۔؟اس نے چیف منسٹر کو دیکھا جس نے اسے پر سکون رہنے

کا اشارہ کیا۔۔

میں بتاتا ہوں اس رات کیا ہوا تھا مسٹر دانیال مس نور کو ساتھ لے کر دوسری منزل پر چلے گئے تھے جب وہ "

مس ایرا کے ساتھ بیٹھی تھیں۔۔

ان کے جانے سے قبل مسٹر شاہ رخ انھیں ملے تھے۔۔مس ایرا جو اپنی دوست کی تصویر ان کی بوائے فرینڈ کے

ساتھ بنا رہی تھیں اس میں اچانک سے مسٹر شاہ رخ بھی آ گئے۔۔

یہ تو ثابت ہو گیا کہ وہ اس وقت اسی جگہ پر شہر کے اندر تھے نہ کہ ملک سے باہر۔۔اب میں ثابت کرتا ہوں کہ اس لڑکی کا مر**ڈر بھی ان دونوں نے کیا ہے۔۔

پوسٹ مارٹم رپورٹ کے مطابق اس معصوم لڑکی کو پانچ لوگوں نے زیاد*تی کا نشا*نہ بنایا تھا جس میں سے دو اس کٹہرے میں کھڑے ہیں جبکہ باقی تین ملک سے فرار ہو چکے ہیں، پولیس انہیں ڈھونڈ رہی ہے۔۔

یوراونر اس رات جب کافی دیر ہو گئی تو مس ایرا کو پریشانی ہوئی کہ ان کی دوست اب تک کیوں نہیں آئی وہ دوسری منزل پر چلی آئیں جہاں انہوں نے دیکھا کہ تین لڑکے ایک کمرے سے نکلے تھے۔۔

وہ ذرا آگے گئیں تو کمرے سے انہیں مسٹر شاہ رخ اور دانیال کی باتوں کی آواز آئی جو اقرار کر رہے تھے کہ انہوں نے اس بچی کو ما**را ہے۔۔

وہ مزید اس پر راضی نہیں ہوئے وہ مس ایرا کے ساتھ بھی یہی کچھ کرنے کا ارادہ رکھتے تھے لیکن ان کی قسمت کہ انہوں نے سب کچھ سن لیا تھا۔۔

وہ کسی طرح وہاں سے جان بچا کر نکل آئیں۔۔عین اسی وقت پولیس ڈپارٹمنٹ کو فون آتا ہے کہ فلاں جگہ ایک لڑکی کا مر**ڈر ہوا ہے لوکیشن بھی بتا دی گئی۔۔یہ پتہ نہ چل سکا کہ وہ معلومات دینے والا کون تھا۔۔

یہ تھی اصل کہانی جسے مخالفین اور طرح کا رنگ دے رہے تھے۔۔اب ثبوتوں کی طرف آتے ہیں یہ ہیں فنگر پرنٹس کی رپورٹ جو جائے واردات پر پائے گئے!

" میرا خیال ہے وہ تصویر اور یہ ثبوت کافی ہیں ان کا جرم ثابت کرنے کے لیے۔۔

ایرا اب پرسکون سی بیٹھی تھی ابھی کچھ دیر پہلے جب اس کے کردار پر بات کی جا رہی تھی تب عرش غصے سے اٹھ کر باہر چلا گیا تھا۔۔

علی اور حیان میں نظروں کا تبادلا ہوا۔۔کچھ دیر تک جج ثبوتوں پر غور و فکر کرتا رہا۔۔وہ پرامید تھے کہ اب اسے سزا سے کوئی نہیں بچا سکتا۔۔

وہ جلد از جلد یہ خوشخبری نور کی والدہ کو سنانا چاہتا تھا جو طبیعت ناسازی کے باعث نہیں آسکی تھیں۔۔

کافی وقت کے غور و خوض اور چہ مگوئیوں کے بعد وہ ہوا جس کا کسی کو گمان نہ تھا۔۔تمام ثبوتوں کو جعلی قرار دے کر انہیں باعزت بری کر دیا گیا۔۔جج بک چکا تھا۔۔!

وہ دونوں سرشار سے کورٹ سے باہر نکلے۔۔ میڈیا کے جھمیلے سے نکلتے وہ اپنی لگژری کار میں بیٹھ کر وہاں سے روانہ ہوئے۔۔ سی ایم گارڈز کے نرغے میں میڈیا کے سوالات کا جواب دے رہا تھا۔۔

وہ دونوں خود کو بے حد آزاد محسوس کر رہے تھے۔۔ فاسٹ سپیڈ پر ڈرائیو کرتے اچانک ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے دانیال نے بریک پر پیر رکھا۔۔

سنسان سڑک پر گاڑی کے ٹائر چرچرانے کی آواز دور تک گونجی تھی۔۔ ایش گرے ویگن نے ان کا راستہ کاٹا تھا۔۔

اچانک ویگن کا دروازہ ایک طرف کو دھکیل کر مکمل سیاہ لباس میں تین نقاب پوش باہر نکلے۔۔ انہیں کچھ سمجھنے کا موقع دیے بغیر وہ آگے بڑھے اور کار کا دروازہ کھول کر انہیں گدی سے پکڑ کر باہر نکالا۔۔

"! کون ہو تم لوگ؟ چھوڑو ہمیں۔۔۔"

شاہ رخ حلق کے بل چلایا جب تیسرے نقاب پوش نے ایک زناٹے دار تھپڑ اس کے منہ پر مارا۔۔

ڈالو انہیں گاڑی میں۔۔۔! "سرد لہجے میں حکم دیتا وہ پلٹ گیا۔۔"

"کہاں لے جا رہے ہو ہمیں؟ کون ہو تم لوگ۔۔؟"

اپنا آپ چھڑوانے کی کوشش کرتا دانیال زور سے چلایا تھا۔۔ نقاب پوشوں نے ان کے ہاتھ باندھتے انہیں ویگن میں دھکیلا۔۔

جلدی سے اندر بیٹھ کر دروازہ بند کرتے انہوں نے ان دونوں کی آنکھوں پر سیاہ پٹی باندھ دی۔۔

"ہم تمہیں وہاں لے جائیں گے جہاں کوئی قانون، کوئی عدالت نہیں ہو گی، جج بھی ہم اور جلاد بھی ہم۔۔۔!

"!!!ویلکم ٹو آور ورلڈ۔۔

تیسرے نقاب پوش نے ان کے کان میں جیسے پگھلا ہوا سیسہ انڈیلا تھا۔۔

Epi # 32

مطلوبہ مقام پر پہنچتے اس نے بائیک روکی۔۔ سنسان سی جگہ دھندلے سے اجالے میں خوفناک منظر پیش کر رہی تھی۔۔ کارخانوں کی ایک قطار نظروں کے سامنے تھے جن سے اٹھتا کسیلا دھواں فنزا کو آلودہ کر رہا تھا۔۔

ناگوار سی بو فضا میں رچی ہوئی تھی۔۔کارخانوں کا طویل سلسلے طے کر کے وہ پچھلی جانب بنے کچے راستے پر اتر آیا اطراف میں جھاڑ پودے جابجا بکھرے پڑے تھے ان کے درمیان بنی ٹیڑھی میڑھی بل کھاتی پگڈنڈی سانپ کی طرح لگتی تھی۔۔

وہ اللہ کا نام لیتا اس پگڈنڈی پر چلنے لگا۔۔اوپر چڑھتے ہوئے نگاہوں نے ایک کھنڈر سا وہاں پایا جو شکستہ حال تھا۔۔یوں لگتا تھا وہ کوئی قدیم شاندار عمارت تھی جس پر زمانوں کی گرد پڑ چکی تھی۔۔

ٹوٹا پھوٹا سا دروازہ دھکیلتے اس نے پہلا قدم بڑھایا جب زنگ لگے دروازے نے عجیب سی آواز پیدا کی۔۔

وہ مسلسل اپنے ہاتھ کھولنے کی کوشش کر رہی تھی وہ لوگ اسے کھینچتے کھلے سے صحن میں لے آئے جس کی کھلی چھت سے روشنی پڑتی وہاں کی گندگی کے ڈھیر کو واضح کر رہی تھی۔۔

سامنے کی دیوار میں گڑے ایک کھونٹے پر لپٹی رسی اتار کر انہوں نے اسے لکڑی کی بوسیدہ سی کرسی پر دھکیلتے اسے باندھ دیا۔۔

"!ہاتھ کھولو میرے ایک بار پھر تم لوگوں کو بتاتی ہوں میں۔۔۔"

کالی آنکھوں میں آگ لیے وہ حلق کے بل چلائی تھی جس پر وہ موٹا سا شخص کان کھجاتا اس کے سامنے آیا۔۔

"کیا کر لے گی تو۔۔؟"

وہ بھی تنک کر بولا وہ پہچان گیا تھا کہ وہ رمل یوسف تھی اب اسکو وہ کسی صورت نہیں چھوڑ سکتے تھے، باس کا اگلا آرڈر آنے تک۔۔

رمل نے دانت پیستے ٹانگ اٹھاتے سیدھا دے ماری جس پر اسکا چہرہ زرد پڑا۔۔ سختی سے آنکھیں میچتا وہ پلٹ کر اپنے ساتھیوں پر برسنے لگا۔۔

"کس بلا کو اٹھا لائے ہو ایک کام ٹھیک سے نہیں ہوتا تم سے؟؟"

اس نے رکھ کر ایک ایک مقابل کھڑے اپنے چیلوں کو رسید کی۔۔ ابھی وہ مزید کچھ کہتا جب دروازہ سے ایسی آواز برآمد ہوئی جو کسی بھی مشین کو وقت پر تیل نہ دینے سے نکلتی ہے۔۔

رمل نے آواز کے تعاقب میں دیکھا اسے اندر آتے دیکھ کر اسکی سیاہ آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔۔

یکایک اسکی آنکھیں چمکیں پھر اسے اس پر شدید غصہ آیا، کیا بے وقوفوں کی طرح وہ ان کے سامنے آ کھڑا ہوا تھا۔۔

میر نے شہد رنگ آنکھیں سکیڑتے دو انگلیوں سے انہیں اپنی طرف آنے کا اشارہ کیا۔۔وہ تینوں زور سے چلاتے اس کی طرف بھاگے رمل نے جھٹ سے انکھیں بند کی تھیں۔۔

ان بھینسوں کو اپنی طرف آتے دیکھ کر اس نے جیکٹ کے بازو اوپر چڑھائے پھر دائیں جانب دوڑ لگا دی۔۔

راستے میں اتی رکاوٹیں پھلانگتا وہ اوپر کو جاتی سیڑھیاں پھلانگ کر اچانک اس جگہ پر کودا جہاں رمل بندھی ہوئی تھی۔۔

وہ ہٹے کٹے آدمی منہ کھولے اسے دیکھنے لگے جو پہلے کیسے ہیرو بن کر ان سے لڑنے کے لیے تیار کھڑا تھا پھر اچانک انہیں چکمہ دیکھ کر بھاگ کھڑا ہوا تھا۔۔

میر نے جلدی جلدی رمل کے بازو کھولے رسی کی اخری گانٹھ کھلی تھی جب وہ تینوں ان کے سر پر پہنچ گئے۔۔وہ جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئی اٹھتے ہی اس نے ہاتھ کا مکا بنا کر زوردار گھونسا مقابل کے منہ پر دے ما*را۔۔

میر نے اس کا ہاتھ پکڑا وہ دونوں دوسری جانب کو بھاگ گئے۔۔اب جیسے ٹوم اینڈ جیری کا کھیل شروع ہو چکا تھا۔۔وہ دونوں راستے میں اتی چیزیں اٹھا اٹھا کر ان لوگوں کی طرف پھینکتے جا رہے تھے۔۔

گول گول چکر لگاتے کبھی رک کر ایک دو لاتیں انہیں رسید کرتے پھر دروازے کی جانب بھاگنے لگتے کہ ان میں سے کوئی سامنے آجاتا۔۔

تنگ آکر میر نے رمل کا ہاتھ چھوڑتے مقابل آتے اس ہٹے کٹے ادمی کو گریبان سے پکڑا اور زوردار گھونسے اسکے منہ اور پیٹ میں ما**رے۔۔ باقی دو تو پہلے ہی ہار مانتے ڈھے چکے تھے۔۔

"!اتنی جلدی کاہے کی۔۔؟ہم سے تو ملتی جاؤ مس رمل۔۔۔"

وہ اس کھنڈر سے باہر نکلنے لگے جب اچانک سے کچھ لوگ اندر داخل ہوئے۔۔ جینز شرٹ میں ملبوس گہری انکھوں میں بھر بھر کر سرمہ ڈالے وہ شخص ان کا سرغنہ لگتا تھا۔۔

اس کے ساتھیوں نے پسٹ**ل نکالتے انہیں پیچھے دھکیلا چند سیکنڈ میں ہی وہ ان پر قابض ہو چکے تھے۔۔

میر طیش سے پاگل ہوتا اپنا آپ چھڑوانے کی کوشش کر رہا تھا جبکہ رمل نڈر انداز میں کھڑی اس کی سرمے بھری

آنکھوں میں آنکھیں گاڑے کھڑی تھی۔۔اس کے نڈر انداز پر وہ مسکرایا۔۔

دی گریٹ رمل۔۔۔بہت شوق ہے ہواؤں میں اڑنے کا تم جیسی عورتوں کو بستر کی زینت بنانا میں خوب جانتا"

"!ہوں۔۔۔

اسکا کہنا تھا کہ میر حاصل آپے سے باہر ہوتا زور سے غرایا۔۔

"!اپنی بکواس بند کر***میں تیری زبان کھینچ لوں گا۔۔"

اسکے سخت کٹیلے الفاظ پر وہ کچھ کہتا جب رمل نے زناٹے دار تھپڑ اسکے منہ پر ما**را۔۔اسکی آنکھوں کا رنگ مزید گہرا ہوا تھا۔۔

"!کت*وں کے منہ نہیں لگتی میں۔۔"

استہزائیہ لہجے میں کہتی وہ اسے آگ لگا گئی۔۔ابھی وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی ان لوگوں کے پاس اسل*حہ تھا اور وہ نہتے تھے۔۔!ذرا سی غلطی ان کی جان خطر**ے میں ڈال سکتی تھی۔۔

اب تو تجھے میرے ہی منہ لگنا ہو گا دیکھ کس طرح میں تیری عزت اتار کر تیری اکڑ ***سال*ی"

"!۔۔۔۔

اسکی بکواس سے وہ آپے سے باہر ہوتا جنونی انداز میں ان کی گرفت سے نکلتا اس شخص پر ٹوٹ پڑا۔۔

باقی ساتھی بھی اپنے باس کی مدد کرنے کے لیے اسے ما**رنے پر تیار آگے بڑھے لیکن ان میں سے کوئی بھی اسکے جنون کا مقابلہ نہ کر سکا۔۔

میر نے ان سے پس*ٹل چھینی اور اٹھ کھڑا ہوا۔۔رمل نے نفی میں سر ہلایا۔۔

"!میر۔۔؟ قانون کو اپنے ہاتھ میں مت لو۔۔۔!میر میری طرف دیکھو۔۔"

وہ بہرہ بنا سرد تاثرات لیے کھڑا تھا۔۔شہد رنگ آنکھوں میں سرخ سا رنگ ابھر رہا تھا۔۔اس نے پس**ٹل لوڈ کر کے ایک ایک گو**لی ان سب کے سینوں میں اتار دی۔۔

پھر وہ پنجوں کے بل بیٹھا دو انگلیاں بڑھاتے اس نے ان کے باس کا چہرہ بلند کیا جو شدید تکلیف کی حالت میں رک رک کر سانس لیتا آنکھیں پوری کھولے اسے دیکھ رہا تھا۔۔

میر نے اس کا منہ کھول کر پس*ٹل کا رخ اس طرف کیا۔۔

میییییر۔۔۔۔۔۔۔!"رمل چیخی تھی پھر ویرانے میں ایک گو**لی چلنے کی آواز گونجی۔۔وہ ہاتھ جھاڑتا اٹھ" کھڑا ہوا۔۔وہ ساکت سی بت بنی کھڑی تھی۔۔

زمین خو**ن آلود ہو چکی تھی۔۔وہ قدم قدم چلتا اس کے پاس آیا۔۔

اس کے منہ سے غلط الفاظ نکلے تھے۔۔اونہوں۔۔!خود کے لیے معاف کر دیتا،آپ کے لیے نہیں۔۔!وہ"

"!!!اسی قابل تھا کہ اسکا منہ گول**یوں سے بھر دیا جاتا۔۔

سرد لہجے میں کہتا وہ اسکا ہاتھ تھام کر وہاں سے باہر نکل آیا وہ لب سیئے چپ چاپ اسکے ساتھ چلتی گئی۔۔اسے

!!!اندازہ نہیں تھا ہو ہی نہیں سکتا تھا کہ وہ شخص اسے لے کر اس قدر جنونی تھا۔۔

جیسے ہی وہ اس عجیب سی جگہ پہنچے وہ انہیں سامنے سے آتی نظر آئی اسکے ساتھ بھی کوئی تھا۔۔!وہ لپک کر اس

تک آئے۔۔رمل نے حیرت سے ان تینوں کو دیکھا۔۔

"بابا آپ سب یہاں؟آپ کو تو کورٹ جانا تھا نہ؟"

وہ خود کو سنبھال چکی تھی لہٰذا ازلی انداز میں بولی۔۔

تم ٹھیک ہو؟"میر کی موجودگی کو نظر انداز کرتا وہ آگے بڑھ کر اسے خود سے لگا گیا۔۔اس کے بکھرے بالوں"

پر ہاتھ رکھتے صالح نے اس کا سر چوما۔

اندر سے دل کتنا ڈر گیا تھا کہ کہیں اسکی بیٹی کو کچھ ہو نہ جائے ! ان معاملات کو وہ خوب جانتا تھا دشمن مقابل کو نیچا دکھانے کے لیے کسی بھی حد تک جانے سے گریز نہیں کرتا۔۔

اسکی اتنی پرواہ پر وہ ایک پل کو دھیما سا مسکرائی۔۔اس سے الگ ہوتی وہ اس کے ہاتھ تھام کر ہلکے پھلکے لہجے میں بولی۔۔

بابا ٹھیک ہوں میں، چھوٹی بچی ہوں کیا؟ یو جسٹ ڈونٹ وری۔۔! آپ کی بیٹی ایسے لوگوں سے نہیں" "!ڈرتی۔۔

ا

سکا پر اعتماد مظبوط انداز دیکھتا وہ سر جھٹکتا مسکرایا۔۔وہ کیسے بھول گیا کہ وہ اسکی بیٹی تھی پہاڑ جتنا حوصلہ اور ہمت لے کر پیدا ہوئی تھی۔۔! کیونکر وہ چھوٹی موٹی آفات سے گھبرا جاتی۔۔؟

ماہ بیر نے کھنکارتے انہیں اپنی موجودگی کا احساس دلایا۔۔" بھئی ہم بھی پریشان تھے اپنی بیٹی کے لیے باپ بیٹی تو "!ہم دونوں کو فراموش ہی کر بیٹھے ہیں۔۔

ان کو آپس میں بات چیت کرتے دیکھ کر میر حاصل نے وہاں سے جانا ہی بہتر سمجھا۔۔

"اہمم۔۔۔! میں چلتا ہوں۔۔۔"

کھنکارتا وہ آہستہ سے کہہ کر جانے لگا جب صالح نے ہاتھ اسکے کندھے پر رکھا۔۔ وہ ایک پل کو گھبرا گیا پھر سنجیدگی سے اپنے مستقبل کے "سسر" کو دیکھنے لگا۔۔

"تم نے مدد کی رمل کی۔۔؟"

بھاری بارعب لہجے سے وہ متاثر ہوا کیا یہ سب ہی مقابل کو اپنی شخصیت اور وقار سے ڈھا دینے پر قائل تھے؟؟

جی، سر"۔۔۔ وہ اس کے احترام میں نرمی سے گویا ہوا۔۔ جس سے محبت ہو اس سے جڑی ہر چیز اور شخص کا "

!احترام تو پھر واجب ہوتا ہے نہ۔۔

"!تھینک یو۔۔! تمہارا احسان یاد رکھوں گا۔۔۔"

اسکا کاندھا تھپتھپاتا وہ ذرا سا۔۔ بس ذرا سا مسکرایا یوں لگتا تھا مسکراہٹ ذرا سی مغرور نقوش میں گھلی سی تھی۔۔

میر سر کو خم دیتا آگے بڑھا لیکن جانے سے پہلے رمل کو دیکھ کر "اپنا خیال رکھیے گا۔۔!" کہنا نہ بھولا۔۔

وہ سٹپٹا گئی۔۔ بھائی، ماموں اور باپ کے سامنے کسی لڑکے کا یوں نرم گرم نظروں سے دیکھنا۔۔ اف وہ کیا کرے اسکا۔۔؟

"!یار بھائی آپ تو یوں بھاگے نہ آتے انفیکٹ سب کو سمجھاتے خوامخواہ سب پریشان ہوئے۔۔"

اس نے جلدی سے ماحول بدلنے کو کہا۔۔ان تینوں میں نظروں کا تبادلہ ہوا۔۔

"تمہاری فکر ہے سب کو۔۔جانتی ہو نہ؟"

ابراھیم نے اسکے بال بکھیرتے اسکے موضوع بدلنے کی کوشش کو کامیاب کیا۔۔

"ان لوگوں کا کیا ہوا جنہوں نے تمہیں کڈ*نیپ کیا تھا۔۔؟"

ماہ بیر نے اچانک سے پوچھا جس پر وہ لب بھینچ گئی۔۔

"!اس نے انھیں ما**ر دیا۔۔"

سپاٹ چہرے سے بولتی وہ قدم آگے بڑھا گئی۔۔

کیوں؟"۔۔۔"

صالح کی بھاری آواز سماعتوں سے ٹکرائی۔۔

"!کیونکہ۔۔۔انہوں نے میرے بارے میں غلط الفاظ کہے تھے"

"!ایک پل کو رکتی پھر وہ قدم قدم چلنے لگی۔۔ "گھر چلتے ہیں ماما پریشان ہو نگی۔۔۔

جو نہی وہ مشائم کے سامنے آئی وہ اس سے لپٹ گئی۔۔ آنسو اسکی آنکھوں سے بہتے جا رہے تھے۔۔

"!ماما ڈونٹ کرائے آئی ایم فائن۔۔"

رمل نے ان کے آنسو پونچھتے بیڈ پر بٹھایا پھر ان کے ساتھ ہی بیٹھ گئی۔۔

بہت ہو گیا رونا دھونا اور پریشان ہونا۔۔ !آج رات ٹی پارٹی کرتے ہیں۔۔ !سکون سے بیٹھ کر خوب باتیں"

"!کریں گے ہنسیں گے مسکرائیں گے۔۔ !آج کی رات یوسفز کے نام۔۔

اس کے پر جوش ہو کر کہنے پر وہ سب مسکرا دیے۔۔

ایک تھکا دینے والے دن کے بعد وہ اپنے کمرے میں آرام کی غرض سے آئی تھی۔۔ عرش پہلے سے وہاں موجود بالکنی کی جانب رخ کیے کھڑا تھا۔۔

آہٹ پر اس نے پلٹ کر دیکھا وہ کبرڈ سے سرخ ڈھیلی سی شلوار قمیض نکال کر چینج کرنے چلی گئی۔۔ وہ چہرہ واپس سیدھا کرتا خاموشی سے باہر دیکھنے لگا جہاں دور دور تک تاریکی تھی۔۔

آج اسے بے حد برا لگا تھا کسی کا نام اس کے نام کے ساتھ جوڑا جانا۔۔ ہاں وہ اسے چاہتا نہیں تھا لیکن اسے کسی اور کے ساتھ سوچنا بھی نہیں چاہتا تھا کیسی بھی تھی وہ اب اسکی بیوی تھی۔۔

لفظ "بیوی" پر وہ خود کو عجیب کیفیت میں گھرا محسوس کرنے لگا۔۔ اس نے کبھی نہیں سوچا تھا، سوچ ہی نہیں سکتا تھا کہ وہ چھوٹی لڑکی اسکی بیوی کے درجے پر فائز ہو گی۔۔

اس کے ساتھ تعلق بنانے کا خیال بھی عجیب سا لگتا تھا۔۔ کچھ لمحات آئے تھے ان میں قربت کے لیکن وہ حیات کا حاصل نہ تھے۔۔!

وہ چینج کر کے بیڈ کی طرف جانے لگی پھر کچھ سوچ کر اس کے برابر آ کھڑی ہوئی۔۔

میں نے پہلی رات ہی واضح کر دیا تھا کہ وہ مجھے پسند تھا۔۔ ! محبت نہیں تھی،، "پسند اور، تھا" کا مطلب تو سمجھتے ہیں نہ آپ؟ پسند ہمیشہ ایک سی نہیں رہتی۔۔ اور "تھا" ماضی ہے جو گزر گیا۔۔!"

شال لپیٹے سینے پر ہاتھ باندھ کر وہ ناک کی سیدھ میں دیکھتی مدھم آواز میں کہتی گئی۔۔ عرش نے سر جھکاتے

اسکے چہرے کو دیکھا۔۔

"میں نے تم سے کچھ پوچھا؟"

اسکا حوالہ پھر سے سر الگا تھا وہ ماضی بھی کیوں تھا؟ اسکے نام سے منسوب کیوں تھا؟۔۔

ایرا نے نیلی آنکھیں سکیڑتے اسے دیکھا جو پہلے سے اس پر نگاہ کیے ہوئے تھا۔۔

میں جیسے جانتی نہیں کہ آپ کو کونسی بات پریشان کر رہی ہے!"۔۔۔ سر جھٹکتی وہ واپس سامنے دیکھنے لگی۔۔"

عرش نے اسکا بازو تھامتے اسے اپنے مقابل کیا۔۔۔

"!بتاؤ کونسی بات پریشان کر رہی ہے مجھے۔۔۔"

گہری بھوری آنکھیں اس پر ٹکی تھیں جو یوں اچانک اسکے مقابل آنے پر گھبرائی تھی۔۔

یہی کہ میرا نام کسی اور کے ساتھ جوڑا جانا آپ کو برا لگ رہا ہے اور یہ اسلئے ہے کیونکہ آپ کو میں اب اچھی"

"!لگنے لگی ہوں۔۔

وہ بھی اب کہ بغیر رکے اسکی گہری بھوری آنکھوں میں اپنی نیلی بڑی بڑی آنکھیں گاڑتی بول اٹھی۔۔

تم۔۔۔"عرش نے کچھ کہنا چاہا لیکن الفاظ نہ ملے۔۔زیادہ زبان نہیں چل رہی تھی اسکی۔۔؟"

"!ایسا کچھ نہیں ہے۔۔۔"

بیزاری سے کہتا وہ بیڈ کی طرف آتا اپنی سائیڈ لیٹ کر آنکھوں پر ہاتھ رکھ گیا۔۔وہ اپنی بات نظر انداز کیے جانے

پر تن فن کرتی خود بھی لائٹ آف کر کے لیمپ آن کرتی اپنی سائیڈ لیٹ گئی۔۔

بلینکٹ گردن تک اوڑھتے وہ اسکی جانب کروٹ لیتی آنکھیں موند گئی۔۔کچھ دیر تک یونہی چت لیٹا وہ اسکے

سونے کا انتظار کرنے لگا۔۔

جب اسے لگا کہ وہ سو چکی تو خود پر بلینکٹ کھینچتا وہ اسکی جانب کروٹ لیتا اس کا چہرہ تکنے لگا۔۔

وہ بس یونہی خاموشی سے پہروں اسے تکنا چاہتا تھا۔۔ یہ دل بھی نہ۔۔۔۔! نیم وا آنکھوں سے وہ اسکی آنکھوں سے چھوٹی سی کھڑی ناک تک اور ناک سے پنکھڑی سے نرم گلابی لبوں تک سفر کرتا پھر یہ سلسلا دوبارہ شروع ہو جاتا۔۔!

کچی نیند میں جانے کس احساس سے اسکی آنکھ کھلی۔۔ دھندلی بصارت واضح ہوئی تو اسے اپنے آپ کو تکتے پایا جس کے انہماک میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔۔

"آپ کیوں دیکھ رہے اب مجھے جب ایسا کچھ نہیں ہے۔۔؟"

اسکی نیلی سرخی مائل آنکھوں میں خفگی نمایاں ہوئی۔۔

" چپ کر کے سو جاؤ ورنہ پھر آنکھیں تو تمہاری ہوں گی لیکن لب میرے ہوں گے۔۔!"

گھمبیر لہجے میں دی اسکی دھمکی پر منہ بناتی وہ فٹ سے آنکھیں موند گئی۔۔اس کی اتنی فرمانبرادی پر وہ خفیف سا مسکرا دیا۔۔

"زیادہ درد ہو رہا ہے؟؟"

اسکی کلائی پر پڑے سرخ نشانوں پر نرمی سے مرھم لگاتا وہ اسے دیکھنے لگا۔۔ زنیشہ نے شرارت سے لب دبائے اسے کلائی میں ہلکی سی جلن تو ہو رہی تھی ان غن*ڈوں کی سخت گرفت کے باعث۔۔

ہمم۔۔۔ بہت درد ہو رہا ہے اتنیی زور سے کھینچا تھا انہوں نے۔۔! "روتا منہ بناتی وہ لب باہر کو نکالتی" معصومیت سے آنکھیں جھپکنے لگی۔۔

ابراھیم نے فورا اسے اسکی کلائی پر لب رکھے وہ اپنے لبوں سے اس درد کا مداوا کرنے لگا تھا جو اسکی نازک جان نے محسوس کیا تھا۔۔۔

"! آئی ایم سوری میں تمہارے پاس نہیں تھا۔۔"

نرمی سے اسکی کلائی پر ابھری نس کو سہلاتا وہ بھاری مدھم لہجے میں بولا۔۔

زنیشہ نے اسکے مظبوط ہاتھ کو دیکھتے اس پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔۔ سر جھکائے وہ محویت سے اس کے ہاتھ کو دیکھنے لگی۔۔

"کیا دیکھ رہی ہو 'دل'۔۔۔۔؟"

ایک ہاتھ سے مرھم کی ڈبی کا ڈھکن بند کرتا وہ ٹشو سے ہاتھ صاف کرتا اسکی نظروں کے ارتکاز کو محسوس کرتا

نرمی سے گویا ہوا۔۔

ابراھیم۔۔آپ کے ہاتھ بہت پسند ہیں مجھے۔۔ بڑے سے، مظبوط ہاتھ۔۔ان کی ابھری نسیں مجھے عجیب"

"!طرح سے مسحور کرتی ہیں۔۔! میرے ہاتھ کتنے چھوٹے لگتے ہیں آپ کے سامنے۔۔

اسکے ہاتھ کو انگلی سے ٹریس کرتی آخر میں اپنے ہاتھ کے برابر لاتی وہ کھلکھلائی۔۔اف کتنے چھوٹے تھے اسکے

!ہاتھ۔۔

وہ اسکے بچکانہ انداز دیکھتا سر جھکائے مسکرا دیا۔۔

لب دبائے وہ اپنی حسین بیوی کو دیکھنے لگا جسکی ناک میں جچتی نتھلی میں سرخ موتی آفت ڈھاتا تھا اسکے دل

پر۔۔۔!اللہّ۔۔۔! یہ حسین لوگ اپنے حسن سے اتنے لاپرواہ کیوں ہوتے ہیں۔۔؟

"اچھا تمہیں بس میرے ہاتھ پسند ہیں۔۔اور میں۔۔؟"

تکیے برابر کر کے وہ دونوں نیم دراز ہوتے ایک دوسرے کی جانب کروٹ لے گئے۔۔

بلینکٹ سینے تک اوڑھتی وہ دوپٹہ تکیے کے برابر رکھتی اسکی بات سنتی لب دبا گئی۔۔ مسکراہٹ امڈ امڈ کر آ رہی تھی جس سے اسکی شہد رنگ غزالی آنکھیں چمکنے لگی تھیں۔۔

تو میجر صاحب اپنی تعریف سننے کے موڈ میں ہیں۔۔؟ گہری سانس لیتی وہ آنکھیں پٹپٹا کر بولی۔۔

"!آپ بس ٹھیک ہی لگتے ہیں۔۔"

اسکا کہنا تھا کہ وہ سیاہ آنکھیں سکیڑتا ہاتھ بڑھا کر اسے اپنی جانب کھینچ گیا۔۔ "ہمم اب بولو بس ٹھیک لگتا ہوں ۔۔۔؟"

اسکا سر کسرتی بازو پر رکھتا وہ دوسرا بازو اس پر سے گزار کر اسے مکمل حصار میں لے گیا۔۔

زنیشہ نے آنکھیں بڑی کرتے مسکراہٹ دبائی۔۔ سب سمجھ رہی تھی وہ میجر ابراھیم کا رومانٹک موڈ آن ہو چکا تھا۔۔! لیکن وہ بھی اسکی بیوی تھی۔۔

"!نہیں نہ پالے لگتے ہیں۔۔"

اسکی داڑھی پر ہاتھ پھیرتی وہ اسکی گردن کے گرد بازو حائل کر گئی۔۔ اسکی شرارتوں پر وہ خفیف سا مسکرا دیا۔۔ اسے محبت تھی اس کے ہر انداز سے لیکن اسکا یہ انداز اسے اسے عشق کی سرحدوں میں لے جانے لگا تھا۔۔

اسکی کالی گہری آنکھوں میں جذبات کا امڈتا طوفان دیکھ کر وہ ٹھہر گئی۔۔ بلینکٹ میں اسکے پیروں نے حرکت کی

اسکی ٹانگ سے سفر کرتی وہ اسکے پیروں پر اپنے پیر رکھ گئی۔۔

یخ ٹھنڈے پیر اپنے پیروں پر محسوس کرتے اس نے جھرجھری سی لی۔۔

"!دل۔۔۔؟ یہ کیا حرکت ہے پیچھے ہٹاؤ اپنے پاؤں۔۔"

رومینس اپنی جگہ لیکن یخ موسم میں ٹھنڈے پیر برداشت کرنا۔۔۔؟ ہرگز نہیں۔۔۔! وہ کھلکھلا دی۔۔

"!پلیز میرے پاؤں گرم ہونے دیں۔۔۔ نارمل ہی نہیں ہو رہے ایسا لگتا ہے فریزر سے نکال کر لائی ہوں۔۔"

اسے مسکے لگاتی وہ اسکے سینے پر سر رکھتی بازو اسکے گرد حائل کرتی فٹ سے آنکھیں موند گئی۔۔

چند لمحے سر اٹھائے وہ اسکی تھرتھراتی پلکوں کو دیکھے گیا پھر اسکی چالاکی پر ہنس پڑا۔۔

میرا بچہ۔۔۔! "اسے مکمل خود میں بھینچتا وہ آنکھیں موند گیا۔۔"

میری آغوش میں ہے وہ۔۔۔ جسے لوگ 'سکون' کہتے ہیں۔۔۔! "دل میں سوچتا وہ نیند کی وادیوں میں اترتا چلا

گیا۔۔

پولیس کی وردی بدل کر سیاہ ٹی شرٹ ٹراؤزر میں خود کو ہلکا پھلکا محسوس کرتا وہ بیڈ کی طرف بڑھا جہاں سائیڈ ٹیبل پر گرما گرم بھاپ اڑاتی کافی کا مگ پڑا تھا۔۔

!نوشین اس کے کہے بغیر ہی اسے کافی دے گئی تھی جس پر وہ حیران بھی ہوا اور شکر گزار بھی۔۔

اسے سچ مچ کافی کی بہت طلب ہو رہی تھی۔۔ طلب تو کسی اور کی بھی ہو رہی تھی۔۔

حیان شاہ اب شادی کا سنجیدگی سے سوچنا پڑے گا۔۔ اتنی ٹھنڈ میں تنہا سونا تو خود کے ساتھ ناانصافی"

"!ہے۔۔۔

اپنی سوچ پر وہ مسکرا پڑا۔۔

ہیٹر آن کر کے وہ واپس آتا کافی کا مگ اٹھانے کے لیے جھکا تو وہی آوارہ لٹ پیشانی پر آ گری۔۔ گھنے سیاہ بالوں میں سے سامنے کو گرتی یہ لٹ بہت جچتی تھی اس پر۔۔ اسکی لکس کلر تھیں،، صنف نازک کو پل میں اپنی جانب راغب کرنے پر قادر تھیں۔۔

چارجنگ پر لگا موبائل اتار کر وہ اپنے کنگ سائز بیڈ پر نیم دراز ہوتا گھونٹ گھونٹ کافی پینے لگا۔۔ گرم گرم کافی حلق سے نیچے اترتی سکون بخش رہی تھی۔۔

اس نے وہاٹس ایپ کھولا تو سب سے اوپر ایک چیٹ نظر آئی۔۔ان ناؤن نمبر دیکھتے اس نے اسکی پروفائل پک پر ٹچ کیا۔۔

تصویر سامنے آگئی وہ کوئی لڑکی تھی جس نے لبوں کا پاؤٹ بنا رکھا تھا بس اسکے لب ہی تصویر میں نظر آرہے تھے۔۔

جس چیز نے حیان کی توجہ کھینچی وہ اسکے اوپر والے لب کے خم پر چمکتا تل تھا۔۔

آنکھیں سکیڑتے اس نے مگ خالی کر کے سائیڈ ٹیبل پر رکھا پھر اسکی چیٹ کھولی جس میں بے شمار میسجز تھے۔۔!

ہیلو۔۔!ہائے۔۔!او مسٹر کھڑوس۔۔؟ایس پی حیان۔۔۔؟ہینڈسم۔۔؟"اس طرح کے بے شمار میسجز" تھے۔۔!وہ میسج پڑھتا لب بھینچ گیا۔۔

"کون ہو تم۔۔؟"

اس نے میسج سینڈ کیا جو فوراً سین ہوا۔۔

تمہاری دیوانی۔۔! کیا کہوں اب کیا لگتی ہوں میں تمہاری۔۔!" دوسری جانب جیسے ٹھنڈی آہ بھر کر کہا"

گیا۔۔

سکرین پر چمکتے الفاظ دیکھ کر اس کی آنکھوں میں ناگواری آئی۔۔اس نے کال کر دی جسے فوراً کاٹ دیا گیا۔۔چند

لمحوں بعد ویڈیو کال آنے لگی۔۔

چند لمحے وہ سوچتا رہا پھر کال ریسیو کر لی۔۔وہ جو بھی تھی اندھیرے میں تھی اس لیے کچھ ٹھیک سے دکھائی نہیں

دے رہا تھا۔۔جبکہ وہ حیان کو ٹھیک طرح سے دیکھ پا رہی تھی۔۔

بولو اب۔۔کون ہو تم اور ایک پولیس آفیسر کو اس وقت میسیجز کرنے کا مقصد۔۔؟اسکا انجام جانتی بھی"

"ہو؟

سکرین پر نظریں ٹکائے وہ سپاٹ لہجے میں بولا۔۔دوسری جانب وہ ہنس پڑی۔۔وہ سکرین کے قریب چہرہ لائی تو

اسکے لب ذرا واضح ہوئے۔۔

"! تمہیں پتہ ہے تم بہت ہینڈسم ہو اور اس طرح جب بات کرتے ہو تو ہاٹ لگتے ہو قسم سے۔۔"

وہ دلکشی سے بولی تھی۔۔حیان لب بھینچ گیا۔۔

"!تم جو بھی ہو میں پتہ لگالوں گا اس کے بعد تمہارا جو حشر کروں گا نہ یاد رکھو گی ساری عمر۔۔"

وہ بلا لحاظ بولا تو وہ تپ گئی۔۔

"تم کرو گے میرا حشر۔۔؟ مجھے کسی کا باپ بھی ہاتھ نہیں لگا سکتا غز۔۔۔۔۔"

وہ اچانک رکی تھی پھر کال کٹ گئی۔۔ حیان چونک کر اٹھ بیٹھا۔۔ یہ انداز اور اس طرح کے الفاظ اس نے سن رکھے تھے۔۔ اس نے جلدی سے ڈی پی کھولی پھر غور سے دیکھا۔۔ اچانک ڈی پی غائب ہو گئی اس لڑکی نے اسے بلاک کر دیا تھا۔۔

وہ واپس نیم دراز ہوتا پر سوچ نظروں سے سکرین کو دیکھنے لگا۔۔ وہ اسے پہچان چکا تھا۔۔

غزل خانی۔۔۔۔! بہت شوق ہو رہا ہے مجھ سے بات کرنے کا؟ ہاٹ لگتا ہوں میں تمہیں؟ بات کیا۔۔ اب"
"!ملاقات ہو گی۔۔

خود کلامی کرتا وہ موبائل بیڈ پر ڈال کر چت لیٹ گیا۔۔

وہ کب سے لیپ ٹاپ میں سر دیے ٹیبل پر کاغذات پھیلائے کام کر رہا تھا۔۔اسکے چہرے پر تھکن نمایاں تھی سرمئی آنکھیں مسلسل جاگنے کے باعث سرخ ہو رہی تھیں۔۔

ارشیہ نے اکتا کر آنکھیں کھول دیں اس نے ہزار کوشش کی کہ اس پر لعنت بھیج کر سکون سے سو جائے لیکن اندر کہیں بے چینی سے ہو رہی تھی۔۔

بالا خر وہ اٹھ بیٹھی۔۔لمبے گھنگریالے بالوں کا اونچا جوڑا بنا کر وہ اس کے پاس آ کھڑی ہوئی بدر نے سر اٹھا کر اسے دیکھا جو صوفے پر جگہ بناتی اس کے ساتھ بیٹھ چکی تھی۔۔

"کیا؟؟ایسے کیوں دیکھ رہے ہو؟"

کاغذات کا ڈھیر سمیٹتی وہ مصروف سے انداز میں بولی۔۔وہ چند لمحے اسے دیکھتا رہا پھر دھیما سا مسکرا کر واپس لیپ ٹاپ کی سکرین دیکھتا کیز پریس کرنے لگا۔۔

"!تھینک یو۔۔۔"

مدھم آواز پر ارشیہ نے نیلی تیکھی آنکھیں سکیڑیں۔۔

زیادہ خوش ہونے کی ضرورت نہیں ہے مجھے نیند نہیں آرہی اس لیے یہاں ہوں ورنہ جو تم نے میرے ساتھ"

"!کیا ہے میں بھولی نہیں ہوں۔۔

اسے گھورتی وہ ناک منہ چڑھا کر بولی۔۔بدر نے سر کو خم دیا۔۔

"!اوکے بیوی۔۔!آئی مین ایک سال دو ماہ بڑی بیوی۔۔۔!دونوں صورتوں میں بیوی ہی ہو ویسے۔۔۔"

وہ بھی اپنے موڈ میں واپس آچکا تھا طبیعت پر چھائی بیزاری ہٹنے لگی تھی۔۔اسے اس وقت وہ کاٹ کھانے کو دوڑتی بھی اچھی لگ رہی تھی۔۔

!وہ جانتا تھا اسے ایک ان دیکھا احساس کھینچ لایا اسکی اوڑھ۔۔۔!اب وہ مانے یا نہ۔۔

وہ اٹھ کر باہر گئی تھی کچھ منٹوں بعد ہی اسکی واپسی ہوئی تھی اسکے ہاتھ میں کافی کے دو کپ اور سینڈوچ تھے۔۔

!اب آدھی رات کو اتنا کام کرنا تھا تو انرجی تو چاہیے تھی نہ۔۔

یہ لو پہلے کھالو۔۔!اتنی بری بھی نہیں ہوں میں جتنا تم سمجھتے ہو ہاں یہ الگ بات ہے کہ اپنا بدلہ ضرور لوں"

" !گی۔۔۔

لاپرواہ انداز میں کہتی ٹرے اسکے سامنے کرتی وہ اپنا لیپ ٹاپ آن کرنے لگی۔۔

بدر نے کافی کا کپ تھامتے لبوں سے لگایا۔۔ایک پل کو وہ آنکھیں موند گیا۔۔یوں لگتا تھا وہ جنت میں آ گیا

ہو۔۔۔!ہاں مگر بیوی کی سنگت میں گزرے لمحات جنت ہی ہوتے ہیں کیونکہ پاک رشتہ اور جائز جذبات اس

!میں شامل ہوتے ہیں۔۔

"!اونہوں۔۔بری نہیں لگتی مجھے۔۔کچھ اور لگتی ہو۔۔"

گردن دائیں بائیں ہلاتا وہ تھکن اتارنے لگا تھا۔۔

ارشیہ نے کندھے اچکاتے سینڈوچ والا ہاتھ منہ کی جانب کیا ہی جب وہ جھک کر ایک کی بائیٹ میں آدھا

سینڈوچ منہ میں غائب کرتا سیدھا ہوا۔۔!اف کیا ذائقہ تھا کیا مزا آیا تھا چھین کر کھانے کا۔۔۔

وہ تپ اٹھی اسکی نرمی کا ناجائز فائدہ اٹھا رہا تھا وہ جنگلی بلا۔۔

یہ کیا بدتمیزی ہے واپس دو مجھے۔۔۔!"وہ دانت پیس کر"

بولی۔۔

اب تو میں کھا چکا ایک ٹکڑا ہے میرے منہ میں۔۔!جوٹھا کھانا چاہو گی؟آپس کی بات ہے پیار بڑھتا ہے ویسے"

"!بھی ہمیں بہت ضرورت ہے پیار بڑھانے کی۔۔۔

اس کی جانب جھکتا سرمئی آنکھوں میں شرارت لیے وہ اسکا غصے سے سرخ پڑتا چہرہ دیکھنے لگا۔۔ارشیہ نے اسے

خود پر جھکتے دیکھ کر زور سے پیچھے دھکیلا۔۔

پرے ہٹو منحوس انسان۔۔!دوبارہ یہ چھچھوری حرکت کرنے کی کوشش کی تو میں تمہیں گنجا کر دوں گی۔۔!"

"!بدتمیز نہ ہو تو۔۔۔

بڑبڑا کر وہ کپ ٹیبل پر پٹختی لیپ ٹاپ پر مطلوبہ فولڈر کھولنے لگی۔۔

وہ اس کی حالت دیکھ کر سر صوفے کی بیک پر پھینکتا ھنستا جا رہا تھا۔۔

Epi #33

کچن میں کھڑی وہ نگہت سے گپ شپ لگا رہی تھی جب عرش کو اس نے کمرے کی طرف جاتے دیکھا۔۔

سردیوں کی سنہری دوپہر آج طلوع ہوئی تھی جس سے موسم کی یخ بستگی میں ٹھہراؤ سا در آیا تھا۔۔

گھر کے کچھ افراد لان میں بیٹھے دھوپ کی تمازت سے حظ اٹھا رہے تھے تو کچھ اپنے معمول کے کاموں میں مشغول تھے۔۔وہ کچن سے باہر آتی اس کے پیچھے چلی آئی۔۔

"یہ کیا ہے۔۔؟"

اسکی نظر عرش کے ہاتھ میں موجود باکس پر پڑی جسے خوبصورتی سے ننھے نگینوں ہے پھولوں سے سجایا گیا تھا۔۔

" !" پارٹی انویٹیشن ہے۔۔۔

لاپرواہ انداز میں کہتا وہ باکس کو بیڈ پر پھینکتا فریش ہونے چلا گیا۔۔

!وہ صبح سویرے ہی کسی کام سے نکل گیا تھا ایک تو اس کے یہ کام باقی گھر والوں کی سمجھ سے باہر تھے۔۔۔

وہ بیڈ پر بیٹھتی باکس کھول کر دیکھنے لگی پتہ نہیں اسکے دل میں کیا آن سمائی کہ وہ اچانک سے اٹھی۔۔ادھر ادھر ٹہلتی وہ اسکے باہر آنے کا انتظار کرنے لگی جونہی وہ فریش سا باہر نکلا وہ لپک کر اس تک آئی۔۔

"!!!عرش۔۔۔۔"

اس کے مقابل آتی اسکے ہاتھ سے ٹاول لے کر وہ اسے ڈریسنگ ٹیبل کے پاس لے آئی۔۔سٹول پر چڑھتی وہ اسکے بال خشک کرتی نہایت پیار سے بولی۔۔

وہ چپ چاپ گہری نظروں سے اسکی مہربانیاں دیکھ رہا تھا۔۔ڈارک گرین ویلوٹ کی کیپری شرٹ کے ہمراہ کاندھوں پر شال پھیلائے بالوں کا ڈھیلا سا جوڑا بنائے وہ ہمیشہ سے زیادہ حسین لگی تھی۔۔!

یا پھر اسکے چہرے پر وہ الوہی چمک تھی جس نے اسے مزید نکھار بخشا تھا۔۔

"ہمم۔۔۔۔؟؟"

اسکی پکار کا جواب دیتے اپنے بالوں سے اسکے ہاتھ ہٹا کر اس نے چہرے پر رکھے جسے سمجھ کر ایرا نے نرمی سے اسکا چہرہ خشک کیا۔۔

اسکی گیلی پلکوں کو انگلی کی پور سے چھوتی وہ جلدی سے سٹول سے نیچے اتری۔۔

وہ دل تھامے نرم گرم نگاہوں سے اسے تک رہا تھا جس کی بے وقوفیوں پر پہلے وہ چڑ جاتا تھا اب اسکی ہر ادا اچھی لگنے لگی تھی۔۔

"!عرش۔۔۔۔۔مجھے بھی آپ کے ساتھ جانا ہے اس پارٹی پر،،پلیز۔۔۔۔"

جلدی سے پلکیں جھپکتی وہ التجائیہ لہجے میں بولی۔۔عرش کا چہرہ سنجیدہ ہوا وہ حتی الامکان نرم لہجے میں اس سے کہنے لگا۔۔

"! یہاں نہیں۔۔۔ پھر کبھی کہیں اور جائیں گے،، اوکے۔۔۔"

اسکا گال دو انگلیوں سے چھوتا وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتا موبائل اٹھا کر روم سے باہر چلا گیا۔۔ وہ غصے سے پیر پٹختی دھپ سے سٹول پر بیٹھ گئی۔۔

کتنا جی چاہ رہا تھا اسکا،، کتنا وقت ہوا وہ کہیں بھی آؤٹنگ پر بھی نہیں گئی تھی کتنا کچھ ہو چکا تھا اسکی زندگی میں۔۔ ہنسی خوشی وہ خود کو ایڈجسٹ کر رہی تھی نہ۔۔

اگر آج ایک خواہش کر ہی دی تھی تو کیا ہو جاتا۔۔ اگر وہ مان جاتے۔۔! ان دونوں کو انوائٹ کیا گیا تھا تبھی تو وہ بولی تھی۔۔ اسکی نیلی آنکھوں کے کانچ پل میں دھندلائے۔۔

ٹھیک ہے آپ نہ لے کر جائیں ویسے بھی مجھ جیسی لڑکی کے ساتھ جا کر آپ کو شرم محسوس ہو گی نہ۔۔ لیکن"

"! اب میری بھی ضد ہے میں ضرور جاؤں گی چاہے تنہا جانا پڑے۔۔

بے دردی سے آنسو صاف کرتی وہ خود سری سے بولی تھی۔۔

"ایرا۔۔؟ کیا ہوا میری جان۔۔۔؟ ارے تم رو رہی ہو۔۔۔؟"

ارشیہ لاؤنج سے گزرتی باہر جارہی تھی جب اسے روتے ہوئے دوسری منزل پر جاتے دیکھ کر وہ شدید پریشان ہوئی۔۔وہ پل میں اس تک پہنچی تھی۔۔ایرا نے جلدی سے آنسو پونچھے۔۔

"!کچھ نہیں ہوا آپی۔۔وہ بس ماما کی بہت یاد آرہی ہے۔۔"

!کہتے ساتھ وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔کسی بھی غم میں اللہّ کے بعد ماں ہی یاد آتی ہے۔۔

میری جان بس۔۔۔رونے والی کیا بات ہے میں لے جاتی ہوں تمہیں ماما کے پاس۔۔جاؤ شاباش فریش ہو کر"

"!آؤ میں تب تک میں پھوپھو جان سے پوچھ لیتی ہوں۔۔۔

اسکے آنسو صاف کرتی وہ پیار سے اسے ڈپٹ کر بولی۔۔ایرا نے سر ہلایا۔۔

"!میں آتی ہوں۔۔۔"

سوجھی آنکھیں پونچھتی وہ سوں سوں کرتی اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔۔ارشیہ نے آنکھیں سکیڑتے اسکی پشت کو دیکھا۔۔"کیا اس کے اور عرش کے درمیان سب ٹھیک ہے۔۔۔؟"

تفکر سے سوچتی وہ سیڑھیاں اترنے لگی۔۔

سیاہ سکارف سر پر اوڑھے سادہ سے لباس میں وہ قبرستان میں داخل ہوئی۔۔ بھاری قدم اٹھاتی وہ ایک قبر کے سامنے آ ٹھہری۔۔ چند پل وہ نمناک آنکھوں سے قبر کے سرہانے لگی تختی دیکھتی رہی۔۔ ہری کانچ سی آنکھیں سرخ ہونے لگی تھیں۔۔

آہستہ سے وہ قبر کے پاس پنجوں کے بل بیٹھ گئی۔۔

بابا۔۔۔!" جامد سناٹے میں ہلکی سی سرگوشی بلند ہوئی۔۔"

"آئی ایم سوری فار ایوری مس بیہیو ئیر آئی ڈِڈ۔۔"

وہ سسکنے لگی تھی۔۔

غزل۔۔۔؟" اسکی پشت کی جانب سے بھاری مردانہ آواز ابھری۔۔ وہ اسکے کچھ فاصلے پر آ کر رک گیا۔۔"

غزل نے پلٹ کر دیکھا وہ چہرے پر گہری سنجیدگی لیے لب بھینچے اسکی جانب دیکھ رہا تھا۔۔

"!حاوز۔۔۔۔؟ بابا۔۔۔"

اسے اپنے برابر پنجوں کے بل بیٹھتے دیکھ کر وہ منہ پر ہاتھ رکھے سسکنے لگی تھی۔۔ وہ ناراض تھی ان سے،، اسکی !یہ سزا دی انہوں نے کہ اسے تنہا کر دیا۔۔۔

ایک آرمی آپریشن لیڈ کرتے وہ جاں بحق ہو گئے تھے۔۔! اسے جیسے یقین ہی نہیں آرہا تھا کہ اسکے بابا اب نہیں رہے۔۔۔! صالح نے اسکا سر تھپکا۔۔

صبر آتے آتے ہی آئے گا۔۔! حوصلہ رکھو۔۔۔! تم کمزور نہیں ہو۔۔۔! آؤ شام ڈھل رہی ہے۔۔ کہیں " " !بیٹھتے ہیں مجھے کچھ بات کرنی ہے تم سے۔۔۔

وہ اٹھ کھڑا ہوا تو بھی وہ وہیں بیٹھی رہی۔۔ صالح نے گہری سانس لیتے ہاتھ اسکے آگے کیا جس پر وہ نفی میں سر ہلاتی شرٹ کی آستین سے آنکھیں پونچھتی اٹھی۔۔

مجھے تمہارے سہارے کی ضرورت نہ پہلے تھی نہ اب ہے۔۔۔!" جھکی نظریں اٹھا کر اسے باور کرواتی وہ پہلے " سے بہتر لگی تھی۔۔ کچھ سکنڈز بعد وہ قبرستان سے باہر جاتے نظر آرہے تھے۔۔

"کیا کہنا تھا تمہیں۔۔۔؟"

ایک چھوٹے سے ہوٹل میں اس کے مقابل بیٹھتی وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔۔

"!تم شادی کر لو۔۔۔"

گلا کھنکارتا وہ ارد گرد دیکھتا دوٹوک انداز میں بولا۔۔اس کے ڈائریکٹ کہنے پر وہ حیرت زدہ نظروں سے اسے

دیکھنے لگی کیا اسکا دماغ خراب ہو گیا تھا۔۔؟

"تم۔۔۔ایسا کیسے کہہ سکتے ہو۔۔۔؟"

وہ دانت پیستی تیکھی نظروں سے اسے دیکھتی بولی تھی۔۔وہ اس موقع پر ایسی بات بھی کیسے کر سکتا تھا۔۔

کہہ سکتا ہوں۔۔۔بی پریکٹیکل۔۔۔ تمہیں کبھی نہ کبھی تو شادی کرنی ہی ہے نہ۔۔اہمم۔۔۔دیکھو تم اب اکیلی"

"!ہو۔۔! مجھے پرواہ ہے تمہاری۔۔۔میں چاہتا ہوں تم زندگی میں آگے بڑھ جاؤ۔۔۔

وہ اب کہ اسکی طرف دیکھتا سنجیدگی سے بولا۔۔وہ اسکے اتنے اطمینان پر عش عش کر اٹھی۔۔

گلاس ٹیبل پر کہنیاں ٹکاتی وہ چند پل لب بھینچے اسے دیکھنے لگی۔۔جب بولی تو اسکا چہرہ سپاٹ تھا۔۔

"تم کرو گے مجھ سے شادی۔۔۔؟"

اسکے تیکھے انداز پر وہ ایک دم سیدھا ہوا۔۔اسکی بات پر صالح کا دماغ گھوم گیا۔۔

"!تم۔۔۔میں تم سے بحث نہیں کرنا چاہتا۔۔۔ "

اس نے خود کو کچھ سخت کہنے سے روکا۔۔

کیوں کرو نہ اب بحث۔۔۔پریکٹیکل ہو رہی ہوں میں اب۔۔ بابا نہیں رہے، آئی اکسیپٹیڈ۔۔۔! شادی تو مجھے "
کرنی ہے۔۔۔واقعی ٹھیک کہہ رہے ہو ساری عمر تمہارا سوگ لے کر تھوڑی بیٹھی رہوں گی۔۔! لیکن مجھے
"!ایک بات سمجھ نہیں آرہی تمہیں اتنی فکر کیوں ہو رہی ہے میری پہلے تو کبھی نہی ہوئی۔۔۔

تیز لہجے میں بولتی وہ ہانپنے لگی تھی۔۔ہری آنکھوں میں شفاف پانی جمع ہونے لگا تھا جو بصارت کو دھندلانے لگا
تھا۔۔

"کیا ہونی چاہئے تھی۔۔۔؟"

مدھم لہجے میں کہتے اس نے منرل واٹر کی بوتل اسکی جانب بڑھائی۔۔وہ اس کی بات کا پس منظر سمجھ گئی لہذا
خاموشی سے بوتل تھامتی گھونٹ گھونٹ پانی پینے لگی۔۔

ٹھیک ہے۔۔تم جانتے ہو تمہاری کیا اہمیت ہے میری زندگی میں میں تمہیں انکار نہیں کروں گی۔۔تم یونہی "
"یہ بات نہیں کہو گے۔۔کوئی پروپوزل لائے ہو۔۔۔؟

اسکے صحیح اندازہ کرنے پر وہ ذرا سا مسکرایا۔۔غزل نے افسوس سے سر جھٹکا۔۔میرا ہی دل جلاتا تھا یہ۔۔۔دیکھو
!تو اب کتنا بدل گیا ہے۔۔۔

ٹھیک۔۔۔تم چاہتی تھی تم مجھ سے رابطے میں رہو ایک دوست کی حیثیت سے۔۔اب میں چاہتا ہوں تم"

"!ہمارے خاندان کا حصہ بن جاؤ۔۔۔

بھاپ اڑاتی کافی کے دو کپ ان کے سامنے دھرے جا چکے تھے۔۔دھوئیں کے مرغولوں میں اسکا عکس دیکھتی

وہ اپنی جگہ تھم چکی تھی۔۔دل زور سے دھڑکا تھا۔۔

"کس طرح۔۔۔؟"

کافی کا کپ اٹھا کر لبوں سے لگاتے اس نے لبوں کی کپکپاہٹ چھپانے کی کوشش کی تھی۔۔

"!تم حیان سے شادی کر لو۔۔۔"

اس نے گویا دھماکہ کیا تھا غزل کے ہاتھ سے کپ چھوٹتے چھوٹتے بچا۔۔

" !!وہ ایس پی۔۔۔؟تم۔۔تم پاگل ہو گئے ہو۔۔۔ "

اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کس طرح کا ردعمل دے۔۔صالح نے کپ لبوں سے لگاتے گرم گرم کافی اندر

اتاری۔۔ٹشو سے لب تھپتھپاتے اس نے آنکھیں سکیڑیں۔۔

"کیوں کیا ہوا۔۔۔؟تم جانتی تو ہو اسے ویسے بھی تمہیں وہ بہت پسند ہے۔۔۔نہیں۔۔۔؟"

اب کہ کہتا وہ سینے پر ہاتھ باندھ کر سکون سے اسے دیکھنے لگا۔۔ غزل نے ایک پل کو آنکھیں میچیں۔۔

"!میں بس اسے تنگ کر رہی تھی ایسا کچھ نہیں ہے۔۔۔ "

وہ سپاٹ لہجے میں بولی۔۔ صالح نے سر کو خم دیا۔۔

سوچنا ضرور۔۔۔ سب وہاں تمہیں چاہتے ہیں رہی بات حیان کی وہ بہت کھرا بندہ ہے۔۔۔ تمہیں خوش رکھے "

"!گا۔۔ مجھے اچھا لگے گا اگر تمہارا جواب مثبت ہو۔۔۔۔

وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا غزل کے ذہن میں ایک خیال سرعت سے ابھرا۔۔۔

"کیا اسے پتہ ہے یا وہ راضی ہے۔۔۔؟"

وہ بھی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔۔ ٹیبل سے موبائل اور پرس اٹھاتی وہ لاپرواہ انداز میں بولی۔۔

"!یہی سمجھ لو۔۔۔"

کندھے اچکاتا وہ چند نوٹ ٹیبل پر رکھ کر داخلی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔۔ یہاں آنے سے قبل اس نے ماہ بیر سے بات کی تھی جسے کوئی اعتراض نہیں تھا۔۔۔

!حیان سے ماہ بیر صاف لفظوں میں پوچھ چکا تھا کہ اگر کوئی پسند ہے تو بتائے لیکن کوئی ہوتی تو بتاتا نہ۔۔۔

ایس پی صاحب نے یہ معاملہ بڑوں پر چھوڑ دیا تھا اس لیے وہ مطمئن تھے۔۔۔

وہ اس وقت این جی او میں تھی۔۔ وہ نور مقدم پر ڈاکومنٹری بنا رہی تھی اسے اوپر سے وارننگ دی گئی تھی کہ اس معاملے کو زیادہ نہ کریدے لیکن وہ اس بات پر یقین رکھتی تھی کہ "جان جائے مگر ایمان نہ جائے"۔۔۔ اسکی کولیگز نے بھی اسے بارہا سمجھایا لیکن وہ سنی ان سنی کرتی اپنا فرض ادا کرنے میں مشغول رہی۔۔ وہ چاہتی تھی کہ مر**نے کے بعد جب اسے اٹھایا جائے تو وہ سرخرو رہے!۔۔۔

اگر اسے اختیار دیا گیا تھا تو وہ اسکا صحیح استعمال کرنے کی قائل تھی۔۔

ایک تھکا دینے والے دن کے بعد وہ دھیمی ڈھلتی شام میں این جی او سے باہر نکلی۔۔ گاڑی میں بیٹھتے اس نے موبائل ڈیش بورڈ پر رکھا اور کیمرہ آن کر دیا۔۔

انگیشن میں چابی گھماتے اس نے کلچ پیڈل پر پیر رکھا۔۔ نارمل سپیڈ پر ڈرائیو کرتی وہ کیمرے کی اوڑھ دیکھتی بولنے لگی تھی۔۔۔

اسلام علیکم۔۔۔! میں رمل یوسف ہوں آپ میں سے کچھ لوگ مجھے جانتے ہوں گے اور کچھ نہیں۔۔آج "

!!!کل ایک ٹاپک بہت اٹھایا جارہا ہے سوشل میڈیا پر۔۔نور مقدم کے کیس کا۔۔۔

میں جانتی ہوں آپ سب کو بے حد مایوسی ہوئی ہے کورٹ کے فیصلے پر۔۔! لیکن قدرت کا انصاف دیکھیں

مجرم غائب ہیں۔۔۔! کچھ پتہ نہیں چل سکا کہ وہ اچانک کہاں چلے گئے۔۔

سی ایم کا الزام ہے کہ مخالفوں نے ان کے بیٹے کو اغوا کر لیا ہے۔۔سوچنے کی بات یہ ہے کہ اگر یہی سب کرنا ہوتا

تو معاملہ کورٹ میں کیوں جاتا۔۔۔؟

اب اصل بات کی طرف آتی ہوں آپ جانتے ہیں میں لوگوں کو انصاف دلانے پر یقین رکھتی ہوں۔۔۔! ہائی

کورٹ کے جج نے ایک غلط فیصلہ کیا۔۔

کو سزا نہیں دی گئی۔۔میں آپ تک وہ حقیقت پہنچا culprit سب ثبوتوں اور چشم دید گواہوں کے باوجود

رہی ہوں جو کوئی نہیں بتائے گا۔۔

جس دن کیس کی سنوائی تھی اسی دن "ایراعر شمان "جو اس کیس کی اہم گواہ تھیں ان کو کڈنیپ کرنے کے لیے

سی ایم نے اپنے بندے بھیجے تھے۔۔

لیکن غلطی سے اسکی جگہ انہوں نے مجھے کڈنیپ کر لیا۔۔ یہ آپ میرے بازو اور چہرے پر خراشیں دیکھ سکتے

"!ہیں۔۔

کہتے ساتھ اس نے اپنا بازو اور چہرہ کیمرے کے قریب کیا۔۔ "مجھے ان لوگوں پر کیس کر کے وقت کا ضیاع

نہیں کرنا۔۔ اب آپ لوگ ہی فیصلہ کریں کہ کیا ایسے لوگ ان عہدوں کے اہل ہیں۔۔۔؟ میری یوتھ سے

!ریکویسٹ ہے کہ وہ سرگرم عمل ہوں۔۔ آپ ملک کی اصل پاور ہیں۔۔

اس ملک میں آج جو کچھ بھی ہو رہا ہے وہ اسی لیے ہے کہ قوم خاموش ہے۔۔ !اپنی آواز بلند کریں۔۔ !خدا آپ

"!کا حامی و ناصر ہو۔۔۔

ویڈیو اسٹاپ کر کے اس نے ہر سوشل پلیٹ فارم پر اپلوڈ کر دی۔۔ اسکی آنکھوں کی چمک دیدنی تھی۔۔ کالی

گہری آنکھوں میں ایک خاص تاثر تھا۔۔

وہ نڈر تھی کیونکہ وہ اپنے خدا پر یقین رکھتی تھی۔۔ جب اسکا خدا اس کے ساتھ تھا تو مٹی کے ڈھیلے اسکا کیا بگاڑ

!سکتے تھے۔۔۔

عین اسی وقت وہ پریس کانفرنس کر رہا تھا۔۔اسکے دائیں جانب یاور پشت پر ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔۔وہ مائک کے قریب جھکا ہوا تھا۔۔

آڈیٹوریم میں ہر طرف خاموشی چھائی تھی بس اسکی بھاری آواز گونج رہی تھی۔۔سیکیورٹی کا سخت انتظام کیا گیا تھا۔۔

اب سے نیا نظام رائج کیا جائے گا۔۔ہم اس پر کام کر رہے ہیں۔۔!پولیس ڈپارٹمنٹ غرض ہر ڈپارٹمنٹ کی " جانچ کی جائے گی۔۔!نااہل اسٹاف کو سسپینڈ کر کے نئی بھرتیاں کی جائیں گی۔۔اب وہ وقت آچکا ہے کہ ملکی نظام کو بدلا جائے۔۔

ہم یہ نہیں کہتے کہ ہم اس کو مکمل بدل دیں گے لیکن ہم اس تبدیلی کی بنیاد تو بن سکتے ہیں۔۔۔!کسی نہ کسی کو زیرو سے شروع کرنا پڑتا ہے۔۔۔!

اس مشن کے لیے ہمیں عوام کی مدد کی ضرورت ہے۔۔کسی بھی ملک کو چلانے کے لیے قوم کی سپورٹ بے حد اہم ہے۔۔۔!

کا پراجیکٹ شروع کیا گیا ہے۔۔! ملک کی جو "Health and Awareness" حال ہی میں

صورتحال ہے جیسا کہ آپ سب کے علم میں ہو گا یہاں کا عدالتی نظام بے حد ناقص ہو چکا ہے اسی نظام نے ظالم

کو آزادی دی ہے کہ وہ کسی کی بہن بیٹی کے ساتھ ظلم کرنے سے پہلا ایک بار نہیں سوچتا۔۔

"Youth ہم نے سوچا ہم اس پر کیا کر سکتے ہیں۔۔۔! کافی سوچ بچار کے بعد طے پایا کہ اب ہر شہر میں

قائم کئے جائیں گے۔۔ "Training Centres

خصوصاً نوجوان لڑکیوں کو اپنے دفاع کے لیے خاص تربیت دی جائے گی۔۔! انشااللہ ہم اپنے مقصد میں

!کامیاب ہوں گے۔۔

"!شکریہ۔۔۔

سپیچ ختم کر کے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔۔ سفید اکڑی شلوار قمیض پر سیاہ کوٹ پہنے وہ بے حد باوقار لگ رہا تھا۔۔

پورا ہال تالیوں سے گونجنے لگا۔۔ میر حاصل کی شکل میں انہیں امید کی نئی کرن پھوٹتی نظر آنے لگی تھی۔۔۔

"!!!ہیلو سر۔۔۔ ہیلو میم۔۔۔"

جونہی وہ بدر کے ساتھ کمپنی میں داخل ہوئی سارے اسٹاف نے گرمجوشی سے ان کا استقبال کیا۔۔ارشیہ نے سر کو خم دیا۔۔بلیک سکرٹ کوٹ میں بھورے گھنگریالے بالوں کی کس کر اونچی پونی بنائے وہ ہمیشہ کی طرح خوبصورت لگ رہی تھی۔۔

تھینک یو۔۔۔!"بدر نے مصروف سے انداز میں کہتے کلائی میں بندھی گھڑی میں وقت دیکھا۔۔"

"!اوکے لیٹس ہیو میٹینگ آفٹر این آر۔۔۔"

سنجیدہ لہجے میں کہتا وہ اپنے آفس کی طرف چلا آیا وہ وہیں کھڑی فی میل سٹاف سے کچھ ڈیٹیلز ڈسکس کر رہی تھی۔۔

سر جھٹکتا وہ گلاس ڈور دھکیل کر رولنگ چیئر کی طرف آیا۔۔بلیک کوٹ اتار کر اس نے بازو کہنیوں تک موڑے۔۔۔شرٹ کے اوپر کے دو بٹن کھول کر گہری سانس لیتا لیپ ٹاپ آن کر کے وہ آج کا شیڈیول دیکھنے لگا۔۔

قریب آدھے گھنٹے بعد وہ سیاہ پنسل ہیل سے ٹک ٹک کرتی آفس میں داخل ہوئی۔۔

"!میٹنگ ڈیلے ہو چکی ہے۔۔۔!کوئی ایمرجنسی ہو گئی ہے مسٹر درانی کے ہاں۔۔"

بلیک لانگ سٹریپ پرس اس نے ٹیبل پر رکھا ٹیبل سے کافی کا کپ اٹھاتی وہ اسے اپڈیٹ کرنے لگی۔۔بدر کے چہرے پر ناگواری چھا گئی۔۔اس کی سرمئی آنکھوں میں بیزاری دیکھ کر وہ لب دبا گئی۔۔

"اب یہاں کیوں کھڑی ہو میرے سر پر۔۔۔؟"

اسے مخصوص تیکھے انداز میں مسکراتے دیکھ کر وہ جل کر بولا موڈ پہلے ہی آف تھا مزید اسکی قاتل مسکراہٹ دل

"!!!آ۔۔۔میں ایک بات سوچ رہی تھی بس۔۔"جلا رہی تھی۔

کندھے اچکاتی وہ ٹیبل پر اس سے کچھ فاصلے پر بیٹھ گئی۔۔بدر نے جھکتے ڈرار سے لیپ ٹاپ چارجر نکالتے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔۔"کیا۔۔۔؟"اسکے انداز دیکھتا وہ ابرو اچکا گیا۔۔بڑھی داڑھی پر ہاتھ پھیرتا وہ رولنگ چیئر اسکی جانب گھماتا سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔۔سرمئی آنکھیں اس پر ٹکی تھیں۔۔

"شاہان خان کافی ہاٹ ہے۔۔نہیں۔۔۔؟ "

موبائل ان لاک کرتی وہ اس کی انسٹا آئی ڈی کھول کر اسے دکھانے لگی۔۔شاہان خان کی شرٹ لیس تصویر دیکھ کر بدر نے سرد نظروں سے اسے دیکھا جو نیلی بلی سی تیکھی آنکھیں پٹپٹاتی اسکے تاثرات سے محظوظ ہو رہی تھی۔۔

!اس بندے کو تنگ کرنے میں جو مزا تھا وہ اور کہیں نہیں۔۔

"!ہاٹ تو میں بھی ہوں۔۔۔"

اسکی ٹون پل میں بدلی ارشیہ کے تاثرات بھی بدلے تھے اب وہ آنکھیں سکیڑے اسے دیکھ رہی تھی۔۔وہ اسے اب اسی کے انداز میں ڈیل کرنے لگا تھا۔۔

"تمہیں یہ خوش فہمی کیوں ہے کہ تم۔۔۔۔"

وہ جھک کر شہادت کی انگلی اس کے سینے پر رکھتی تمسخر سے بولی۔۔بدر نے اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنی طرف کھینچ لیا۔۔

وہ اس افتاد کے لیے تیار نہیں تھی اسکے کھینچنے پر وہ اسکے اوپر آ گری۔۔

"کیوں۔۔بھول گئی ہو وہ رات۔۔؟"

وہ ان کے نکاح کی رات کا حوالہ دینے لگا جس پر ارشیہ کے سپید مومی چہرے میں گلابیاں گھلیں۔۔اس کے سینے پر دونوں ہاتھ رکھ کر فاصلہ قائم کرتی وہ کچا چبا جانے والے انداز میں بولی۔۔"کیا کر رہے ہو۔۔۔؟چھوڑو مجھے !۔۔۔"

بدر نے اسے مزید قریب کیا اس کے نقوش کو نظروں کے راستے دل میں اتارتا وہ گھمبیر لہجے میں بولا۔۔۔

"!چھڑ والو۔۔۔"

اس کے انداز دیکھتی وہ دانت پیس کر رہ گئی۔۔

"!چھوڑو مجھے،، کوئی آجائے گا۔۔۔"

نظریں ادھر ادھر گھماتی وہ تیز ہوتی دھڑکنوں پر پریشان ہوئی۔۔بدر نے نفی میں سر ہلایا۔۔

"!اونہوں کوئی نہیں آئے گا۔۔نیولی ویڈ کپل کمرے میں تنہا ہو تو۔۔۔"

اب کہ وہ جھنجھلا گئی۔۔"بدر کیا کر رہے ہو۔۔؟"وہ اسے آنکھیں دکھانے لگی۔۔

"!بیوی کے ساتھ رومینس کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔۔۔"

اسے تنگ کرتا وہ حقیقتا بہکنے لگا تھا۔۔

"!بدران شاہ آئی سیڈ لیو می۔۔۔"

وہ اسکی گردن میں دانت گاڑ گئی جس پر وہ سختی سے آنکھیں میچتا پیچھے ہٹا۔۔ڈھیلی گرفت کا فائدہ اٹھاتی وہ جلدی سے اٹھی۔۔

بدر نے گردن پر ہاتھ رکھا جہاں خو*ن کی ننھی بوند واضح ہوئی تھی۔۔"تمہاری اس حرکت کا جواب رات کو دوں گا۔۔۔!"اسکی نظریں بہت کچھ کہہ رہی تھیں۔۔

وہ غصّے سے ڈریسنگ کے سامنے بیٹھی ہاتھوں میں پہنی چوڑیاں اتار رہی تھی۔نہ جانے کس بات پر اس قدر غصّہ آ رہا تھا۔

اپنے کام سے فارغ ہونے کے بعد وہ وارڈروب کی طرف بڑھ گئی تاکہ نائٹ سوٹ نکال سکے۔

جوں ہی اس نے سوٹ کی طرف ہاتھ بڑھایا تو نظریں سامنے نظر آتی چیز کو دیکھتے ٹھٹھک سی گئیں۔

دروازے کے اندر کی طرف ایک چھوٹا سا نوٹ چپکا ہوا تھا۔

اس نے سوٹ وہیں چھوڑ کر وہ نوٹ اتار کر آنکھوں کے سامنے کیا۔

"!!!اوپن داڈرار"

خوبصورت رائٹنگ میں لکھے چند الفاظ پڑھ کر وہ واقعی حیران ہوئی۔

اگلے ہی پل دراز کھولنے پر ایک سیاہ رنگ کا شاپنگ بیگ اس کی نظروں کے سامنے تھا جس پر پہلے جیسا ہی ایک اور نوٹ چپکا ہوا تھا۔

اس نے وہ نوٹ بھی اتار لیا۔۔ شہد رنگ آنکھوں میں تجسس سا تھا۔۔

"!!!بی ریڈی ایٹ شارپ نائن"

یہ الفاظ پڑھتے ہی اس کی نظریں بے ساختہ کمرے کی ایک دیوار پر ٹنگی گھڑی کی طرف اٹھی تھیں۔نو بجنے میں محض پندرہ منٹ باقی تھے۔

"!!! پر میں تو ناراض ہوں"

وو ناک چڑھاتی سوچنے لگی پر تجسس نامی کیڑا اب سانس لینے کہاں دے رہا تھا۔۔

"پہلے دیکھ لیتی ہوں بعد میں ناراض ہو جاؤں گی۔"

وہ بیگ پکڑتی بیڈ کی طرف آ گئی اور اشتیاق سے بیگ کھول کر دیکھنے لگی۔

"!!!!!واؤ"

وہ ایک سرخ رنگ کی دلکش ساڑھی تھی جس کا بلاؤز سرخ ہی تاروں سے مزین تھا۔ ساڑھی کے پلو پر بھی بلاؤز جیسا ہی بارڈر موجود تھا۔

اس کی آنکھوں میں اس ساڑھی کے لئے بے پناہ ستائش چمک رہی تھی۔

"!!! پہن کر دیکھتی ہوں"

چمکتی آنکھوں سے وہ ساڑھی پکڑتی باتھ روم کی طرف بڑھ گئی۔

وہ ساڑھی پہن کر باہر آئی تو گال گلابی ہو رہے تھے۔ شہد رنگ آنکھیں چمک رہی تھیں۔

وہ شیشے کے سامنے کھڑی ہوتی گھوم کر ہر طرف سے ساڑھی میں چھپا اپنا نازک سراپا دیکھنے لگی۔ اس کے گھومنے سے شہد رنگ بال کمر پر لہرانے لگے تھے۔

"اس کے ساتھ ریڈ لپسٹک کیسی لگے گی؟؟؟"

وہ شیشے میں نظر آتے اپنے عکس کو دیکھ کر سوچنے لگی پھر اگلے ہی پل بغیر مزید کچھ بھی سوچے سرخ لپسٹک پکڑتی نازک ہونٹوں پر لگانے لگی۔۔

وہ اپنے شوق میں آفت بنی یہ سوچ نہ پائی کہ آخر ابراہیم نے یہ سب کیوں کیا۔۔

وہ اسے کیوں سنورنے کا کہہ رہا تھا۔۔ وہ معصوم تھی اسی لیے تو میجر ابراہیم کی محبت اُسکا "دل" تھی۔

"!!! پرفیکٹ"

آئینے میں نظر آتے اپنے خوبصورت عکس کو دیکھتی وہ بے ساختہ بول اٹھی۔

"!!! اتنا پیارا کون ہوتا ہے یار"

وہ بال جھٹک کر کمر پر گرا تو شوخی سے خود سے بولنے لگی۔۔

"!!!! میری زنیشہ"

گھمبیر خوبصورت آواز کانوں سے ٹکرائی تو وہ اپنی جگہ ساکت ہو گئی۔ پلکوں نے اٹھنے سے انکار کر دیا۔

اگلے ہی پل گرم سانسیں اپنی گردن پر محسوس کرتی وہ سانس روک گئی۔۔

"اس قدر جان لیوا بن کر جان نکالنا چاہتی ہیں کیا؟؟"

دائیں کندھے سے بال پیچھے ہٹا کر وہ اس کے کندھے پر ٹھوڑی ٹکاتا الٹا اسی کی جان جوکھم میں ڈال گیا۔۔

"ہفف۔۔۔ان حسن والوں سے خدا کی پناہ،، واللہ الٹی چھری سے ہلال کرتے ہیں۔۔۔

اس کی گھمبیر بھاری آواز پر زنیشہ نے بے ساختہ نظریں اٹھا کر سامنے آئینے میں نظر آتے دونوں کے عکس کو دیکھا جہاں وہ اس کے پیچھے کھڑا اسے تکتا چلا جا رہا تھا۔۔

اس کے چہرے سے نظریں پھسلتی اپنی کمر پر گئی جہاں وہ اپنے دونوں مضبوط ہاتھ رکھے اسے اپنے پر حدت حصار میں قید کیے کھڑا تھا۔۔

اس سے پہلے کہ وہ شرما کر سر جھکاتی اس کے دماغ میں کوندا لپکا۔

اگلے ہی پل وہ اس کے ہاتھ اپنی کمر سے ہٹاتی اس سے الگ ہو کر کھڑی ہو گئی۔ابراھیم کی آنکھوں میں واضح ناگواری جھلکی تھی اس کی حرکت کی وجہ سے۔

"اپنا قیمتی وقت مجھ ناچیز کے ساتھ کیوں ضائع کر رہے ہیں۔اپنے کام پر توجہ دے لیں۔"

خفگی سے کہتی وہ پیچھے ہٹنے لگی جب وہ اسے بازو سے پکڑتا اپنے نزدیک تر کر گیا۔

"!!!آپ سے زیادہ ضروری اور دلچسپ کام بھلا اور کیا ہو سکتا ہے مجھے۔۔۔"

سر کو خم دے کر محبت بھرے لہجے میں کہتا وہ اس کی خفگی زائل کرتا چلا گیا۔

اس کی خوب صورت مسکان اور دلکش چہرے کو دیکھ کر زنیشہ کو لگا کہ وہ اگر اس سے ناراض ہو گی تو جرم کرے گی۔۔ یہ دل موہ لینے والا چہرہ چاہے جانے کے قابل تھا۔۔

"!!! کچھ دکھانا ہے آپ کو"

کہنے کے ساتھ بغیر اس کے جواب کا انتظار کیے وہ اسے بازوؤں میں بھر کر اٹھا گیا۔ وہ بے ساختہ اس کی گردن میں اپنے بازو ڈال گئی۔

"یقین رکھیں کبھی گرنے نہیں دوں گا آپ کو۔"

وہ پر یقین لہجے میں بولا تو وہ مسکراتے ہوئے آنکھیں موند کر سر اس کے کندھے پر دھر گئی۔

اسے اٹھائے وہ بالکونی میں نکل آیا۔

اس کے رکنے پر زنیشہ نے آنکھیں کھولی تو ارد گرد کا ماحول دیکھتے وہ مسحور ہو گئی۔۔ ابراھیم نے اسے احتیاط سے نیچے اتارا۔۔

"!!! یہ سب بہت خوب صورت ہے ابراھیم !!! بلکل کسی حسین خواب جیسا"

وہ خوشی سے پھولوں اور لائٹوں سے سجی بالکونی کو دیکھتی گول گول گھومنے لگی۔اس کی خوشی دیکھتے ابراھیم مسکراتا ہوا اس کے سامنے کھڑا ہوتا اپنا دایاں ہاتھ اس کے سامنے پھیلا گیا۔

"کیا آپ میرے ساتھ کینڈل لائٹ ڈنر کرنا پسند کریں گی؟"

اس کے سوال پر وہ ایک پل کو اسکی سیاہ گہری آنکھوں میں کھو گئی پھر دلکشی سے مسکرائی۔۔

ہاں میں سر ہلاتی اس کے مضبوط ہاتھ میں اپنا نازک ہاتھ دے گئی تو ابراھیم مضبوطی سے اس کا ہاتھ تھامتا اسے ایک طرف پڑے ٹیبل کی طرف لے گیا جس کے گرد آمنے سامنے دو کرسیاں دھری تھیں اور میز پر انواع و اقسام کے کھانوں کے درمیان خوبصورت سا کینڈل اسٹینڈر رکھا تھا۔

موم بتیوں کی دھیمی سی روشنی میں انہوں نے بہت خاموشی سے کھانا ختم کیا۔اس کے بعد ابراھیم اسے ساتھ لئے ایک طرف پڑے صوفے کی طرف آ گیا۔

بیٹھنے کے ساتھ ہی وہ اس کا ہاتھ کھینچتا اسے اپنے ساتھ بیٹھا گیا۔زنیشہ گلابی ہوتی تھوڑا سا فاصلہ بڑھانے لگی جب ابراھیم اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اپنے نزدیک کرتا اس کی کوشش کو ناکام بنا گیا۔

" ایسے نازک لمحات میں دوری قائم کر کے دل معصوم کے ساتھ ظلم مت کریں۔۔"

ایک ہاتھ اس کی کمر میں ڈالے دوسرے ہاتھ سے اس کے شہد رنگ بال کانوں کے پیچھے اڑسنے لگا پر نظریں اس کے حسین چہرے پر ہی جمی تھیں۔

بے اختیار جھک کر اس کی پیشانی پر بوسہ دیتے وہ اس کا سر اپنے کندھے پر جما کر ایزی ہو کر نیم دراز ہو گیا۔ وہ گلابی پڑتی اس کے سینے میں منہ چھپا گئی۔

"آپ سے بہت ناراض تھی میں۔"

آخر بول ہی پڑی۔

"ایسا کیوں۔۔۔دل"؟ "

وہ واقعی انجان تھا۔

"کیوں کہ میں جان چکی ہوں بلکل بھی ضروری نہیں میں آپ کے لئے۔"

انداز میں خفگی ہی خفگی تھی۔

آپ کو ایسا کیوں لگا؟اس زندگی سے زیادہ آپ ضروری ہیں میرے لئے۔میرے آتے جاتے سانس کی واحد"

"!!! وجہ

! محبت بھرا خوبصورت لہجہ

"!!! ہاں اسی لئے مجھے وقت نہیں دیتے بلکل بھی آپ"

اس کی بات پر وہ نفی میں سر ہلا گیا۔

میری جان مجبوری ہے نا۔ آپ اچھے سے جانتی تو ہیں میرے کام کو پھر یہ شکوہ کیسا؟؟ ہاں ویسے شکوے کا پورا"

"حق رکھتی ہیں آپ مگر یقین کریں بہت جلد آپ کا یہ شکوہ بھی دور کر دوں گا۔

محبت سے کہتا وہ اسے مزید خود میں بھینچ گیا۔ پھر یوں ہی اس سے چھوٹی چھوٹی باتیں کرتا رہا۔ کچھ دیر بعد اپنی

بات کا جواب نہ ملتے اس نے نظریں جھکا کر دیکھا تو وہ مزے سے سو رہی تھی۔

وہ دھیرے سے ہنس پڑا۔

"!!! میری معصوم جان"

مسکرا کر اس کے گال پر لب رکھتا اسے باہوں میں اٹھا کر کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔ جیسے ہی اس نے اسے بیڈ پر

لٹایا وہ اٹھ گئی۔۔

"سوری وہ مجھے پتہ نہیں چلا۔۔"

آہستہ سے کہتی وہ اٹھ کر بیٹھ گئی سرخ پلو تکیے پر پھیل سا گیا تھا۔۔اس گہری نظریں خود پر پا کر وہ خود میں سمٹی تھی۔۔وہ جانتی تھی وہ کیسی دکھ رہی ہو گی۔۔

"!سو جاؤ دل۔۔۔"

وہ شرٹ اتار کر دور اچھالتا مدھم لہجے میں بولا۔۔

نہیں مجھے آپ سے بہت ساری باتیں کرنی ہیں۔۔۔!"وہ اب سونا نہیں چاہتی تھی۔۔

لیکن میں صرف باتیں نہیں کروں گا نہ۔۔۔!"اسے جھٹکے سے لٹاتا وہ اس پر قابض ہو گیا۔۔"

" !میں تمہیں تسخیر کرنا چاہتا ہوں۔۔دل، تمہاری بے ترتیب دھڑکنوں کو سننا چاہتا ہوں۔۔"

ساڑھی کا پلو ہٹاتا وہ اسکے گال سے پر حدت لبوں کو مس کرنے لگا۔۔

"!ابراھیم۔۔۔میرا سانس۔۔۔ "

اس کے ذرا سے لمس پر ہلکان ہوتی وہ اٹکتے ہوئے بولی تھی۔۔وہ اسکے بالوں میں ہاتھ چلاتا اسے ریلیکس کرنے لگا۔۔

تم جو اجازت دو تو تمہاری سانسیں چھین کر اپنی سانسیں تمہارے اندر اتار لوں۔۔۔؟" اسکے پر تپش لہجے پر "

وہ حلق تر کرتی آنکھیں میچ گئی۔۔

دل۔۔ مجھ پر یقین ہے۔۔؟" نیم وا آنکھوں سے اسکے سرخ لبوں کو دیکھتا وہ اختیار کھونے لگا تھا۔۔"

خود سے زیادہ۔۔۔!" گہری سانسیں لیتی وہ اسے اعتبار سونپ گئی تھی۔۔"

لمحات اترائیں گے تمہاری دلکشی پر۔۔۔!" بلینکٹ کھینچ کر بتی گل کرتا وہ اس کے لبوں پر جھکا تھا۔۔"

Epi #34

"میڈم کہاں منہ اٹھائے چلی جا رہی ہیں آپ۔۔۔؟"

مہرون بال کمر پر جھٹک کر ڈالتی وہ پولیس سٹیشن میں داخل ہوئی۔۔ بلیک پینٹ شرٹ پر مہرون لیدر جیکٹ پہنے

وہ تیکھی ہری آنکھوں سے اطراف کا جائزہ لے رہی تھی۔۔

ہری آنکھوں کے کانچ یوں چمک رہے تھے کہ اگر کوئی ان نین کٹوروں میں جھانک لیتا تو کام سے جاتا۔۔! البتہ

!شرط یہ کہ وہ "دل والا" ہو۔۔۔

وہ مغرور چال چلتی حیان کے آفس کی طرف بڑھی جب علی بوتل کے جن کی طرح اسکے سامنے آ کھڑا ہوا۔۔

آنکھیں چھوٹی بڑی کرتا وہ اسے گھورنے لگا جب غزل کے

لب قاتل مسکراہٹ میں ڈھلے۔۔ پنکھڑی سے نازک لب... پھر مزید دل پر ظلم۔۔ ہائے وہ لب کہ خم پر

!موجود تل۔۔

اسکی جانب دیکھ کر 'استغفر اللہ' کہتا وہ نظروں کا زاویہ بدل گیا۔۔ "بی بی آپ یہاں معصوم، شریف النفس

"لوگوں کا ایمان خراب کرنے آئی ہیں۔۔۔؟

وہ اب کہ تنک کر بولا جس پر غزل نے ہرے نین گھمائے تھے۔۔

"!شٹ اپ۔۔۔! مسز حیان ہوں میں۔۔۔! تمیز سے بات کرو۔۔ "

وہ اب کہ روعبدار لہجے میں بولی البتہ دل میں شدید ہنسی بھی آ رہی تھی۔۔ علی کا منہ کھلا پھر بنٹے جیسی آنکھیں

باہر کو ابل آئیں۔۔ سر نے شادی کر لی اور مجھے بتایا بھی نہیں۔۔۔؟

اف۔۔! دل میں دو نمبر درد سا اٹھتا محسوس ہوا تھا۔۔نہ نظر آنے والے آنسو صاف کرتا وہ اسے کہنے لگا۔۔

سوری میڈم۔۔! پلیز آپ سر سے کچھ نہ کہنا ورنہ انہوں نہ۔۔۔بس چھوڑیں۔۔آئیں میں آپ کو سر کے آفس لے جاتا ہوں۔۔!"

اسے تیر کی طرح سیدھا ہوتے دیکھ کر غزل کے لبوں پر مسکراہٹ امڈ امڈ کر آ رہی تھی،اس ایس پی کے کے تاثرات پر تو اور بھی مزہ آنے والا تھا جب سب سمجھیں گے کہ وہ شادی شدہ ہے۔۔! آفس کے دروازے کے باہر پہنچ کر علی نی سلیوٹ کیا۔۔!

سر آپ کی مسز آئی ہیں۔۔۔!"اس کی آواز پر ٹیبل پر کھلی فائل پر جھکے حیان نے سر اٹھایا۔۔"

بھیج دو۔۔۔!"مصروف سے انداز میں کہتا وہ واپس سر جھکا گیا جب اچانک جھٹکے سے اس نے سر اٹھایا۔۔"

"کیا بکواس کر رہے ہو۔۔۔؟"

وہ دانت پیس کر بولا جب علی نے حلق تر کیا۔۔

"!! مم۔۔مجھے کیا پتہ سر جی۔۔میں چلتا ہوں۔۔بہت کام ہیں۔۔ہاں بہت ہی سارے کام ہیں۔۔۔"

اپنی شامت آتی دیکھ کر وہ سر پر پیر رکھ کر بھاگا۔۔ عین اسی وقت غزل اندر داخل ہوئی اسے دیکھ کر حیان کو بات سمجھنے میں سیکنڈ لگا تھا۔۔

وہ سرد نظروں سے اسے دیکھنے لگا ابھی تو پچھلا حساب بھی بے باق کرنا تھا۔۔

"کیوں آئی ہو یہاں۔۔۔؟ "

سگریٹ سلگاتا وہ بے تاثر لہجے میں بولا تھا۔۔ غزل کو اس کے لہجے پر تپ چڑھی۔۔ سکڑی کالی آنکھوں پر شکن زدہ پیشانی اور پیشانی کے بلوں کو بوسہ دیتی وہی آوارہ لٹ۔۔!

بڑھی مڑی ہوئی مونچھوں اور داڑھی میں اسے وہ بے حد مغرور لگا تھا۔۔ سگریٹ کا دھواں چھوڑتا وہ بظاہر کوئی گینگسٹر دکھتا تھا۔۔

اپنی مسز سے کوئی یوں بات کرتا ہے کیا ایس پی صاحب۔۔۔؟" وہ آنکھیں پٹپٹا کر بولی۔۔ اسکا مقصد اسے " زچ کرنا تھا اسکا انجام چاہے جو بھی ہوتا۔۔

اسے دیکھ کر وہ سمجھ گئی تھی کہ ابھی اسکے علم وہ بات نہیں آئی تھی جو اسکے اور صالح کے مابین تھی۔۔ حیان نے خوب سمجھتے سر کو خم دیا۔۔ وہ اسکی طرف بڑھا جس پر وہ ایک پل کو گھبرا گئی۔۔۔

"!!! نہیں ایس پی ایسی کوئی حرکت نہیں کرے گا۔۔"

دل میں سوچتی وہ اپنی جگہ جمی رہی۔۔ حیان نے علی کو آواز لگائی۔۔

علی میں اپنی مسز کے ساتھ کچھ مصروف ہوں کوئی ڈسٹرب نہ کرے۔۔! "جواباً "یس سر" کی آواز غزل کی سماعتوں سے خوب ٹکرائی تھی۔۔

ہاں تو کیا کہہ رہی تھی تم۔۔۔؟ مسز حیان ہو۔۔؟ آہاں، یاد آیا کال پر تم کچھ کہہ رہی تھی "ہاٹ لگتا ہوں میں" "تمہیں۔۔؟

اسکے مقابل آتے جھک کر اس نے سگریٹ کا دھواں اسکے منہ پر چھوڑا جس سے وہ کھانستی ہوئی چند قدم پیچھے لے گئی۔۔

"!اس منحوس کو پیچھے رکھ کر بات کرو۔۔ "

وہ سگریٹ کو دیکھتی دانت پس کر بولی۔۔

اوکے۔۔! "وہ سگریٹ ایش ٹرے میں مسلتا اس کی جانب قدم بڑھانے لگا۔۔ اس لمبے چوڑے ایس پی کو" اپنی جانب بڑھتے دیکھ کر اب کہ وہ صحیح معنوں میں گھبرائی۔۔

" !!اف غزل کیا ہو گیا تجھے، پاک سپائی ہے تو۔۔! ہوش کر۔۔"

! سر جھکتی وہ تن کر کھڑی ہو گئی جیسے کہہ رہی ہو میں نہیں ڈرتی کسی بھی مائی کے لعل سے۔۔

"!ہاں کی تھی کال میں نے، کہا تھا ہاٹ ہو۔۔ تو کیا کر لو گے۔۔؟ میرا منہ ہے میں جو مرضی کروں۔۔"

وہ اسکی کالی گہری آنکھوں میں اپنی ہری آنکھیں گاڑتی الفاظ چبا کر بولی۔۔ حیان نے ابرو اچکاتے اسکے انداز دیکھے۔۔

"!پھر میرا بھی منہ، میری مرضی میں جو بھی کروں۔۔! کیا خیال ہے۔۔ "

وہ اس بد تمیز لڑکی کو تپانے کے لیے بولا تھا محض ورنہ دل تو کر رہا تھا رکھ کر ایک لگائے۔۔

"!تمہارا منہ نہ توڑ دوں میں۔۔؟ اتنی ہمت نہیں کسی میں۔۔ "

چند قدم آگے آتی وہ اس کے منہ پر غرائی۔۔ وہ تو یہاں اس سے بات کرنے آئی تھی لیکن اس نواب کی اکڑ ہی ختم نہیں ہو رہی تھی۔۔

"!اچھا توڑ کر دکھاؤ پھر میں بھی تو دیکھوں کتنی ہمت ہے تم میں۔۔"

پشت پر ہاتھ باندھتا وہ استہزائیہ لہجے میں کہتا اسکے سامنے تن کر کھڑا ہو گیا۔۔ وہ بغیر سوچے اس پر جھپٹی تھی

اب اس کی انا کا سوال تھا۔۔

حیان نے اس کے دونوں بازو پکڑتے اسے دور جھٹکا۔۔ دو قدم اس کی طرف بڑھاتے اسنے زناٹے دار تھپڑ اسکے

!نازک گال پر دے ما*را۔۔

تم اس وقت تھانے میں کھڑی ہو۔۔ ایس پی حیان کے کمرے میں۔۔۔! ابھی کوئی کیس کر کے تمہیں اندر "

کر سکتا ہوں۔۔ اب تک تمہاری حرکتیں برداشت کرتا رہا کیونکہ عورت ذات ہو تم۔۔

کسی نے آج تک مجھ سے بدتمیزی سے بات نہیں کی تو تم کون ہوتی ہو۔۔؟ اگر میں ابھی تمہاری عزت کی

دھجیاں بکھیر دوں تو کون بچائے گا تمہیں۔۔؟

ہر کوئی ایس پی حیان نہیں ہوتا یہ بات اپنے فضول سے دماغ میں بٹھالو۔۔! جہاں مرضی منہ اٹھا کر چل دیتی ہو،

صرف صالح انکل کی وجہ سے برداشت کیا میں نے ورنہ تمہاری عقل ایک سیکنڈ میں ٹھکانے لگا دیتا۔۔۔ نکلو اب

"!! یہاں سے۔۔

درشتگی سے کہتا وہ اسکی ذات کے پرخچے اڑا گیا۔۔ وہ منہ پر ہاتھ رکھے ساکت کھڑی تھی۔۔ ہری آنکھوں کے کانچ کی چمک ماند پڑی تھی۔۔

"!آج تک کسی نے مجھ پر ہاتھ نہیں اٹھایا، بابا نے بھی نہیں۔۔! وہ نہیں رہے تو۔۔۔ "

اسکی آنکھ سے آنسو گرا تھا۔۔ گال سے پھسلتا وہ ٹھوڑی پر ٹھہرا تھا۔۔ بات ادھوری چھوڑ کر وہ پلٹتی دروازہ کھول کر لمبے ڈگ بھرتی وہاں سے نکلتی چلی گئی۔۔

وہ اس سے لڑنے نہیں آئی تھی وہ تو محض اس سے بات کرنے آئی تھی لیکن عادت سے مجبور اسے تپانے کے لیے وہ سب کہہ گئی۔۔

اسکے جانے کے بعد حیان نے کنپٹی مسلی۔۔ اپنے ہاتھ کو دیکھتے اس نے زوردار مکا دیوار پر مار*را۔۔

کیسے اس نے ایک لڑکی پر ہاتھ اٹھالیا۔۔؟ آخر کیسے ؟ اسکی تربیت ایسی تو نہیں کی گئی تھی۔۔! زور سے آنکھیں میچتا وہ گہری سانس لیتا دروازے کی جانب دیکھنے لگا جہاں سے وہ کچھ دیر پہلے نکلی تھی۔۔

سوکھے کپڑے ٹوسٹر صوفے پر بکھرے پڑے تھے جو ابھی ابھی نگہت رکھ کر گئی تھی۔۔زنیشہ نے اسے منع کر دیا کہ وہ خود تہہ لگا لے گی۔۔!

وہ ابراھیم کے کپڑے تھے وہ بہت پوزیسو ہونے لگی تھی اسکے معاملے میں۔۔!اسکا ہر چھوٹا موٹا کام خود کرتی۔۔اسکی شرٹس اٹھا کر وہ بیڈ پر بیٹھی ایک ایک کر کے تہہ لگانے لگی۔۔

نرم گرم نظروں سے دیکھتی ہاتھ میں پکڑی شرٹ پر لب رکھتی وہ مسکان دباتی سیدھی ہوئی۔۔

"!!افو میجر ابراھیم۔۔آپ کی "دل" تو دیوانی ہو گئی ہے۔۔ "

خود کلامی کرتی وہ اٹھی۔۔کپڑے کبرڈ میں رکھ کر وہ واپس بیڈ تک آئی اور جھک کر فون اٹھایا۔۔

شہد رنگ ریشمی بالوں کو کان کے پیچھے اڑستی وہ اسکا نمبر ڈائل کرنے لگی۔۔

اندھیری کوٹھری کے کھلے دروازے میں وہ پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے اس پر سایہ کیے کھڑا تھا۔۔کوٹھری میں ہلکی ہلکی سی روشنی دائیں جانب بنی چھوٹی سی کھڑکی سے جھانک رہی تھی اس کے سوا کوئی زریعہ نہ تھا۔۔

وہ جو ہمیشہ اکڑتا تھا اپنی طاقت پر اب زمین پر گرا خوفزدہ نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔ چوکھٹ میں کھڑے اس قد آور وجود کی سیاہ آنکھوں میں ایسا ٹھنڈہ تاثر تھا کہ اسے ریڑھ کی ہڈی میں سرد لہر سی دوڑتی محسوس ہوئی۔۔

چوکھٹ میں کھڑے اس شخص کے پیچھے ایک اور ہیولا سا نمودار ہوا تھا۔۔ ابراھیم نے قدم اندر رکھا اسکا چہرہ واضح ہوا تھا جسے دیکھ کر ذاکر کی آنکھیں پھیلیں۔۔

ابراھیم کے پیچھے کیپٹن اندر آیا اسکے حکم پر وہ سیکنڈ کی دیر کیے بغیر وہ ذاکر کے ہاتھ باندھنے لگا۔۔ ہاتھ آگے کی جانب باندھ کر اس نے اسکے منہ پر سفید ٹیپ لگادی۔۔

یہ سب کچھ اتنی پھرتی سے ہوا کہ ذاکر دنگ رہ گیا۔ اسکا دماغ یوں بھی اب کام کرنے سے عاری تھا جب موت کے سائے سر پر منڈلاتے محسوس ہوتے ہیں تو یوں بھی حسیات جامد سی ہو جاتی ہیں۔

ابراھیم پنجوں کے بل نیچے بیٹھا اس نے دو انگلیوں سے گردن سے چپکے ٹرٹل نیک سویٹر کو چند سیکنڈ کے لیے جدا کیا۔ اندر کے حبس زدہ ماحول کی وجہ سے اسے ہلکی ہلکی گرمی سی لگنے لگی تھی۔۔

بھاگ گئے تو تمہیں لگا کوئی تمہیں ڈھونڈ نہیں پائے گا۔۔؟ جتنے تمھارے بال ہیں اس سے کہیں زیادہ میرے "
"!سورسز ہیں۔۔

وہ افسوس سے سر جھٹکتا بولا تھا۔۔ذاکر کی آنکھیں پھیلیں جب اس نے ابراھیم کو دو قدموں کے فاصلے پر پڑے سیاہ چمڑے کے بیگ سے بلی *ڈنکالتے دیکھا۔۔

کیپٹن خاموش کھڑا ساری کاروائی دیکھ رہا تھا۔۔اوپر سے آرڈر تھا کہ باباصاحب اور ذاکر کو زندہ پکڑنا ہے لیکن !اب ابراھیم نہیں چاہتا تھا کہ وہ زندہ رہیں۔۔

ملک دشمن عناصر کو خاک میں ملا کر مٹی کر دینا ہی بہتر تھا اسکے نزدیک۔اس پر مزید جرم کہ ذاکر نے اسکی !زنیشہ،،اسکے دل کو نقصان پہنچانا چاہتا تھا، کیسا جرم کیا تھا اس نے۔۔

بلی *ڈکا کو رہٹا کر اس نے جھٹکے سے اسکا ہاتھ تھاما، اسکی کلائی سامنے کرتے اس نے گہرا ترچھا کٹ اسکی کلائی پر کھینچا تھا۔۔نرم سی جلد تیز دھار آلے سے چیرتی الگ ہوئی تھی جس کے وسط سے سرخ گاڑھا مادہ نکلنے لگا تھا۔۔ ذاکر کے منہ سے غوں غوں کی عجیب آوازیں نکلنے لگی تھیں۔۔

جانتے ہو کتنا ڈر گئی تھی میری بیوی۔۔ کتنی تکلیف سہی تھی اس نے۔۔؟ نادان تھے تم۔۔ تمہیں یہ نہیں "

"!کرنا چاہیے تھا۔۔

وہ سرد لہجے میں کہتا آخر میں پھنکارا تھا۔۔ جبکہ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اپنی کلائی سے بہتے خو**ن کو دیکھ رہا

تھا اسکا سر بار بار نفی میں ہل رہا تھا۔۔

گہری خاموشی میں ہلکی سی آواز ابھری پھر مسلسل تواتر سے آنے لگی۔۔ ابراھیم نے جیب سے فون نکالا جہاں

زنیسہ کی کال آرہی تھی اس نے کال اٹینڈ کر کے فون کان سے لگایا۔۔

ہاں بولو "دل"۔۔ تم ٹھیک ہو۔۔؟ اوکے میں کچھ دیر تک گھر آرہا ہوں، ہاں جاناں ضروری ہے یہ بھی، "

"!ثواب کا کام کر رہا ہوں۔ کر رہا ہوں کال۔۔

اس نے فون بند کرتے واپس جیب میں رکھا۔۔کالی گھور اندھیرے جیسی گہری آنکھوں کا نرم تاثر پل میں سرد ہوا تھا۔۔

تمہارے گناہوں کی فہرست بہت لمبی ہے،نہ جانے کتنے گھر اجاڑے ہیں تم نے،میں تمہیں ایسی مو*ت "
"!ماروں گا کہ دوسروں کے لیے عبرت کا مقام بنو گے۔۔

کھڑا ہو کر وہ بے دردی سے اس کے منہ پر بلی *ڈسے نقش بنانے لگا۔اسکے لبوں کے دونوں کنارے پھاڑ کر اس نے بلی *ڈ پھینک دیا۔کنپٹی مسلتا وہ رخ بدل کر کھڑا ہو گیا۔

اسکی آنکھوں کے سامنے وہ معصوم چہرے آنے لگے جو اس بے رحم گینگ کی بھینٹ چڑھے تھے۔۔طیش سے واپس مڑتے اس نے زوردار ٹھوکر اسے ماری جو اوندھا جا گرا۔۔

"!!ہاتھ کھولو اسکے۔۔"

!اس نے داڑھ کر کہا جس پر کیپٹن نے فوراً حکم کی تکمیل کی۔۔ذاکر ہاتھ جوڑتا اٹھنے کی کوشش کرنے لگا۔۔

حق ہا۔۔!!!طاقت کے نشے میں چور انسانیت بھلا کر لوگوں کی زندگیوں سے کھیلنے والا اس وقت رحم کی بھیک مار رہا تھا۔ابراھیم نے اسکا بازو پکڑا اور زور سے موڑا اتنا کہ ہڈی ٹوٹنے کی آواز آئی۔۔

"یہی بازو تھے نہ جس سے تم نے معصوم لڑکیوں کی عزت لوٹی تھی۔۔؟"

اسکے دوسرے بازو کا بھی یہی حال کرتا وہ اسے کسی ناپاک چیز کی طرح پھینکتا دور ہٹا۔۔

"!!!اسے آگ لگادو۔۔ "

اسکے حکم پر کیپٹن نے ساتھ لایا پٹرول کا ٹینک اٹھایا اور اس پر چھڑکنا شروع کر دیا۔۔کام مکمل کر کے اس نے بغیر اس پر رحم کھائے لائٹر جلایا۔۔

آگ کا شولا بھڑکا پھر اسے مکمل آگ کی لپیٹ میں لے گیا۔۔کیپٹن دور ہٹا تو ابراھیم نے موبائل پر چند سیکنڈ ویڈیو بنائی۔۔

"!یہ ویڈیو ہر جگہ پہنچ جانی چاہیے تاکہ سب کو پتہ چلے ایسے لوگوں کا کیا انجام ہوتا ہے۔۔ "

ابراھیم نے اسکی طرف موبائل اچھالا جسے اس نے پل میں تھاما۔۔سامان اٹھاتے وہ اسے آگ میں جلتا چھوڑ کر وہاں سے نکلتے چلے گئے۔

رات ہوتے وہ جونہی کمرے میں آئی اس نے جلدی سے دروازہ بند کیا۔۔آفس میں دی اسکی دھمکی "تمہاری حرکت کا جواب رات کو دوں گا۔۔!" بار بار اسکے ذہن میں گونج رہی تھی۔۔

کل رات تو وہ لیٹ آیا تھا جس کا شکر مناتی وہ پہلے ہی سو چکی تھی ورنہ اس منحوس بلے سے کیا بعید۔۔۔؟

بے شرم۔۔۔!!!"اس کی شرٹ لیس باڈی ذہن میں آتے وہ بڑبڑائی۔۔"شرم تو آتی نہیں ہے بد تمیز کو یہ " بھی خیال نہیں کہ بڑی ہوں میں اس سے، پہلے شادی کرلی اور اب موصوف کو رومینس کرنا ہے۔"

تیز بولتی وہ کبرڈ کی جانب آئی اسکی سائیڈ کھول کر اس نے ہینگ کی ہوئی گرے سلیولیس ٹی شرٹ دیکھی جو اسکے اندازے کے مطابق وہ آج رات پہننے والا تھا۔۔

اب آئے گا مزہ۔۔!"چمکتی نیلی آنکھوں میں بلی کی سی چمک لیے وہ سائیڈ ٹیبل تک آئی جہاں فریش ہنی کی " شیشی رکھی تھی۔۔مزے سے ڈھکن کھولتے اس نے انگلی پر شہد لگا کر چکھا۔۔۔!

"!!ہمم۔۔یمی یقینا تمہیں بھی پسند آئے گا بدران شاہ۔۔"

جلدی جلدی اس نے شہد اسکی شرٹ کی اندر والی سائیڈ پر جا بجا لگا دیا۔۔اپنا کام دکھا کر اس نے شرٹ واپس ہینگ کر دی۔

شہد کو بوتل باہر غائب کرنے کے بعد وہ بے بی پنک سوفٹ سٹف ٹراؤزر شرٹ لے کر واش روم میں گھس گئی۔۔

پانچ منٹوں بعد وہ نکھری سی باہر نکلی۔۔ جلدی سے بیڈ پر چھلانگ لگا کر بیٹھتی وہ بلینکٹ میں گھس گئی۔۔

دروازہ کھول کر وہ اندر آیا تو وہ بلینکٹ میں دبکی شاید سو رہی تھی۔ کمرے کی بتی بھی گل تھی بس لیمپ کی ہلکی سی روشنی تھی۔۔ گردن پر دیے اسکے زخم پر ہاتھ رکھتا وہ چینج کرنے کے لیے واش روم گھس گیا۔۔

واپس آیا تو اسی گرے ٹی شرٹ میں تھا۔ اسے بے چینی سی محسوس ہوئی سر جھٹکتا وہ اپنی سائیڈ لیٹ گیا۔ اس نے اسکی جانب کروٹ لی جو آج اس سے ہر گز نہیں بچنے والی تھی۔۔

چند پل وہ یونہی لیٹا رہا پھر پشت پر کھجلی سی ہوئی۔ وہ فٹ سے اٹھ بیٹھا اس نے زور زور سے کھجانا شروع کر دیا۔ یوں لگتا تھا چینٹیاں کاٹ رہی ہوں!۔۔

ارشیہ مسکراہٹ دبائے سانس روکے لیٹی تھی۔ اسکی مسکراہٹ تب سمٹی جب بدر ہلکا سا کراہا وہ فٹ سے اٹھ بیٹھی۔

بدر نے شرٹ اتار کر غصے سے دور پھینکی ارشیہ نے دیکھا اسکی چوڑی پشت سرخ ہو رہی تھی بعض جگہوں پر زور زور سے کھجانے کے باعث زخم سے بن گئے تھے۔۔

"یہ کیا تماشہ ہے؟ چھوٹی بچی ہو تم۔۔؟"

سرخ آنکھوں سے اسے دیکھتا وہ گرجا تھا۔ جسم میں ٹیسیں سی اٹھنے لگی تھیں لب بھینچتا وہ اٹھنے لگا جب وہ اٹھ کر اسکے پاس آئی۔

" آئی ایم سوری بدر میرا مقصد تمہیں ہرٹ کرنا نہیں تھا"

ٹیبل سے ٹشو اٹھا کر لاتی وہ مدھم آواز میں گویا ہوئی وہ حقیقتاً شرمندہ لگ رہی تھی۔۔

"نہیں چاہیے مجھے تمہاری کوئی مدد۔ بہت برا لگتا ہوں نہ میں تمہیں؟ زبردستی شادی کر لی، ہزار طریقوں سے پریشان کرتی ہو مجھے۔ تم تو چاہتی ہو گی کہ میں مر جاؤں تاکہ تمہاری جان چھوٹے۔۔!"

تلخی سے کہتا وہ اٹھا تھا۔ ٹشو کا ڈھیر دبوچ کر وہ ہاتھ پشت پر لے گیا۔

"اب تم زیادہ بول رہے ہو میں نے کہا نہ سوری۔۔!!!"

وہ خفا ہوئی تھی اسکے یوں تلخ ہونے پر اسکا یہ انداز اسے اچھا نہیں لگا تھا۔

"!! میں کرتی ہوں۔۔ "

وہ فکر مندی سے کہتی آگے ہوئی جب وہ ہاتھ اٹھا کر سخت نظروں سے اسے دیکھتا واش روم چلا گیا۔

وہ اپنی جگہ کھڑی رہ گئی پہلا بھی اکثر وہ یونہی لڑتے رہتے تھے وہ اس پر غصہ ہوتا تھا وہ اس پر چلاتی تھی پھر سب نارمل ہو جاتا تھا لیکن آج ان سرمئی آنکھوں میں بے پناہ خفگی اور بیزاری اسے چبھی سی تھی۔۔

اس کی نیلی آنکھیں جھلملائیں جس پر وہ حیران ہوئی اس نے سر جھٹکتے نمی اندر دھکیلی۔ کچھ پلوں بعد وہ شاور لے کر باہر آیا اسے وہیں جما دیکھ کر وہ نظر انداز کرتا بیڈ تک آیا اور اپنی سائیڈ پر اوندھا لیٹ گیا۔

اسے جلن سی جلن محسوس ہو رہی تھی پشت پر جس کے باعث سردی کا احساس بھی کہیں کھو گیا تھا۔ بغیر بلینکٹ کے شرٹ لیس وہ اوندھا لیٹا تھا۔

چند پل وہ وہیں کھڑی اسکی چوڑی پشت کو دیکھنے لگی جہاں جابجا سرخ دھبے سے واضح ہو رہے تھے۔ اس نے کبرڈ کے نچلے خانے سے فرسٹ ایڈ باکس نکالا اندر سے ایک ٹیوب نکال کر وہ لب کاٹتی اس کے پاس آئی۔

دوسری جانب اسکے قریب بیٹھتے اس نے ٹیوب کا ڈھکن کھولا اور انگلی کی پور پر لگاتی نرمی سے ان نشانوں پر لگانے لگی جو اسکی حرکت کا نتیجہ تھے۔

بدر نے کوئی حرکت نہیں کی وہ چپ چاپ لیٹا اس کے لمس کو محسوس کرتا رہا۔ ٹیوب اپنا اثر دکھا رہی تھی جس سے اسے جلن میں کمی ہوتی محسوس ہوئی۔

دوسری جانب ارشیہ عجیب سے احساسات میں گھری تھی خود کو نارمل رکھتی وہ ٹیوب کا ڈھکن بند کر کے اٹھی۔ ہاتھ دھو کر وہ واپس آئی اور لائٹ بند کر کے اسکے پاس ہی نیم دراز ہو گئی چند پل وہ اسکے بولنے کا انتظار کرتی رہی وہ جانتی تھی وہ جاگ رہا تھا۔

"بدر۔۔۔۔؟" اس نے پکارا مگر جواب ندارد۔ اس لمحے اسے پتہ نہیں کیا ہوا کہ جھک کر وہ اسکے گرد بازو حائل کرتی پشت سے اسکے گلے لگ گئی۔۔

بدر نے ایک پل کو آنکھیں میچی تھیں آخر یہ لڑکی چاہتی کیا تھی۔۔؟ اگر اسکا موڈ نارمل ہوتا تو اسکی پیش قدمی پر وہ بے حد خوش ہوتا لیکن ابھی ناراضگی بھی تو قائم رکھنی تھی اور جو حرکت اس نے کی تھی اس پر ناراض ہونا بنتا بھی تھا۔

"تم اس طرح ناراض تو مت ہو۔۔ آئی ایم ریلی سوری، تم کتنے بھی بدتمیز ہو لیکن مجھے خود سے جھگڑتے ہی اچھے لگتے ہو۔۔!"

اس کے کان میں سرگوشی کرتی وہ منہ بنا گئی تھی۔۔

وہ ہولے سے مسکرا دیا۔ تو اسکا دل بھی پگھلنے لگا تھا۔۔؟ وہ بیڈ پر کہنیاں جماتا اٹھا تو وہ بھی اس کے ساتھ ہی اوپر کو آ گئی اس سے پہلے وہ گرتی...

بدر نے ہاتھ بڑھا کر اسے خود کے سامنے کیا وہ جیسے چھوٹی بچی کی طرح آرام سے اسکے سامنے کھنچی چلی آئی۔

ارشیہ نے اسے دور نہیں جھٹکا تھا وہ نظریں جھکاتی خاموش سی بیٹھی تھی۔

"آئیندہ ایسی حرکت کرو گی۔۔؟"

اسکی کمر کے گرد بازو حائل کرتا وہ بلینکٹ اس پر ٹھیک کرنے لگا یوں ارشیہ کی پشت بلینکٹ سے ڈھک چکی تھی۔

"!! نہیں کروں گی سوری۔۔ "

وہ نفی میں سر ہلا گئی۔ اسکا یہ انداز بدر کے لیے بلکل نیا تھا وہ دلچسپی سے اسے دیکھنے لگا جو اسکی گود میں بیٹھی کوئی بچی لگ رہی تھی۔

"! تم شرٹ پہن لو ٹھنڈ لگ جائے گی۔۔ "

بال کان کے پیچھے اڑستی وہ اٹھنے لگی جب بدر نے لب دباتے اسے دیکھا پھر بظاہر سنجیدگی سے بولا۔۔

"کیا دوسری شرٹس میں بھی۔۔؟ "

وہ اب کہ بے حد خفا ہوئی، اٹھ کر کبرڈ سے شرٹ لاتی وہ اسکے قریب رکھتی اپنی سائیڈ جا کر لیٹ گئی۔ وہ شرٹ پہن کر اسکی جانب کھسکتا اسکے گرد بازو حائل کر گیا جو دوسری جانب کروٹ لیے ہوئے تھی۔

"!اچھا اب ناراض تو مت ہو۔۔ "

اسکی آواز نیند کی وجہ سے مزید بھاری ہونے لگی تھی۔

"!بدر۔۔۔ تم نے کوئی فضول حرکت کی نہ تو میں اب سچ میں تمہیں مار*وں گی۔۔ "

خفگی سے پیٹ پر رینگتے اسکے ہاتھ پر تھپڑ مارتی وہ منہ کے زاویے بگاڑتی آنکھیں موند گئی۔

"او نہوں۔۔۔ اسکا حساب کون دے گا جو کل تم نے کیا۔۔؟ "

اسکا اشارہ گردن کی جانب تھا۔ ارشیہ کے لبوں پر اب کہ مسکراہٹ پھوٹی۔

"!وہ تمہاری سزا تھی۔۔۔ "

بولتے ہوئے اسکی آنکھیں نیند سے بوجھل ہونے لگی تھیں۔بدر نے اس کی دھیمی ہوتی آواز کو محسوس کیا تھا۔

"!!!ایسی حسین سزا میں روز چاہتا ہوں۔۔۔"

بھاری مدھم آواز میں کہتا وہ خود بھی آنکھیں موند گیا۔

قریشی برانڈ کی جانب سے دی جانے والی پارٹی اس وقت عروج پر تھی۔ملک کے ٹاپ ماڈلز اور ایکٹرز نے اس پارٹی میں شرکت کی تھی۔

ہال جیسے طرح طرح کے رنگ و بو میں نہا سا گیا تھا۔ماڈرن طرز کی موسیقی کے سر چاروں جانب بکھرے پڑے تھے۔ہلکی ہلکی آواز میں محو گفتگو وہ سب ایلیٹ کلاس سے تعلق رکھتے تھے۔

انہی لوگوں کے بیچ وہ سافٹ ڈرنک کا گلاس دو انگلیوں میں دبائے گرے چیک تھری پیس میں ملبوس سب کا مرکزِ نگاہ بنا کھڑا تھا۔

اسکا"نو لفٹ"اور"گو ٹو ہیل"ایٹیٹیوڈ اسے سب میں نمایاں بناتا تھا۔ترچھے کٹ والے ابرو کو اچکاتا وہ مقابل کھڑی فی میل ماڈل کی جانب متوجہ تھا جو ابھی آکر اس سے مخاطب ہوئی تھی۔

سلیو لیس گاؤن میں نیم برہنہ وہ تیکھے لہجے میں اس سے کچھ کہہ رہی تھی۔ عرش نے چہرہ دوسری جانب

پھیرتے سوفٹ ڈرنک کا گھونٹ بھرا۔

یوں چہرہ پھیرنے سے تیز چمکتی روشنیاں اسکے کان میں موجود سیاہ ٹاپس سے ٹکرائی تھیں جو مزید چمک اٹھا تھا۔

عرش نے کوٹ کے نیچے چھپے "عقاب کی آنکھ" والے پینڈنٹ کو چھو کر محسوس کیا۔

وہ اسکی جانب متوجہ ہوتا تیکھا سا مسکرایا کسی حد تک طنزیہ مسکراہٹ تھی وہ لیکن انٹرنس سے داخل ہوتی ایرا کو

!وہ مسکراہٹ بس مسکراہٹ لگی تھی، خواہ وہ طنزیہ تھی یا تیکھی۔۔۔

وہ ماڈل اپنی بات کے جواب میں اسے یوں طنزیہ مسکراتے دیکھ کر تپ کر کچھ کہتی جب اسکی نگاہ ایرا پر پڑی۔

"!!!وہ تمہاری وائف ہے نہ۔۔۔؟کلنگ ہاٹ۔۔۔ "

تمسخر سے کہتی وہ واک آؤٹ کر گئی۔ عرش نے سیکنڈ کی دیر کیے بغیر پلٹ کر دیکھا تو وہی تھی جو ہاف سلیوز

گولڈن نیٹ کی میکسی میں لمبے بالوں کا سٹائلش سا جوڑا بنائے دوپٹے سے بے نیاز اندر آ رہی تھی۔ ہاف سلیوز

سے جھانکتے اس کے دودھیا بازو دمک رہے تھے۔

عرش نے سختی سے جبڑے بھینچے ایک فارنر کو ایرا کی جانب بڑھتے دیکھ کر وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا اس تک پہنچا۔

" ہائے بیوٹیفل مے وی ڈانس۔۔؟ "

اسکا کہنا تھا کہ عرش نے قریب گزرتے ویٹر کو گلاس تھمایا اور اس فارنر کو دور جھٹکا۔

"!! شی از ود می۔۔"

سرد لہجے میں کہتا وہ ایرا کا بازو زور سے دبوچتا واپسی کے لیے نکلا۔

"!! عرش چھوڑیں مجھے، مجھے واپس نہیں جانا۔۔۔"

اسکی سخت انگلیاں اسے اپنے بازو میں گھستی محسوس ہوئی تھیں سختی سے لب بھینچتی وہ سلگ کر بولی تھی۔۔

عرش نے رک کر کوٹ اتارا اس پر پھیلا کر وہ پارکنگ ایریا کی طرف آیا وہ مسلسل خود کو اسکی آہنی گرفت سے چھڑوانے کی کوشش کر رہی تھی جب عرش نے اسے بیک سیٹ پر پٹخا۔

ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر ریش ڈرائیونگ کرتا وہ گھر پہنچا اسکا دماغ غصے سے پھٹا جا رہا تھا۔ اسکی جانب کا دروازہ کھولتا وہ بغیر کسی کی نظر میں آئے اسے گھسیٹتا ہوا کمرے میں لے آیا۔

اسے زور سے جھٹکتے وہ دروازہ بند کرنے کے لیے پلٹا۔ وہ جو اسکی بے رحم گرفت پر ہچکیاں بھر رہی تھی اسکے یوں جھٹکنے پر وہ لڑکھڑا گئی۔

" !!کیوں آئی تم وہاں جب میں نے منع کیا تھا۔۔مل گیا سکون اپنی نمائش کروا کر۔۔ "

اسکے مقابل آتا وہ حلق کے بل چلایا تھا اس کی آنکھیں خطرناک حد تک سرخ ہو چکی جن کے گوشے جیسے سوجھ گئے تھے۔

ایرا نے بے یقینی سے اسے دیکھا اسکے لب پھڑ پھڑائے تھے آنکھوں میں نمکین پانی جمع ہوا تھا جس نے آنکھوں کو شدید جلن زدہ کیا تھا۔

وہ چند قدم آگے آئی تھی پھر اسکا ہاتھ اٹھا تھا اس نے رکھ کر ایک تھپڑ پوری قوت سے اسکے گال پر مارا اسکے ہاتھ !!!لرز رہے تھے لرز تو وہ خود بھی رہی تھی۔۔۔!غصے سے،تکلیف سے۔۔۔

"!آپ کی وجہ سے کیا تھا یہ سب۔۔یہ یہ آپ نے مجبور کیا۔۔۔ "

وہ کان سے ایئر رنگز نوچتی پوری قوت سے چلائی تھی۔

دوسری عورتوں کے لیے وقت ہے آپ کے پاس صرف میرے لیے نہیں۔۔؟شرم محسوس ہوتی ہے نہ "

"آپ کو میرے ساتھ کہیں جاتے؟

اس نے نوچ کر جو ڑا کھولا تھا چہرہ آنسوؤں سے بھیگا اور سرخ تھا تکلیف سی تکلیف رگ وپے میں سرائیت کرتی محسوس ہو رہی تھی۔

کیسے اس بے شرم لڑکی سے مسکرا کر بات کر رہے تھے بیوی سے کبھی یوں بات کی ہے؟ میں نمائش کروانے گئی تھی؟ ہاں صحیح کہا میں نمائش ہی کروانے گئی تھی خوشی ہوتی ہے مجھے جب غیر مرد مجھے۔۔۔۔۔"

ایرا۔۔!!!" وہ بال نوچتی بلند آواز میں روتی آپے سے باہر ہونے لگی تھی جب عرش زور سے گرجا تھا۔۔ "

اسکا ہاتھ اٹھا تھا جسے سختی سے مٹھی بناتا وہ فورا کمرے کا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔۔

وہ وہیں بیٹھتی ہچکیوں سے رونے لگی روتے روتے وہ اچانک اٹھی تھی ڈریسنگ روم میں آکر اس نے جلدی سے سادہ کپڑے پہنے۔۔

جلدی سے میک اپ صاف کرتی وہ شال لپیٹ کر باہر آئی اس کا دل درد سے پھٹا جا رہا تھا وہ کیسے کہہ سکتا تھا اتنے سخت الفاظ۔۔ کیا وہ اتنی خراب لڑکی تھی۔۔۔؟

میں بہت بری ہوں نہ مجھے نہیں رہنا یہاں میں سب کو تنگ کرتی ہوں میں سب سے دور چلی جاؤں"

"!گی۔۔۔

سسکیاں لیتی وہ زور سے گال رگڑتی باہر آئی۔لان سے گزر کر وہ گیٹ کی طرف آئی جب گارڈ چونک کر اسے

دیکھنے لگا۔

"!!بی بی آپ اس وقت باہر نہیں جا سکتیں۔۔"

سر جھکائے وہ مؤدب سا بولا تھا۔

تم روک سکتے ہو مجھے ؟؟۔۔ "

ایرا نے سرد نظروں سے اسے دیکھا تن فن کرتی وہ آگے بڑھ گئی۔۔اسکے جاتے ہی وہ بوکھلا گیا اب کیا

کرے۔۔؟اس نے جلدی سے عرش کا نمبر ڈائل کیا تھا۔

!وہ بغیر سوچے سمجھے چلتی جا رہی تھی اتنی ٹھنڈ میں وہ محض ایک چادر میں تھی اسکا چہرہ سپاٹ تھا۔۔۔

سنسان گلیوں سے گزرتی وہ تاریک خاموش سڑک پر نکل آئی تھی۔یکایک اسکے سامنے ایک پستہ قد شخص آ گیا

جو اپنے پیروں پر ڈھنگ سے کھڑا نہیں ہو پا رہا تھا وہ کوئی شرابی تھا جو نشے میں لت پت اسے دیکھ کر اسکی جانب

چلا آیا تھا۔۔

اس نے بھونڈا سا قہقہہ لگایا پھر اچانک اسکا بازو پکڑ لیا۔ وہ ایک پل کو دہل گئی سوکھا حلق تر کرتے اس نے زور سے اسے دھکا دیا اور دوسری جانب دوڑ لگا دی۔۔

بھاگتی ہوئی وہ بہت دور نکل آئی تھی۔ جب اسکے قدم تھمے تو اس نے اپنے آپ کو ایک ڈھابے کے سامنے پایا جو بند تھا۔ وہاں ایک بلب روشن تھا جس کے نیچے شکستہ سی چارپائی بچھی ہوئی تھی۔

تاریک رات میں اسکی سسکیاں گونجنے لگی تھیں ویران سڑک پر اچانک قدموں کی چاپ ابھری وہ اپنی جگہ جم سی گئی تھی۔

" !!! گھر چلو۔۔۔ "

اسکی مدھم آواز نے سکوت میں خلل ڈالا تھا۔ وہ پلٹ کر سرد نظروں سے اسے دیکھنے لگی تھی۔

"! اب کیوں آئے ہیں یہاں۔۔؟ جائیں۔۔۔! میں تو ہوں ہی گھٹیا غلیظ لڑکی۔۔۔"

وہ تلخی سے بولی تھی نیلی آنکھیں رو رو کر سوجھ چکی تھیں۔۔۔! وہ لب بھینچتا خاموشی سے اسکی طرف قدم قدم آنے لگا۔

"! اب کیوں آرہے ہیں میرے پاس۔۔ دور۔۔ دور رہیں۔۔ آپ بھی گندے ہو جائیں گے۔۔"

اسکے گلے میں آنسوؤں کا پھندا اٹکا تھا۔ عرش اس سے چند انچ کے فاصلے پر رک گیا اس کی نم آنکھیں دیکھ کر وہ ساکت ہوئی تھی۔۔

وہ اچانک جھکا تھا اسکے لبوں کو شدت سے بھینچتا وہ اپنی بے چینی ظاہر کر رہا تھا وہ تکلیف وہ خوف جو اسے کھونے کے احساس پر اس نے محسوس کیا تھا۔۔

وہ آنسو بہاتی اسکے سینے پر زور سے ہاتھ مارنے لگی کئی لمحات آئے اور گزر گئے وہ اسکے سر تلے ہاتھ رکھے اس پر شدتیں لٹا رہا تھا۔۔۔! دل تھا کہ بھر ہی نہیں رہا تھا۔۔! اس کا احساس کرتے وہ پیچھے ہٹا۔۔

"گھر چلیں۔۔۔؟ "

وہ نرمی سے بولا تھا اسکے نرم لہجے پر ایرا کی آنکھیں پھر سے بھر آئیں۔۔

"!مجھے نہیں جانا۔۔۔"

شوں شوں کرتی وہ ڈھابے کے باہر بچھی چارپائی پر بیٹھ گئی۔۔ وہ گہری سانس لے کر تھوڑی مسلتا اسکے برابر بیٹھ گیا۔۔

آئی ایم سوری۔۔!!!"اس نے جھک کر ایرا کا گال چوما۔۔"

مجھے ہرٹ کیا۔۔۔!" وہ سسک اٹھی تھی۔۔"

آئی ایم سوری۔۔۔!!" وہ دوبارہ جھکا تھا اسکے دوسرے گال پر۔۔"

میں۔۔مجھے بیڈ ورڈز بولے۔۔۔!!!" ہاتھ کی پشت سے آنکھیں صاف کرتی وہ اس کا ایک اور قصور گنوا "

گئی۔۔

"تمہیں میری آنکھوں پر ترس نہیں آتا۔۔۔؟"

مدھم لہجے میں کہتا وہ اسکی آنکھوں پر لب رکھ کر پیچھے ہٹا۔۔

تمہارے بالوں پر کسی کی نظر مجھے برداشت نہیں، پھر تمہارے وجود پر کس طرح برداشت کرتا۔۔۔؟ تم مجھ "

"!تک محدود ہو صرف میرا حق ہے تمہیں دیکھنے کا۔۔۔! یوں سب کے سامنے آکر تم نے مجھ پر ظلم کیا ہے۔۔

وہ نرم لہجے میں اسے اسکی خطا بتا رہا تھا۔۔

"!پھر بھی آپ کی غلطی ہے۔۔۔"

خفگی سے کہتی وہ سارا ملبہ اس پر ڈال گئی عرش نے اس اعزاز پر سر کو خم دیا کسی کو خاطر میں نہ لانے والا عرشمان

شاہ بیوی کو منانے کی تگ و دو میں مصروف اسکا ہر الزام دل و جاں سے قبول کر رہا تھا۔۔

"بلکل۔۔۔تم نے مجھے تھپڑ مارا،، کوئی بات نہیں میرا قصور تھا۔۔!اور کچھ۔۔۔؟"

کیا سخی انداز تھا۔۔اگر کسی اور نے عرش شاہ پر ہاتھ اٹھایا ہوتا تو اسکا ہاتھ تن سے جدا ہوتا لیکن یہاں بات ہی کچھ اور تھی۔۔!

یہ ایسے لمحات تھے،ایسے احساسات تھے جہاں تن من جھک جاتا ہے۔۔۔!

اب چلیں یا یہیں رات گزارنے کا ارادہ ہے؟سردیوں کی تاریک رات۔۔!نگاہ یار،خاموش الفاظ مگر بولتے "احساسات۔۔!!!!اہمم کوئی چاہے تو یہیں ٹھہر جاتے ہیں۔۔"

وہ ترچھی نظر اس پر ڈالتا لاپرواہ انداز میں گویا ہوا جس پر وہ خفا سی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔

"لوگ تو یوں بنے بیٹھے ہیں جیسے کبھی کچھ ہوا ہی نہیں۔۔!"

نیلی آنکھیں گھماتی وہ قدم آگے بڑھا گئی وہ الگ بات اسے راستہ نہیں معلوم تھا۔۔ہاں ہم سفر تو موجود تھا۔!

وہ بھی ہولے سے ہنستا اٹھ کھڑا ہوا آج کی رات بدترین تھی اتنی ہی بہترین۔۔۔!فرق تھا بس لمحات کا،وقت کے اوقات کا۔۔!

جیکٹ اتار کر اس نے اپنی چھوٹی سی ناراض بیوی کے کاندھوں پر پھیلا دی۔۔۔!

"!کچھ تو کہو۔۔۔"

اسکے ساتھ چلتا سر اسکی جانب جھکا کر کہتا وہ لب دبا گیا۔۔اسکی توقع کے مطابق وہ چڑ گئی۔۔

میرا سر۔۔۔!!"وہ تیز تیز چلنے لگی تھی۔۔ "

"!کیا۔۔؟دماغ کی کمی ہے تمہارے سر میں؟اچھا۔۔۔ "

اس نے پیچھے سے ہانک لگائی دونوں کی آوازیں مدھم ہوتی جا رہی تھیں۔۔

Epi # 35

(ایک سال بعد۔۔۔۔۔۔)

" !!!لاؤنیں لاؤ مینوں شگناں دی مھندی۔۔۔ "

نارنجی چٹلّا کے دوپٹے کو ایک انداز سے گھماتی وہ سنک کی ٹونٹی کھولے شوخ ادا سے گنگنا رہی تھی جب بشیر نے

سلیب پر بڑے دیگچے رکھتے آنکھیں چھوٹی کرتے اسے گھورا تھا۔

وہ آہستہ آہستہ اسکے ساتھ آ کھڑا ہوا سر ترچھا کرتے اس نے اس کی آواز کی نقل کرنی شروع کر دی۔

"!!! لاؤ جی لاؤ اینوں دو کلو مھندی۔۔۔اووی بوتھی تے۔۔۔ "

شروع میں گنگناتے اس نے آخری الفاظ چبا کر ادا کیے۔

مہارانی یہاں سروں کا نیست مارنے میں لگی ہے۔۔! کچھ خیال بھی ہے تمہیں شادی والا گھر ہے سو کام ہیں پر "

" ! نہیں جی "نون سے نوشین" کو "ش سے شوخیاں" مارنے کی پڑی ہے بس۔۔۔

اسکے موڈ کا ستیاناس کر کے وہ ہاتھ میں پکڑا رومال جھٹک کر کاندھے پر ڈالتا بڑبڑاتا ہوا کچن سے باہر چلا گیا۔

ٹٹ مرنا کہیں کا۔۔۔! ہنہ جلتا ہے شودا مجھ سے۔۔! !اب یہ انّا سوہنا سوٹ ڈال کر نوشی کام کرتی اچھی لگے "

"گی کیا۔۔؟

ا

س نے ایک شوخ نگاہ اپنے نئے سلک کے نارنجی شلوار قمیض پر ڈالی جسکے گلے پر شیشوں کا کام تھا۔وہ اس سوٹ کو

زیب تن کیے خیالات کے جہاں میں تتلی بنی اڑ رہی تھی جب باہر سے ارشما کی آواز آئی۔۔۔

"نوشین۔۔۔۔؟"

نوشین نے زبان دانتوں تلے دباتے سر پر ہاتھ رکھا۔۔

"!!! مر گئی اوئے۔۔۔ !آئی بی بی جی۔۔۔"

خود کلامی کرتی وہ آخر میں بلند آواز سے کہتی باہر کو بھاگی تھی۔۔

شاہوں اور یوسفز کے آمنے سامنے بنے بنگلے رات میں بھی دن کا سماں پیدا کر رہے تھے کچھ ایسے ہی روشنیوں میں نہائے وہ رنگ و بو میں سمائے تھے۔

یوسفز کے ہاں برقی قمقموں اور پھولوں سے مزین وسیع و عریض لان میں سامنے کی اوڑھ بلندی پر بڑا سا تختہ نصب تھا دیوار پر جس پر واضح الفاظ میں "رمل ویڈز میر" کندھا کیا گیا تھا الفاظ یوں چمک رہے تھے جیسے ان میں !سے روشنیاں پھوٹ رہی ہوں۔۔

بلکل اسی انداز میں شاہوں کے بنگلے میں بھی لان رنگ و روشنیوں میں نہایا تھا۔۔ مہمانوں کا تانتا بندھا تھا لان میں داخل ہوتے ہی ایک چوکور سے بورڈ پر نظر ٹھہرتی تھی جسے ایک سٹینڈ کے اوپر لگایا گیا تھا بورڈ پر سنہری روشنی سے دل بنا تھا جس کے بیچوں بیچ "حیان ویڈز غزل" جگمگا رہا تھا۔

مہمانوں کی کثرت کے باعث طے یہ پایا تھا کہ کھانا وغیرہ یوسفز کے بنگلے میں کیا جائے گا جبکہ دیگر رسومات شاہوں کے بنگلے میں کیونکہ یہاں کا لان زیادہ وسیع تھا۔

سامنے والے بنگلے میں جھانکو تو سیاہ کڑھائی والے کرتا شلوار میں ہمیشہ کی طرح ہینڈسم صالح یوسف کار کا دروازہ کھول کر باہر نکلا تھا عین اسی وقت پچھلی سیٹوں سے غزل اور رمل چادر لپیٹے باہر نکلیں۔۔

خوبصورت لھنگوں میں وہ اس وقت پارلر سے تیار ہو کر آئی تھیں۔۔صالح راستہ بناتے انہیں اندر لے گیا۔۔

چونکہ فنکشن کمبائین تھا اور غزل کی جانب سے کوئی تھا نہیں اس لیے مشائم نے خود جا کے اسے کنونس کیا تھا کہ وہ بھی اسکی بیٹی کی طرح ہے اس لیے اسے رمل کی طرح وداع کرنا چاہتی ہے۔۔اسکی اتنی محبت کے سامنے بے بس وہ انکار نہ کر پائی تھی۔۔

وہیں میر حاصل کو کچھ مناسب نہ لگا تھا ان کے ہاں آنا، اسکی اپنی گیدرنگ تھی سو لوگوں کو مدعو کرنا تھا لہٰذا اسکی ...رائے کو اہمیت دیتے بڑوں میں طے پایا کہ ہال میں مھندی کا فنکشن تھوڑی دیر کے لیے کیا جائے

یوں کہ میر حاصل اپنے مہمانوں سے ان سب کو متعارف کروا سکے یوں بھی وہ اپنے قریبی لوگوں کو بس ہال لے جانے والے تھے بعد میں وہاں سے فراغت پا کر وہ اپنے گھروں میں طے شدہ پروگرام پر عمل کرتے۔۔

تھاتو یہ پروگرام کافی وقت طلب لیکن ان موقعوں پر دیر سویر تو ہو ہی جاتی ہے۔۔! دلہنوں کے آتے ہی

پروگرام کے مطابق چند لوگ ہال کے لیے روانہ ہو گئے جہاں میر حاصل ان کا انتظار کر رہا تھا۔۔

پستہ رنگ ٹشو کی شلوار قمیض میں پھولا دوپٹہ ایک کاندھے پر ڈالے بالوں کا سائیڈ جوڑا بنائے وہ آئینے کے سامنے

کھڑی تھی۔

بھاری جھمکوں سے اس کے کان دکھنے لگے تھے اس لیے وہ انہیں اتار کر ہلکے سے سنہری ٹاپس پہن رہی تھی۔

جلدی سے اس کام سے فارغ ہوتے وہ کمرے سے باہر جانے کو پلٹی جب اچانک اسکے قدم تھمے تھے۔

"!!! یوسف آپ یہاں۔۔۔؟ میں بس آ ہی رہی تھی۔۔۔ "

اسکے سامنے آ ٹھہرتی وہ نرمی سے بولی تھی وہ اس کے مکھ پر نگاہیں ٹکائے لب دبائے کھڑا تھا۔

سیاہ کرتا شلوار میں پیشانی پر بال بکھیرے یوں تکتے وہ اس قدر پیارا لگا کہ مشائم کو اس پر ٹوٹ کر پیار آیا۔

"!!! کوئی سادگی میں بھی اتنا حسین کیسے لگ سکتا ہے۔۔۔ "

اسے جھٹکے سے ساتھ لگاتے وہ سر جھکائے مدھم لہجے میں بولا تھا۔مشائم کا سانس اٹکا تھا مہمانوں سے گھر بھرا پڑا تھا اگر کوئی آجاتا۔۔۔!

"!کیا کر رہے ہیں۔۔یوسف!! باہر سب ہماری راہ تک رہے ہوں گے۔۔ "

وہ اسے آنکھیں دکھاتی بولی تھی اسکی تنگ ہوتی گرفت پر حیا کی لالی اس کے چہرے پر بکھرنے لگی تھی وہ آج بھی اتنا ہی رومانوی تھی اور وہ اتنی ہی دلکش جسے اسکی قربت پر حیا آتی تھی۔

"!ہاہ۔۔۔ہم تو بس آپ کی راہ تک رہے ہیں لیکن آپ ہیں کہ زمانے کی پڑی ہے۔۔ "

دھیمی آواز میں کہتا وہ اس پر جھکنے لگا جب اس نے مسکراہٹ دباتے اسکے سینے پر مکا مارا۔۔۔

"!شرم کر لیں کچھ، بیٹی کی مھندی ہے آج اور آپ ہیں کہ اس وقت بھی رومانس سوجھ رہا ہے۔۔ "

اسکے مسکراہٹ دبا کر کہنے پر وہ سینے پر ہاتھ دھرے ایک قدم پیچھے ہوئے تھا۔

"!اف۔۔!!! مار دیا ان ظالم اداؤں نے۔۔"

اسکے مکا مارنے پر وہ آنکھ مار کر بولا تھا۔

چلیں بھی اب۔۔۔!اس بات کا جواب بعد میں دوں گی۔۔۔!"آنکھیں سکیرتی وہ اسکا بازو تھام کر باہر چل "

دی۔۔۔

شاہوں کے بنگلے میں وہ سب داخل ہوئے تو ماحول میں تہلکہ سا مچ گیا تھا سب ایک دوسرے سے ملتے خوشی

کے اس بے پایاں احساس کو بانٹ رہے تھے۔

پیلی سلک کی قمیض کے ساتھ مختلف رنگوں کی کھجوری شلوار پہنے پراندہ آگے ڈالتی نگہت نے مشی کے ساتھ چلتے

اسے مخاطب کیا۔

مشی بی بی۔۔۔اس چھنو باندری کو تو دیکھیں گھر کے ہانڈ سم منڈوں پر لائینیں مار رہی ہے۔۔۔میں ابھی آئی "

"!ذرا۔۔۔

وہ آنکھیں گھماتی تنک کر کہتی نوشی کی جانب بڑھ گئی۔۔مشائم نے مسکراہٹ دباتے نفی میں سر ہلایا اب یقینا

دونوں چار چار ہاتھ کریں گی۔۔

ان کا کچھ نہیں ہو سکتا۔۔! سر جھٹکتی وہ آگے بڑھ گئی جہاں سب بچے ایک دائرے میں کھڑے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔

مھندی رنگ شیشوں سے بھری کرتی اور مھندی رنگ ہی پھولے ہوئے لھنگے میں سفید پھولوں کی ماتھا پٹی اور سفید ننھے پھولوں کی نتھ جس کی لڑی پر گلاب کی پتیاں لپیٹی گئی تھیں پہنے وہ نگاہوں کو ساکت کر دینے کی حد تک خوبصورت لگ رہی تھی۔

نارنجی اور گلابی کے امتزاج کی ہلکی سی لپسٹک لگائے گالوں پر گلال بکھیرے وہ کالی آنکھوں میں اعتماد لیے ناک کی سیدھ میں دیکھ رہی تھی۔

کانوں میں دمکتے سفید موتیے کے ٹاپس انوکھے سے لگ رہے تھے کیونکہ ان میں مہندی رنگ کا ننھا سا موتی نصب تھا۔

سر پر نیٹ کا پھولا دوپٹہ ٹھیک کرتے اس نے ترچھی نظر میر حاصل پر ڈالی جو مھندی رنگ کے کرتے پاجامے میں آف وائٹ شال تہہ لگا کر گلے میں ڈالے محفل پر چھایا ہوا تھا۔

اسکے لبوں پر موجود دلکش مسکراہٹ اسکی خوشی کا منہ بولتا ثبوت تھی شریر ڈمپل تھا کہ گالوں میں بار بار ابھر آتا تھا۔

اسکی شہد رنگ آنکھوں کی چمک کان میں چمکتے ڈائمنڈ ٹاپس کو مات دیتی معلوم ہو رہی تھی۔اس کے برابر بیٹھتا وہ کھنکارا۔۔!!!

" !!!آج کی یہ رات کب گزرے گی۔۔؟کسی کو قریب سے دیکھنے کی خواہش ہونے لگی ہے۔۔۔ "

سامنے دیکھتا وہ غیر محسوس انداز میں بولا تھا۔اسکے گہرے الفاظ پر ایک پل کو اسکا دل زوروں سے دھڑکا تھا۔

"کوئی میرے قریب بھی آیا تو اسکا منہ توڑ دوں گی۔۔۔!کوئی یہ سمجھتا ہے کہ بابا کو امپریس کر کے اسنے مجھے !!!بھی جیت لیا تو یہ اس کی خام خیالی ہے۔۔"

وہ اسے تپانے کو جھٹ سے بولی تھی ورنہ دل تو اسکا قائل تھا اسکی محبت کا،اسکی دیوانگی و پاگل پن سے واقف تھی وہ.....

لیکن خود کے دل کو بے اختیار ہونے کب دیا تھا اس نے۔۔۔؟اب اختیار ملنا تھا تو بے اختیاری بھی یقینی تھی۔۔۔!!!

اسکی بات پر وہ لب دبا گیا چہرہ موڑتے وہ بغیر کسی کی پرواہ کیے اسکی جانب دیکھے گیا۔

اسے خود کو دیکھتے پا کر وہ چند پل تو نظر انداز کرتی رہی پھر تپ کر چہرہ اسکی طرف موڑا۔۔

میر کی نظریں بلاارادہ ہی اسکے لبوں پر ٹھہریں جنہوں نے حرکت کی تھی۔

کیا ندیدوں کی طرح دیکھ رہے ہو۔۔۔پہلے کبھی لڑکی نہیں دیکھی۔۔۔؟"وہ بھی بلا لحاظ بولی تھی۔ "

" !!!آپ جیسی نہیں دیکھی نہ۔۔ "

اسکی سیاہ آنکھوں میں شہد رنگ گہری آنکھیں گاڑتا وہ دھیمے بہکتے انداز میں بولتا سرعت سے چہرہ سیدھا کر گیا۔۔

"!!!ویسے۔۔۔ندیدے والی بات کا جواب ہے میرے پاس۔۔۔بھوک بہت لگ رہی ہے۔۔۔ "

وہ خوامخواہ ہی زوروں سے امڈ آنے والی مسکان دبانے لگا تھا جس کے چکر میں گال میں گڑھا سا پڑ گیا تھا۔

" بھوک لگ رہی ہے تو کھالو مجھے کیوں گھور رہے ہو۔۔؟ "

وہ اسکی بات کا مطلب نہیں سمجھی تھی لہٰذا عام سے لہجے میں بولی تھی۔

"!!!ابھی نہیں۔۔۔کل۔۔۔ "

اسکے مدھم ہوتے لہجے پر وہ ایک پل کو نا سمجھی سے اسے دیکھے گئی۔۔

اوہ۔۔۔!!!اسکی بات کا مطلب سمجھتے کسی سے نا دبنے والی مظبوط اعصاب کی مالک رمل یوسف کا چہرہ پل میں سرخ پڑا۔۔اسے کانوں سے دھوئیں نکلتے محسوس ہوئے تھے۔

" !!!بدتمیز۔۔۔ "

بڑبڑاکر وہ سٹیج پر آتی ایرا کی جانب متوجہ ہوئی جو سارے فنکشن میں اپنی نا سمجھی کے باعث عرش کو نظرانداز کر گئی تھی اب اس سے چھپتی پھر رہی تھی۔۔

سیاہ ٹشو کے گھٹنوں تک آتے فراک اور سیاہ ہی سلک کے شرارے میں میں ملبوس جس پر سنہری نگینوں کا بارڈر بنا تھا لمبے بھورے بالوں کا اونچا جوڑا بنائے جس سے نکلتی بے شمار لٹیں اسکے چہرے کے اطراف میں بکھری پڑی تھیں۔۔

وہ میر کو دیکھ کر سمائل پاس کرتی رمل سے مخاطب ہوئی تھی۔۔نیلی آنکھیں بار بار جھپکتی وہ اس سے محو گفتگو تھی جب دور کرنز میں کھڑے عرش نے اسے گہری مگر سنجیدہ نظر سے دیکھا تھا۔

لائٹ اور پنج ریشمی غرارا اور شارٹ شرٹ میں ملبوس مہرون گھنگھریالے بالوں کی فرانسیسی طرز کی چوٹی آگے ڈالے سر پر دوپٹہ سیٹ کیے وہ گود میں دھرے اپنے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی جن پر ایس پی حیان کے نام کی مھندی لگی تھی۔

کلائی میں موجود گجروں سے اٹھتی گلاب کی خوشبو صوفے پر بلکل ساتھ براجمان حیان کو مسحور کر رہی تھی۔

اس نے زیادہ سنگھار نہیں کیا تھا بس کانوں میں گلاب کے پھولوں سے بنی بڑی بڑی بالیاں تھیں جو اسکے ذرا سا سر ہلانے پر جھولنے لگتی تھیں۔

اس کے علاوہ ایک چیز کا اضافہ ہوا تھا اسکے چہرے پر۔۔! اس نے ناک چھدوایا تھا جس میں سفید ننھی سی پھول کی کلی نوز پن کے طور پر ڈالی ہوئی تھی۔

اس سے پہلے اس نے سیاہ نگینے سے مزین نوز پن ڈال رکھی تھی لیکن مھندی کے فنکشن کی مناسبت سے اس نے سفید ننھی کلی ڈالنے کو ترجیح دی تھی۔

اسے سنگھار کی ضرورت اس لیے بھی نہیں تھی کہ وہ ویسے ہی خطرناک حد تک حسین تھی۔ میدے جیسی رنگت پر اسکے ہرے نین، پنکھڑی سے لب اور خاص کر لبوں کے خم پر چمکتا تل۔۔

وہ بلاشبہ حسین ترین تھی۔ اسے یوں سر جھکائے خاموش بیٹھے پا کر وہ کھنکارا تھا۔

"اداس ہو۔۔۔؟" وہ سمجھتا تھا وہ اپنے بابا کو یاد کر رہی ہو گی۔۔۔ اسکے لبوں سے جدا ہوئے الفاظ پر غزل نے اسے دیکھا۔۔

سفید کرتے پاجامے میں سفید ہی شال گلے میں ڈالے وہ ہینڈسم لگ رہا تھا۔ سیاہ گھنے بالوں سے پیشانی پر گرتی لٹ اسے مغرور بنا رہی تھی۔۔

"نہیں تو۔۔۔!!!" گہری سانس لیتی وہ گویا ہوئی جس پر حیان نے سر کو خم دیا۔۔

"تم اس شادی پر خوش ہو۔۔؟" اس نے پتہ نہیں کیا جاننا چاہا تھا۔۔

"مطمئن ہوں۔۔۔!!!" وہ سر جھکائے مختصراً بولی تھی۔۔

"میں نہیں جانتی صالح نے تمہیں کس طرح کنوینس کیا ورنہ جتنی ہماری ناگوار ملاقات رہی تھی مجھے اندازہ تھا تم کبھی نہیں مانو گے۔۔۔!!!"

وہ جی میں آئی بات زبان پر لے آئی تھی۔۔حیان دھیما سا مسکرایا تھا۔۔

آئی ایم سوری۔۔۔میں دوبارہ کہتا ہوں اس دن کے لیے۔۔!! مجھے بابا یا انکل نے کنوینس نہیں کیا۔۔میں "

!نے خود انہیں کہا تھا۔۔

!!! تم مجھے چیلنج کرتی تھی اور چیلنجز پسند ہیں مجھے۔۔۔

"اور میں سمجھتا رہا کہ وہ میری بات مان رہے ہیں جبکہ حقیقت میں، میں ان کی بات مان رہا تھا۔۔

کہتا ہوا وہ سر جھٹک گیا۔۔! غزل ذرا سا مسکرائی تھی۔اتنا بھی برا نہیں تھا وہ۔۔۔

بس کچھ وقت چاہیے تھا، دل میں گنجائش تو نکلنے لگی تھی مگر ہاں۔۔یہاں پختہ احساسات کی عمارت تعمیر کرنا اسکا

کام تھا جو آج رات کے بعد اسکا شوہر کہلایا جانا تھا۔

" دل۔۔۔۔ "

ٹی پنک غرارہ شرٹ میں ٹشو کا دوپٹہ سینے پر پھیلائے وہ ہاتھ سے پھسل کر نیچے گرتے پاؤچ کو اٹھانے کے لیے

جھکنے لگی تھی جب ابراھیم کی آواز پر ٹھہری۔

سیدھے کھڑے ہوتے اس نے آگے آجانے والی شہد رنگ بالوں کی چوٹی کو پیچھے جھٹکا جس پر موتیے کے پھولوں کی سفید لڑی آخر تک جڑی تھی۔

اس نے ابراھیم کو دیکھا جو سیاہ کرتا شلوار میں ہو بہو صالح کی کاپی لگ رہا تھا۔۔

" !!! کیوں جھک رہی تھی تم۔۔جب میں نے منع کیا تھا۔۔ "

وہ اسکے جسم میں نمایاں ہوتی تبدیلی پر نظر ڈالتا اسے ڈانٹنے لگا تھا۔۔

اسکے تیور دیکھتے زنیشہ کا منہ بن گیا۔دوپٹہ کو پیٹ پر اچھی طرح پھیلاتے وہ منہ پھلا کر گویا ہوئی۔

" !!! میرا پاؤچ گر گیا تھا۔۔۔ "

اسکے بدلتے موڈ کو دیکھ کر گہری سانس لیتا وہ جھک کر پاؤچ اٹھاتا اسے تھما گیا۔۔

" !!! میں کس لیے ہوں مادام۔۔؟ یہ خادم آپ ہی کے لیے ہی تو ہے۔۔۔ "

اس کے گال کو نرمی سے چھوتا وہ لہجہ خوشگوار بنا گیا۔

اب وہ جس کنڈیشن میں تھی اسکے لیے غصہ بلکل ٹھیک نہیں تھا۔وہ اس کے پل پل بدلتے موڈ کو نہایت صبر و تحمل سے برداشت کرتا تھا۔۔

"!!! مجھ پر غصہ کیوں کیا آپ نے۔۔؟ مجھے نہیں پتہ مجھے گول گپے کھانے ہیں۔۔ "

اسکے ضدی انداز پر ابراھیم نے کنپٹی مسلی۔۔

"!! دل۔۔ تمہاری ہیلتھ کے لیے یہ۔۔۔ "

اس سے پہلے وہی بات ہزار ویں بار دہراتا وہ تپ گئی۔۔

"!!! مجھے ابھی کے ابھی کھانے ہیں۔۔"

اس کے سپید چہرے پر غصہ جھلک دکھلانے لگا تھا۔۔

" !!! دل تمہیں سمجھ نہیں آرہا میں کیا کہہ رہا ہوں۔۔۔ "

وہ دبے لہجے میں امڈ آتا غصہ ضبط کرتے بولا تھا اسے بے حد غصہ آتا تھا لیکن کبھی اس نے اپنی فیملی پر ظاہر نہیں کیا تھا اب اپنی بے جا ضد سے وہ اسے غصہ دلانے لگی تھی۔

یکا یک زنیشہ کی آنکھیں نمکین پانی سے بھر گئیں۔۔ عین اسی وقت صالح ادھر آ گیا اس کی آنکھوں میں نمی دیکھ کر وہ فٹ سے ان کے پاس آیا۔

! کیا ہوا میری بٹی کو۔۔۔؟" اسکا کہنا تھا کہ وہ جھٹ سے اس کے ساتھ لگتی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔۔ "

"!!! بابا۔۔ابراھیم نے مجھے ڈانٹا ہے اور مجھے گول گپے بھی نہیں لا کر دے رہے۔۔۔ "

صالح نے اسکے گرد بازو پھیلاتے اسکا سر چوما۔

بس میرا بیٹا، روتے نہیں ہیں۔۔۔ابراھیم۔۔؟ غلط بات ہے عورت غصہ نکالنے کے لیے نہیں ہوتی، تمہیں "

برداشت سے کام لینا چاہیے جانتے بھی ہو اسکی کنڈیشن کیسی ہے جاؤ لا کر دو میری بیٹی کو جو بھی کہہ رہی

"!!! ہے۔۔۔

نرمی سے زنیسہ کو کہتا وہ ابراھیم سے سخت لہجے میں مخاطب ہوا۔وہ شدید شرمندہ ہوا تھا ماما کے سامنے آخر اس

!نے کیوں غصہ کیا دل پر جو اسکی اولاد کے لیے جانے کن کن تکلیفوں سے گزر رہی ہے۔۔۔

" !!! سوری ماما۔۔میں لاتا ہوں۔۔ "

اس پر ایک نظر ڈالتا وہ باہر کی جانب بڑھ گیا۔

جاؤ بیٹا روم میں جاؤ۔۔ تم بھی اپنا بہت خیال رکھا کرو۔۔ وہ فکر کرتا ہے تمہاری، کبھی کبھی یہ چیزیں نقصان"

"نہیں دیتیں لیکن زیادہ تمہارے لیے ٹھیک نہیں ہے۔۔!! میرا بیٹا سمجھ رہا ہے نہ بابا جو کہہ رہے ہیں۔۔۔؟

! وہ کمال شفقت سے گویا ہوا تھا کوئی یوں سمجھائے تو کیوں نہ سمجھ آئے۔۔۔

"!!! جی بابا۔۔۔"

آنکھیں ٹشو سے تھپتھپاتی وہ اسکی اجازت پر کمرے میں چلی گئی۔۔۔

کمرے کا دروازہ کھولتے اسکی نظر بیڈ پر بیٹھی اپنی روٹھی بیوی پر پڑی جو منہ پھلائے تکیے سے کمر ٹکائے بیٹھی تھی۔ وہ اسکے پاس چلا آیا اسکے ہاتھ میں درمیانے سائز کی ڈش دیکھ کر وہ اٹھ بیٹھی جس میں ایک باؤل اور پلیٹ دھری تھی۔

اسکے منہ میں پانی آیا تھا۔ ایک ناراض نظر اس پر ڈالتی وہ اس سے ٹرے لیتی سامنے رکھ کر ایک سیکنڈ رکے بغیر ایک ایک کر کے گول گپے کھانے لگی۔

" !!!مرچی کم ہے۔۔۔ "

کھٹے پانی سے بھرا گول گپا منہ میں ڈالتے اس نے جیسے خود کلامی کی تھی۔

" !!!آئی ایم سوری دل۔۔ "

ابراھیم کی مدھم آواز پر اس نے سر اٹھایا گول گپے سے بھرے منہ سے ٹکر ٹکر خود کو دیکھتے پا کر اسے بے ساختہ

اپنی ناراض بیوی پر پیار آیا تھا۔

وہ جھک کر اسکا پھولا گال چوم گیا جس پر وہ خفگی سے پیچھے ہٹی۔

آپ نہ۔۔۔بس مجھ سے بات نہ کریں۔۔پہلی بار اتنی زور سے ڈانٹا ہے مجھے۔۔آپ کی وجہ سے ہو رہا یہ "

....سب۔۔ بار بار میرا دل خراب ہوتا

کبھی فضول میں غصہ آجاتا ہے اور جب کچھ کھٹا کھانے کا دل کرتا ہے تو آپ ڈانٹ دیتے ہیں۔۔۔! یہ سب نہ

"آپ کی وجہ سے ہے اچھا۔۔۔نہ آپ وہ۔۔۔

روانی سے بولتے اسکی زبان کو بریک لگا تھا وہ خفت مٹانے کو چھٹا گول گپا اٹھانے کو جھکی جب ابراھیم نے کہنی

کے بل نیم دراز ہوتے اسکا ہاتھ تھاما۔۔

"!!!جی جان۔۔میرا ہی قصور ہے۔۔۔ "

اسکے طرز تخاطب پر وہ حیا سے سرخ پڑی تھی۔

" !!!کافی ہے۔۔ "

ٹرے اٹھا کر سائیڈ ٹیبل پر رکھتے وہ اٹھ کھڑا ہوا وہ چہرہ اٹھا کر اسے دیکھنے لگی تھی۔

" سونا ہے۔۔؟ "

اسکے گال کو انگلی کی پوروں سے سہلاتے وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتا دھیما سا مسکرایا تھا۔زنیشہ نے نفی میں سر ہلایا اسکی سیاہ آنکھوں کے سحر میں وہ پھر سے کھونے لگی تھی۔

وہ کھڑے کھڑے جھکا تھا اسکا چہرہ بلند کرتے اسکے لبوں کو قید کر گیا۔چند پل بعد وہ سیدھا ہوا تھا۔اسکے لبوں کو صاف کرتے وہ دھیما سا مسکرایا تھا۔

"!!!آرام کرو اب باہر نہیں آنا، کوشش کرو سو جاؤ۔۔۔ "

اسکے بال سنوارتا وہ اسے ہدایات دے کر کمرے کا دروازہ کھولتا باہر چلا گیا۔

اسکے جانے کے بعد وہ میکانکی انداز میں بیڈ پر لیٹی تھی بلینکٹ اوڑھ کر وہ آنکھیں موند گئی۔۔

کیا عشق سے بڑا بھی کوئی سحر ہے۔۔۔؟

زنیشہ کی طرف سے مطمئن ہوتا وہ باہر لان کی جانب بڑھ گیا لاؤنج سے سب لڑکیوں کا شور بلند ہونے لگا تھا جسکا مطلب تھا ان کا اصل فنکشن اب شروع ہونا تھا۔

وہ لان کی سیڑھیاں اترتا سب مرد حضرات کی جانب چلا آیا جو ایک دائرہ بنائے کھڑے تھے۔حیان میر سے مخاطب تھا وہ بھی ان میں گھس گیا یہ جاننے کے لیے کہ اب کون کس کی ٹانگ کھینچ رہا ہے۔

"یار۔۔۔میں سمجھ سکتا ہوں تمہاری فیلنگز۔۔۔تم نے پریشان نہیں ہونا بس۔۔غصے میں وہ بس دو چار گھونسے ہی مارا کرے گی اب اپنی محبت کے لیے اتنا تو برداشت کرنا ہی پڑے گا نہ۔۔!!!"

حیان کہہ کر میر کے تاثرات دیکھتا قہقہہ لگا گیا۔میر نے بھی جیسے اسکی بات کو انجوائے کیا تھا۔

"صاحبزادے تم اپنی خیر مناؤ جو تمہارے پلے پڑی ہے نہ وہ تمیں غصہ آنے پر گنجا بھی کر سکتی ہے، پٹھانی ہے وہ ایسے ایسے جملے کسے گی کہ تمہاری طبیعت صاف ہو جائے گی۔۔۔!!!"

اب کہ صالح نے حیان کی جیسے ٹانگ کھینچی تھی وہ ہنس پڑا تھا سفید پاجامے کی پاکٹس میں ہاتھ ڈالتا وہ خاصے جتاتے لہجے میں بولا تھا۔

اونہوں۔۔۔انکل آپ جسے جانتے تھے وہ غزل خانی تھی،اب آپ اسے غزل حیان شاہ کے نام سے جانیں " !!! گے۔۔۔ "

دور جلتی لکڑیوں کے کڑوے کسیلے دھوئیں کی بو ناک سے ٹکرائی تو اسے سگریٹ کی طلب ہوئی تھی۔

مسکراتے لہجے میں جواب دیتا وہ جیب سے سگریٹ لائیٹر نکالتا ایک طرف ہو گیا۔

"!!!اتنا شور کیوں آرہا ہے لاؤنج سے،خواتین کی چخ چخ کبھی بند نہیں ہوتی۔۔۔ "

کان میں چبھتے شور شرابے سے بدمزہ ہوتے بدر آخر بول ہی پڑا اسکے سڑے تاثرات دیکھ کر ساتھ کھڑے ماہ بیر نے اس کی گردن کے گرد ہاتھ رکھا۔

"!!!کیوں نواب۔۔؟تمہاری بیوی بھی اندر ہی ہے۔۔۔ "

اس نے خاصا جتاتے اپنے انوکھے سپوت کو دیکھا جس نے سرمئی آنکھیں اس سے چرائی تھیں۔

"!!!وہ تو سب سے آگے ہے۔۔۔ "

جواب ابراھیم کی جانب سے آیا تھا۔۔

آئی مین شاید ڈانس وانس ہونے لگا ہے خواتین کا۔۔ارشیہ پر فارم کرنے والی ہے باہر آتے کان میں کسی کی "

"!!!آواز پڑی تھی۔۔

داڑھی پر ہاتھ پھیرتا وہ لاپرواہ انداز میں بولا تھا۔۔

سیاہ آنکھوں نے بدلیوں سے ڈھکتے آسمان کو چند لمحے دیکھا تھا پھر وہ بدر پر آٹکی تھیں جو باقی سب کزنز کی طرح

سیاہ کرتے پاجامے میں بلا کا ہینڈسم سم لگ رہا تھا۔

"!!!کیا۔۔۔؟؟پہلے کیوں نہیں بتایا۔۔۔ "

اسکے پیٹ میں جیسے مروڑ اٹھنے لگے تھے وہ اندر جانے کے ارادے سے آگے بڑھا جب عرش نے اسکے کاندھے

پر ہاتھ رکھتے اسے روکا تھا گہری بھوری آنکھیں عجیب بیزاری لئے ہوئے تھیں۔

فضول کی رسمیں ہونہہ۔۔۔!!!بیویاں شوہروں کو فراموش کیے غائب ہیں اور بے چارے شوہر انہیں دیکھ

!تک نہیں سکتے۔۔

!!!وجہ۔۔۔؟لاؤنج میں لگا"نو اینٹری"کا بورڈ۔۔۔

"!!!رک جا۔۔ بڑا اتاولا ہو رہا ہے لاؤنج میں گیا نہ تو اڑتے ہوئے جوتے آئیں گے۔۔۔"

!وہ یوں بیزاری سے کہتا اسے روک رہا تھا جیسے احسان کر رہا ہو اس پر۔۔

صالح، ماہ بیر، اور ھان اور ابراھیم خاموش کھڑے ان دونوں نوابوں کو دیکھ رہے تھے جس میں ایک کے منہ پر !!! جھنجھلاہٹ تھی جبکہ دوسرے کے منہ پر دنیا جہاں کی بیزاری۔۔۔

حیان علی کی کال اٹینڈ کیے اسے سخت سست سنا رہا تھا جو پیٹ کی خرابی کے باعث فنکشن پر نہیں آیا تھا۔ان لیلیٰ مجنوں کا رومینس جاری تھا۔۔

ہاں ہو رہا ہوں اتاولا۔۔اپنی بیوی کو دیکھنے جا رہا ہوں نہ تجھے کیا۔۔۔اور تو تو جیسے بڑا شریف قسم کا لونڈا ہے "

"!!!۔۔کس طرح ندیدی نظروں سے گھور رہا تھا بچی کو۔۔۔بچاری کا پتہ نہ کیا۔۔۔

اس سے پہلے بدران شاہ اسکا راز فاش کرتا عرش نے رکھ کر ایک اس کی گردن پر لگائی جس سے باقی سب کے چہروں پر دبی دبی مسکراہٹ آئی۔۔

کون کہہ سکتا تھا یہ ملک کا "ٹاپ کھڑوس ماڈل" اور دوسرا "دی اینگری بزنس مین" ہے جو اس وقت بچوں کی طرح حرکتیں کر رہے تھے۔۔

" !!! چل نکل۔۔۔ اچھا کرتی ہے وہ تیرے ساتھ۔۔۔"

عرش شدید بدمزہ ہوتے بولا تھا۔ بدر نے اپنے یہاں ہونے پر ہزار بار لعنت بھیجی۔۔! بڑبڑا کر وہ لان سے نکل گیا۔

اچانک عرش کی نظر ابراھیم پر پڑی جو اسکی حالت سے لطف اٹھا رہا تھا۔ اسے اپنی جانب متوجہ پا کر ابراھیم نے سر جھکاتے جیسے زمین پر کچھ تلاشنا چاہا تھا۔

عرش نے آنکھیں سکیڑی تھیں سیاہ شال کاندھوں پر پھیلاتے وہ ابراھیم کے ساتھ آ کھڑا ہوا۔ اسی دوران ماہ بیر ،اور ھان اور صالح کچھ فاصلے پر ہوتے آپس میں محو گفتگو تھے۔۔

" بڑی ہنسی آ رہی ہے میجر ابراھیم کو۔۔۔ ہمم؟ تمہیں بھی خوب جانتا ہوں۔۔۔! اتنے شریف بھی نہیں ہو جتنے دکھتے ہو۔۔!!!"

اب وہاں ان دونوں کے علاوہ میر اور حیان موجود تھے۔

" آ۔۔! میں نے کب کہا ایسا۔۔!!! ابھی تیری بہن کو دو چمم۔۔۔۔ "!!!

وہ جان بوجھ کر بات ادھوری چھوڑ تا لب دبا گیا آج اس نواب کو تپانے میں بڑا لطف آ رہا تھا۔

" !!!استغفراللہ۔۔۔ "

عرش خفت زدہ سا کہتا میر سے مخاطب ہوا۔

"!!!تم بھی اس کی بہن کا خوب دیھان رکھنا اسی طرح جس طرح یہ اپنی بیوی کا رکھتا ہے۔۔ "

ابراھیم کے تاثرات پل میں بدلے۔۔ہاں اب عرش کے دل میں ٹھنڈ پڑ گئی تھی۔۔

اہمم۔۔۔!!!!"صالح نے قدرے زور سے کھنکارتے عرش کو گھورا تھا۔بات اب رمل کی ہو رہی تھی،اسکا "

باپ اور بھائی کیوں کر برداشت کرتے۔۔؟

انہیں اپنی جانب متوجہ پا کر عرش مسکراہٹ دبا گیا۔۔!اف یوں مسکان دباتا وہ کس قدر پیارا لگ رہا تھا۔۔!

!تیکھے نین نقش اٹھلائے سے تھے۔۔

اسی دوران ماہ بیر کے موبائل پر کال آنے لگی۔۔!اس نے جیب سے موبائل نکالتے نام دیکھا۔۔"ٹیچر جی

کالنگ۔۔۔!!!"کال کاٹ کر وہ باقیوں کی جانب دیکھنے لگا جو اسکے یوں خاص طرح مسکرانے پر آنکھیں

سکیڑے دیکھ رہے تھے۔۔

" !!!بے غیرتو۔۔۔!!!تمہاری اماں جی کا فون تھا۔۔۔ "

!اپنے سپوتوں کی نظروں کا مطلب سمجھتے وہ تنک کر کہتا اندر کی جانب بڑھ گیا۔۔۔

" سر۔۔۔!!! مزید کتنی دیر قلفی جمانی ہو گی۔۔۔؟ "

سرد سی روبوٹک آواز پر سب نے آواز کے تعاقب میں دیکھا تو گرے تھری پیس میں ایک اونچا لمبا شخص

بے تاثر چہرہ سے میر سے کچھ فاصلے پر آ کھڑا ہوا تا پشت پر ہاتھ باندھ گیا۔

وہ ابرو اچکائے اسے دیکھنے لگے کہ اب کونسی بلا نازل ہو گئی۔۔۔؟ البتہ میر حاصل نے یاور کے یوں بے دھڑک

!!! طنز پر دانت پیسے تھے یہ خبیث کسی دن مرے گا میرے ہاتھوں۔۔۔

" !!! ہیلو سر۔۔۔!!! آئی ایم یاور۔۔۔!!! پرسنل سیکرٹری آف دِس پی ایم۔۔۔ "

ان کو اپنی جانب دیکھتے پا کر یاور نے خود ہی اپنا تعارف کروا دیا، باس سے اسے یہی امید تھی کہ ان کا بس چلتا تو

!!! ابھی اسے لات مار کر باہر نکال دیتے۔۔۔

" آئی سی۔۔۔! سو یاور کیا کرتے ہو تم۔۔۔؟؟ "

!!! حیان نے اسے سر تا پیر دیکھتے کہا تھا۔۔! یہ بندہ کچھ کچھ مشکوک لگتا تھا۔۔۔

" !!! دہی بھرے بیچتا ہوں ریڑھی لگا کر۔۔۔"

اس کی اس قدر حاضر جوابی پر میر اور ابراھیم کا قہقہہ پڑا تھا جبکہ عرش دھیما سا مسکرا دیا وہ اسے پہچان گیا

!! تھا۔۔

! حیان البتہ سائیڈ سمائل دیتا سگریٹ کا کش لیتا اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔۔

"جتنا میں نے سوچا تھا اس سے زیادہ خبیث ہو"

اسکے نڈر انداز پر یاور نے سر کو خم دیا۔۔

" !!! تھینک یو ایس پی، آئی لائک دس ون۔۔۔ "

اسکے یوں ڈھیٹوں والے انداز پر یوں تو حیان شاہ کو غصہ آنا چاہیے تھا مگر جانے کیوں وہ مسکرا پڑا۔۔! صحیح کہتا تھا

!!! میر۔۔ جانے کتنے ڈھیٹ مرے ہوں گے جب یہ پیدا ہوا۔۔۔

" یار تیری بیوی تجھے کیسے برداشت کرتی ہو گی۔۔۔؟؟ "

! اسکے روبوٹک لب و لہجے پر ابراھیم پوچھے بنا نہ رہ سکا۔۔

" ! سر۔۔۔ میں بیوی نامی مخلوق رکھتا ہی نہیں۔۔۔ "

اسکے وہی سنجیدہ ہو کر غیر سنجیدہ بات کرنے پر ابراھیم کو زوروں سے ہنسی آئی تھی جسے وہ ضبط کر گیا اب اتنا بھی

!فری نہیں ہونا تھا کہ رعب ہی نہ رہے۔۔۔

"بیسٹ آف لک یار۔۔۔تجھے واقعی اسکی ضرورت ہے۔۔۔ "

ابراھیم نے میر حاصل کا شانہ تھپتھپایا،اسکا اشارہ رمل اور یاور کی جانب تھا۔۔

جبکہ میر حاصل محض مسکرا دیا دھیما سا۔۔! وہ جب اپنی پر آتا تھا تو سامنے والے کا سانس بھی تنگ کر دیتا تھا یہ

!یاور کس کھیت کی مولی تھا۔۔

!اسے تیر کی طرح سیدھا کرنا وہ خوب جانتا تھا خاص کر تب جب اسکا ڈیول موڈ آن ہو۔۔

رہی رمل تو اسے تو وہ محبت سے ہی زیر کر لے گا بظاہر چٹان دکھنے والی کا دل کس قدر نرم تھا یہ وہ باخوبی جان چکا

تھا۔۔

" بندہ ناچیز کو یاد کیا تھا کسی دل ربا نے۔۔؟؟ "

کمرے میں قدم رکھتا وہ بڑے رومانٹک انداز میں بولا تھا جس پر ارشما مسکراہٹ دباتی اسکی طرف پلٹی۔ہاتھ میں پکڑے جیولری باکسز بیڈ پر رکھتی وہ اسکی جانب متوجہ ہوئی جو اس سے کچھ فاصلے پر آ کھڑا ہوا تھا۔

" !!!جی آپ سے بات کرنی تھی۔۔۔ "

سردی سے سرخ پڑتی اسکی ناک پر ہاتھ رکھتی وہ جیسے اسے حدت پہنچانے لگی تھی۔

مزید اسکی گہری سرمئی آنکھوں کے گوشے سرخ ہوتے دیکھ کر وہ متفکر ہوئی تھی۔

ماہ بیر نے اسکی فکر پر اسکا ہاتھ ناک سے ہٹاتے لبوں سے لگایا تھا۔

" !!!جی کریں بات۔۔۔ہم آپ ہی کو تو سننے آئے ہیں۔۔ "

اس کے شہد رنگ کھلے بالوں کی نرماہٹ انگلیوں پر محسوس کرتا وہ لہجہ محبت میں سموئے گویا ہوا اسکے لہجے میں آج بھی اسکے لیے وہی عزت واحترام جھلکتا تھا۔

کس طرح اس نے پرت پرت محبت میں اسے چھپا کر رکھا تھا یہ وہی جانتی تھی اسکی اتنی محبت پر وہ اکثر آبدیدہ ہو جاتی تھی، وہ زندگی کے اس مقام پر کھڑی تھی جب ٹھوکریں اسکا مقدر بن چکی تھیں تب اس مکمل باوقار !مرد نے اسکا ہاتھ تھاما تھا۔۔

بیر۔۔۔!!میں سیریس بات کر رہی ہوں نہ۔۔۔!!!میں سوچ رہی تھی کل ناشتہ فارم ہاؤس کی بجائے گھر "

" میں ہی رکھ لیتے ہیں صبح بہت ٹھنڈ ہوتی ہے کیسے جائیں گے سب۔۔۔؟

بات کرتی ہوئی وہ کبرڈ کی جانب آئی ماہ بیر کی سیاہ چادر نکال کر پٹ بند کرتی وہ اسکے پاس آئی اور پیر بلند کرتے

اسنے چادر اسکے گرد پھیلادی۔۔۔

" !!!ٹھیک ہے جیسا آپ چاہیں۔۔۔ "

وہ آگے بڑھتا نرمی سے اس کی پیشانی پر لب رکھ گیا جس پر ارشمانے ایک پل کو آنکھیں موندی تھیں۔۔

بیر باہر بہت ٹھنڈ ہے آپ باقی سب کو لے کر گیسٹ روم میں چلے جائیں نہ۔۔۔!!میر بیٹا بھی موجود ہے اچھا"

" !!!نہیں لگتا نہ۔۔!میں کچھ دیر تک چائے اور دیگر لوازمات بھجواتی ہیں نگہت کے ہاتھ۔۔

اسکے فکر مندی سے کہنے پر وہ مسکرادیا۔۔وہ دونوں باہر چلے آئے جہاں اورھان اور صالح لاؤنج کے باہر

کھڑے نظر آئے۔

"!!!یار میں جارہا ہوں اندر یہ اچھا ظلم ہے کہ بیوی سے بات تو دور دیکھ بھی نہیں سکتے۔۔۔"

اسکی نیلی آنکھوں میں جھنجھلاہٹ ہی جھنجھلاہٹ تھی دودھیار نگ موسم کے اثر سے ہلکا ہلکا سرخی مائل ہونے لگا تھا۔

وہ نوانٹری کے بورڈ پر لعنت بھیجتا لاؤنج کی طرف بڑھ گیا جس پر ارشمانے بے ساختہ ماہبیر اور صالح کو دیکھا تھا۔ ہڑ بڑاتی وہ اسکے پیچھے گئی تھی۔۔

"!!!اوہو۔۔۔!!!دیکھیں تو کون آیا ہے۔۔۔ "

کسی لڑکی کی پر شوخ آواز گونجی تھی جس پر سب لڑکیوں نے اورھان کی جانب دیکھا تھا۔اینا راسٹپٹا گئی سب کی !موجودگی میں اسے خود کو یوں دیکھتے پا کر۔۔۔

ٹی پنک کیپری شرٹ میں تیار ہمیشہ کی طرح دبلی پتلی وہ کہیں سے بھی دو بیٹیوں کی ماں نہیں لگتی تھی۔

سربراہی صوفے پر ایک ساتھ بیٹھیں رمل اور غزل نے مسکرا کر ایک دوسرے کو دیکھا تھا۔

" !یہ اورھان انکل ہیں۔۔!ایرا اور ارشیہ کے فادر۔۔۔!اور ارشما ممانی کے بھائی۔۔ "

رمل نے اسکی معلومات میں اضافہ کیا تھا جس پر وہ سر کو خم دیتی ان کی جانب دیکھنے لگی۔۔بلاشبہ اس خاندان کے سب مرد بلا کے ہینڈسم تھے۔

صوفے کے بازو پر مشائم کے دونوں کاندھوں پر بازو پھیلائے بیٹھی ایرا اپنے بابا کو دیکھ کر جھٹ سے اٹھی تھی انکا ہاتھ تھام کر وہ انہیں لاؤنج کے وسط میں لے آئی تھی۔

" !!!ماما اور بابا کا کپل ڈانس ہو جائے پلیز۔۔۔۔ "

نیلی آنکھیں میچتی وہ پرجوش سی بولی تھی یہ سوچ کر ہی جیسے اسے لطف آیا تھا۔

اسکا کہنا تھا کہ لاؤنج میں شور پڑ گیا سب بچیوں کے پرزور اسرار پر وہ مان گیا تھا اب ایرا اینارا کو اورھان کے سامنے لے آئی تھی جو بلش کرنے لگی تھی۔

" میرے بغیر ہی بیوٹیفل کپل کا ڈانس ہونے لگا ہے۔۔۔؟ "

تیکھی شوخ آواز کے تعاقب میں غزل نے دیکھا۔لیمن کلر کمر تک آتی بند کرتی کے ہمراہ پستہ رنگ نیٹ کا لھنگا پہنے گھٹنوں تک آتے بھورے گھنگریالے بالوں کو دو حصوں میں بانٹ کر کاندھوں پر پھیلائے نیلی آنکھوں میں چمک لیے وہ بجلیاں گراتی کھڑی تھی۔

لاؤنج سے منسلک کمرے کی کھڑکی سے پردہ ہٹا تھا۔ سلائڈز ذرا سی سرکی تھیں جن سے دو سرمئی نین نمایاں ہوئے تھے۔

ارشیہ نے سافٹ رومانٹک سونگ پلے کر دیا جس پر اورھان نے نرمی سے ایناراکی کمر کے گرد بازو حائل کرتے سٹیپ آگے پیچھے لیے تھے۔ جدید طرز کا کپل ڈانس شروع ہو چکا تھا۔

ایناراسے سر اٹھانا محال ہو رہا تھا کس طرح سب اسے نظروں کی شوخی سے لجانے پر مجبور کر رہے تھے۔ لڑکیاں چمکتی آنکھوں سے ان دونوں کو دیکھ رہی تھیں۔۔

!ہاں درست ہے، یہ جائز محبتیں عمروں کی محتاج نہیں ہوتیں۔۔۔

مشائم نے دل میں ماشاءاللہ کہتے ان کی ایک فوٹی نکالتے صالح کو سینڈ کی تھی جو کچھ سیکنڈز بعد سین ہو چکی تھی۔

" !!!آپ روم میں تو آئیں۔۔۔ ہم اس سے بھی اچھا رومانٹک ڈانس کریں گے۔۔۔ "

اسکے جواب پر وہ خفت سے موبائل واپس پاؤچ میں ڈال کر دوبارہ ان کی جانب متوجہ ہو گئی۔۔

!!!یہ یوسف بھی نہ۔۔۔

اور ھان کے جانے کے بعد خواتین بھی آہستہ آہستہ چلی گئیں کیونکہ وقت بہت ہو چکا تھا رہی لڑکیاں تو وہ ساری رات نہ سونے کا عہد کیے بیٹھی تھیں جیسے۔۔۔!

اب ارشیہ میدان میں اتری تھی کوئی مرد نہ تھا اس لیے اس نے دوپٹہ اتار کر ایک طرف رکھ دیا تھا۔

اسکی دبلی کمر تنگ کرتی کے باعث بے حد نمایاں ہو رہی تھی مزید قاتل انداز تو گھایل کیے جا رہے تھے کسی کو ۔۔۔!

فاسٹ میوزک چلنے لگا تھا جس کے ساتھ وہ بالوں کو جوڑے میں لپیٹتی کمر کو دائیں بائیں حرکت دینے لگی تھی۔

ایسی بل کھاتی نازک کمر دیکھتے کھڑکی سے جھنکتی دو آنکھوں میں خمار اترا تھا۔

!!!ہو میری ادائیں تیر ہیں، ہاں میری ادائیں تیر ہیں۔۔۔

!!!میری ادائیں تیر ہیں۔۔۔۔میرے یار نشانہ تم۔۔۔۔

میوزک ایک پل کو تھما تھا جسکے ساتھ ارشیہ کے لبوں پر مسکراہٹ آئی تھی۔ لڑکیاں زور شور سے ہوٹنگ کرنے لگیں جن میں ایرا سر فہرست تھی۔۔

صوفے پر کھڑی ہو کر ہوٹنگ کرتی اگر وہ ایک پل کو عرش کے بارے میں سوچ لیتی تو اسکی آواز حلق میں ہی دب جاتی۔

رمل اور غزل تالیاں پیٹتیں اپنی مھندی کے فنکشن کو بے حد انجوائے کر رہی تھیں۔۔

غزل کے لیے یہ سب بہت نیا تھا وہ نہایت دلچسپی سے سب کی نوک جھونک دیکھ رہی تھی۔۔

وہیں ایک طرف کھڑیں نگہت اور نوشین ایک دوسرے کو ٹیڑھی نظروں سے دیکھتیں غیر محسوس انداز میں بار بار دھکے دے رہی تھیں۔۔

نوشین کو بار بار آگے ہونے کی کوشش کرتے دیکھ کر نگہت کا دل کیا کہ اسے ایک بار ہی زور کا دھکا مارے جس سے وہ سیدھا ان کے قدموں میں گرے۔۔۔!

ہا مار دے یا چھوڑ دے تو،،، رکھ لے دل یا توڑ دے تو۔۔۔!!

ایسا کوئی موڑ دے تو۔۔۔ زندگی میں ہو مزا۔۔۔۔!!!

ہے، آج ہے انگڑائیوں میں۔۔۔۔ مل کبھی تنہائیوں میں۔۔۔!!!

حسن کی پرچھائیوں میں،،، خوبصورت ہو فضا۔۔۔!!!

!!ہیں حسن گلی میں سینکڑوں،، حسن گلی میں سینکڑوں۔۔۔

!!!حسن گلی میں سینکڑوں،، دیوانے ہو گئے گم۔۔۔

!!!السلام عشقم یارا۔۔۔السلام عشقم۔۔۔

!وہ ماہر ڈانسر کی طرح سٹیپس کر رہی تھی جسے سب بہت انجوائے کر رہے تھے۔۔

گانا ختم ہوا تو وہ پھولتی سانسوں کو اعتدال پر لاتی پانی پینے کے لیے لاؤنج سے باہر آئی۔۔راستے میں دروازہ نظر آیا جس میں ایک ساتھ دو واشروم تھے ان کے آگے کافی کھلا سا صحن تھا جس میں واش بیسن اور قد آور آئینے لگے تھے۔

کچن سے پانی پی کر وہ واپس آئی تو واش روم والی سائیڈ کا دروازہ کھلا تھا اچانک مظبوط مردانہ کلائی سامنے آئی، بدر نے اسے اندر کھینچتے دروازہ بند کر دیا۔۔

" کیا بدتمیزی ہے یہ۔۔۔؟"

جیسے ہی اس نے ارشیہ کو دروازے سے لگاتے اس کے ہاتھ لاک کیے وہ جنگلی بلی بنی اس پر جھپٹی تھی۔وہ جانتا تھا اسکا ردعمل اسی لیے پہلے ہی اسکے ہاتھوں کو لاک کر گیا تھا۔

بد تمیزی نہیں ہے جانِ من۔۔۔میرا اسٹائل ہے یہ۔۔۔!!!کب سے تمہیں مسجز کر رہا تھا روم میں آؤ "

" !!!۔۔۔تم نے ہلکا لے لیا تھا میری بات کو۔۔

اسکی سرمئی آنکھوں کو اپنے چہرے پر گردش کرتے پا کر وہ سلگ کر اسے دیکھنے لگی ذہن میں جیسے ابال اٹھ رہے تھے وہ واپس جانا چاہتی تھی لیکن یہ بد تمیز منحوس بلا اسے پھر سے غصہ دلا رہا تھا۔

" ہاں تو۔۔۔تمہاری باتوں کو ہی نہیں تمہیں بھی ہلکا لیتی ہوں۔۔۔گاٹ اٹ۔۔۔؟؟ "

اسکے ایٹیٹیوڈ انداز پر بدر نے ابرو اچکائے۔۔اسکی کمر میں ہاتھ ڈال کر قریب کرتا وہ مدھم لہجے میں بولا تھا

۔۔

" !!!حالانکہ میں ہر بار بھاری پڑتا ہوں تم پر۔۔۔ "

اسکی بات کا مطلب سمجھتے ارشیہ کے گالوں میں گلابیاں گھلیں اسکی پل پل سخت ہوتی گرفت پر اس کی دھڑکن !بے ترتیب ہونے لگی تھی۔۔۔

" !!!بدر ڈونٹ ڈو۔۔۔ "

!وہ اسے خود پر جھکتے دیکھ کر بے ساختہ بولی تھی نیلی نگاہیں آپ ہی جھکی تھیں۔۔۔

" اوکے۔۔۔ پھر روم میں آؤ فورا، ٹھیک ہے۔۔۔؟ "

وہ اسکا سرخ چہرہ دیکھتا پیچھے ہٹا تھا جس پر ارشیہ نے اثبات میں سر ہلاتے اسکی پشت پر موجود واش بیسن کو دیکھا جہاں ہینڈ واش رکھا تھا۔

وہ اس سے الگ ہوتی بیشن کے سامنے آئی آئینے میں نظر آتے اپنے عکس کو دیکھتے وہ لاپرواہ انداز میں کہنے لگی۔۔

" ! میں نہیں آرہی روم میں۔۔ ہم سب ایک ہی روم میں سونے والے ہیں۔۔۔ "

اسکا اشارہ سب کزنز کی جانب تھا۔۔

بدر نے اسے دیکھتے آنکھیں سکیڑیں وہ ایک لمحے میں اس تک پہنچا تھا اسکا رخ اپنی جانب کرتے اس نے جھٹکے سے اسے واش بیسن پر جھکایا تھا۔

یوں ارشیہ کے بال بیسن میں پھیل گئے تھے یوں جھکنے سے اسکی گردن بدر کے سامنے تھی۔۔ بے حد نمایاں !!!۔۔۔

" ! بدر کیا کر رہے ہو چھوڑو مجھے میرے بال گیلے ہو رہے ہیں۔۔۔"

وہ خود کو چھڑواتی دبے لہجے میں چلائی تھی۔

" بولو روم میں آرہی ہو یا نہیں۔۔۔؟ "

اس پر جھکتا وہ آنچ دیتے لہجے میں بولا تھا جذبات کا سمندر امڈنے لگا تھا۔۔

" !!! نہیں۔۔۔ "

وہ بغیر انجام کی پرواہ کیے ضدی لہجے میں چلاتی ہاتھ پیر مارنے لگی۔۔ بدر نے سپاٹ چہرے سے اسے دیکھا تھا پھر بغیر سوچے ٹیپ کھول دیا۔۔

پانی ایک فوارے کی صورت نکلتا عرشیہ کے بالوں کے علاوہ اسکے چہرے اور گردن کو بھگو گیا۔

وہ ضبط کھوتا جھکا تھا اسکی بھیگی گردن پر۔۔۔! شدت لٹاتا وہ سفید گردن کو چند لمحات میں ہی سرخ کر گیا۔

ارشیہ کا سانس اٹکنے لگا تھا۔ مزید ٹھنڈہ پانی سر میں پڑنے سے درد سا اٹھنے لگا تھا۔۔

وہ سیدھا ہوتا جھٹکے سے اسے اٹھاتا کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔ ارشیہ بنا مزاحمت کیے اسکے سینے میں چہرہ چھپا گئی۔

اسے اس وقت بس شدید سردی محسوس ہو رہی تھی۔

وہ ناخن چباتی اپنے کمرے کے دروازے کے سامنے کھڑی تھی اسے چینج کرنے کے لیے نائٹ سوٹ چاہیے تھا لیکن عرش کے ڈر سے وہ اندر جانے کی ہمت نہیں کر پا رہی تھی۔

گہری سانس لے کر خود کی ہمت بندھاتی وہ دروازہ کھول کر اندر آئی تو چاروں جانب تاریکی دیکھتے اسکے قدم تھمے تھے۔ وہ کنفیوز ہوتی لائٹ آن کرنے کے لیے ایک قدم ہی بڑھی جب دروازہ ٹھا کی آواز سے بند ہوا تھا۔

اسکے دل کی دھڑکن ایک پل کو تھمی تھی۔ خوف کے احساس سے اسکا دل زوروں سے دھڑکنے لگا تھا اس سے پہلے وہ چیختی کسی نے اسے بازوؤں میں بھرا تھا۔

!وہ پہچان گئی تھی اسے اسکی مہک سے۔۔ اسکی گرفت سے، اسکی دھیمی چلتی سانسوں سے۔۔

عرش"۔۔۔؟"

وہ سرگوشی میں اسے مخاطب کرتی اس کے کرتے کو مٹھیوں میں بھینچ گئی۔ اندھیرے کے باعث آنکھیں کچھ بھی دیکھنے سے قاصر تھیں۔

عرش نے اسے جھٹکے سے بیڈ پر پھینکا جس سے اسکی آنکھوں میں نمی چمکی۔۔۔ وہ اس کے غصے کا اندازہ کر سکتی تھی مگر خاموش تھی کیونکہ وجہ بھی تو خود تھی۔۔

" کیا میں نظر انداز کیے جانے کے قابل ہوں۔۔۔؟ "

اس پر سایہ کرتا بیڈ پر کہنیاں جماتا وہ چہرہ اس کے کان پر جھکاتا سرد لہجے میں بولا تھا۔۔۔! کمرے میں ہیٹر بند تھا

! جس کی وجہ سے فضا قدرے سرد تھی۔۔۔! لیکن کہیں تو حدت تھی، شاید جذبات کی۔۔۔

! وہ کانپی تھی ایک پل کو، نجانے موسم کے سرد پن سے یا سرد لہجے کی ٹھنڈک سے۔۔۔

" !!! سوری۔۔۔۔ "

بولتے ہوئے اسکا گلا رندھ گیا تھا جس پر عرش نے اسے زور سے کمر سے دبوچا۔۔

سوری نہیں۔۔۔! یہ میری اس بے چینی کا ازالہ نہیں کر سکتا جو تمہارے نظر انداز کرنے پر میرے دل نے "

" ! محسوس کی ہے۔۔۔

اسکی گردن کے نیچے ہاتھ ڈالتا وہ اپنا ذرا سا بوجھ اس پر منتقل کر گیا جس پر ایرا نے سختی سے آنکھیں میچیں اسکا

سانس جیسے سینے میں ہی اٹکنے لگا تھا۔

" !!! عرش۔۔۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے آپ سے۔۔۔ "

اندھیرے میں اسکا چہرہ ٹٹولتی کپکپاتا ہاتھ اس کے گال پر رکھتی وہ سرگوشی میں بولی تھی۔ہاتھ کی طرح لہجہ بھی کانپتا تھا۔

عرش نے اسکا ہاتھ الگ کرتے اسکی ہتھیلی کو شدت سے چوما تھا اس کی داڑھی نرم گرم سے ہاتھ پر زور سے چبھی تھی جس پر وہ روہانسی ہوتی زور زور سے پلکیں جھپکانے لگی۔۔

"تمہیں ڈرنا بھی چاہیے تاکہ آئندہ تم ایسی حرکت کرنے کی جرات بھی نہ کر سکو۔۔۔!! عرشمان شاہ کی بیوی ہو تم۔۔۔!!!" تمہیں نگاہوں میں خاص رکھتا ہوں تو تم پر بھی فرض ہے کہ ان نگاہوں کا ہر پیام سمجھو۔۔۔

اسکے بالوں میں چہرہ چھپاتا وہ سرسراتی آواز میں بولا تھا۔

" !!!آئی ایم سوری نہ۔۔۔پکا آئندہ نہیں کروں گی۔۔۔ "

وہی ڈرا سہما لہجا۔۔وہ مزید جھکا تھا جس سے دونوں کی سانسیں الجھنے لگی تھیں اسکے لبوں کو بغیر کچھ کہنے کا موقع دیے وہ اسکا سر بلند کرتا پوری شدت سے جھکتا اسکی سانسیں اتھل پتھل کر گیا۔وہ سہم سی گئی تھی اسکی شدتوں پر۔۔۔

" ایرایبٹا۔۔۔؟؟ "

! باہر سے ارشما کی آواز پر اسکی آنکھیں امید سے چمکیں شاید اب رہائی مل جائے اس آہنی گرفت سے۔۔۔

اسے مچلتا پا کر عرش نے اسکے ہاتھوں کو بلند کرتے بیڈ سے لگایا تھا۔۔اسکی ٹانگوں کو لاک کرتا وہ اسکے لبوں پر جھکا اسکی سانسیں چھیننے لگا تھا۔

" !!! لگتا ہے سو گئی ہے۔۔۔ "

خود کلامی کرتی وہ وہاں سے چلی گئی جس پر ایرا نے نفی میں سر ہلانے کی کوشش کی۔۔۔

آخر اپنی چھوٹی سی بیوی پر ترس کھاتا وہ پیچھے ہٹا۔۔۔! اسے اٹھا کر سیدھا بٹھاتے عرش نے سائیڈ لیمپ آن کیا۔ اسکی بکھری حالت وہ گہری نظروں سے دیکھے گیا۔۔

" !!! بہت گندے ہیں آپ۔۔۔ "

روتی ہوئی وہ اس کے سینے پر دونوں ہاتھوں سے مکے مارنے لگی تھی اور وہ بنا مزاحمت کیے نرم گرم نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

" !!! آئندہ اونچا جوڑا بنانے کی ضرورت نہیں ہے ورنہ اگلی بار شدید نشانہ تمہاری گردن ہو گی۔۔۔۔ "

نیم دراز ہو کر سینے پر ہاتھ باندھتا وہ حتمی انداز میں بولا تھا جس پر ایرا نے ناراض نظر اس پر ڈالی۔

بھیگے نیلے پر شکوہ نینوں نے عرشمان شاہ ایک بار پھر سے قید کیا تھا۔

" !!!ہاں میں سارے بال ہی نہ اتروالوں۔۔۔ سکون مل جائے گا آپ کو بھی۔۔۔ "

زور سے گال رگڑتی وہ اٹھ کر چینجنگ روم میں چلی گئی۔ وہ جو سپاٹ لاپرواہ انداز اپنائے ہوئے تھا اسکے جانے !!!کے بعد ہولے سے مسکرا دیا۔۔اب مرتے دم تک وہ مجھے نظر انداز نہیں کرے گی۔۔! گڈ ویری گڈ۔۔۔

سر کے نیچے دونوں ہاتھ رکھتا وہ آنکھیں موند گیا نیند آنکھوں سے قوسوں دور تھی مگر دو پر شکوہ نیلی آنکھیں ذہن کی سلیٹ پر پورے حق سے روشن ہوئی تھیں جیسے عرشمان شاہ کے دل و دماغ پر صرف اور صرف اسی کا حق تھا۔۔۔

Epi # 36

وائٹ ٹشو کی گھٹنوں تک آتی پھولی فراک کے ہمراہ وائٹ ہی کیپری پہنے وہ سنگھار میز کے سامنے رکھے سٹول پر بیٹھی تھی اسکے لبوں پر میٹھی سی مسکان تھی وہ بہت جلد اولاد کی نعمت سے نوازی جانے والی تھی۔۔

یہ احساس ہی بہت خوش کن تھا تصور میں وہ ننھے ہاتھوں کی نرم نرم سی انگلیوں کو اکثر اپنے چہرے پر محسوس کرتی تھی۔ پیٹ پر ہاتھ رکھتے وہ اس انداز میں مسکرائی کہ اسکے چہرے کی چمک دیکھتے اندر آتے ابراھیم نے بے ساختہ ماشاءاللہ کہا تھا۔ دل نے بے ساختہ دعا کی تھی کہ ان کی خوشیاں ہر حاسد بری نظر کے شر سے محفوظ رہیں۔۔۔!

تو تم اپنے رب کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے "۔۔۔۔ "

اسکے سامنے آتا وہ جزب سے کہتا اسکی پیشانی پر لب رکھ گیا۔ زنیشہ نے بے اختیار آنکھیں موندی تھیں۔

بہت خوش نصیب ہوتی ہے وہ عورت جس کا شوہر اسے عزت کے بعد محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہے، آپ "
جانتے ہیں عزت عورت کی اولین ترجیح ہے۔۔ محبت کے بغیر گزارا ہو سکتا ہے، عزت کے بغیر نہیں۔۔۔!!!
"

اسکی جانب نرم نگاہوں سے دیکھتی وہ جزب سے بولی تھی شہد رنگ آنکھوں کے کانچ اپنے رب کی دی نعمتوں پر جھلملا سے گئے تھے۔۔۔!

" !!!عورت اسی قابل ہے کہ اسے عزت دی جائے۔۔۔ "

اس کی پشت پر آ کر اسکے ہاتھ سے برش تھامتا وہ لفظوں کا حق ادا کر گیا تھا۔

بیوی سے محبت کرنا اسکی پرواہ کرنا۔۔۔زن مریدی نہیں، سنتِ نبوی (ص) ہے۔ عظیم ہوتے ہیں وہ مرد جو عورت کو پیر کی جوتی نہیں سر کا تاج بناتے ہیں جسے سجانے سے وہ حقیقتاً بادشاہ کہلاتے ہیں۔۔۔!!!

" ابراھیم میں نے کبھی نہیں چاہا کہ آپ میرے سامنے جھکیں، میں تو خود کو بس آپ کی پسند کے مطابق ڈھالنا چاہتی ہوں تاکہ آپ مجھ سے راضی رہیں۔۔۔! لوگ سمجھتے ہیں عورت ہی مرد کو جھکا کر رکھتی ہے حالانکہ یہ غلط بات ہے میں نے ایسا کبھی نہیں چاہا۔۔۔! "

آئینے میں نظر آتے اسکے عکس پر نگاہیں ٹکائے وہ اس سے دل کی بات کہنے لگی تھی۔۔۔! ہاں دل کی بات دل میں بسے کسی خاص سے ہی تو کہی جاتی ہے۔۔۔!

" میں جانتا ہوں دل تم ایسی نہیں ہو۔۔۔اور تم جانتی ہو مرد صرف اپنی پسندیدہ عورت کے سامنے ہی جھکتا ہے۔۔۔!!! "

اسکے خوبصورت محبت کی چاشنی میں ڈوبے الفاظ پر وہ اٹھلائی تھی، خود پر اترائی تھی۔۔۔!!!

" ابراھیم میرا تیار ہونے کا بلکل بھی دل نہیں چاہ رہا میں کیا کروں۔۔۔؟ "

سفید پھولے فراک میں سادہ چہرہ لیے بالوں کا سادہ سا جوڑا بنائے وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی جیسے جو وہ کہہ دے گا وہ اس پر راضی ہو جائے گی۔۔۔۔!

محبت میں ایسے مقام کب آتے ہیں۔۔۔؟ یہ مقام تو عشق کی سرحد پار کرنے پر ملتے ہیں۔۔۔!

" !!!تم سادگی میں بھی اچھی لگتی ہو۔۔۔ "

وہ اسے آرام سے کھڑا کرتا اس کے کاندھے پر مہرون پھولا سا دوپٹہ پھیلا گیا۔۔وہ ہولے سے مسکرائی تھی سر کو خم دیتی وہ اس کا کالر درست کرنے لگی تھی۔

الفاظ خاموش ہو چکے تھے لیکن آنکھیں بول رہی تھیں۔۔محبت کی زبان، جو اہلِ دل ہی سمجھ پاتے ہیں۔۔وہ دل کہ جن میں سدا محبت کی ٹھنڈی پھواریں پڑتی رہتی ہیں۔۔۔!

سرخ ریشمی غرارا شرٹ بیڈ پر پھیلائے وہ گیلے بالوں کو تولیے میں لپیٹتی تفصیلی نظر سے بیڈ پر پھیلے جوڑے کو دیکھ رہی تھی جو وہ زیب تن کرنے والی تھی۔

اس نے دایاں ہاتھ اٹھاتے جمائی روکی۔۔اسکی ناک سرخ ہو رہی تھی کل جو حرکت بدر نے کی تھی اسکے نتیجے میں اسے فلو ہو چکا تھا۔

بدلہ لینے سے باز تو وہ بھی نہیں آئی تھی اس نے موقع دیکھتے اسے بالکنی میں دھکیلتے دروازہ بند کر دیا تھا کہ اب !اس ٹھنڈ کا مزہ وہ بھی تو چکھے۔۔۔

پھر ترس کھاتے اس نے آدھے گھنٹے بعد ہی دروازہ کھول دیا تھا۔دونوں کا حساب برابر ہو چکا تھا مزید ہمت بھی جواب دے چکی تھی لہٰذا مزید نوک جھونک کے وہ بستر میں گھستے سو گئے تھے۔ارشیہ نے واش روم کا دروازہ بجایا وہ فریش ہونے میں اتنا وقت لگا رہا تھا باہر بارات نکلنے کا شور مچا تھا اور وہ خود بھی ابھی تک تیار نہیں ہوئی تھی۔

" آپپی۔۔۔اللہ آپ اب تک تیار ہی نہیں ہوئیں۔۔۔؟ "

ایرا نے اندر آتے اسے یوں ہی نائٹ سوٹ میں دیکھتے ماتھا پیٹ لیا تھا۔ارشیہ نے گہری سانس لیتے اسے دیکھا جو نیوی بلیو ریشمی ساڑھی میں آفت جوالا بنی ریشمی بھورے بالوں کو سادے جوڑے میں باندھے ہوئے تھی جو اسکی گردن کو چھو رہا تھا۔

چہرے کے اطراف میں چند ریشمی لٹیں کھلی چھوڑ دی گئی تھیں جو بار بار اسکے گالوں کو بوسہ دینے پر آمادہ نظر آتی تھیں۔ گلابی گلابی سا میک اپ کیے نیلی آنکھوں میں حیرت لئے وہ اپنی بہن کو دیکھ رہی تھی جو کبھی کبھی لاپرواہی کی انتہا کر دیتی تھی۔

" بس ہو رہی ہوں تیار، پندرہ منٹ لگیں گے تمہیں پتہ ہی ہے میں زیادہ میک اپ نہیں کرتی ایک لپ سٹک ہی لگالوں تو لوگ گر جاتے ہیں۔۔۔ !!! "

ایک انداز سے کہتے اس نے تولیہ اتارتے بال جھٹکے۔۔۔ کیا شاہانہ انداز تھا۔۔۔!

" آپ کی آنکھیں اتنی سرخ کیوں ہو رہی ہیں آپی۔۔؟ "

وہ جاتے جاتے رکی تھی اس آنکھوں کو دیکھ کر۔۔۔ نیلی چمکتی شیشے جیسی آنکھیں جن کے گوشے سوجھے سوجھے سے تھے۔

" یار رات دیر سے سوئے تھے نہ اس لیے، تم جاؤ میں ابھی آتی ہوں۔۔۔ !!! "

وہ جھک کر سرخ غرارہ شرٹ اٹھاتی ڈریسنگ روم کی طرف بڑھی تو ایرا بھی سر کو خم دیتی باہر چلی آئی۔ ریشمی پلو کندھے سے پھسل پھسل جاتا تھا جس پر وہ جھنجھلا اٹھی۔

اللہّ۔۔۔کس سے ٹھیک کرواؤں میں زنیشہ آپو تو رمل آپی اور غزل آپی کے ساتھ پارلر میں ہیں۔۔۔!!! "

" !!!ارشاماما بھی بزی ہیں ماما ساتھ۔۔!ہاں مشی آنٹی سے کروالیتی ہوں۔۔۔

خود کلامی کرتی وہ ساڑھی فرش سے اٹھاتی صحن کی جانب بڑھی تھی۔

" !!!رکیں رکیں اتنی جلدی کس بات کی۔۔۔؟چلیں ہمارے پیسے نکالیں۔۔"

بارات کو ہال میں داخل ہوتے دیکھ کر ایراز نشہ کے ساتھ فٹ سے انٹرنس پر پہنچتی دوپٹے سے ان کا راستہ روک گئی۔

دوپٹے کا دوسرا سرا زنیشہ نے تھام رکھا تھا جبکہ عرشیہ باقی کزنز کے ساتھ کچھ فاصلے پر کھڑی تھی۔

سرخ غرارا شرٹ میں سلور جھمکے پہنے بھورے بالوں کو سٹریٹ کیے وہ بے حد دلکش لگ رہی تھی بال سٹریٹ کرنے سے وہ گھٹنوں سے بھی نیچے جانے لگے تھے وہ اس لک میں بے حد مختلف لگ رہی تھی باقی دنوں سے !۔۔۔

اسکے اس روپ نے مہرون تھری پیس میں کھڑے دونوں دولہوں کے ساتھ کھڑے بلیک تھری پیس میں

ملبوس بدران شاہ کو گھایل کیا تھا۔ مشرقی لباس اس پر بے حد جچ رہا تھا۔

وہیں عرش اپنی بیوی کو دیکھتا مبہوت ہوا تھا، نیوی بلیو ریشمی ساڑھی میں اب اس نے ایک شال کاندھوں پر پھیلا

رکھی تھی جس کا مطلب تھا وہ عرش کی پسند نہ پسند کا خیال رکھنے لگی تھی۔ وہ دھیما سا مسکرایا تھا اسے دیکھ کر

!۔۔

!میر نے سمجھتے سر کو خم دیا اس نے جیب سے پھولا ہوا انویلپ نکالا جس میں ایک لاکھ کیش تھا۔۔۔

" یہ ہماری چھوٹی سی بھابھی کے لیے۔۔۔!! اور یہ۔۔۔۔ "

ایرا کی طرف وہ لفافہ بڑھاتے اس نے یاور کے ہاتھ سے دوسرا لفافہ پکڑا جس میں اتنا ہی کیش تھا۔

" !!! یہ ریسپیکٹڈ لیڈی کے لیے۔۔۔ "

اس نے تکریم سے وہ پیکٹ زنیشہ کی طرف بڑھایا جسے نرم سی مسکراہٹ سے اس نے تھام لیا۔

تھینک یو سو مچ میر بھائی۔۔۔!!! حیان بھائی آپ یہ نہ سمجھیں کہ آپ کی جان چھوٹ گئی ابھی آپ کی جیب "

"! بھی خالی کرواتے ہیں۔۔

بچوں کی سی خوشی چہرے پر سجائے وہ میر کا شکریہ ادا کرتی حیان کو وارن کرتی بولی تھی جس نے کمال بے نیازی سے کندھے اچکائے تھے۔۔

اس کے پیچھے آتے علی نے اس کی بات پر آنکھیں گھمائی تھیں۔۔ شکر تھا آج پیٹ کا خانہ خراب ہونے کی بجائے قدرے بہتر تھا۔۔! گزرے وقت کا احساس کرتے ماہ بیر لوگوں نے معاملہ رفع دفع کیا تھا۔ ہجوم میں گھرے دونوں دولہے فلیش لائٹس کی روشنی میں سٹیج کی جانب بڑھ گئے۔۔

کھانے سے فراغت پا کر دونوں دلہنوں کی انٹری ہوئی تھی۔ڈیپ مہرون ایک جیسے لھنگوں میں بھاری مہرون دوپٹے سروں پر ٹکائے وہ دیکھنے والی ہر آنکھ کو مبہوت کر گئی تھیں۔

ڈیپ مہرون لپ سٹک سے رنگے لب، درمیان کی مانگ میں سجی مہرون نگینوں سے مزین ماتھا پٹی جس کے نگینے ناک میں پہنی نتھ سے میل کھاتے تھے۔

سرخ رخساروں پر جھکی گھنی پلکیں جو بھر بھر کر مسکارہ لگانے سے اور بھی واضح ہو رہی تھیں۔دونوں کے جوڑے بھی ایک جیسے تھے جو گردن کی سائیڈ سے نظر آتے تھے۔

بہترین فرانسیسی طرز کے بنے جوڑے۔۔۔بس فرق تھاان کے رنگ کا۔۔غزل کے بال اسکے مہرون لھنگے سے میل کھارہے تھے جبکہ رمل کے بال کالے تھے جن کی چمک ان کے بے حد ریشمی ہونے کا پتہ دیتی تھی۔

ارد گرد موجود لڑکیوں کے نرغے میں چلتے ہوئے غزل نے ایک پل کو نگاہ اٹھا کر سامنے دیکھا تھا۔کاجل کی لکیر میں پروئی ہری کانچ سی دہکتی آنکھیں سیدھا حیان سے ٹکرائی تھیں۔

کیمرہ مین نے اس لمحے کو کیمرے میں مقید کیا تھا۔جونہی وہ دونوں سٹیج تک آئیں دونوں دلہے اٹھتے ان کے مقابل آئے تھے۔جھکتے انہوں نے اپنی اپنی بیویوں کی طرف ہاتھ بڑھایا جو جن کو تھامنے کا پرمٹ نکاح کی صورت میں انہیں مل چکا تھا۔۔

وہ جھک کر مظبوط ہتھیلی ان کے سامنے پھیلائے ہوئے تھے اور وہ سر اٹھائے اپنا ہاتھ بڑی نزاکت سے ان کے ہاتھ پر رکھ گئیں۔۔یہ ایسا منظر تھا کہ اگر اسے محفوظ نہ کیا جاتا تو لمحات واحساسات کے ساتھ ناانصافی ہوتی۔۔

ہال میں شور سا برپا ہوا تھاان کے ہاتھ تھامنے پر۔۔۔نہایت احتیاط سے انہوں نے سٹیج پر چڑھنے میں ان کی مدد کی۔۔حیان بغیر کسی کی پرواہ کیے جھکا تھا جس سے وہی لٹ پیشانی پر آ گری تھی۔

غزل کے قدموں کی جانب سے لھنگا درست کرتے وہ اسے لیے پیچھے سجے صوفے کی طرف بڑھ گیا۔ وہیں میر کے ساتھ چلتی رمل ایک پل کو لڑکھڑائی تھی لھنگا اس کے پیروں میں اٹکا تھا جب میر حاصل نے فوراً سے اسے تھاما تھا۔۔

اعتبار کر لیں بلکل اندھا۔۔۔! گرنے نہیں دوں گا۔۔۔! نہ زندگی کی راہوں میں نہ دنیا کی نگاہوں "

" !!!میں۔۔۔

اسکے دھیمے لہجے پر وہ ایک پل کو نظر اٹھاتی اسے دیکھے گئی پھر دھیمی مسکان چہرے پی سجاتی اسکے ساتھ آگے بڑھ گئی۔۔کچھ وقت فیملی فوٹو شوٹ چلتا رہا پھر ایک ایک کرتی سب کزنز سٹیج پر چڑھ آئیں۔۔۔

زنیشہ منہ بنائے سٹیج کی پاس رکھے صوفے پر بیٹھ گئی زیادہ اوپر نیچے ہونا اس کے لیے ٹھیک نہیں تھا اب تو دن بھی قریب آرہے تھے۔ابراھیم نے اسے تلاشا تھا اس پر نگاہ پڑتے وہ سٹیج سے اترتا اس کے پاس آیا۔

" تم ٹھیک ہو۔۔؟ کہیں درد تو نہیں ہو رہا یا دل خراب۔۔۔؟ "

اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھتا وہ فکر مندی سے بولا تھا۔زنیشہ نے اس کا بازو پکڑتے اسے ساتھ بٹھالیا اس کے کسرتی بازو پر سر ٹکاتی وہ منہ بناتی کہنے لگی۔۔

" !!!سب انجوائے کر رہے ہیں میں اکیلی بیٹھی ہوں بس۔۔۔ "

شکوہ سا شکوہ تھا۔اسکی کنڈیشن سمجھتا وہ اس کے گرد بازو پھیلاتا اسے ساتھ لگا گیا۔۔

میرا بچہ میں تو ہوں نہ آپ کے ساتھ۔۔۔؟ کھانا کھایا تھا۔۔۔؟"اسکا سر چومتا وہ اسکا دیہان بٹانے لگا تھا۔وہ "

اسکا ہاتھ تھامتی لاپرواہ انداز میں کہنے لگی۔۔

" !!سیلڈ کھایا تھا نہ باقی سب سپائسی تھا۔۔۔ "

ابراھیم نے اشارے سے ویٹر کو جوس لانے کا کہا۔۔ایک کیمرہ مین ایونٹ کی پکچرز بناتا ادھر آنکلا تھا ابراھیم کو

دیکھتے وہ پرجوش سا گویا ہوا۔۔

میجر آئی ابراھیم میں آپ کا بہت بڑا فین ہوں۔۔۔!کیا میں آپ کے ساتھ ایک تصویر لے سکتا ہوں "

" ۔۔۔؟

زنیشہ نے دلچسپی سے ابراھیم کو دیکھا تھا جو سر اثبات میں ہلاتا اٹھ کھڑا ہوا۔سیلفی لینے کے بعد کیمرہ مین وہاں

سے خوشی خوشی چلا گیا۔

" کیا ایسے کیوں دیکھ رہی ہو۔۔۔؟"

واپس بیٹھتا وہ اسکے تاثرات دیکھتا ابرو اچکا گیا۔

" بڑے فین ہیں میجر ابراھیم کے۔۔۔ لیکن میجر ابراھیم کس کا فین ہے۔۔۔؟ "

! وہ اسکے سینے پر انگلی رکھتی لب دبا گئی وہ مسکایا تھا اسکی بچکانہ حرکت پر۔۔۔

آپ کا۔۔۔!!!" جھک کر کہتا وہ جوس کا گلاس ویٹر سے تھامتا اس کے لبوں سے لگا گیا جس پر وہ برے برے "

منہ بناتی آہستہ آہستہ جوس پینے لگی۔

سٹیج پر جھانکو تو ایر احیان کی جانب سجا ہوا دودھ کا گلاس بڑھا رہی تھی جبکہ ارشیہ میر کی جانب۔۔ میر سے تو وہ

پیسے نکلوا چکے تھے اب حیان کے سامنے وہ کمر پر ہاتھ ٹکا کر کھڑی ہوتی دوسرا ہاتھ اسکے سامنے پھیلا گئی۔

چلیں بھئی دودھ پلائی کی رسم کے بدلے اپنی سب بہنوں کو پیسے دیں۔۔ اتنا نیک کام کیا ہے ہم نے۔۔۔! "

" !!!ایک تو یہ ٹیسٹی ملک دوسرا اپنی بہن آپ کو دے رہے ہیں۔۔۔

اسکے یوں پارٹی بدلنے پر حیان عش عش کر اٹھا۔

" !!!ایسا ہے کہ اپنی بہن اور یہ دودھ واپس لے لو۔۔۔ "

بڑھی ہوئی داڑھی کھجاتا وہ لاپرواہ انداز میں کہتا اسے گلاس تھما گیا جس میں لگے سٹرا سے اس نے ایک گھونٹ بھرا تھا۔اسکی سیاہ آنکھوں میں شرارت سی رقصاں تھی۔جہاں ایرا کا منہ کھلا وہیں سب لڑکوں کا قہقہہ پڑا۔

لڑکیوں کی بے عزتی پر وہ ہنس ہنس کر دہرے ہو گئے جن میں سر فہرست علی تھا۔ایرا نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھتے پھر عرش کو گھورا جس کے تاثرات میں بھی مسکراہٹ گھلی تھی۔

نیچے مشائم،ارشم،ایرا،اورھان،صالح اور ماہ بیر ایک ساتھ کھڑے انہیں دیکھ کر لطف اٹھا رہے تھے اب دیکھنا تھا جیت کس کی ہونی تھی۔

" عرش۔۔۔آپ کیوں مسکرا رہے ہیں۔۔؟؟"

وہ تنک کر بولی تھی جس پر عرش کا چہرہ فورا سنجیدہ ہوا جیسے کہہ رہا ہو میں ایسی غلطی کر سکتا ہوں بھلا۔۔۔؟

ان سب کو ایک نظر دیکھتے غزل نے غیر محسوس انداز میں حیان کے بازو پر چٹکی کاٹی جس پر وہ چونک کر اسے دیکھنے لگا۔۔

" واپس بھیجنے کے لیے نکاح کیا ہے۔۔۔؟ "

دوپٹہ ٹھیک کرتے اس نے چہرے کے سامنے ہاتھ کرتے دانت پیس کر کہا۔۔وہ مسکراتی نظروں سے اسے دیکھتا دھیمی آواز میں گویا ہوا۔۔

اونہوں۔۔۔ تمہیں فرصت سے جاننے کے لیے نکاح کیا ہے،ایک اور جواب بھی ہے لیکن اس وقت "
"!!! مناسب نہیں۔۔۔

وہ اپنے کہے الفاظ کے گہرے مطلب سے پل میں اسکی بولتی بند کر گیا۔

بدر نے ارشیہ کا ہاتھ پکڑتے اسے قدرے دور کیا تھا جس پر وہ ناسمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔۔

تم نہیں مانگو گی چاہے میرا بھائی ہے لیکن میری غیرت گوارا نہیں کرتی کہ میری بیوی کسی کے سامنے ہاتھ "
پھیلائے۔۔ویسے بھی کیا ضرورت ہے اس فضول رسم میں حصہ ڈالنے کی جب یہ اتنا ہینڈسم بندہ اور اسکی
" !!! ساری دولت تمہاری ہی ہے۔۔۔

وہ خاصے مغرور انداز میں بولتا دائیں آنکھ دبا گیا۔ارشیہ نے مسکراہٹ دباتے اسکی جانب سے رخ بدلہ تھا۔

" !!! پاگل ہو تم۔۔۔ "

مسکان دباتی وہ اسکے بازو پر مکا مار گئی جس پر وہ ہلکا سا مسکرا دیا۔۔ سرمئی آنکھیں مسلسل اس پر ٹکی تھیں جنھیں محسوس کر کے وہ چہرہ اسکی جانب گھماتی سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔۔اس کی نیلی کانچ سی چمکتی آنکھوں کو خود پر مرکوز پا کر وہ ٹھنڈی آہ بھر کر رہ گیا۔۔

میں مر جاؤں گا یار تمہارے قاتل نینوں کے وار سے،،،واللہ الٹی چھری سے حلال کرتے ہیں میرے دل کو "

" !!!۔۔۔

اسکے خالص عاشقانہ انداز پر وہ کوشش کے باوجود مسکراہٹ نہ روک پائی یہ بندہ اپنی باتوں سے اسے زیر کر کے "!!!ہی رہے گا۔"بکواس نہ کرو اتنی جلدی مرنے نہیں دوں گی۔۔۔

اسکے پیٹ میں کہنی مارتی وہ حیان کی جانب متوجہ ہوئی۔

" !!!سر مانگے والیوں کو جلدی فارغ کر دیں۔۔۔!!!آج تو جمعرات بھی ہے۔۔۔ "

کہتا ہوا وہ زوردار قہقہہ لگا گیا۔ عرش نے اسکی گردن میں ہاتھ ڈالتے اسے مسکراتی نظروں سے دیکھا جس پر علی کے حلق میں گلٹی ابھری۔۔بے تاثر آنکھوں سے زیادہ خطرناک مسکراتی آنکھیں ہوتی ہیں اتنا تو وہ اب تک کے کریئر میں جان چکا تھا۔

حیان نے مزید دیر کیے بغیر بلینک چیک اسکی جانب بڑھادیا جس پر خوشی سے چہکتی اسکا شکریہ ادا کر گئی۔۔

" !!!اوہ مائی گاڈ بلینک چیک۔۔۔! تھینکس حیان بھائی۔۔۔ "

چیک لہراتی وہ باقی کزنز کے ساتھ سٹیج سے نیچے اتر گئی۔۔مزید ایک گھنٹے بعد رخصتی کا شور اٹھا تھا جس کے بعد

!دونوں قافلے اپنی منزل کی جانب رواں دواں ہو گئے۔۔۔

سرد موسم اور تھکن کے باعث واپس آتے ہی سب لباس تبدیل کرتے اپنے اپنے بستروں میں گھس گئے ایسے

میں نگہت اور نوشین نے ہمت کر کے گرما گرم چائے بنا کر سب کے کمروں میں پہنچادی۔۔

بشیر چائے لے کر یوسفز کے بنگلے میں چلا گیا جہاں ارشمامشائم کے پاس ٹھہر گئی تھی۔اپنی پھول جیسی بیٹی کو وداع

کرنا اس کے لیے بلکل بھی آسان نہیں تھا۔

واپس شاہوں کے بنگلے میں جھانکو تو ارشیہ غزل کو لیے حیان کے روم میں آئی تھی جسے گلاب کے پھولوں سے

سجایا گیا تھا۔غزل کو بیڈ پر بٹھاتی وہ ہیٹر آن کر کے نرمی سے اس سے مخاطب ہوئی۔

تمہارے کپڑے وارڈروب میں رکھے ہیں۔۔۔!! ٹیبل پر فروٹس بھی رکھے ہیں۔۔!اگر تمہیں کچھ اور بھی "

!کھانا ہو تو انٹر کام پر بشیر کو بلا لینا، ہمارا پرانا سرونٹ ہے۔۔۔

" اینڈ ون مور تھینگ کوئی بھی پرابلم ہو بلا جھجھک مجھے یا ایرا کو بتا دینا ہمارے روم کچھ آگے ہی ہیں او کے۔۔۔؟

ارشیہ کے نرمی سے بات کرنے پر وہ سر اثبات میں ہلا گئی۔۔ تھوڑی دیر پہلے جو دل گھبرانے لگا تھا اب پر سکون

ہو گیا تھا۔۔

" !!! تھینکس عرشیہ۔۔۔ "

وہ بھی نرمی سے بولتی مسکرائی تھی۔اسکے ہونٹ کے خم پر چمکتا تل واضح ہوا تھا جس نے ارشیہ کی توجہ کھینچی

!۔۔۔

" !!! یو آر سو پریٹی غزل۔۔۔لکنگ لائک آ ڈول۔۔۔ "

خوشگوار لہجے میں کمپلیمنٹ دیتی وہ ازلی مغرور چال چلتی کمرے سے باہر جاتی آہستہ سے دروازہ بند کر گئی۔ غزل

!!! نے جلدی سے اٹھ کر ڈور لاک کیا تھا پتہ نہیں کیوں۔۔۔

میر حاصل کا خوبصورت پیلس ہر طرف سے گلاب کے پھولوں کی خوشبو سے مہک رہا تھا۔ شیشے جیسے دکھتے زینوں سے منسلک دوسری منزل کا سفید فرش سرخ پھولوں کی قطار سے ڈھکا ہوا تھا جو ماسٹر بیڈ روم کے سامنے جا کر رکتی تھی۔

سفید لکڑی کے دروازے سے اندر جھانکو تو ہر شے سفید نظر آتی تھی سفید فرنیچر، سفید قالین سفید ریشمی پردے سامنے کی دیوار سے نصب زمین پر رچھار کھا واٹ مرر جس کے اطراف تو سفیدی سے ڈھکے تھے جبکہ بیچ میں قد آور گول آئینہ تھا۔

ہر شے سفید تھی شفاف سی جن میں دو وجود نمایاں تھے۔ سفید سلک کی بیڈ سیٹ پر لہنگا سمیٹتی رمل اور اس کے سامنے گھٹنا موڑ کر بیٹھا وہ جو اپنی سلطنت کا شہزادہ تھا جو اپنی سامزادی کو پوری سان سے اپنی سلطنت میں لے آیا تھا۔

وہ نظریں جھکائے بیٹھی تھی دل تھا کہ زوروں سے دھڑکتا جا رہا تھا۔اسکا یہ روپ دیکھتا وہ گرد و پیش فراموش کر بیٹھا تھا۔منظر میں بس وہ تھی جس کے لب آج ساکت تھے۔جس کی ناک میں پہنی نتھ اس کے دل کو عجیب طرح سے اپنی اوڑھ کھینچ رہی تھی۔ہاں یہ سنگھار اسی کے لیے ہی تو تھا۔

" !!!آپ کی خوبصورتی کو سراہنے کے لیے الفاظ معذرت کر گئے ہیں۔۔۔ "

آہستہ سے اس کی نتھ کو چھوتا وہ ہولے سے مسکرایا تھا۔اسکے ہاتھ کا لمس چہرے پر محسوس کرتے وہ خود میں سمٹی تھی۔

" !!!آپ کے لیے ادنی سا تحفہ۔۔۔ "

جیب سے مستطیل شکل کا باکس نکالتے اس نے رمل کی جانب بڑھایا جسے وہ کچھ سیکنڈ بعد تھام گئی۔باکس کھولتے اسکی آنکھوں میں ستائش ابھری تھی بریک سی چین تھی جس میں تین ننھے ہیری پروئے گئے تھے ان کی چمک آنکھوں کو خیرہ کر رہی تھی۔

" !!!تھینک یو۔۔۔"

وہ ایک پل کو جھکی پلکیں اٹھا کر کہتی پھر سے پلکیں جھکا گئی۔۔

" !!!میں چینج کرنا چاہتی ہوں۔۔۔ "

وہ ذرا جھجھک کر بولی جانے اسکا کیا ردعمل ہو۔۔وہ اٹھ کھڑا ہوا جس پر رمل نے فورا اسے دیکھا تھا۔

" چینجنگ روم میں آپ کے کپڑے اور دوسرا سامان موجود ہے آپ فریش ہو جائیں میں کھانے کے لیے کچھ لاتا ہوں یقینا آپ کو بھوک لگ رہی ہو گی۔۔۔ !!! "

بغیر برا منائے وہ نرم لہجے میں بولا جس پر رمل نے شکر کا سانس لیا۔

" !!!نہیں مجھے بھوک نہیں ہے۔۔۔ "

اسے دیکھ کر انکار کرتی وہ لھنگا سنبھال کر اٹھ کھڑی ہوئی وہ سر کو خم دیتا روم سے باہر چلا گیا تاکہ وہ ریلیکس ہو سکے۔۔۔ !

رمل نے سختی سے آنکھیں میچیں اسے واقعی بھوک لگ رہی تھی لیکن اس نے منع کر دیا۔"آخر ہو کیا رہا ہے مجھے؟ کیوں گھبرا رہی ہوں اسکی موجودگی میں۔۔۔؟ "

خود کو کوستی وہ کمرے سے منسلک چینجنگ روم میں چلی گئی۔ قریب بیس منٹ بعد وہ بلیک سلک کی ٹراؤزر شرٹ پر بلیک لانگ سویٹر پہنے سینے پر ہاتھ لپیٹے باہر آئی۔ اس کے بال کھلے ہوئے تھے جنہیں وہ جوڑے میں لپیٹنے کے لیے اپنے پرس میں رکھے ہیئر کیچر کو نکالنے کے ارادے سے باہر آئی تھی۔۔

جب میر کو کمرے کے وسط میں اپنی جانب پشت کر کے کھڑے پا کر اسے بریک لگا۔ وہ بھی بلیک ٹی شرٹ اور ٹرؤزر پہنے ہوئے تھا۔ کمرے میں ہیٹر کے باعث حرارت تھی جس کے سبب اسے سردی محسوس نہیں ہو رہی تھی۔

وہ اسے اپنے پیچھے پا کر پلٹا تھا۔ اسے پہلی باریوں بغیر دوپٹے کے دیکھ کر وہ مبہوت ہوا تھا دھیرے دھیرے وہ اسکی جانب بڑھنے لگا تھا وہ سرعت سے پلٹی تھی اس کے ہر بڑھتے قدم کے ساتھ دل کی دھڑکن بھی سوا ہونے لگی تھی۔

وہ اس کی پشت پر چند انچ کے فاصلے پر آ کھڑا ہوا تھا۔ دھیرے سے بازو اسکی کمر کے گرد باندھتے وہ اسکے ریشمی سیاہ بالوں میں چہرہ چھپا گیا۔

!وہ ساکت ہوئی تھی اسکی قربت پر۔۔۔ دل یوں تھا جیسے پسلیاں توڑ کر باہر نکل آئے گا۔۔۔

بہت شدت سے انتظار کیا تھا دل نے اس لمحے کا جب میں پورے حق سے آپ کی مہک سانسوں میں اتار "

سکوں۔۔۔! دل کو جیسے یقین نہیں آرہا میری محبت میری بانہوں کے حصار میں ہے۔۔۔!! قربِ محبت ایسا

" ! سکونِ دل ہے جسے الفاظ میں بیاں نہیں کر سکتا۔۔۔

ہاتھوں کی گرفت مظبوط کرتا وہ وہ اسکی گردن میں چہرہ چھپانے لگا تھا۔ وہ سہم گئی تھی اس کے پر شدت انداز پر

!۔۔۔

" میر۔۔۔۔۔؟؟ "

ٹوٹی پھوٹی آواز میں اس کے لبوں سے اسکا نام جدا ہوا تھا۔ وہ تڑپ اٹھا تھا اسکی روہانسی آواز پر۔۔۔ اسکے لبوں

سے محض اسکا نام ادا ہوتا تو وہ قربان جاتا مگر یہ لہجہ تھا جس نے میر حاصل کو بے چین کیا تھا۔

اس نے دو قدم پیچھے ہٹتے رمل کا رخ اپنی جانب کیا تو اسکی کالی آنکھوں میں تیرتا پانی دیکھ کر ساکت ہوا تھا۔۔

"رمل۔۔۔؟ آپ رو کیوں رہی ہیں۔۔۔؟؟"

اسکا ہاتھ تھام کر اسے قریبی صوفے پر بٹھا کر وہ پنجوں کے بل اسکے سامنے بیٹھا۔

" !!! آئی ڈونٹ نو۔۔۔ میرا دل۔۔ بہت۔۔ گھبرا۔۔ رہا ہے۔۔۔"

وہ گال پر لڑھکتے آنسو صاف کرتی شرمندگی سے بولی تھی۔میر کو چند سیکنڈ لگے تھے سمجھنے میں۔۔۔

وہ اسکی قربت سے گھبرا رہی تھی۔۔۔! ہمیشہ وہ جنس مخالف سے ایک فاصلے پر رہی تھی اب یوں اسے قریب پا کر وہ گھبرانے لگی تھی۔

" !!! اٹس اوکے۔۔۔ایوری تھینگ از اوکے۔۔۔! رمل میری طرف دیکھیں۔۔۔ "

! وہ اسکی ٹھوڑی تلے انگلی رکھتا اسکا جھکا چہرہ اٹھا گیا۔دونوں کی نظریں ملی تھیں۔۔

" !!! میں دو عورتوں کی آنکھوں میں آنسو برداشت نہیں کر سکتا، کبھی نہیں۔۔۔ "

کہتا ہوا وہ رکا تھا جس پر وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔۔

ایک آپ ہیں۔۔۔دوسری میری ماما۔۔۔وہ بھی بہت مظبوط تھیں آپ کی طرح خیر۔۔۔! رمل آپ کو " پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔! آپ پہلے مجھے جان لیں اچھی طرح۔۔۔میں زبردستی تعلق بنانے کا قائل نہیں ہوں۔۔۔ " !!!

اسے یونہی خاموش بیٹھا دیکھ کر وہ گہری سانس لیتا اٹھ کھڑا ہوا۔

" تم ناراض ہو مجھ سے۔۔؟ "

اسکے مقابل کھڑی ہوتی وہ لب کاٹتی بولی تھی وہ مسکراہٹ دبا گیا اسکا یہ روپ دیکھ کر، اسکے دیکھنے سے پہلے ہی وہ چہرہ سنجیدہ کر گیا۔۔

ہمم ہوں ناراض لیکن اس سے کیا ہوتا ہے۔۔۔؟ محبت تو مجھے آپ سے ہے، آپ کو تھوڑی مجھ سے "

" !!!۔۔۔

دھیمے لہجے میں کہتا وہ رخ بدل گیا الفاظ اور لہجے کے برعکس اسکے تاثرات میں مسکان گھلی تھی جبکہ شہد رنگ آنکھوں میں محظوظ تاثر تھا۔

تم ایسے کیوں کہہ رہے ہو۔۔۔ دیکھو پلیز۔۔۔ آئی ایم سوری۔۔۔!!!" اس کی پشت سے گھوم کر سامنے "

آتی وہ بے ربطگی سے کہتی پھر سے لب کاٹنے لگی۔

وہ شدید ڈسٹرب ہوا تھا اسکی حرکت پر۔۔ اسکے جھکے سر کو دیکھتا وہ انگوٹھے سے اسکا لب آزاد کر گیا۔

" !!!یوں مت کریں۔۔۔ "

وہ جھک کر اس کے لب کے کنارے پر اپنے لب رکھ گیا۔ وہ ایک قدم پیچھے ہٹی تھی جسم میں جیسے کرنٹ سا دوڑ گیا تھا۔

میرے سامنے کھڑی یہ لڑکی تو کوئی اور ہی لگتی ہے۔۔۔تم نے میری بیوی کو دیکھا ہے کہیں۔۔۔؟لگتا ہے "

" !!!کھو گئی ہے۔۔۔

اس کے چھیڑتے انداز پر اسے پہلی بار ہنسی آئی تھی۔۔

" !!!میں سونے لگی ہوں۔۔۔"

ایک نظر اسے دیکھتی وہ بیڈ کی جانب بڑھ گئی۔۔میر نے گہری سانس لیتے خود کا کاندھا تھپتھپایا۔۔

" !!!ہاں سو جاتے ہیں کیا پتہ پھر میرا ارادہ بدل جائے۔۔۔۔ "

وہ بھی اپنی سائیڈ پر نیم دراز ہو گیا۔رمل نے اسکے کہے الفاظ پر ایک پل کو آنکھیں میچیں تھیں۔۔۔! بلینکٹ منہ تک لیتی وہ فٹ سے آنکھیں موند گئی۔۔

Epi # 37

دروازے پر کھٹکا ہوا تو وہ کچی نیند سے جاگ گئی۔۔ہری آنکھوں میں لال ڈورے نمایاں سے تھے۔۔"آہ ۔۔۔!!!"ایک ہی سائیڈ لیٹے رہنے سے اس کے نیکلیس کی چین گردن کی سائیڈ پر گہرا نشان چھوڑ گئی تھی۔۔

سیدھی ہو کر بیٹھتے اس نے گردن پر ہاتھ رکھا تو اس کے لبوں سے بے ساختہ آہ نکلی تھی۔ ہاتھ میں پنج آنگلہ، گلے میں نیکلیس، ناک میں نتھ اور مانگ میں ماتھا پٹی۔۔۔ کچھ بھی تو نہیں اتارا تھا اس نے۔

عروسی لباس میں وہ نیم دراز کب سو گئی اسے پتہ ہی نہ چلا تھا۔ دوبارہ کھٹکا ہوا تو وہ نیم خوابیدہ آنکھوں سے دروازے کی سمت دیکھتی آہستہ سے اٹھی اس کے ذہن سے نکل چکا تھا کہ اس نے دروازہ خود ہی بند کیا تھا تاکہ ایس پی کو تنگ کر سکے۔ کھڑے ہوتے وہ ذرا سا لڑکھڑائی تھی منہ بناتی وہ نیچے گرتے دوپٹے کی پرواہ کیے بغیر دروازے کی جانب بڑھی۔

سست روی سے دروازہ کھولتے وہ سوئی سوئی آنکھوں سے معصومیت سے اسے دیکھنے لگی جو ایک ہاتھ اسکی پتلی کمر میں ڈال کر اسے اندر دھکیلتا دروازہ بند کر کے اسے دروازے سے پن کرتا اس کے لبوں کو پر شدت گرفت میں لے گیا۔

ایک ہاتھ دروازے پر ٹکائے دوسرا ہاتھ اسکی کمر پر رکھے اسے دروازے سے لگائے وہ لمبا چوڑا وجود اس پر قابض ہو چکا تھا۔ غزل کی نیم خوابیدہ آنکھیں پوری کھل گئیں۔

اسکے زور سے دھکیلنے پر اسکی کمر میں درد سا اٹھا تھا۔اسکی سانس اٹکنے لگی تو اس نے حیان کے سینے پر ہاتھ رکھتے اسے پیچھے دھکیلنا چاہا مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوتا اسکے لبوں پر جھکا جانے کس بات کا بدلہ لے رہا تھا۔

غزل نے غصے سے اسکے بالوں میں ہاتھ ڈالتے اسکا سر بلند کیا تو حیان نے اسکے لبوں کو آزاد کرتے اس کی آنکھوں میں دیکھا ہری کانچ سی آنکھوں میں سرخ ڈوروں کے علاوہ دبا دبا سا غصہ تھا۔آنکھوں سے سفر کرتی اس کی کالی آنکھیں بے حد سرخ ہوتے لبوں پر ٹھہری تھیں اوپر والے لب کے خم پر موجود تل پر اسکی نگاہ ٹھہری تھی۔

اس کے بے حد قریب اسکی گرفت میں گہری گہری سانس لیتی غصے سے اسکی جانب دیکھتی وہ یہ فراموش کر بیٹھی کہ وہ بغیر دوپٹے کے ہے اسکا نازک دلکش سراپا دیکھتے حیان کی آنکھوں میں خمار اترا تھا۔

" تم آخر چاہتے کیا ہو۔۔؟اگر میں مر جاتی۔۔۔؟ "

وہ اس وقت غصے کے زیر اثر تھی وگرنہ اسکی خمار زدہ نظروں اور پر حدت گرفت کے اثر سے نگاہیں تک اٹھانے کے قابل نہ رہتی۔۔ " !!! تمہیں چاہتا ہوں اس وقت۔۔۔ مکمل، صرف تمہیں۔۔۔ "

اس کے بہکے بہکے لہجے پر وہ غزل نے حلق تر کیا اسے امید نہیں تھی کہ ایس پی یوں شدتیں لٹانے پر اتر آئے گا۔ وہ نکاح کے بعد وقت دینے کی بات پر یقین نہیں رکھتا تھا، یہ دوریاں بے معنی تھیں۔۔۔اور وہ بھی خوب سمجھتی !!!!اس رشتے کے تقاضوں کو۔۔۔

" تم۔۔۔تم نے سگریٹ پیا ہے۔۔۔؟ "

اپنی سانسوں میں سگریٹ کی مہک شامل ہونے کے احساس پر وہ اچانک بولتی اسکی گرفت سے نکلی تھی۔اس نے دوپٹے کی تلاش میں نگاہیں کمرے میں دوڑائی تھیں وہ اسے زمین پر گرا نظر آ گیا۔اس سے پہلے وہ دوپٹے تک پہنچتی حیان نے جست میں اس تک پہنچتے اسے مظبوط کسرتی بانہوں میں اٹھایا تھا۔سگریٹ والی بات نظر انداز کرتے اُس نے لبوں کو حرکت دی۔۔

میرے سامنے تمہیں خود کو چھپانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔!!!"اسکے کان میں جھک کر سرگوشی کرتا وہ " بیڈ کی جانب بڑھا۔نرمی سے اسے بیڈ پر بٹھاتے وہ سیدھا ہوا تھا۔مہرون کوٹ کو سٹینڈ پر لٹکاتے وہ کبرڈ سے اسکا گفٹ نکالنے کے لیے آگے بڑھا۔سفید جسم سے چپکی شرٹ میں اسکا کسرتی چوڑا وجود بے حد نمایاں ہو رہا تھا جسے دیکھتے وہ خود میں سمٹی تھی اسکی سرگوشی پر منتشر ہوئی دھڑکنیں معمول پر آنے سے گریزاں تھیں۔وہ

پلٹ کر مسکراتی نظروں سے اسے دیکھتا اس کے سامنے آ بیٹھا۔ خوبصورت پیکنگ میں باکس کھولتے اس نے سونے کی پازیب باہر نکالی۔۔

وہ یک ٹک اسے دیکھے گئی جو اسکے پیر سے لھنگا ہٹا کر پنڈلی تک سرکاتا اسکے پیروں میں پازیب پہنانے لگا تھا۔ جھکے سر کے باعث اسکے گھنے سیاہ بال پیشانی پر بکھر گئے تھے۔ وہ یک ٹک اسے دیکھے گئی جس کے ہر انداز میں عزت اور محبت جھلکنے لگی تھی۔

" میرے دل کی دہلیز پر اترنے والی پہلی عورت ہو تم۔۔۔! تمہارے سوا کسی کو میں نے خاص نظر سے نہیں دیکھا۔۔ تمہارا ماضی کیا تھا اس کی مجھے پروا نہیں۔۔۔ فقط اتنا کہوں گا کہ۔۔۔" پازیب کی ہک بند کرتے وہ اسکا ہاتھ چہرے کے قریب لاتا مھندی کی خوشبو سانسوں میں اتارتا آنکھیں موندے دھیمی آواز میں کہہ رہا تھا جب اسکا ہاتھ آزاد کرتا دوسری ننھی چوکور ڈبی سے نوزپن نکالتا وہ اس کے قریب ہوتا اس کی ناک سے نتھ اتارنے لگا جس پر وہ بے ساختہ آنکھیں موند گئی۔ نوزپن پہنا کر وہ اس کی جھکی پلکوں کو قریب سے دیکھتا وہی دھیمے لہجے میں گویا ہوا۔۔

فقط اتنا کہوں گا کہ تم وفادار رہنا،،، میں تابعدار رہوں گا۔۔۔!!!"الفاظ سماعتوں میں اترتے اس لڑکی کو سحر "

زدہ کر گئے تھے کب سنی تھی یہ سرگوشیاں، یہ عزت و محبت کی چاشنی بھیگے رفتہ رفتہ دل کو موم کرتے الفاظ

!!!۔۔۔

تم مجھے تاعمر وفادار پاؤ گے،،، ماضی کی تلخیاں سمیٹ کر محبت کے بدلے میں محبت لٹانے کا حوصلہ ہے غزل "

" !!!میں۔۔۔

وہ آہستہ آہستہ اسکا زیور اتار رہا تھا۔ نیکلس کی ہک کھولتے وہ افسوس سے نازک سی گردن پر نقش ہوئے چین

کے نشان کو انگلی کی پور سے سہلانے لگا تھا۔ وہ گم صم بیٹھی نظریں جھکائے ہوئے تھی دمکتی رنگت میں گلابیاں

سے گھلنے لگی تھیں۔

اسکے سرخ ہوئے کانوں سے آویزے جدا کرتا وہ سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر اسکی جانب پھر سے متوجہ ہوا۔ اسکے

گالوں پر کھلتے گلال نے حیان شاہ کی دھڑکنوں کو پہلی بار منتشر کیا تھا۔ وہ اس سے شرما رہی تھی یہ احساس ہی

بہت دلکش تھا یعنی۔۔۔ اسکا دل بھی جڑنے لگا تھا اسکے دل سے۔۔۔؟

تم نے کبھی چاہا کوئی تمہیں یوں چاہے۔۔۔؟تمہاری جھکی پلکوں کے سائے میں گھر کر جائے۔۔۔؟تمہاری "
شبنمی مسکراہٹ کی برسات میں بھیگ جائے۔۔۔؟تمہارے پنکھڑی سے لبوں کا جام پینے سے پہلے ہی ہوش
کھو جائے۔۔۔؟تمہاری ان بل کھاتی زلفوں میں کو سنوارے۔۔۔! تمیں محبتوں کا اک نیا جہاں دکھائے
"۔۔۔؟

ایک ہاتھ کالر پر رکھ کر پہلا بٹن کھولتا وہ دوسرے ہاتھ سے اسے آہستہ سے پیچھے دھکیلتا اس پر جھکتا سرگوشیاں
کرتا جا رہا تھا۔۔۔! وہ نچلا لب دانتوں تلے دبائے آہستہ سے جھکتی بیڈ پر چت لیٹ گئی۔وہ اس سے کچھ فاصلے پر
جھکا اسکے جواب کا منتظر تھا۔اسکی ناک میں چمکتی لونگ کو انگلی کی پور سے چھوتا وہ بے ساختہ جھک کر اپنے لبوں
سے چھو گیا۔

وہ خود میں سمٹی تھی نظریں جھکائے اس نے نازک لبوں کو حرکت دی تھی جن کے خم پر چمکتا تل حیان شاہ کو
پاگل کرنے کی طاقت رکھتا تھا۔

" !!!میری زندگی میں کوئی تھا ہی نہیں جو مجھے ایسی خواہشات کرنے کا حوصلہ بخشتا۔۔۔ "

مدھم لہجے میں کہتی وہ جھکی پلکیں اٹھا گئی ہری کانچ سی آنکھیں ایک پل کو کالی گہری آنکھوں سے ٹکرائی تھیں۔

میں تمہیں پور پور محبت میں یوں بگھودوں گا کہ ساری تشنگی مٹ جائے گی۔۔۔! تم خود پر اتراؤ گی غزل "

" !۔۔۔! حیان شاہ نے اپنا آپ فقط تمہارے لیے وقف کر دیا ہے۔۔

وہ ہولے سے مسکرائی تھی زندگی نے اگر بہتر چھیننا تھا تو بہترین عطا کر دیا تھا۔ وہ بے ساختہ ہاتھ اٹھا کر اسکی بڑھی ہوئی داڑھی پر رکھ گئی۔۔

میں محبت کے دعوے تو نہیں کر سکتی ہاں مگر ایک اقرار کر سکتی ہوں۔۔۔! تم ہنستے ہوئے اچھے لگتے ہو "

" !!!۔۔۔

اس کی مونچھوں کے کنارے کو ٹریس کرتی وہ شرمگیں مسکان لبوں پر سجاتی گالوں پر پلکوں کی جھالر گرا گئی۔ وہ فدا ہوا تھا اس انداز پر۔۔۔! محبوب کی ادائیں یوں ہی تو بے خود نہیں کرتیں۔۔ کچھ تو ہے جو سیغہ راز میں !ہے۔۔۔

میری خانی۔۔۔!!! "جھک کر وہ اسکا گال نرمی سے چوم گیا۔ وہ اسکے گلے میں بانہیں ڈالے اپنا آپ اسکے "

حوالے کر گئی تھی جو اسے قطرہ قطرہ محبت کی بارش میں بھگو رہا تھا۔ اندر کا ماحول جذبات کی شدت سے مہک رہا

تھا جبکہ باہر۔۔۔ سرد قہر برساتی رات چاند کی ٹھنڈی چاندنی گراتی چہار سو پھیلے بدلیوں کے سرخ و سرمئی ٹکڑوں کو خود میں سمیٹتی جا رہی تھی۔

ولیمے کا فنکشن بھی باخوبی انجام پا چکا تھا ایک تھکا دینے والے دن کے بعد رات بھی پنکھ لگا کر اڑتی اگلی صبح کو خوش آمدید کہنے لگی تھی لیکن عرش اب تک نہ لوٹا تھا۔ شاہوں کے بنگلے میں ماحول سنگین تھا ارشما لاؤنج کے چکر لگاتی اسے بار بار کال کر رہی تھی لیکن جواب موصول نہیں ہو رہا تھا۔

اس سے کچھ فاصلے پر کھڑے ماہ بیر نے نظر بچاتے بدر کو دیکھا جو خود بھی سینے پر ہاتھ باندھے دیوار سے کمر ٹکا کر کھڑا اسکی یقینی شامت کے بارے میں سوچ رہا تھا۔۔

"السلام علیکم۔۔۔!!!" گلا کھنکارتا وہ سلام کر کے اندر آیا اس نے عام سے انداز میں ان تینوں کو دیکھتے کمرے کی جانب قدم بڑھائے جب ارشما کو تیز آواز پر اسکے قدم تھمے۔۔

" کہاں سے آ رہے ہو تم۔۔۔؟ "

وہ اسکے مقابل آ کھڑی ہوئی تیکھی نظروں سے اسے دیکھنے لگی اسکی شہد رنگ آنکھوں میں ایسا غصہ عرش نے پہلی بار دیکھا تھا۔

" !!!کام تھا کچھ۔۔۔ "

بے تاثر چہرے سے انہیں دیکھتا وہ مختصر بولا تھا اسکی گہری آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں وہ دو دن سے نہیں سویا تھا سر تھا کہ درد سے پھٹا جا رہا تھا۔ کمرے کی دھلیز میں کھڑی ایرا نے اسے تفکر سے دیکھا تھا۔

" کون کام ہیں تمہارے جو ختم نہیں ہوتے۔۔؟ جواب دو۔۔ فیملی سے زیادہ ضروری ہیں۔۔؟ تمہاری بھائی کی شادی سے زیادہ ضروری تھے۔۔۔؟ "

وہ اسکے ہمیشہ کے لاپرواہ انداز پر سلگ کر گویا ہوئی عرش نے لب بھینچے تھے۔

"ارشما آپ آرام سے بات کریں پلیز ہو سکتا واقعی۔۔۔۔۔ "

ماہ بیر نے ماحول کو ہلکا کرنا چاہا جب وہ بیچ میں اسکی بات کاٹ گئی۔۔

" !!!ہاں بولو تم جواب دو مجھے۔۔۔ !آج آپ درمیان نہیں بولیں گے ماہبیر۔۔۔ "

" !!!ماہ بیر کو ٹوکتی وہ غصیلی نظروں سے عرش کو دیکھنے لگی۔۔"جی یہ کام ہر چیز سے زیادہ ضروری تھا۔۔۔

ڈھکا چھپا انداز البتہ لہجے میں غصہ ضبط کرنے کا تاثر تھا۔ وہ بے حد تھکا ہوا تھا ذہن پر بوجھ تھا مزید ارشما کا تلخ لہجہ اسکا دماغ خراب کر رہا تھا۔

اس کے اس جواب کو ارشما نے بد تمیزی جانا تھا زندگی میں پہلی بار اسکا ہاتھ اٹھا تھا اور پہلی بار عرش نے بے یقینی سے انہیں دیکھا تھا۔ ایرا نے منہ پر ہاتھ رکھا تھا وہ سرعت سے کمرے میں ہوئی تھی جبکہ بدر ٹیک چھوڑتا یکدم سیدھا ہوا۔

" !!! ماما کام ڈاؤن پلیز۔۔۔ "

آگے بڑھ کر ان کے کاندھے پر ہاتھ کا دباؤ ڈالتا وہ عرش سے نظروں میں منت کرنے لگا کہ وہ خاموش رہے۔ ماہ بیر البتہ شاک سے ارشما کو دیکھ رہا تھا جو بے حد نرم طبیعت کی مالک تھی لیکن آج۔۔۔! وہ سرعت سے عرش کے قریب آیا تڑپ کر اس نے عرش کا سر چوما۔ اسکے اس بیٹے جیسا کوئی تھا ہی نہیں۔۔۔ ہو ہی نہیں سکتا !!! تھا۔۔۔

" یہ آپ نے کیا کیا ہے ارشما۔۔۔؟ آپ جانتی بھی ہیں آپ نے زیادتی کی ہے۔۔ آپ کو جاننا ہے نہ کہ وہ کیوں اکثر گھر سے غائب رہتا ہے میں بتاتا ہوں آپ کو۔۔۔ "!

وہ اب چپ نہ رہ سکا تھا عرش نے بے اختیار ان کا بازو تھام کر جیسے روکا تھا لیکن وہ آج چپ رہتا تو بڑی زیادتی ہوتی۔۔۔

یہ آپ کا بیٹا جانتی ہیں کون ہے۔۔۔؟انٹیلیجنس آفیسر ہے۔۔۔!جو کام یہ کرتا ہے نہ اس پر اسے پلکوں پر " بٹھانا چاہیے۔۔"اسکے لہجے میں فخر نمایاں ہوا تھا۔

آپ نے اسے تھپڑ مار دیا۔۔۔؟اگر وہ نہ جاتا تو جانے کتنی زندگیاں ضائع ہو جاتیں۔۔بتائیں کیا اسکی شادی" " میں شرکت ان ہزاروں لوگوں کی زندگیوں سے زیادی ضروری تھی۔۔۔؟

وہ بغیر رکے کہتا جا رہا تھا۔عرش سر جھکائے کسی مجرم کی طرح کھڑا تھا جیسے ماما کو اس مقام تک لانے کا ذمہ دار بھی وہ خود تھا،ان کی نم آنکھیں اسے بے چین کر رہی تھیں۔بدر حیرت بھری نظروں سے اپنے بھائی کو دیکھ رہ تھا وہ اسے کیوں جان نہ سکا۔۔۔؟شاید یہ وہ مخصوص فاصلہ تھا جو اس نے سب سے بنا رکھا تھا۔

"!!!آئی ایم سوری میرا بچہ،،،ماما کو معاف کر دو۔۔۔"

وہ آنسو بہاتی اس کے سامنے ہاتھ جوڑ گئی۔۔عرش نے تڑپ کر ان کے ہاتھ تھامے تھے۔

آپ مجھے کیسا بھی رکھیں ماما میں اف تک نہیں کروں گا۔۔! ایک ماں باپ ہیں جن کے سامنے عرشمان کبھی "

اف نہیں کرے گا۔۔! آپ کے ہم پر بہت احسان ہیں آپ کا حق ہے مجھ سے باز پرس کرنے کا، ہاتھ اٹھانے کا

۔۔۔!!! آپ کو میں کبھی روتا ہوا نہیں دیکھنا چاہتا، یہ منظر مجھے دنیا کی ہر چیز سے زیادہ دکھ دے گا۔۔۔!"

انہیں ساتھ لگاتا وہ انکا سر چوم کر دھیمے لہجے میں کہتا جا رہا تھا۔ ماہ بیر نے گہری سانس لیتے بدر کو دیکھا جو خود بھی

دھیمے سے مسکرا دیا تھا۔

" !!! ماما میں کچھ دیر آرام کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ "

وہ ان سے الگ ہوتا اجازت طلب نظروں سے دیکھنے لگا تو ارشما نے سر ہلایا۔۔

ٹھیک ہے جاؤ"۔۔ وہ اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا جہاں اسکی چھوٹی سی بیوی بے چینی سے ٹہل رہی تھی۔ "

اسے دیکھے بھی تو کتنا وقت ہو چکا تھا۔ وہ زیر لب مسکراتا کمرے کی جانب بڑھ گیا۔۔

" اور کسے معلوم تھی یہ بات۔۔۔؟ "

اس کے جانے کے بعد وہ شاکی نظر سے اپنے مزاجی خدا کو دیکھنے لگی۔۔۔

" !!! اہم۔۔۔ یوسف کو۔۔۔ "

وہ لب دبا کر اسکے ناراض چہرے کو دیکھنے لگا۔۔ارشما کی آنکھوں میں خفگی مزید نمایاں ہوئی۔۔

" !آج کس طرح آپ نے بات کی ہے مجھ سے اب دوبارہ کمرے میں آنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ "

اسے وارن کرتی وہ پلٹ گئی تھی۔بدر نے ہنسی چھپانے کی رخ موڑ لیا۔

" یار۔۔۔میں نے ایسا بھی کیا کر دیا۔۔۔؟ "

ماہ بیر بدر کو دیکھ کر دانت پیستا لمبے ڈگ بھرتا اسکے پیچھے گیا تھا۔بدر سیٹی کی دھن بجاتا اپنے کمرے کی جانب چلا گیا کیونکہ ابھی صبح کا وقت تھا تو یقیناوہ جنگلی بلی سو رہی تھی۔۔اسے تنگ کرنے کا ارادہ کرتے وہ قدم بڑھا گیا۔۔ اس کی سرمئی آنکھوں کی چمک تیز ہوئی تھی۔۔

کمرے کی دہلیز سے اندر قدم رکھتے ہی اسکی نگاہوں نے ایرا کو تلاشا جو بالکنی کے بند دروزاے کے سامنے کھڑی اس لی جانب پشت کئے ہوئے تھی۔آہٹ پا کر وہ پلٹی تھی۔

سنہرے دن کی چھن سے پڑتی روشنی اس کے چہرے کو واضح کر رہی تھی نیلی آنکھوں میں نرم تاثر لیے وہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتی اسکی جانب بڑھنے لگی جو جیکٹ اتار کر صوفے پر رکھتا پیروں کو سفید جو گرز سے آزاد کر رہا تھا۔

زیب تن کیے سفید سویٹر کے بازو کہنیوں تک موڑ کر وہ تھکن سے گردن دائیں بائیں گھماتا بیڈ کی جانب بڑھا۔ وہ آہستہ سے اسکے سامنے آ کھڑی ہوئی جو بیڈ پر ٹانگیں نیچے لٹکائے بیٹھا جیب سے والٹ اور موبائل نکال رہا تھا۔اسے سامنے پا کر وہ ہاتھ روک کر سر اٹھاتا اسے دیکھنے لگا۔

سکائے بلیو شلوار قمیض میں نیٹ کا دوپٹہ سینے پر پھیلائے لمبے بھورے بالوں کی ریشمی چوٹی آگے کو ڈالے وہ اس کے مقابل کھڑی تھی۔نیلی آنکھوں میں نرم گرم سا تاثر لیے وہ جھکی تھی۔۔اس کے پیشانی پر ہاتھ رکھتے ہی اسے بخار کی حدت محسوس ہوئی تھی جو اس کے چہرے پر تفکر نمایاں کر گئی۔

" !!!آپ کو تو بخار ہو رہا ہے آپ لیٹ جائیں میں میڈیسن دیتی ہوں۔۔۔ "

وہ معصومیت سے اسے دیکھتی سیدھی ہوئی اس پر نظریں ٹکائے عرش بستر پر دراز ہو گیا اس کے جانے سے قبل ہی اس نے ایرا کی نازک کلائی تھامی تھی جس پر وہ رکتی ایک نظر اپنی کلائی پر جبکہ دوسری نظر اس پر ڈالتی نیلی آنکھوں میں سوال لیے اسکی جانب دیکھ رہی تھی۔

" !!! میں کھا چکا ہوں۔۔۔ تم یہیں رہو۔۔۔ "

نیند سے بوجھل آنکھیں لیے وہ دھیمی آواز میں گویا ہوا تھا۔ وہ سر ہلاتی مسکرا کر اس کے برابر بیٹھ گئی۔

" آپ۔۔۔ سچ میں انٹیلیجنس آفیسر ہیں۔۔۔؟ "

وہ اس کے گال پر نظریں جمائے ذہن میں کھلبلی مچاتے سوال کو زبان پر لے آئی۔

!ہمم۔۔۔!!! "نیند سے بوجھل بھاری لہجہ۔۔۔ "

!آپ کی جاب کیا ہے۔۔؟ "اگلا بے تکہ سوال۔۔۔ "

" !!! شوہر کا خیال نہ رکھنے والی بیویوں کو سزا دیتا ہوں۔۔۔ "

اس کے جواب پر وہ سٹپٹا گئی پھر اسکے گال کو دیکھتی نرمی سے دو انگلیوں سے چھو گئی۔

" آپ کو تھپڑ پڑا، مجھے اچھا نہیں لگا، درد ہوا ہو گا نہ۔۔۔؟ "

!وہ جھک کر اس کے گال کو نرمی سے چوم گئی۔وہ مسکرایا تھا اس کے اندازِ الفت پر۔۔

وہ نیم دراز ہوئی تو عرش نے اس کے سینے پر سر رکھ دیا۔اس کی نیم وا بوجھل سی آنکھیں سکون محسوس کرتے بند ہوئی تھیں۔وہ شرمگیں مسکان لبوں پر سجاتی اس کے گرد حصار قائم کر گئی۔کیسا میٹھا احساس تھا جو وہ اس وقت محسوس کر رہی تھی۔

" !آپ کو پتہ ہے جب آپ کسی بچے کی طرح مجھ سے لپٹ جاتے ہیں تو مجھے آپ پر بہت پیار آتا ہے۔۔۔ "

اسکی بھاری ہوتی سانسوں سے اس کے سونے کا اندازہ کرتی وہ سرگوشی کر گئی تھی اس بات سے بے خبر کہ ہلکی ہلکی سانسیں لیتے آنکھیں موندے پڑے عرش کے لب ذرا سے مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔۔

" !!!ٹھیک ہے سر ہم اب نکلتے ہیں۔۔۔ "

چائے کا کپ میز پر رکھتے وہ نرمی سے کہتا اٹھ کھڑا ہوا۔سفید پینٹ شرٹ پر ہلکا بھورا سویٹر پہنے جس کے گلے سے شرٹ کے کالر باہر نکالے ہوئے تھا وہ ہمیشہ کی طرح ہینڈسم لگ رہا تھا۔وہ رمل کو لینے آیا تھا کل وہ یہاں ٹھہر گئی

تھی ان کی رسم کے مطابق لیکن میر حاصل کو بہت کام کرنے ہوتے تھے اس لیے اس کے لئے رکنا ممکن نہ تھا۔

اس نے رمل کی جانب دیکھا تو وہ ایک منٹ کہہ کر کمرے کی جانب بڑھ گئی۔اس نے جلدی سے پرس میں موبائل اور اپنے کچھ ضروری ڈاکومنٹس رکھے جن کی اسے بعد میں ضرورت پڑ سکتی تھی جاب سے پہلے ہی وہ چار دن کی چھٹیوں پر رہ چکی تھی لہذا اب واپس بک ٹینیو کرنے کا ارادہ تھا۔

اس نے یونہی سرسری نظر خود پر ڈالی۔ سفید رنگ کی شیفون کی شارٹ فراک اور کیپری میں سفید شال کندھوں پر پھیلائے کھلے سیاہ ریشمی بالوں میں وہ بہت دلکش لگ رہی تھی۔ تنگ آستینوں کو ٹھیک کرتے وہ پرس کا سٹریپ کندھے پر ڈالتی باہر آئی جہاں وہ صالح سے بغل گیر ہو رہا تھا۔۔

" !!!میری بیٹی کا خیال رکھنا۔۔۔ "

!!!صالح نے کہتے اسکا کندھا تھپتھپایا تھا جس پر میر نے سر کو خم دیا۔"خود سے زیادہ ان کا خیال رکھوں گا۔۔۔

"

ایک مسکراتی نظر اپنی دلربا پر ڈال کر وہ مشائم کے آگے سر جھکا گیا جس پر اس نے پیار سے اس کے سے پر ہاتھ رکھا۔

خوش رہو۔۔!!!"میر کے دل میں بے ساختہ ایک خیال آیا جو وہ زبان پر لے آیا۔ "

آپ بہت ینگ لگتی ہیں دل چاہ رہا تھا آپ کی تعریف میں کچھ کہوں لیکن سر کا خیال مجھے روک دیتا ہے "

" !!!۔۔۔

صالح کو آنکھ بچا کر دیکھتا وہ محظوظ سا مسکرا دیا۔رمل نے اس کے انداز پر آنکھیں سکیڑی تھیں۔۔

" !!!بہت ہے برخوردار۔۔۔!اپنی بیوی کی تعریف کرنے کا پرمٹ بس میرے پاس ہے۔۔۔ "

نرم مگر جتاتا لہجہ تھا اسکی مشی تھی بس اسی کا حق تھا اسے سراہنے کا۔۔میر حاصل خوش دلی سے مسکرا تا رمل کو آنے کا اشارہ کرتا لان کی طرف کھلنے والے دروازے سے باہر نکل گیا جہاں لمبی راہداری بیرونی دروازے سے ملتی تھی۔

" !!!میں آپ دونوں کو بہت مس کروں گی۔۔۔ "

وہ اس کے جانے کے بعد ایک ساتھ دونوں کے گلے لگی تھی۔۔آنکھوں کے سیاہ کانچ ذرا سے دھندلائے تھے

جسے اس نے کمال مہارت سے چھپایا تھا۔

" !!!میرا بچہ ہم بھی بہت مس کریں گے تمہیں۔۔!روز بات ہو گی نہ، تم پریشان مت ہونا۔۔۔ "

رمل نے اسے خود میں بھینچا تھا جبکہ صالح نے اسکا سر چومتے اسکے گرد حصار باندھا تھا۔۔

ارے بھئی کیوں پریشان ہو گی میری بیٹی بہت بہادر ہے اور اگر کوئی مسلہ ہوا بھی تو اس کا باپ ہے نہ۔۔۔؟ "

" !پلک جھپکنے سے پہلے پہنچے گا۔۔۔

" !وہ پورے دل سے مسکراتی ان سے الگ ہوئی۔۔"میں چلتی ہوں میرا ویٹ کر رہا ہو گا۔۔

اجازت لیتی وہ باہر چلی آئی بیرونی دروازے سے باہر قدم رکھتے ہی وہ سفید کار کے ساتھ کمر ٹکائے کھڑا نظر آ

گیا۔سنہری دھوپ کی نرم گرم سی کرنوں کے حصار میں کھڑا وہ شاہزادہ لگ رہا تھا۔شہد رنگ آنکھوں کی چمک

ہر چیز کو ماند کرتی معلوم ہو رہی تھی۔وہ سینے پر ہاتھ باندھتی اس کے پاس چلی آئی۔۔

"!!ابراھیم اور زنیشہ سے مل لیں۔۔؟کچھ دیر ہی لگے گی بس۔۔۔ "

وہ دونوں اس وقت شاہ ہاؤس کے لان میں جمی محفل کا حصہ بنے ہوئے تھے رمل بھی جا رہی تھی کہ میر لینے آ گیا۔اب وہ چاہ رہی تھیں ان سے مل آئے اسی بہانے باقی سب کو بھی گڈ بائے کہہ پائے گی۔۔! میر نے سر کو خم دیا۔۔

" کیا میں آپ کو انکار کر سکتا ہوں۔۔۔؟ "

گمبھیر لہجے میں کہتا وہ سیدھا ہوا تو رمل نے مسکراہٹ دبائی وہ اب قدرے بہتر محسوس کر رہی تھی پہلی رات اسکی موجودگی میں جس قدر وہ نروس ہوئی تھی اس لحاظ صد قدرے بہتر تھی شاید اپنوں میں آ کر اسکا اعتماد واپس لوٹ آیا تھا ہاں اپنا تو اب وہ بھی تھا لیکن اپنائیت کے اس راستے کچھ مسافت طے کرنی تھی۔

وہ اس کے ساتھ سامنے بنے بنگلے کے بڑے سے گیٹ سے اندر داخل ہوئی جہاں موجود چوکیدار نے ان دونوں کو سلام کیا تھا۔ وہ اسے جواب دیتے سیدھا لان میں چلے آئے جہاں عجب سماں بندھا نظر آ رہا تھا۔لان کے بیچوں بیچ سنہری دھوپ کے بلکل نیچے قالین بچھا کر اس پر گاؤ تکیے رکھے ہوئے تھے جن سے کمر ٹکا کر آرام دہ حالت میں بیٹھے وہ سب خوش گپیوں میں مصروف تھے۔

ان کے سامنے چائے کی کیتلی کے ساتھ بڑی سی ڈش میں سنیکس رکھے تھے۔لان کی فضا میں گھلی گلاب اور موتیے کی مہک اور ایسے سرد موسم میں اچانک سے ابھر آتے سورج کی نرم گرم سی کرنیں جو جسم کے ساتھ روح تک کو تراوت بخش رہی تھیں۔

" !واہ خوب مزے ہو رہے ہیں۔۔۔ "

"!وہ میر کے ساتھ چلتی ان کے قریب ٹھہر گئی۔"ارے ماشاءاللہ بڑے لوگ آئے ہیں۔۔

ابراھیم کے ساتھ بیٹھی ہلکے گلابی کیپری شرٹ میں شال اچھی طرح پھیلائے زنیشہ اٹھنے لگی تو میر نے بے ساختہ اسے روکا تھا۔

" !!!ارے پلیز آپ بیٹھی رہیں۔۔۔ "

رمل نے بھی اسکی تاکید کرتے زنیشہ کو آگے بڑھ کر واپس بٹھا دیا۔وہ خوش دلی سے اس کے گلے لگی تھی۔

" !ارے کیا ہوا کے گھوڑے پر سوار ہو۔۔؟آؤ بیٹھو آپ بھی آجائیں میر۔۔ابراھیم ان کو بولیں نا۔۔۔ "

اس نے گرے سویٹر شرٹ میں ملبوس ابراھیم کو ساتھ ملانا چاہا۔ "آؤ میر بیٹھو۔۔۔! رمل آجاؤ، اتنی جلدی تھوڑی جانیں دیں گے۔۔!"۔۔اس نے ہاتھ بڑھا کر میر کو بازو سے تھامتے ساتھ بیٹھنے کی جگہ دی تو وہ ایک پل کو سوچتا بیٹھ گیا۔

حیان کے ساتھ بیٹھی غزل نے کیتلی سے چائے کپ میں انڈیلتے ساتھ سنیکس حیان کو تھمائے جس نے ابراھیم کی طرف بڑھائے۔ میر نے تکلفات پرے کرتے چائے کا کپ تھام لیا۔ رمل بھی ارشیہ بدر کے ساتھ بیٹھ چکی تھی جو نوک جھونک کرنے میں لگے تھے۔

" اوہو میچنگ۔۔۔! ابھی سے۔۔۔؟ "

رمل نے چائے کا گھونٹ بھرتے حیان کو چھیڑا جس پر وہ مسکرا دیا۔ اس نے اور غزل نے سیاہ رنگ کے کپڑے زیب تن کر رکھے تھے حیان سیاہ ٹرٹل نیک سویٹر اور پینٹ میں کسی ایکشن موووی کا مغرور سا ہیرو لگ رہا تھا ایسی ہی کلر لکس تھیں اسکی اور جب وہ کالی آنکھیں سکیڑتا تھا تو غضب ڈھاتا تھا۔ وہیں غزل نے سیاہ سردیوں کے سٹف کی سٹائلش سی گھٹنوں تک آتی شرٹ کے ساتھ کیپری پہن رکھی تھی۔ شال کی بجائے اس نے سیاہ تنگ بازو کا سویٹر پہن کر دوپٹہ ایک طرف ڈالتے مہرون بالوں کا ڈھیلا سا جوڑا بنا رکھا تھا۔

" ہمیں چھوڑو اپنا بتاؤ ایک ہی رات میں کیا جادو کر دیا شوہر صاحب نے۔۔۔؟ "

وہ بے دھڑک لاپرواہ انداز میں بولا تو رمل کے منہ سے چائے نکلتے نکلتے بچی وہیں میر نے دلچسپی سے اسے دیکھا تھا۔ بدر کا قہقہہ بلند ہوا تھا وہیں ارشیہ نے اسکی پشت پر ہاتھ جڑتے اسے گھورتے مسکراہٹ دبائی تھی۔ زنیشہ نے حیان کو گھورا جو کندھے اچکاتا مسکرا دیا۔

" تم چھوڑو اسے یہ بتاؤ میر کیسا لگا تمہیں۔۔؟ "

زنیشہ کے دھیمے لہجے میں کہنے پر رمل نرمی سے مسکراتی اس سے باتوں میں مشغول ہو گئی۔ کچھ وقت بعد میر اٹھ کھڑا ہوا۔۔

" اب چلتے ہیں مجھے کچھ کام ہے۔۔۔!" باقی سب اٹھ کر ان دونوں سے بغل گیر ہوئے پھر وہ دونوں اندر جا کر سلام کرتے واپسی کے لیے نکل گئے۔

سفید کمرے میں چہار سو موتیے کے پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔ یہ مہک سفید ڈریسنگ ٹیبل پر دھرے گجروں سے اٹھ رہی تھی جو کچھ دیر پہلے تک رمل کی کلائی کی زینت بنے ہوئے تھے۔ باتھ روم کا سفید دروازہ کھلا تھا۔ سفید باتھ روب میں وہ گیلے بال تولیے میں لپیٹے باہر نکلی۔

اسکی دودھیا پنڈلیاں نمایاں ہو رہی تھیں۔ میر کسی کام سے گیا تھا اس لیے وہ قدرے ریلیکس تھی۔ بند دروازے پر نگاہ ڈالتے وہ بالکنی کے دروازے کے سامنے آ کھڑی ہوئی جس کے پار دیدہ زیب منظر نگاہوں کو خود پر ساکت کر دینے کی صلاحیت رکھتا تھا۔ حد نگاہ تک نظر آتے اونچے درخت جن کے زرد پتے عجیب طرح سے نگاہوں کو خود سے باندھ دیتے تھے۔

اطراف میں جلتی روشنیاں دھند کے باعث مدھم سی نظر آتی تھیں۔ وہ باہر کا منظر دیکھتی گہری سانس خارج کرتی الٹے قدموں پیچھے ہٹی اس نے ہاتھ بلند کرتے زوردار انگڑائی لی جسے آہستہ سے اندر داخل ہوتے میر نے گہری نظروں سے دیکھا تھا۔

وہ اس وقت بلیک تھری پیس میں ملبوس تھا جس کا کوٹ اتار کر اس نے بیڈ پر پھینکا۔ وہ فورا پلٹی تھی اسے کمرے میں پا کر اسکا چہرہ سرخ پڑا۔ چہرہ واپس سیدھا کرتی وہ وارڈروب کی جانب بڑھی اسکی گہری نظریں اسے اپنے وجود کے آر پار ہوتی محسوس ہو رہی تھیں۔

اس سے پہلے وہ وارڈروب کھولتی وہ اسکے پیچھے آ کھڑا ہوا اس نے اسکے بڑھے ہوئے ہاتھ پر اپنا مظبوط ہاتھ رکھ دیا۔ وہ سانس روکے وہیں جم گئی ہمت نہ تھی کہ ایک قدم بھی پیچھے لیتی ورنہ اس کے چوڑے کسرتی سینے سے ٹکرا جانا یقینی تھا۔

" !میر مجھے چینج کرنا ہے ابھی، پلیز۔۔ "

وہ ایک ہی سانس میں بول گئی۔ وہ ایک پل کو سوچتا پیچھے ہٹا۔

" !اوکے پھر یہیں سے بکہ ٹینیو کریں گے۔۔۔ "

وہ اسے پیچھے ہٹتا محسوس کر کے وارڈروب سے ٹی شرٹ ٹراؤزر نکال کر ڈریسنگ روم میں چلی گئی۔ وہ سویٹر اتارتا خود بھی چینج کرنے چلا گیا۔ جب باہر آیا تو وہ گیلے بالوں کو تولیے سے آزاد کرتی بیڈ کی دوسری سائیڈ پڑے موبائل کو اٹھانے بڑھی تھی۔ وہ اچانک رکی اس نے اسے اپنے بے حد قریب محسوس کیا تھا۔

" ! تمہیں ناک کر کے آنا چاہیے تھا۔۔ "

اس کے بازو کمر کے گرد محسوس کرتی وہ خود کو نارمل رکھتی بولی تھی۔

"!!! تم نہیں۔۔۔ آپ کہا کریں مجھے، بولیں 'آپ'۔۔۔ "

اس کے کاندھے پر ٹھوڑی ٹکاتا وہ مدھم لہجے میں بولا تھا۔

نہ بولوں تو۔۔؟"اس کے سینے سے لگی وہ پورے اعتماد سے بولی تھی جس پر وہ مسکراتا جھٹکے سے اسکا رخ اپنی "

طرف کر گیا۔ رمل کی نظر بے ساختہ اس کے گال میں ابھرتے ڈمپل پر ٹھہر گئی۔

" !! میں بلوا لوں گا۔۔ "

اسکے جتاتے انداز پر وہ اس کی گرفت سے نکلتی بال جھٹک کر پلٹی۔۔

دیکھتی ہوں کیسے۔۔۔ !"اس کا جملہ منہ میں ہی تھا جب میر نے اسے اپنی جانب کھینچا تھا۔ "

" ! کچھ بھی کر لیں لیکن آئندہ میرے منہ پر گیلے بال مت جھٹکنا۔۔ "

سر جھکا کر وہ اسے دیکھتا گھمبیر لہجے میں بولا تھا۔

کیوں۔۔۔؟"وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی اسے اس بات کی منطق سمجھ نہیں آئی تھی۔ "

جذبات جاگ جاتے ہیں۔۔!"مدھم لہجے میں کہتا وہ اسکی جانب قدم بڑھانے لگا۔ "

میر۔۔۔گو،آوے۔۔!"وہ گھبراتی جلدی سے کہتی نظریں جھکا گئی۔ "

" !ابھی نہیں۔۔۔پلیز،آئی وانا فیل یو۔۔۔ "

وہ آہستہ سے اسے سینے سے لگاتا اس کی گیلی زلفوں میں چہرہ چھپا گیا۔وہ اس کے سینے سے لگی بے ساختہ آنکھیں موند گئی۔لبوں پر شرمگیں مسکراہٹ سجاتے وہ آہستہ سے ہاتھ اس کے گرد باندھتی اس کے سینے میں چہرہ چھپا گئی۔۔

Epi # 38

ہیڈ کوارٹر سے نکلتا وہ تارکول کی صاف ستھری ٹھنڈی سڑک پر چلنے لگا۔آرمی کے یونیفارم میں خاکی رنگ کے لانگ بوٹس پہنے وہ سپاٹ تاثرات لئے کچھ دور جالی دار گیٹ کے سامنے کھڑی اپنی گاڑی کی طرف قدم بڑھانے لگا۔

ناک کی سیدھ میں دیکھتے اسکی سیاہ سرد آنکھوں میں یکایک نرم سا تاثر آیا۔اس نے خاکی پینٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالتے فون نکال کر ایک نمبر ڈائل کیا جونہی کال ریسیو ہوئی وہ ایک ہاتھ جیب میں ڈال کر سر جھکائے آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگا۔

" کیسی ہو،دل....؟ "

" جواباً سپیکر سے آواز ابھری "ٹھیک ہوں آپ کہیں کیسے کال کی، کیا بیوی کی یاد آرہی تھی...؟

اسکا لہجہ پر شرارت تھا یوں لگتا تھا ساتھ ساتھ وہ کوئی کام کر رہی تھی۔

"بیوی بھولتی ہی کب ہے، تم مصروف لگ رہی ہو.....؟ "

وہ گاڑی کے قریب رکتا دروازہ کھول کر کھڑا ہو گیا۔دریافت کرتے لہجہ محتاط تھا۔

" !....جی وہ کپڑے پریس کر رہی ہوں آپ کے "

اسکا لہجہ لاپرواہی لیے ہوئے تھا جیسے بہت عام بات ہو۔ابراھیم کی پیشانی پر بل پڑے موبائل کو کان سے لگائے وہ جھک کر گاڑی میں بیٹھا۔

" تمہیں منع کیا تھا میں نے کوئی کام نہیں کرنا، کیا میری بات سمجھ نہیں آتی۔۔؟ "

بیک ویو مرر میں دیکھتے انگیشن میں چابی گھما کر اس نے گاڑی ریورس کی۔اسکے سختی سے کہنے پر وہ ایک پل کو چپ ہو گئی پھر منہ بناتی آرام سے بولی۔

اچھا نہ سوری....اب نہیں کر رہی آپ بتائیں نہ واپس کب آ رہے ہیں صبح بتائے بغیر ہی چلے گئے "

"!....آپ

اس کے ناز سے کہنے پر ابراھیم کی پیشانی کے بلوں میں کمی آئی خود کو پر سکون کرتا وہ دھیما سا مسکرا دیا۔

" !...گھر آ رہا ہوں تمہیں دیکھنے، صبح جلدی میں جانا پڑا اس لیے تمہیں فرصت سے دیکھ بھی نہ سکا "

گاڑی نارمل سپیڈ پر ڈرائیو کرتے وہ ساتھ ساتھ سڑک پر بھی نگاہ کیے ہوئے تھا جبکہ سماعت اسکی طرف متوجہ تھی۔

" !...اچھا....اہم اہم تو ایسا کہیں نہ مجھے دیکھے بغیر آپ کا دن نہیں گزرتا "

سپیکر سے اس کی اٹھلاتی آواز ابھرتی اس کے چہرے پر مسکان بکھیر گئی۔دھیمی سی مسکان سنگ کالی گہری آنکھوں میں ایسا نرم گرم سا گہرا تاثر....وہ یونہی تو فدا نہیں تھی اس پر،سب سے منفرد تھا وہ،اسکا میجر !....ابراھیم

" !دن تو گزر جاتا ہے مگر تمہیں دیکھے بغیر میرا وقت رک جاتا ہے، وقت نہیں گزرتا نہ۔۔۔ "

کیا حسین انداز تھا وہ کھلکھلائی تھی پھر یکایک اس کے منہ سی عجیب سی آواز نکلی۔ وہ ٹھٹھکا تھا اس نے فوراً اسے

!.....پکارا مگر جواب ندارد

" !.... ابر....اھیم....آہ "

وہ تکلیف سے زور زور سے رونے لگی تھی۔ زنیشہ کے رونے کی آواز سنتے اسکا سانس سینے میں الجھا وہ بے ساختہ

بلند آواز میں چلا اٹھا۔

" !....دل..... کیا ہوا ہے جواب دو "

جواب نہ پا کر گاڑی کی سپیڈ تیز کرتے اس نے کال کاٹ کر جلدی سے مشائم کا نمبر ملایا تھا۔

ہسپتال کے کاریڈور میں وہ ہاتھ کی مٹھی بنا کر منہ پر رکھے دیوار سے لگا کھڑا تھا قریب ہی زمین میں نسب

کرسیوں کی قطار پر مشائم اور ارشما پریشان سی بیٹھی تھیں۔

ان کے سامنے کچھ فاصلے پر کھڑے صالح کی نظر دروازے کی جانب اٹھی جہاں سے لیڈی ڈاکٹر باہر نکل رہی تھی اس کے چہرے پر نرم مسکراہٹ تھی۔ماہ بیر جلدی سے ڈاکٹر کی طرف آیا۔

" کیسی ہے میری بیٹی۔۔۔؟ "
اسکی سرمئی آنکھوں میں بے چینی ہی بے چینی تھی۔

" وہ ٹھیک ہے مبارک ہو اللہّ نے دو جڑواں بیٹیوں سے نوازا ہے۔۔۔!"انہیں زندگی کی نوید سناتی وہ آگے بڑھ گئیں۔

" الحمداللہ "ابراھیم کے منہ سے بے ساختہ نکلا وہ نہ سنبھلی خوشی کا احساس لیے جلدی سے کمرے میں داخل ہوا جہاں نرس کمبل میں لپٹی دو ننھی پریاں اٹھائے ان کی جانب پلٹی۔

کھلے دروازے سے وہ چاروں بھی خوشی سے دمکتا چہرہ لیے اندر داخل ہوئے۔ارشا فورا اپنی جان سے پیاری بیٹی کی طرف آئی جو دواؤں کی وجہ سے نیم غنودگی کی کیفیت میں تھی۔

اس نے جھک کر اسکی پیشانی چومتے اس کے بکھرے بال سنوارے۔اسکا چہرہ بہت کمزور لگ رہا تھا۔ابراھیم نے آنکھوں کی نمی پیچھے دھکیلتے اپنی ننھی پریوں کو ایک ساتھ تھاما تھا۔

گلابی ننھے سے گالوں پر اس نے باری باری ہولے سے لب رکھے تھے جس پر وہ کسمسا کر آنکھیں کھول گئیں۔

واللہ یوں لگتا تھا ساری دنیا کا حسن اور تمام ساحروں کا سحر سمٹ کر ان میں آن سمایا تھا۔بڑی بڑی گرے آنکھوں سے پٹر پٹر وہ اسے دیکھ رہی تھیں خود پر جھکا شخص انہیں پسند نہیں آیا تھا۔

بیک وقت دونوں کے گلابی ننھے سے لب باہر کو نکلے۔سرمئی کانچ سے نین کٹوروں میں شفاف پانی ابھر آیا۔ایک سیکنڈ کی خاموشی تھی پھر وہ دونوں نچلا لب مزید باہر نکالتیں ننھے ہاتھوں کی مٹھیاں منہ میں ڈال کر زوروں سے رونے لگیں۔

انکی حرکات بلکل ایک سی تھیں۔مشائم نے فوراً آگے آتے ایک بچی اس سے پکڑی جبکہ دوسری کو ارشما نے سنبھال لیا۔صالح اور ماہبیر خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے وہ ننھی پریوں کی نظر اتارتے دل میں ان کے اچھے نصیب کے لیے دعا گو تھے۔

ابراھیم پلٹ کر زنیشہ کی طرف آیا سنگل بیڈ پر اس کے پاس بیٹھتے اس نے اسکا ڈرپ لگا ہاتھ تھاما، جھک کر اس نے نرمی سے اسکی پیشانی چومی۔

میرا سکون.....!!!"اس کے ہاتھ کو نرمی سے سہلاتا وہ آنکھوں میں محبت سموئے اسے دیکھنے لگا۔وہ اسے " بے حد عزیز تھی ہمیشہ سے اور آج اس کی بدولت اسے دو ننھی پریوں سے نوازا گیا تھا، دل تھا کہ شکر سے سجدہ ریز تھا۔

اسکے دل میں وہ عورت احترام کی اور بھی اونچی مسند پر جا بیٹھی تھی جو زندگی کے سفر میں اسکے ہمقدم تھی۔

زنیشہ نے ہلکی سی آنکھیں کھولیں وہ اسے خود پر جھکا دیکھ کر ذرا سا مسکرائی۔

اپنے وجود میں خالی پن محسوس کرتے اس نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا تو ابراھیم نے نظروں سے اشارہ کیا وہ مشائم اور ارشما کی جانب دیکھنے لگی ذہن اب مکمل بیدار ہونے لگا تھا۔

اس نے اٹھنے کی کوشش کی تھی چہرے پر تکلیف بھرے تاثرات آئے۔ابراھیم نے اٹھ کر اسے سہارا دیتے

تکیوں کے سہارے بٹھادیا یوں کہ وہ نیم دراز تھی۔

مشائم نے اسکی بے چینی محسوس کرتے آگے بڑھ کر انگلی منہ میں ڈال کر ٹکر ٹکر دیکھتی اسکی ننھی سی جان کو

.....اسکے ہاتھ میں دے دیا۔ایک آنسو لڑھکا تھا زنیشہ کے گال پر

کپکاتے لبوں کو بھینچ کر وہ ذرا سا جھکی تھی۔اس نے گلابی نرم سی ناک پر لب رکھے،اسکی پلکوں کو لبوں سے چوما،

وہ بے اختیار ہوتی اس کے دونوں گال چوم کر اسے سینے سے لگاتی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

" !ماما۔۔یہ۔۔میری بیٹیاں۔۔ہیں۔۔ "

سینے سے لگی عجیب سی آوازیں نکالتی اپنی جان کی چھوٹی سی گلابی مٹھی کو جھک کر اس نے نرمی سے چوما تھا۔

ابراھیم نے اٹھتے اسے ساتھ لگایا تھا۔

" !جی ماما کی جان یہ تمہاری بیٹیاں ہیں،ماشاءاللہ،اللہّ ہر بری نظر سے بچائے۔۔۔ "

ارشما اس کے پاس آبیٹھی جس کے ہاتھوں میں ویسی ہی ننھی پری تھی۔ماہ بیر اور صالح نے باری باری آگے

ہوتے اس کے سر پر پیار کیا۔

اب میری بیٹی نے رونا نہیں ہے خوشی کا موقع ہے، خیر سے اب تمہارا باپ نانا اور میں دادا بن گیا ہوں، ہاہاہا "

" !۔۔۔

صالح نے ماہ بیر کو سر تا پیر دیکھتے قہقہہ لگایا جو اسکی طرح جینز شرٹ میں ملبوس تھا۔ دونوں اتنے فٹ تھے کہ انھیں دیکھ کر کہا ہی نہیں جا سکتا تھا۔

زنیشہ ہنس پڑی تھی اس نے ہاتھ میں پکڑی اپنی بیٹی کو احتیاط سے پہلو میں لٹایا جو اوں آں کرتی ہلنے سے کروٹ اس کی جانب کرتی اسکی کمر میں منہ چھپا گئی۔

ابراھیم بے ساختہ مسکرایا تھا اسے دیکھ کر اس نے احتیاط سے اسے اٹھا کر سینے سے لگا لیا۔ اولاد کو سینے سے لگا کر کیسا سکون محسوس ہوتا ہے یہ وہ باخوبی محسوس کر چکا تھا۔

زنیشہ نے ارشما کے ہاتھ سے دوسری بیٹی کو پکڑا پھر اسے بھی والہانہ پیار کرنے لگی۔ ننھی پری ماں کا لمس محسوس کر کے مس کرائی تھی جس سے گال میں گول مٹول سا ڈمپل ابھرا۔

گلابی ننھے سے چہرے پر گرے بڑی بڑی آنکھوں سے پٹر پٹر دیکھت، بغیر دانتوں والے ننھے سے منہ پر مسکراہٹ لیے وہ ننھی سی پری اتنی پیاری لگ رہی تھی کہ وہ بے ساختہ دل میں اسکی نظر اتار گئی۔

" !ابراھیم سب سے پہلے ان کا صدقہ دیں، یہ اتنی پیاری ہیں کہ مجھے ڈر ہے کسی کی نظر نہ لگ جائے۔۔۔ "

وہ اسے ساتھ لگاتی اس کی جانب انگلی بڑھا گئی جسے غوں غاں کرتے اس نے تھام لیا۔ زنیشہ بے ساختہ مسکرائی تھی۔

" ہاں بیٹا ٹھیک کہہ رہی ہے زنیشہ۔۔۔ !گھر جاتے ہی پہلے صدقہ دو ان کا، کسی کی بری نظر کس طرح دنیا اجاڑ دیتی ہے یہ ہم سے بہتر کون جانتا ہے۔۔ !"

بولتے ہوئے مشائم کی آنکھوں میں نمی چمکی تھی، کندھے پر یوسف کا ہاتھ محسوس کرتے وہ اپنا ہاتھ اس پر رکھتے سر جھٹک گئی۔

خاموشی میں ارشما کے موبائل کی رنگ ٹون بجی، اینارا کالنگ دیکھ کر اس نے فورا کال اٹینڈ کرتے فون کان سے لگایا تھا۔

" ہاں اینارا، اللہ کا شکر ہے جڑواں بیٹیاں ہوئی ہیں، ہاں ماشاءاللہ۔۔۔ !دو دن بعد ڈسچارج کریں گے۔۔ "کچھ دور ہوتی وہ اسے صورتحال سے آگاہ کرنے لگی۔

یوسفز کے بنگلے میں جھانکو تو لاؤنج ہر سو گلابی سفید غباروں سے سجا ہوا تھا۔ لاؤنج کی انٹرنس پر گولڈن دل کی شکل کے غبارے سنہری لڑیوں سے باندھ کر لٹکائے گئے تھے جن پر ویلکم ہوم لکھا تھا۔

لاؤنج کا جائزہ لیتی ایرا نے حیان کو دیکھا جو ابھی پولیس سٹیشن سے سیدھا یہیں آیا تھا وہ صوفے پر گرے بالونز اٹھا کر جگہ بناتا وہیں بیٹھ گیا۔

اس نے ساکس میں مقید پیر پھیلا کر نیچے قالین پر رکھا تو گلیٹر سے بھرا سفید غبارہ ٹھا کی آواز سے پھٹ گیا۔ ایرا کا منہ کھل گیا، ناک منہ چڑاتی وہ اس کے سامنے کمر پر ہاتھ ٹکا کر کھڑی ہو گئی حیان نے معذرت خواہ نظروں سے اسے دیکھا۔

" حیاننننن بھائیی۔۔۔۔! یہ کیا کیا آپ نے۔۔؟ اتنی محنت سے میں نے سارے بالونز پھلائے تھے میرا رنگ دیکھیں کیسے زرد ہو رہا ہے اور آپ نے ایک سیکنڈ میں اسکا کچومر نکال دیا۔ مجھے نہیں پتہ آپ یہاں سے اٹھ جائیں یہاں زنیشہ آپی اور بے بیز بیٹھیں گے !"

وہ اپنے چہرے کی گوری چٹی رنگت کو زرد کہتے منہ پر ہاتھ رکھتی بے چارگی سے کہتی پھر دونوں ہاتھ کمر پر ٹکاتی قطعی انداز میں بولی۔ وہ اس کے انداز دیکھتا ابرو اچکا گیا۔

" !نہیں چھوٹی میں تو یہیں بیٹھوں گا۔۔ "

اسے پچکارتا وہ مزید پھیل کر بیٹھ گیا۔اسی وقت گرے پینٹ سویٹر میں پینٹ کی پاکٹس میں ہاتھ ڈالے وہ نواب بھی آکر حیان کے ساتھ پھیل کر بیٹھ گیا۔

اس نے ٹانگ پر ٹانگ رکھتے سامنے کھڑی اپنی بیوی کو دیکھا جو غصیلی نظروں سے دونوں کو گھور رہی تھی۔ لائٹ پرپل گھٹنوں تک آتے فراک اور چوری دار پاجامے میں دوپٹہ سینے پر پھیلائے سلکی بالوں کی چوٹی آگے کو ڈالے وہ پریوں کی کہانی کی کوئی پری ہی لگ رہی تھی۔

عرش نے ہاتھ صوفے کی پشت پر پھیلایا تو بازو کے وزن سے ایک اور غبارہ انتہائی ڈراؤنی آواز سے پھٹ گیا۔

" !!!غزل آپی۔۔۔۔ "

روہانسی ہوتی وہ زور سے چلائی تو وہ کچن سے جلدی سے باہر آئی۔بلیو جینز پر ملٹی کڑھائی کی سفید افغانی قسم کی چٹلّا والی فراک میں ملبوس سٹالر رول کر کے گلے میں ڈالے وہ مہرون بالوں کی چوٹی بنا کر آگے ڈالے ہوئے تھی جو گھٹنوں تک پہنچ رہی تھی۔

..... " کیا ہوا؟ "

ان کے پاس آتی وہ حیرانگی سے گویا ہوئی۔

" !اپنے شوہر کو سنبھالیں، بہت بگڑ گئے ہیں اور آپ۔۔۔ "

دانت کچکچا کر کہتے اس نے پورے استحقاق سے عرش کا ہاتھ تھاما۔

" !آپ میرے ساتھ آئیں ذرا۔۔۔ "

اسے زور لگا کر اٹھاتی وہ مشائم کے کمرے کی جانب بڑھ گئی جبکہ وہ مسکراتی نظروں سے اسے دیکھتا اس کے ساتھ کھنچا چلا گیا۔

ان کے جانے کی دیر تھی کہ حیان نے غزل کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنی جانب کھینچ لیا۔ وہ کھڑے کھڑے اس پر جھکی تھی اس کے کاندھوں کا سہارا لیتی وہ آنکھیں پھیلاتی اسے دیکھنے لگی جس نے ایک پل کو اسکی جان ہی نکال دی تھی۔

" !کیا۔۔۔ کر رہے ہو۔۔۔ چھوڑو مجھے، کوئی آجائے گا۔۔۔ "

وہ دانت پیس کر بولی تھی۔ حیان پر رتی برابر اثر نہ ہوا۔۔ وہ اسکے گال کو ہاتھ کی پشت سے چھوتا اسے گود میں بٹھا گیا۔ وہ شرم سے سرخ پڑی تھی۔

" !ٹھیک کہہ رہی تھی وہ تم بہت بگڑ گئے ہو۔۔۔ "

اسے دور دھکیلتی وہ ارد گرد نگاہ دوڑاتی سٹپٹا کر بولی تھی۔اسکے یوں مسلسل ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے پر وہ جھنجھلا گئی۔

" !اب ایسے کیوں دیکھ رہے ہو۔۔۔ "

وہ اس کی ہری آنکھوں سے نظروں کا سفر کرتا اسکے لبوں پر ٹھہرا، بے چینی سی ہوئی تھی دل میں کوئی خواہش سی جاگی تھی۔

جی چاہ رہا ہے۔۔۔!"دھیمی سرگوشی پر وہ حلق تر کرتی نظریں جھکا گئی۔ "

" کیا چاہتا ہے۔۔؟ "

ارد گرد کا ہوش بھلائے وہ ایک دوسرے میں گم تھے۔

کہ تمہارے لبوں۔۔۔!"ادھورے الفاظ کہتا وہ بے ساختہ جھکا تھا۔غزل نے شرم پر لعنت بھیجتے اس کے "

لبوں پر ہاتھ رکھے۔

" !مارا تم کو تنہائی میں رومینس ہی سوجھتا ہے۔۔؟ام کو غصہ مت دلاؤ اتنا کام پڑا ہے۔۔ "

خالص پٹھانیوں کے انداز میں کہتی وہ فورا اٹھی تھی۔اس نے ناک سکیڑ کر اسے دیکھا تو وہ داڑھی پر ہاتھ پھیرتا اسے دیکھنے لگا۔

" !مجھے چیلنج مت کرو۔۔!میں سب کے سامنے بھی تمہارے ساتھ یہ رومینس جھاڑ سکتا ہوں۔۔ "

وہ اس انداز میں بولا کہ وہ سٹپٹاتی بے ساختہ رخ موڑتی وہاں سے واپس کچن میں چلی گئی جہاں ارشیہ پہلے سے موجود اسکی مدد کروا رہی تھی۔

کمرے میں آکر اسکا ہاتھ چھوڑتی وہ خفگی سے اسے دیکھنے لگی بچاری صبح سے گھر سجانے میں لگی تھی اور اب اسے ساری سجاوٹ غارت ہوتی محسوس ہو رہی تھی۔

وہ اس کے ساتھ کھنچا چلا آتا سر جھکائے مسکراتی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا چہرے پر مبہم مسکراہٹ تھی۔اسکا استحقاق بھرا انداز اسے اچھا لگا تھا۔

" آپ کی طبیعت ابھی مکمل ٹھیک نہیں ہے آپ کو ریسٹ کرنا چاہیئے۔۔۔ "

گرے سویٹر سے جھانکتی سفید شرٹ کا کالر درست کرتی وہ اب کہ نرمی سے بولی تھی۔

" !میں ٹھیک ہوں۔۔۔ "

اسکی چوٹی سے نکلتی سلکی لٹوں کو انگلی سے پیچھے کرتا وہ دھیمے لہجے میں گویا ہوا اسکا یوں فکر کرنا اچھا لگ رہا تھا۔ ایرا نے نیلی آنکھیں سکیڑتے ذرا سے پیر اوپر اٹھاتے اسکی پیشانی پر ہاتھ رکھا جواب بھی ہلکی حدت لیے ہوئے تھی۔

اونہوں، ابھی مکمل ٹھیک نہیں ہوا آپ یہیں بیٹھیں میں آپ کے لیے سوپ لاتی ہوں، آپ کو اچھا لگے گا "

" پھر میڈیسن بھی کھانی ہے نہ۔۔۔ اوکے ؟

اسکا ہاتھ تھام کر بیڈ کی طرف بڑھی وہ سر جھکائے اپنے ہاتھ کو اسکے چھوٹے سے ہاتھ میں دیکھتا بغیر ایک لفظ کہے اسکے ساتھ چل پڑا۔ کبھی کبھی یوں کسی کا خود پر حق جتانا بہت اچھا لگتا ہے خاص کر تب جب وہ دل کی سرزمین پر اتر چکا ہو۔

پیروں کو شوز سے آزاد کر کے وہ بیڈ پر نیم دراز ہو گیا۔ اسکی طرف سے اطمینان کرتی وہ آگے ڈھلک آتی چوٹی کو پیچھے کمر پر پھینکتی ہموار قدم چلتی چوکھٹ عبور کر گئی۔ اسکی یہ ادا بھی عرشمان شاہ کے دل میں کہیں نقش ہوئی تھی۔

زنیشہ لوگ جونہی گھر میں داخل ہوئے وہاں موجود سب کے دل میں خوشی کی لہر دوڑ گئی مشائم زنیشہ کو ساتھ لیے لاؤنج میں آئی جہاں اسکی سجاے صوفے پر اسے بٹھادیا گیا۔

اسکے چہرے پر ممتا کو نور پھیلا تھا ابراھیم تو خدا کا شکر ادا کرتے نہیں تھکتا تھا۔سب اشتیاق سے ننھی پریوں کو گود میں لے کر پیار کرنے لگے۔

ڈھکے چھپے الفاظ میں ارشمانے بدر اور عرش کو بھی خوش خبری دینے کا کہا جس پر ایرا سٹپٹا کر وہاں سے بھاگ گئی ! جبکہ بدر نے بغیر کسی کا لحاظ کیے ٹکا کر کہہ دیا کہ ہم تو تیار ہیں آپ کی بہو مانے تب نہ۔۔۔

یونہی نوک جھونک چلتی رہی،ایرا کا تو بس نہ چل رہا تھا وہ ان دونوں پر نسز کے گول مٹول سے گالوں پر دانت گاڑ دیتی۔اسکی خوشی دیکھ کر صالح نے عرش کا کاندھا تھپتھپایا تھا جس پر وہ مسکراہٹ دبا گیا،وہ خوب سمجھ گیا تھا۔

حیان رمل کو ویڈیو کال پر سارا منظر دکھا رہا تھا وہ ہسپتال میں تو مل گئی تھی لیکن آج بہت دل کے باوجود آ نہ سکی۔ جاب شروع ہوئی تو مصروفیت بھی بڑھ گئی تھی۔

غزل سب کی خوشی دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہی تھی۔ ننھی کلکاریاں، سب کی ایک دوسرے کے لیے محبت، اسے رشک آیا تھا اس خاندان کا حصہ بننے پر۔۔۔! وہ صالح کے ساتھ بیٹھی اس سے ڈھکے چھپے انداز میں اگلے مشن کی بابت پوچھ رہی تھی۔

خوشیوں کے سنگ ہنستے مسکراتے وہ سب آپس خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ جب کھانے کی خوشبو نے سوئی بھوک کو جگا دیا تھا۔

نگہت اور نوشین نے کھانے کی میز پر کھانا لگا کر اطلاع دی تو سب کھانے کے لیے اٹھ گئے۔ ارشما، زنیشہ کو آرام سے اٹھاتے اسے اسکے کمرے میں لے گئی جہاں ابراھیم اس کے آرام کے خیال سے کھانا لے آیا۔

ان دونوں کو سر پر پیار کرتی وہ روم سے باہر آتی کھانے کی میز کی طرف بڑھ گئی۔

فون کان سے لگائے وہ ڈرار کھول کر جھکی اندر سے کچھ پیپرز کھنگال رہی تھی دوسری جانب سے اپنی کولیگ کی بات غور سے سنتی وہ ایک پیپر ہاتھ میں لیے سیدھی ہوئی۔

نتاشہ میں تمہیں ڈاکومنٹس میل کرتی ہوں کچھ دیر تک۔۔۔ہاں بات ہوئی تھی نعیم بیگ سے، کچھ خاص "

نہیں کہااس نے، مگر وہ ملنا چاہتا ہے کچھ اہم بات کرنی ہے۔اونہوں میں نہیں جاؤں گی میر نے منع کیا ہے،

" تمہیں تو پتا ہے ایک نمبر کا گھٹیا انسان ہے وہ، میر خود دیکھ لے گا۔۔

ہاتھ میں پکڑے پیپرز پر نظر دوڑاتی وہ چلتی ہوئی کبرڈ تک آئی جہاں قدرے کونے میں بنے چوکور خانے میں

ایک ساتھ کئی فائلز رکھی تھیں۔اس نے نیلے کور والی فائل نکال کر پیپرز اس میں لگائے۔

فائل واپس رکھتی وہ کبرڈ بند کرتی فون دوسرے ہاتھ میں لیتی کان سے لگائے پلٹ کر واپس آئی وہ بہت غور سے

نتاشہ کی بات سن رہو تھی جو اسے ان کے حالیہ لکھے گئے آرٹیکلز کے بارے میں اپڈیٹس دے رہی تھی۔

اسکی نگاہ میر پر پڑی جو گرے تھری پیس میں بال جیل سے پیچھے کو جمائے ہاتھ میں قیمتی گھڑی پہنے نک سک سا

تیار چوکھٹ سے اندر داخل ہوا تھا۔

اس کے کلون کی مہک نے کمرے کی فضا کو معطر کر دیا تھا۔بائیں کان میں پہنے ڈائمنڈ ٹاپس کو انگلی سے چھوتا وہ

اس کے پاس چلا آیا۔

"!امپورٹنٹ میٹنگ کے لیے نکل رہا ہوں دیر ہو جائے گی۔۔۔ "

اسکے ہاتھ سے فون لے کر کال کاٹتا وہ فرصت سے اسے دیکھتا آگاہ کرنے لگا۔اسکی پوزیسیو نیچر سے وہ واقف ہونے لگی تھی جب وہ اس کے پاس ہوتا تب اسے اسکی مکمل توجہ خود پر چاہیئے ہوتی تھی۔

اس لیے فون کاٹنے پر بغیر برا منائے وہ غور سے اسکی بات سننے لگی جو اسے مختصراً آج کی میٹنگ میں ڈسکس ہونے والے پراجیکٹ کے بارے میں بتا رہا تھا۔وہ اسکی پرفیکٹ لک کو بظاہر عام سے انداز میں دیکھتی دل ہی دل میں اسکی نظر اتار گئی تھی۔

" !سر دیر ہو رہی ہے۔۔ "

جہاں روم کے باہر کھڑے یاور کی بے تاثر آواز آئی وہیں میر کے چہرے کے زاویے بگڑے۔رمل نے مسکراہٹ دباتے اسے دیکھا جو غصے پر قابو پاتا ایک پل کو آنکھیں موند گیا۔

" !ٹھیک ہے چلتا ہوں، باہر گارڈز موجود ہیں آپ کو کہیں جانا ہو تو ان کے ساتھ جایئے گا پلیز۔۔۔ "

آگے بڑھ کر اس کی پیشانی پر لب رکھتا وہ پلٹ گیا۔وہ نرمی سے اس کی پشت کو دیکھتی بے ساختہ پکار گئی۔

" میر۔۔۔۔ "

اسکی پکار پر وہ پلٹ کر سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگا۔

" !اپنا خیال رکھنا۔۔۔ "

اسکی سیاہ آنکھیں کسی احساس سے چمک رہی تھیں جیسے محبت کا احساس قطرہ قطرہ سمندر بننے کے لیے بیتاب سا

۔۔۔

وہ ہولے سے مسکرایا پھر سر جھکاتے آپ ہی ذرا سا ہنس دیا۔دل میں یک دم ہی خوشی کا بے پایاں احساس پیدا

ہوا تھا۔

" !....آپ جو کہہ دیں تو خیال کو بھی میرا خیال آجائے "

دونوں کے چہروں پر محظوظ مسکراہٹ تھی۔

سر.....؟؟" جھنجھلائی ہوئی آواز سماعت سے ٹکرائی میر کے تاثرات پل میں بدلے اس نے جلے کٹے انداز "

میں دروازے کو یوں گھورا جیسے اس پار کھڑے شخص کو نظروں کے شعلوں سے ہی اڑا دے گا۔

!....رمل نے ہاتھ سے باہر کی جانب اشارہ کیا تو وہ بڑبڑا کر قدم بڑھا گیا۔یہ خبیث واقعی مر*ے گا

اسکے جانے کے بعد رمل شہادت کی انگلی دانتوں میں دباتی گزرے خوبصورت لمحات کو سوچنے لگی پھر یاور کی

!....وجہ سے میر کے تاثرات یاد کرتی ایک دم کھلکھلائی۔ہاں اب زندگی مزید اچھی لگنے لگی تھی

بیگ پیک کرتے اس نے دیوار پر نصب گھڑی پر نگاہ ڈالی۔ صبح کے آٹھ بج رہے تھے۔انہیں نو بجے تک

دوسرے شہر میٹنگ کے لیے نکلنا تھا۔ گیارہ بجے تک میٹنگ شروع ہو جانی تھی لہٰذا وہاں جلد پہنچنا ضروری تھا۔

ضروری چیزیں اور ایک دو جوڑے پیک کر کے اس نے بدر کو دیکھا جو اسکی طرح ہی بلیک پینٹ کوٹ میں ملبوس

تھا۔ارشیہ نے البتہ لانگ کوٹ اور براؤن لانگ بوٹس پہن رکھے تھے۔

بالوں کا اونچا جوڑا بنائے وہ ہمیشہ کی طرح مغرور لگ رہی تھی۔ تیاری مکمل کرتے وہ بدر کے ساتھ باہر نکلی۔ پہلے

سے تیار کھڑے ڈرائیور نے ان کا سامان گاڑی کی ڈگی میں رکھ دیا۔

ارشما اور ماہبیر کے کمرے میں ناک کر کے جاتے انہوں نے خیر باد کہا اور سفر کے لیے نکل پڑے آج کی میٹنگ

بہت ضروری تھی ان کے لیے، وہ پر امید تھے۔

بدر کی سرمئی آنکھیوں میں دھند کے باعث ہلکی سی نمی آئی تھی جس سے آنکھوں کے کانچ دھندلا گئے، سرخ

پڑتے ناک کو سہلا کر گہری سانس کھینچتے اس نے چہرے پر سیاہ ماسک چڑھا لیا۔

اسکے برابر بیٹھی ارشیہ چہرہ دائیں جانب کیے بند کھڑکی کے پار تیز دوڑتی سڑک پر نیلی تیکھی آنکھیں ٹکائے گہری سوچ میں تھی۔اس کی چھٹی حس اسے بے چین کر رہی تھی وہ خود کو پر سکون کرتی سیٹ کی پشت سے سر ٹکا گئی۔

لگزری ہوٹیل کے سامنے اترتے وہ گارڈ کو اپنا کارڈ دکھا کر اندر چلے آئے۔ریسیپشن کی جانب آتے انہوں نے پہلے سے ریزرو روم نمبر پوچھتے کمرے کی چابی لی جو اس عالیشان ہوٹل کی دوسری منزل پر تھا۔

لفٹ میں داخل ہوتے وہ دوسری منزل پر جانے لگے۔فریب پانچ منٹ بعد وہ اپنے روم کے سامنے تھے جہاں ان کا سامان پہنچ چکا تھا۔کمرے میں داخل ہوتے ارشیہ نے چاروں جانب نگاہ دوڑائی لاٹ گرے تھیم تھی۔

دیواروں پر گرے سلک کے پردے گرے تھے کمرے کے ایک طرف ڈبل بیڈ تھا جس پر سفید اور گرے کے امتزاج کی بیڈ شیٹ تھی۔ دوسری جانب باتھ روم تھا جس کا دروازہ بھی گرے تھا۔

جبکہ تیسی جانب بالکنی تھی جس کے بند دروازے کے پار باہر کا منظر باآسانی دیکھا جاسکتا تھا۔

بدر کو کوٹ اتار کر قدرے کونے میں رکھے سٹینڈ پر لٹکاتے دیکھ کر وہ بھی دروازے بند کر کے قدم بڑھاتی بیڈ کی سیدھ میں رکھے صوفے پر آبیٹھی۔ وہ دونوں میٹنگ کے ضروری پوائنٹس ڈسکس کرنے لگے تھے۔

ہینڈسم سٹائلنگ کی شاندار عمارت سے باہر نکلتے ان کے چہرے پر فتح کی مسکراہٹ تھی۔ اتنی کمپنیوں میں سے محض ان کی کمپنی کو پراجیکٹ مل چکا تھا اس کمپنی کے ساتھ کام کرنا انہیں مستقبل میں عروج کی بلندیوں پر پہنچانے والا تھا یہ وہ جانتے تھے۔

بدر نے آنکھیں سکیڑتے بلند آسمان کو دیکھا جو اس کی آنکھوں کی طرح ہی سرمئی ہو رہا تھا۔ بادلوں کے سائے نے شام کو رات کے اندھیرے میں بدلنے کا پورا انتظام کر رکھا تھا۔ ممکن تھا کسی بھی وقت موسلا دھار بارش برسنے لگتی۔

ارشیہ کے دانت سردی سے آپس میں بجنے لگے تھے۔

" !تم نے مسٹر جان کا منہ دیکھا تھا کس طرح جل گئے تھے ؟اف افففف۔۔۔میرے تو۔۔۔ "

اس کے ساتھ چلتے اس نے اس نے ہاتھوں میں پھونک مارتے منہ پر رکھا تھا۔

میرے تو دل میں ٹھنڈ پڑ گئی کیا سمجھتا تھا وہ کہ ہم پاکستانی لوگ کسی کام کے نہیں،اب دیکھے گا ہم کیسے کیسے "

" !کام کرتے اسے مارکیٹ سے ہی آؤٹ کرتے ہیں۔۔۔

سینے پر ہاتھ باندھ کر اسکے ساتھ تیز تیز چلتی وہ تیکھے انداز میں بول رہی تھی۔ناک بری طرح سرخ پڑ چکی تھی جسم بھی ہلکا ہلکا دکھنے لگا تھا۔

" !بدر نے اسکی بات پر سائیڈ سمائل دیتے اسے ایک نظر دیکھا۔۔۔"وی ڈیزرواٹ۔۔۔

مغرور انداز میں کہتے اس نے کار کا دروازہ کھولا جو ڈرائیور ان کے لیے چھوڑ کر کیب سے واپس جا چکا تھا۔

" !ہائے۔۔۔ "

اس سے پہلے وہ اندر بیٹھتے کسی جانی پہچانی آواز پر پلٹ کر دیکھا۔قہر برساتی ٹھنڈ میں ویسا ہی ٹھنڈا تاثر آنکھوں میں لیے شاہان خان براؤن براؤن جینز شرٹ پر سفید اوور کوٹ پہنے ان کے سامنے تھا۔

اسکا گورا چٹار نگ بے حد سرخ ہو رہا تھا۔ ارشیہ نے اسے دیکھ کر کچھ کہنا ضروری نہ سمجھا البتہ بدر نے ایک ناگوار نظر اس پر ڈالتے لبوں کو حرکت دی۔

" !ہیلو مسٹر خان۔۔۔ "

اسکے بے تاثر لہجے پر شاہان خان نے سر کو خم دیا۔

" !کونگریٹسس نیو پراجیکٹ کے لیے اینی وے لکنگ گارجیئس مس ارشیہ۔۔۔ "

بدر کو مبارک دیتے وہ اچانک ارشیہ کی طرف مڑا۔

بدر نے مٹھیاں سختی سے بھینچتے اسے سرد نظروں سے دیکھا۔ ارشیہ نے اسے اس قابل ہی نہ سمجھا کہ اسکی بات کا جواب دے۔ وہ ڈھیٹوں کی طرح مسکرایا۔

" !اس ڈنر کے لیے اور اس کے بعد ان خوبصورت لمحات کے لیے آپ کا شکریہ۔۔۔ "

معنی خیز نظروں سے ارشیہ کو دیکھتا وہ آگ لگا کر جا چکا تھا۔ بدر کا چہرہ خطرناک حد تک سرخ پڑا جبکہ آنکھیں لال انگارا ہوتی دہکنے لگی تھیں۔

" !بدر اس کی بات کا۔۔۔ "

وہ اسکے پاس آتی وضاحت دینے لگی جب وہ داڑھتا اس سے دور ہوا۔

" !گاڑی میں بیٹھو۔۔۔ "

وہ لب بھینچ کر گاڑی میں بیٹھی تو وہ ڈرائیونگ سیٹ پر آتا تیز سپیڈ پر ڈرائیو کرنے لگا۔

ہوٹل کے روم میں آکر دروازہ بند کرتے اس نے کوٹ اتار کر پوری قوت سے زمین پر مارا۔اسکا دماغ کھول رہا تھا غصے سے۔۔۔!

وہ ایک پل کو دہل گئی اسکے غصے سے۔۔وہ اسکی طرف آتا جھٹکے سے اسکے بازوؤں میں اپنی انگلیاں گاڑ گیا۔

"!کیا بکواس کر رہا تھا وہ جواب دو۔۔۔"

اسکی داڑھ پر وہ جیسے اندر تک ہل گئی تھی بخار آہستہ آہستہ گرفت پکڑ رہا تھا اسے جسم شدید درد کرتا محسوس ہو رہا تھا سر تھا کہ جیسے منوں بوجھ آپڑا تھا مزید اسکا لب ولہجہ سر پر جیسے ہتھوڑے برسانے کا کام کر رہا تھا۔اس نے زور سے اپنے بازو اسکی گرفت سے آزاد کیے۔

" !جب تمہیں مجھ پر اعتبار نہیں تو جو مرضی سوچو مجھے پروا نہیں۔۔ "

خطرناک حد تک سرد لہجے میں کہتی وہ پلٹ کر بیڈ کی جانب بڑھی اسے آرام کی شدید ضرورت تھی۔۔

بدر نے غصے سے پاگل ہوتے اسکا بازو پکڑتے اپنی جانب کھینچا ارشیہ نے ایک پل کو آنکھیں میچتے نمی اندر دھکیلی اسکے یوں کھینچنے سے جسم میں شدید درد اٹھا تھا۔

" میں جو بکواس کر رہا ہوں اسکا جواب دو۔۔۔میرے منع کرنے کے باوجود تم اس سے کیوں ملی۔۔۔؟ "

اسکا چہرہ کان کی لو تک سرخ پڑ چکا تھا جبکہ کنپٹی پر نسیں ابھر آئی تھیں۔اسکی جارحانہ گرفت پر اور انداز پر وہ بھی چیخ گئی۔

"!!ہاں گئی تھی میں ملنے کیا کر لو گے ؟دوبارہ ملوں گی۔۔ "

چٹاخ!!!"۔۔۔۔ "

وہ مزید کچھ کہتی جب بدر کا بھاری ہاتھ اسکے سرخ گال پر نشان چھوڑ گیا۔

" !جاؤ دفعہ ہو جاؤ پھر اسی کے پاس،میرے ساتھ تو زبردستی کا رشتہ ہے تمہارا جاؤ جاتی کیوں نہیں۔۔۔ "

غصے سے گرجتے اس نے سائیڈ ٹیبل سے گلدان اٹھا کر دیوار میں دے مارا۔

وہ اسکے اتنی بڑی بات کہنے پر منہ پر ہاتھ رکھے ساکت کھڑی رہ تھی۔ نیلی آنکھوں سے آنسو لڑیوں کی صورت بہہ رہے تھے۔ بغیر کچھ سوچے وہ ایک لمحے کی دیر کیے بغیر کمرے کا دروازہ کھول کر باہر نکل گئی۔

وہ بے حس بنا کھڑا رہا اسکی شرٹ پینٹ سے نکل گئی تھی حلیہ بے ترتیب تھا۔ بال ماتھے پر بکھرے پڑے تھے جبکہ سرمئی آنکھیں دہک رہی تھیں۔ وہ بالکنی کی جانب رخ کیے کھڑا تھا جہاں سے تیز بارش کی آواز تواتر سے آرہی تھی۔۔

بالکنی کا گلاس ڈور ترچھی ہوتی بارش کے قطروں سے بھیگ چکا تھا۔ وہ گلاس ڈور پر پھسلتے قطروں کے کھیل کو چند لمحے دیکھتا رہا غصہ آہستہ آہستہ وجود سے کسی دھند کی طرح اڑنے لگا تو اسکے حواس بھی بحال ہونے لگے۔

اس نے پلٹ کر دروازے کی سمت دیکھا جو ادھ کھلا تھا۔ وہ خالی خالی نظروں سے دروازے کو دیکھتا رہا پھر ایک دم لمبے ڈگ بھرتا باہر نکل گیا۔

ہوٹل سے باہر نکلتے سرد موسم کی ٹھٹھرتی بارش کی پرواہ کیے بغیر وہ محض پینٹ شرٹ میں بارش میں نکلتا اسے ڈھونڈنے لگا۔

بھیگنے سے اسکی شرٹ مکمل سینے سے چپک چکی تھی جبکہ لب جامنی پڑ گئے تھے وہ دیوانوں کی طرح بھاگتا ہوا دوسری سڑک پر اتر گیا فٹ پاتھ پر چلتے وہ اسے قدرے دور تیز دوڑتی گاڑیوں کے ہجوم میں سینے پر ہاتھ باندھے چلتی ہوئی نظر آئی۔

مکمل بھیگی ہوئی بخار کی شدت سے ہلکان وہ بے حس بنی چلتی جا رہی تھی۔ یہ منظر دیکھتا وہ اسکی جانب بھاگا تھا۔

بس ایک بار وہ اس تک پہنچ جائے، بس ایک بار،، پھر کبھی خود سے دور نہیں جانے دے گا۔

"!ارشیہ۔۔۔ "

اسکے کانوں نے کسی کی مدھم آواز سنی تھی اپنا وہم خیال کرتی وہ سر جھکائے چلتی جا رہی تھی جب تیز ہیڈ لائیٹس کی روشنی اسکی آنکھوں پر پڑی تھی۔

اس نے سر اٹھایا تھا پھر وہ سر نہیں جھکا سکی اس نے بھاگنا چاہا لیکن قدم جامد سے محسوس ہوئے۔

! تیز بارش سے بھیگتی سڑک پر وہ دور جا گری تھی۔ اسکے ماتھے سے کچھ پھوٹ پڑا تھا۔ گاڑھا تیز چمکیلا سا۔۔۔

رات کے اندھیرے میں برستی بارش میں پیلی ہیڈ لائیٹس کی روشنی میں چمکتا سرخ خو*ن۔۔۔! قطرہ قطرہ

! قطار بن کر بہتا کسی کی سانسیں روکتا۔۔۔

میں اکثر اسے کہتا ہوں

تم شور بہت مچاتی ہو

تب وہ مجھ سے کہتی ہے

جب کلائی میری پکڑو تم

چوڑی تو میری کھنکے گی

چوری کا شور تو ہوتا ہے

جب پیار سے مجھے بلاؤ گے

دوڑ کے میں تو آؤں گی

پھر پائل میری کھنکے گی

پائل کا شور تو ہوتا ہے

زلف میری سلجھاتے ہوئے

جب گھگرے کو بکھراؤ گے

تب سانسیں میری مہکیں گی

سانسوں کا شور تو ہوتا ہے

پیار سے اپنی بانہوں میں تم

مجھ کو جب بساؤ گے

!!....تب دل تو میرا دھڑکے گا دھڑکن کا شور تو ہوتا ہے

سرخ گھٹنوں تک آتے ڈھیلے سے سویٹر کے ہمراہ سیاہ جینز اور لانگ بوٹس میں سیاہ اوور کوٹ بازو پر ڈالے وہ مبہوت سی لکڑی کی دیواروں کو چھوتی لکڑی کا بڑا سا دروازہ دھکیلتی اندر داخل ہوئی تھی۔

داخل ہوتے ہی اسکی نظر دروازے کے پاس رکھے لکڑی کے شوز ریک پر پڑی۔اس نے پیروں کو لانگ بوٹس سے آزاد کرتے بوٹس اٹھا کر شوز ریک میں رکھ دیے۔

وہ مبہوت سی چاروں اوڑھ دیکھتی چھوٹے چھوٹے قدم بڑھا رہی تھی۔ زمین پر لکڑی کی دیوار کے ساتھ نرم سا بستر بچھایا گیا تھا جس کے اطراف میں پھول ہی پھول بکھرے تھے۔

قریب رکھی چھوٹی تپائی پر تین موم بتیاں روشن تھیں جو کمرے کے ماحول کو خوابناک بنا رہی تھیں۔ بستر کے بلکل سامنے آتش دان روشن تھا جس کے قریب ہی دو لکڑی کی کرسیاں پڑی تھیں۔

باہر کی ٹھنڈ کی نسبت اندر کا ماحول کافی پر حرارت تھا۔ اس نے کوٹ کرسی پر ڈالتے یونہی سر اٹھا کر لکڑی کی چھت کو دیکھا جہاں ونڈ چائم لٹک رہا تھا جس میں لٹکتے دو چاند اور چار ستارے سنہری روشنی سے جگمگا رہے تھے۔

گلاب اور موتیے کی بھینی بھینی مہک، آتش دان میں چٹختی لکڑیوں کی آواز، باہر اٹھتے سمندر کا شور جیسے ہر چیز کو خوابناک بنا رہا تھا۔

وہ ایک طرف گرے پردے کی جانب تجسس سے بڑھی اس کی پشت پر پھیلے بھورے آبشاری بال آگ کی زرد روشنی سے آتشی لگنے لگے تھے۔

سرخ لپسٹک سے رنگے لبوں کو ذرا سا وا کرتے اس نے پردہ ہٹایا تو منظر نے نیلی آنکھوں کو مبہوت کیا تھا۔ تا حد نظر پھیلا سمندر جو کنارے لگی روشنیوں سے کسی حد تک نمایاں ہو رہا تھا۔

اس کی نگاہ اس پر پڑی جو اسکی طرح ہی سرخ سویٹر اور سیاہ جینز میں اسی جانب بڑھتا نظر آ رہا تھا۔

اسکے لاکٹ میں شاہین کی آنکھ کی چمک دور سے بھی دیکھی جا سکتی تھی۔

وہ پردہ برابر کرتی ویسے ہی کھڑی رہی۔ لب دباتے اس نے ہاتھ میں پہنی سیاہ کانچ کی چوڑیوں کو چھیڑا جو عرش نے راستے میں دلائی تھیں۔

اس نے گھر کیا بتایا وہ نہیں جانتی تھی مگر جب اس نے ساتھ چلنے کو کہا وہ بغیر ایک لفظ کہے چلی آئی تھی۔ جہاں اعتبار کا معاملہ ہو وہاں اگر مگر کی گنجائش ہی کہاں رہتی ہے۔۔۔!

کھلے دروازے سے وہ اندر داخل ہوا تھا وہ پلٹ کر اسے دیکھنے لگی جو شوز ریک میں رکھتا دروازہ بند کر رہا تھا۔ ایرا کا دل زور سے دھڑکا تھا۔

وہ اس کے قریب آ کر کچھ فاصلے پر رکتا خاموشی سے اسے دیکھنے لگا سرخ گھٹنوں تک آتے ڈھیلے سویٹر میں ریشمی بال پشت پر بکھیرے وہ مومی گڑیا لگ رہی تھی نازک تراشیدہ لبوں پر سرخ لپ سٹک نے اسکے حسن کو دو آتشہ کر دیا تھا۔

وہ ایک دم آگے بڑھتا اسے مظبوط بانہوں میں اٹھا کر زمین پر بچھے بستر کی جانب بڑھا۔ نرمی سے اسے لٹاتے وہ

کہنی کے بل نیم دراز ہو گیا۔

" تمہیں بھوک لگی ہے۔۔۔؟ "

اس کی گھنی پلکوں پر پھونک مار ا وہ دھیمے لہجے میں گویا ہوا۔

" !نہیں۔۔۔ "

پیٹ پر رکھے ہاتھ سے کلائی میں پہنی چوڑیاں چھوتی وہ نظریں جھکائے گویا ہوئی۔

میں اس لیے پوچھ رہا ہوں کہیں بعد میں تم بھوک کا بہانہ نہ کر ا ؤ۔۔۔! تم جانتی ہو ہم کیوں یہاں ہیں "

"۔۔؟

اس کے گال کو دو انگلیوں سے چھو ا وہ لب رکھ گیا۔

وہ شرما کر رخ بدل گئی۔ ریشمی بال بستر پر بکھر گئے تھے جنہیں سمیٹ کر ہاتھوں میں لیتا وہ جھک کر ان کی مہک سانسوں میں اتارنے لگا۔ اسے محبت تھی اس کے بالوں سے، حق تھا انہیں چھونے کا۔۔۔!

" تم نے ایک بار پوچھا تھا مجھے کسی سے محبت نہیں ہوئی۔۔۔؟ "

وہ اسکی پشت کو دیکھتا چت لیٹ گیا ایرا کی سماعتیں پوری طرح متوجہ ہوئی تھیں۔ وہ واپس سیدھی ہوتی سر گھما کر اسے دیکھنے لگی جو چہرہ سیدھا کیے آنکھیں موندے مسکرا رہا تھا۔ وہ یک ٹک اسے دیکھے گئی۔

" اور آپ نے کہا تھا اس فضول چیز کی آپ کی زندگی میں کوئی جگہ نہیں۔۔۔! "

عرش نے اچانک آنکھیں کھول کر دونوں ہاتھ بڑھاتے اسے خود پر جھکا لیا۔

وہ اچانک پڑتی افتاد پر بوکھلاتی اس کے سینے پر ہاتھ رکھ گئی اسکے بال عرش کے چہرے پر گرے تھے جنہیں ایک ہاتھ سے ہٹاتے وہ سیدھا اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگا جو گہری بھوری آنکھوں میں پنپتے جذبات کی تاب نہ لاتی فورا نظریں جھکا گئی۔

اس کے ذہن میں جھماکا سا ہوا اس نے جھکی پلکیں اٹھائی تھیں۔ یہ گہری بھوری آنکھیں۔۔۔؟ یہ آنکھیں تو اس رات۔۔۔! اسکے ذہن میں ایک ساتھ بہت کچھ کلک ہوا تھا۔

" اس رات آپ نے مجھے بچایا تھا۔۔۔؟ "

وہ خواب کی سی کیفیت میں بولی تھی عرش نے گہری سانس کھینچتے اقرار کر لیا۔

میں ہمیشہ سے تمہارے لیے فکر مند تھا تم دنیا کو نہیں سمجھتی تھیں مجھے ڈر تھا تم خود کو نقصان نہ پہنچالو۔۔۔! "

" جب مجھے محبت نہیں تھی تب تمہاری اتنی پرواہ کرتا تھا اور اب تو۔۔۔۔

وہ مسکراتے لہجے میں کہتا بات ادھوری چھوڑ گیا وہ بے چین ہوئی تھی۔

" اب کیا۔۔۔؟ "

بے ساختہ لبوں سے جدا ہوا تھا۔اسکی بے تابی پر وہ لب دبا گیا۔

" !اب مجھے تم سے محبت ہو گئی ہے۔۔۔ "

اس کے اقرار پر وہ پل میں اٹھ بیٹھی اسکی جانب پشت کیے چہرے پر ابھرنے والی مسکان چھپاتی وہ دل کے مقام پر

ہاتھ رکھ گئی جو زوروں سے دھڑکنے لگا تھا لبوں پر مسکراہٹ چھپائے نہیں چھپتی تھی۔

وہ اسکے خود سے شرمانے پر محظوظ ہوتا اٹھ بیٹھا پشت سے اسکی کمر کے گرد ہاتھ باندھتے وہ ٹھوڑی اسکے کاندھے پر

ٹکا گیا۔

آج تمہارے فرار کی سب راہیں بھی مجھ تک محدود ہیں تم جانتی ہو جب تم نگاہوں کے سامنے نہیں ہوتی تو "

" !دل یوں تمہیں ڈھونڈتا ہے جیسے لوگ سکون۔۔۔

کندھے پر اسکی داڑھی کی چبھن سے وہ کسمسائی تھی آنکھیں البتہ حیا کے بوجھ سے جھکی ہوئی تھیں دل تھا کہ آنے والے حسین لمحات کے خیال سے ہی تیز تیز دھڑکتا جا رہا تھا۔

عرش۔۔۔!"اسکے لبوں کا لمس گردن پر محسوس کرتی وہ بے ساختہ پکار اٹھی اسکی قربت پر ہاتھوں کے "

ساتھ لب بھی کانپنے لگے تھے۔

جی جانِ عرش کہیں آپ کو سنوں یا آپ کی دھڑکنوں کو؟؟"۔۔۔ "

اس کے ہاتھ سے ایک ایک کر کے چوڑیاں اتارتا وہ اسکی گوری کلائی پر لب رکھ گیا وہ لجا کر آنکھیں موند گئی۔۔

" !تمہارے ان لبوں سے اقرار سننا چاہتا ہوں کہ دل کو قرار آ جائے۔۔۔ "

اس پر سایہ کرتا وہ اس سے اظہار محبت سننے کو بے تاب ہوا تھا۔اس کی گردن سے بال ہٹاتے وہ جھک کر گہری سانس بھر گیا ایرا کا سانس سینے میں اٹکا تھا اس شخص کی قربت برداشت کرنا بلکل بھی آسان نہ تھا جان جیسے لبوں پر آنے لگی تھی۔

" میں کبھی سمجھ نہیں پائی کون سی بات ایسی ہے جس نے مجھے آپ سے محبت کرنے پر مجبور کر دیا۔۔عرش میں آپ سے بے حد محبت کرتی ہوں خود سے بھی زیادہ۔۔مرتی ہوں آپ پر۔۔مر جاؤں گی آپ کے بغیر !۔۔۔ "

اسکی شدتوں پر ہلکان آنکھیں میچے وہ اپنے اقرار سے اسے مزید دیوانہ کر گئی۔

" تمہیں آج خود میں یوں چھپالوں گا کہ پھر تم میں، میں ہی نظر آؤں گا، آئی ایم ان لو ود یو ایرا عرشمان شاہ۔۔۔! میں حد میں رہ کر بے حد چاہوں گا تمہیں اتنا کہ چاہتوں کو بھی یوں چاہے جانے کی خواہش ہو گی۔ ! عرشمان شاہ کو یہ مان لینے میں کوئی عار نہیں کہ تم میری پہلی اور آخری محبت ہو۔۔۔ "

بلینکٹ کھینچتے اس نے سرخ سویٹر کو مومی کندھوں سے سرکایا تھا۔کمرے میں پھیلی حرارت میں جذبات کی حدت بھی شامل ہو گئی تھی۔آتش دان کی روشنی نے دیوار پر پڑتے دو سایوں کو قریب ہوتا محسوس کیا تھا۔

بات وہ آدھی رات کی رات وہ پورے چاند کی۔۔۔۔

چاند بھی عین چیت کا اس پہ ترا جمال بھی۔۔۔۔

Epi # 39

"!ارشیہ۔۔۔ "

اسکے کانوں نے کسی کی مدھم آواز سنی تھی اپنا وہم خیال کرتی وہ سر جھکائے چلتی جا رہی تھی جب تیز ہیڈ لائیٹس کی روشنی اسکی آنکھوں پر پڑی تھی۔

اس نے سر اٹھایا تھا پھر وہ سر نہیں جھکا سکی اس نے بھاگنا چاہا لیکن قدم جامد سے محسوس ہوئے۔ تیز بارش سے بھیگتی سڑک پر وہ دور جا گری تھی۔

اسکے ماتھے سے کچھ پھوٹ پڑا تھا۔ گاڑھا تیز چمکیلا سا۔۔۔! رات کے اندھیرے میں برستی بارش میں پیلی ہیڈ !لائیٹس کی روشنی میں چمکتا سرخ خو*ن۔۔۔! قطرہ قطرہ قطار بن کر بہتا کسی کی سانسیں روکتا۔۔۔

وہ پاگلوں کی طرح اسکی جانب دوڑا تھا اندھا دھند بھاگنے سے اسکا پیر مڑا تھا۔ وہ پورے قد سے بھیگی مٹیالی زمین پر گرا تھا ہتھیلیاں بری طرح چھل گئی تھیں اپنی پرواہ کیے بغیر وہ مکمل بارش میں شرابور اٹھتا جلدی سے اس تک آیا۔

"!!....ارشیہ اٹھو "

درد سے بھاری ہوتی آواز میں ایسی تڑپ تھی کہ وہ غنودگی میں جاتی ذرا سی آنکھیں وا کرتی اسے دیکھنے لگی جو گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھا اسے اٹھا کر سینے میں بھینچتا اسکی پیشانی پر ہاتھ رکھ گیا جو اسکے خون سے سرخ ہونے لگا تھا۔

وہ رو رہا تھا اسکی ازیت پر جو اسی کی سونپی ہوئی تھی۔ اسکے کیچڑ زدہ چہرے پر بارش کا پانی قطرہ قطرہ پھسلتا عجیب نقش بناتا جا رہا تھا ایک قطار سرمئی آنکھوں سے بھی بہہ رہی تھی۔

بند ہوتی آنکھوں سے اسکا دھندلا سا عکس دیکھتے اس نے مشکل سے لبوں کو حرکت دی تھی۔

" !!!آئی ہیٹ یو۔۔۔ "

بیہوش ہوتے اس کا سر بدر کے بازو میں ڈھلک گیا تھا۔ وہ اسکے لبوں کی حرکت کو جان چکا تھا سمجھ گیا تھا۔ آواز سماعتوں سے پرے تھی روح فرساں الفاظ دل چیر گئے تھے۔

وہ اپنی جیب ٹٹول کر بھیگا ہوا رومال نکال کر اس کی پیشانی پر باندھتا اسے سینے میں بھینچتا سیکنڈ کی دیر کیے بغیر اٹھا تھا۔

لوگ موسم کے تیور دیکھتے بغیر رکے وہاں سے گزرتے جا رہے تھے وہ جلدی سے ٹیکسی کو ہاتھ دکھاتا اسکی جانب بڑھا۔

دروازہ کھول کر اسے سیٹ پر ڈالتے وہ جلدی سے اندر بیٹھ کر اسے گود میں لیتا ڈرائیور کو قریبی ہسپتال لے جانے کا کہتا اسکی طرف متوجہ ہوا۔

" !آئی ایم سوری۔۔۔ "

.... بھیگے جامنی کانپتے لبوں سے سرگوشی کی صورت نکلا اسکی گود میں بے ہوش پڑی وہ دہک رہی تھی

وہ اسکی تکلیف کے احساس پر آنسو بہاتی آنکھوں کو رگڑتا اسے کسی قیمتی شے کی طرح دونوں بازوؤں میں اٹھا کر سینے سے لگاتا بے چینی سے بارش کی بوچھاڑ میں دور نظر آتی عمارتوں کو کھوجنے لگا تھا۔

(چند گھنٹوں بعد۔۔۔۔۔)

" !!!آہ۔۔۔ "

سفید جالی دار پٹی میں لپٹی پیشانی پر ہاتھ رکھتی وہ ہولے سے کراہ اٹھی اسے سہارا دے کر کمرے میں لاتے بدر نے سرخ سوجھی آنکھوں سے اسے دیکھا تھا اسکی تکلیف پر لب بھینچتا وہ اسے بیڈ تک لایا۔

اسکے ہاتھ میں موجود اپنا ہاتھ نکال کر اس نے باتھ روم کی جانب قدم بڑھائے۔ٹاول اسٹینڈ سے تولیہ اتار کر اس نے باہر آتے بیڈ پر پھیلایا وہ دونوں اس وقت بھیگے ہوئے تھے۔

تیز موسلا دھار بارش کے پانی نے دونوں کے وجود کو دہکا دیا تھا۔ عرشیہ پہلے ہی بخار کی شدت سے ہلکان تھی مزید سر پر لگی چوٹ نے نڈھال کر دیا تھا۔

وہ جب سے ہوش میں آئی تھی خاموش تھی اسکی یہ چپ بدر کو مزید بے چین کر رہی تھی۔ وہ بیڈ پر بچھے تولیے پر بیٹھی تو وہ اسکے سامنے خاموش کھڑا سرمئی آنکھوں میں محبتوں کا جہاں لیے اسے دیکھنے لگا ...

اسے یک ٹک اپنی جانب دیکھتے پا کر ارشیہ نے جھکا سر اٹھایا نیلی آنکھوں کے گوشے سرخ تھے جیسے جھیل کے نیلے پانی کو ہر طرف سے سرخی میں سمو دیا گیا ہو۔

چھوٹی تیکھی ناک بے حد سرخ تھی تو عنابی لب سوجھ کر دہکنے لگے تھے۔ارشیہ کی نظر اسکے ہاتھ میں موجود باتھ روب پر پڑی اس نے دوبارہ بدر کے چہرے کو دیکھا جو سرخ ہو رہا تھا وہ اندازہ کر سکتی تھی وہ اس وقت بخار میں تپ رہا ہو گا۔

سر جھٹکتا وہ آگے بڑھا گیلے بال پیشانی پر موٹی لٹوں کی صورت بکھر گئے تھے۔لائٹ آف کر کے وہ اسکی سمت بڑھا تو وہ آہستہ سے گویا ہوئی۔

" !میں خود چینج کر لوں گی۔۔۔ "

آواز میں نقاہت سی تھی۔اسکے کاندھوں سے کوٹ اتارتا وہ مدھم لہجے میں گویا ہوا۔

" کچھ مت کہو۔۔مجھے تمہاری پرواہ کرنے دو، ہر اس تکلیف کا ازالہ کرنا چاہتا ہوں جو میری وجہ سے تم نے سہی۔۔۔!"

جھک کر اسکا کوٹ جدا کرتا وہ اتنی نرمی سے بولا کہ وہ ایک حرف نہ کہہ سکی چہرے پر پڑتی اسکی پر حدت سانسوں کو محسوس کرتی وہ آنکھیں موند گئی۔

نرمی سے اسے باتھ روب پہنا کر اس نے لائٹ آن کر دی اسکے گیلے کپڑوں کو وہاں سے ہٹا کر اس نے دیوار میں لگے سٹینڈ میں موجود فون سے کافی اور سینڈوچز منگوائے..

اس دوران وہ سینے پر ہاتھ لپیٹتی تکیے سے کمر ٹکا کر نیم دراز ہوتی اسے دیکھنے لگی اسکے بھیگے کپڑوں کو دیکھتی وہ بے چین سی کہہ اٹھی۔۔

"!بدر۔۔۔ تم۔۔ بھی۔۔۔ چینج کر لو۔۔ "

اسکی آواز پر وہ چونک کر خود کو دیکھنے لگا اپنا آپ تو جیسے وہ فراموش کر بیٹھا تھا۔

ایک نظر اسے دیکھتا وہ واش روم کی جانب بڑھ گیا چند منٹ بعد وہ باہر نکلا تو سفید ٹراؤزر شرٹ میں ملبوس تھا تولیے سے بال رگڑتا وہ رک کر اسے دیکھنے لگا جس کے گیلے بال اسکے کاندھوں پر لاپرواہ انداز میں پڑے تھے کروٹ کے بل نیم دراز وہ خود میں سمٹی ہوئی تھی۔

اسکی پشت دیکھتے اس نے آگے بڑھ کر بالکنی کے پردے برابر کر دیے۔ ہوٹل کے کمرے میں لگے ہیٹر کے باعث باہر کی قہر برساتی ٹھنڈ اتنی محسوس نہیں ہوتی تھی۔

دروازے پر کھٹکا ہوا تو اس نے دروازہ نیم وا کرتے ڈش تھام کر دروازہ بند کر دیا۔ ڈش ٹیبل پر رکھتے وہ ہموار قدم اٹھاتا بیڈ تک آیا، گھٹنا موڑ کر اسکے مقابل بیٹھتا وہ نرمی سے اسکے بال تولیے سے خشک کرنے لگا۔

وہ آہستہ سے آنکھیں کھولتی اٹھ کر بیٹھ گئی وہ اپنے کام میں مصروف رہا ایک ہاتھ سے اسکے گال سے بال ہٹاتا دوسرے سے بال خشک کرتا وہ جیسے دنیا کا سب سے ضروری کام کر رہا تھا۔

اسکے انہماک کو دیکھتی وہ تیزی سے پلکیں جھپکتی اسکے ہاتھ کو ہٹا گئی وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

" !میں اس سے ملنے نہیں گئی تھی، کبھی نہیں ملی۔۔۔ "

نرم گرم ہاتھ اسکے گال پر رکھتی وہ اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگی تھی سرمئی مغرور آنکھوں میں دیکھتے نیلی آنکھوں کی بصارت دھندلائی تھی اس نے آنکھیں جھپک کر نمی اندر دھکیلنے کی کوشش نہیں کی تھی۔

" !آئی ایم سوری، مجھے تمہارا اعتبار کرنا چاہیے تھا۔۔۔ "

جھک کر اسکی آنکھوں کو لبوں سے چھوتا وہ سرگوشی کر گیا۔

"!میں تمہیں کبھی دھوکہ نہیں دے سکتی، یہ میں نہیں کر سکتی۔۔۔ "

دونوں ہاتھ اس کے گال پر رکھتی وہ اسے یقین دلانے لگی تھی آنکھوں سے آنسو قطرہ قطرہ گرنے لگے تھے۔

"!شش۔۔۔مجھے یقین ہے،ارشیہ بدران مجھے کبھی دھوکہ نہیں دے گی۔۔۔ "

اسکے سرخ پھولے سے گال پر پھسلتے آنسو کو یکدم جھک کر لبوں سے روکتا وہ اسکی کمر کے گرد بازو حمائل کرتا اسے خود سے قریب کر گیا۔وہ اسکی گردن کے گرد بازو حائل کرتی چہرہ اسکے سینے میں چھپا گئی۔

"!کافی ٹھنڈی ہو رہی ہے۔۔۔ "

سفید پٹی میں لپٹی پیشانی پر لب رکھتا وہ آہستہ سے جدا ہوا تو وہ بھی ہاتھ کی پشت سے گال صاف کرنے لگی۔

دونوں کو اس وقت بہت بھوک محسوس ہو رہی تھی خاموشی سے سینڈوچ کھاتے وہ گرم گرم کافی حلق میں انڈیلنے لگے۔

فارغ ہو کر بدر نے برتن واپس ٹیبل پر رکھے پلٹ کر وہ گہری نظروں سے اسے دیکھنے لگا جو باتھ روب میں ملبوس ہمیشہ کی طرح اسکے دل کو الٹی چھری سے حلال کرنے کے درپے تھی۔

جو ہو چکا تھا وہ سوچنا نہیں چاہتا تھا، خوبصورت لمحات ان کے منتظر تھے تڑاتڑ برستی بارش کی آواز، سرد رات تھی۔ محرم کا ساتھ اور سر اٹھاتے جذبات۔۔۔!

اسے خاص نگاہوں سے خود کو تکتے پا کر عرشیہ کا دل زور سے دھڑکا تھا۔ اسکے دیکھتے دیکھتے بدر نے شرٹ اتار دی وہ فٹ سے چہرہ دوسری طرف کر گئی اسکے کسرتی جسم نے دل کی دنیا میں ہلچل مچا دی تھی پہلے سے سرخ چہرے پر مزید گلال بکھرا تھا۔

اگلے ہی لمحے ارشیہ نے اسے اپنے قریب محسوس کیا تھا اسکے مقابل آتا وہ اسکے کاندھوں پر دباؤ ڈالتا اسے لیٹنے پر مجبور کر گیا۔

مٹھیاں کھول کر بند کرتی وہ نظریں جھکائے ہوئے تھی حلق تر کرتے اس نے اسے روکنے کی اپنی سی کوشش کی۔۔

"کک۔۔۔ کیا کر رہے ہو۔۔۔؟"

اسکا ہمیشہ کا پر اعتماد لہجہ لڑکھڑا گیا تھا جانے وقت کا اثر تھا یا گزرے واقعے نے اعصاب کو تھکا دیا تھا کہ وہ مزاحمت نہ کر پائی۔

اپنی قربت سے اسکی حالت خراب ہوتے دیکھ کر وہ دلکشی سے مسکراتا لب دبا گیا۔ نچلا لب دانت تلے دبائے وہ سرمئی آنکھوں میں نرم گرم سا تاثر لیے اسکے دائیں بائیں ہاتھ رکھتا اس پر جھکا تھا۔

" !وہی جو بہت پہلے کر لینا چاہیے تھا۔۔۔ "

پیر اسکی پنڈلی پر سہلاتا وہ ہاتھ اسکی کمر کے نیچے سے گزارتا اسکے گال پر ناک سہلانے لگا۔ اسکے خطرناک ارادے محسوس کرتی وہ رو دینے کو ہوئی جانے اس وقت وہ اسے خود پر حاوی ہوتا کیوں محسوس کر رہی تھی۔

"!مم۔۔میری طبیعت خراب ہے۔۔۔ "

سوکھے لب تر کرتی وہ اسکی لو دیتی آنکھوں پر ہاتھ رکھ گئی۔

" !میں ٹھیک کر دوں گا۔۔۔ "

اسکے اعتراض کو نظر انداز کیا گیا تھا۔ آنکھوں سے اسکا ہاتھ ہٹاتے بدر نے اسکی گلابی ہتھیلی کو زور سے چوما تھا مونچھوں کی چبھن ہاتھ پر محسوس کرتی وہ کسمسائی۔

اسکی پیشانی پر بکھرے بال مٹھی میں لیتی وہ اسکا چہرہ بلند کر گئی جسکی گردن کی ابھری ہڈی اب اسکے سامنے تھی۔ وہ ہنس دیا اسکے انداز پر، اب وہ کچھ کچھ نارمل لگنے لگی تھی۔

" تم ٹھیک نہیں کر رہے۔۔۔ میں۔۔ میں بڑی۔۔۔ "

ارشیہ نے لب کاٹتے اسکے وجیہہ چہرے سے نظریں چرائی تھیں اسکا کسرتی سینہ اسکی سانسیں منتشر کرنے لگا تھا۔

بدر نے اس کا ہاتھ بالوں سے ہٹاتے اسے جھٹکے سے الٹا کیا تھا اسکی پشت پر آتا اسکی گردن سے بال ہٹا کر وہ چہرہ اس میں چھپا گیا۔

" !اس سے کیا ہوتا ہے اگر تم بڑی ہو؟ میں شوہر ہوں تمہارا بس یہ یاد رکھو۔۔۔ "

بولتے ہوئے اسکے لب عرشیہ کی گردن کو چھو رہے تھے جس پر اسکا سانس سینے میں اٹکا تھا۔

بدر نے اسکی کمر کے گرد بندھی بیلٹ کو کھولتے اسے سیدھا کیا وہ حیا کے بوجھ سے آنکھیں میچے ہوئے تھی دل یوں دھڑک رہا تھا جیسے آج پسلیاں توڑ کر باہر آ ہی جائے گا۔

" !تمہیں۔۔۔ بھی۔۔ بخار ہو رہا ہے۔۔۔ "

اسنے آہستہ سے آنکھیں نیم وا کیں تو اسے بلینکٹ کھینچ کر اپنی جانب جھکتے دیکھ کر بول اٹھی۔ وہ مسکرا دیا اسکی !کوششوں پر۔۔۔

" ہونے دو۔۔۔ "

اس پر سایہ کرتا وہ لبوں سے اسکے نقوش کو چھونے لگا۔ وہ کچھ کہنے لگی جب وہ اسکے لبوں کو قید کر گیا۔ نرمی سے انہیں محسوس کرتا وہ ذرا سا سر اٹھا کر اسکی بند آنکھوں کو دیکھنے لگا۔

" پہلے تم میری ضد تھی، پھر میرا جنون بنی۔۔۔! مگر اب میری جان بن گئی ہو، بدران شاہ کے دل میں دھڑکنے لگی ہو۔۔! آئی لو یو ارشی آئی ایم میڈلی ان لو ود یو۔۔۔ "!

اسکے گالوں کو چومتا وہ اسکی پیشانی پر لب رکھ گیا اسکے الفاظ میں شدت جبکہ انداز میں نرمی تھی۔ وہ ہولے سے مسکرائی تھی بند آنکھوں سنگ مسکراتی وہ بدر کے لبوں پر بھی مسکراہٹ بکھیر گئی۔

" مجھ سے۔۔ کسی اقرار کی امید مت رکھنا۔۔۔ "!

اسکی آنکھوں میں دیکھتی وہ جلدی سے بول اٹھی اسے خود کے قریب آنے کی اجازت دے دی تھی یہی بہت تھا۔

" اسکی ضرورت نہیں کیونکہ تمہاری منتشر سانسیں اور میری قربت کے رنگ بڑے دھڑلے سے اقرار کر رہے ہیں کہ عرشیہ صمید کے دل پر بدران شاہ حکومت کرنے لگا ہے۔۔۔ "!

آنچ دیتے لہجے میں کہتا وہ اس پر قابض ہوتا گیا۔ارشیہ نے آنکھیں موندتے اپنا آپ اسکے حوالے کر دیا۔

Epi # 40

چکاچوند چہار سو روشنیوں میں گھرے ہال میں ایک لمحے کو سکوت چھایا تھا سب حاضرین وسیع اسٹیج پر ڈائس کے پیچھے کھڑے مائک پر جھکے ہوسٹ کے منہ سے نکلنے والے اگلے الفاظ سننے کے لیے بیتاب تھے۔

" !!!اینڈ بیسٹ میل ماڈل ایوارڈ آف دا ایئر گوز ٹو۔۔۔۔ایز الویز مائی فیورٹ عرشمان شاہ۔۔۔ "

ہوسٹ کا کہنا تھا کہ ہال تالیوں اور زبردست شور کی آواز سے گونج اٹھا۔عرشمان شاہ کے فینز چیخ چیخ کر اظہارِ مسرت کر رہے تھے...

آج پھر ایوارڈ سرمنی میں ماڈلز نے لوگوں کو عرشمان شاہ کے نام پر پاگل ہوتے دیکھا تھا۔

کچھ آنکھوں میں رشک جبکہ بہت سی آنکھوں میں حسد کی آگ جل رہی تھی۔آخر کیا تھا ایسا اس میں جو دنیا پاگل تھی اسکے پیچھے۔۔۔؟

نولفٹ "اور "گوٹو ہیل "ایٹیٹیوڈ کے ساتھ اٹھتا سٹیج "بلیک تھری پیس میں حشر سامانیاں بکھیرتا وہ اپنے ازلی

کی جانب بڑھا۔

بائیں طرح براجمان لوگوں کو اسکی ابرو میں لگاتر چھاکٹ باندھے ہوئے تھا تو دائیں جانب بیٹھے لوگوں کو کان

میں چمکتا سیاہ چاند ساٹاپس جو اسکے تیکھے مغرور نقوش سمیت عجیب سی جاذبیت بخشتا تھا۔

اسکا سٹائل منفرد تھا سب سے، وہ خود بھی اپنے نام کا ایک تھا ایسی دلکشی اور مسحور کر دینے والی شخصیت مزید اسکا

خواتین سے گریز۔۔۔! بلاشبہ وہ اس قابل تھا کہ اسکی خواہش کی جائے۔

انتہائی قیمتی ایوارڈ تھامتا وہ مائک پر جھکا تھا۔ سب دم سادھے اسکے بولنے کے منتظر تھے وہ بہت کم بولا کرتا تھا۔

تھینک یو۔۔۔! آئی اچیوڈ بکاذ آئی ڈیزرو ڈ، اہمم۔۔۔ایک بات کہنا چاہتا ہوں، کسی نے کہا تھا عرشمان شاہ کے "

سر سے برینڈ ذ کا سایہ ہٹ جائے تو اسے کوئی پوچھے بھی نہ۔۔۔! تو میرا جواب یہ ہے کہ "عرشمان شاہ خود ایک

" ! برینڈ ہے اسے کسی کے نام کی ضرورت نہیں۔۔۔

ازلی مغرور انداز میں کہتا وہ سٹیج سے اتر گیا۔ سب کی نظریں اسکے ساتھ سفر کر رہی تھیں جبکہ ہال تالیوں سے

گونج رہا تھا۔ وہ متاثر تھے اس سے اور وہ۔۔

جانتا تھا اسے لوگوں کو ان کی اوقات میں رکھنا آتا تھا، وہ باہر ملنے والے عام لوگوں سے نرمی سے پیش آتا تھا جبکہ

... عیش و عشرت کا ڈھیر اٹھائے انا کے خول میں لپٹے لوگوں کو جوتی کی نوک پر رکھتا تھا

اسی لیے وہ عرشمان شاہ تھا۔ ایوارڈ ریسیو کر کے وہ وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ اسکے جانے سے جیسے سجی محفل کا چارم

ختم ہو گیا تھا۔

نیوی بلیو ڈھیلے سویٹر ٹراؤزر میں سیاہ شال کاندھوں کے گرد لپیٹے وہ کمرے سے نکلتی سیڑھیاں اترنے لگی۔ سیاہ

ریشمی بال ڈھیلے جوڑے میں مقید گردن پر پڑے تھے جن سے نکلتیں ریشمی چمکدار لٹیں چہرے کے اطراف

میں لاپرواہ انداز میں بکھری پڑی تھیں۔

سینے پر ہاتھ لپیٹتی وہ سر جھکائے سیڑھیاں اترتی ماربل کے چمکتے فرش پر اتر آئی۔ اسکا چہرہ بجھا سا تھا اس نے ایک

پل کو سوچا کوئی کام جو رہ گیا ہو۔۔۔؟

اس نے نفی میں سر ہلایا این جی او کا سارا کام وہ کر چکی تھی، آرٹیکلز بھی پروف ریڈ کر چکی تھی صبح سے شام ہو چکی

تھی مگر وہ اب تک نہیں آیا تھا۔ فون اس کا بند مل رہا تھا آخر اسے بتانا تو چاہیے تھا کہ اسے دیر ہو جائے گی۔۔

" آخر میں کیوں اسکا انتظار کر رہی ہوں۔۔۔؟ "

خفگی سے سوچتی وہ سر جھٹک کر لان میں چلی آئی جہاں ملگجا اندھیرا چھانے لگا تھا ہلکی گرتی دھند کے باعث لان کے پیڑ پودے دھندلے نظر آتے تھے جبکہ پھولوں کی مہک وہیں تھی۔

گہری سانس کھینچتی وہ آگے بڑھنے لگی لان میں آہٹ محسوس کرتے کسی کام سے جاتا یاور کچھ سوچ کر اسکی طرح چلا آیا۔

قدموں کی چاپ پر رمل نے سر اٹھا کر دیکھا تو وہ پشت پر ہاتھ باندھے گرے تھری پیس میں بے تاثر چہرے کے ساتھ اسکے سامنے تھا۔

" آپ کو کچھ چاہیے۔۔؟ "

وہی روبوٹک انداز۔ رمل نے اداس نظروں سے اسے دیکھا پھر سر جھٹکتی دور سایہ دار درختوں کو دیکھنے لگی۔

" !صرف تنہائی۔۔۔ "

مختصر جواب دیا گیا۔ یاور چند لمحے اسکے بجھے چہرے کو دیکھتا رہا پھر سر اٹھا کر سرد اندھیر ہوتے آسمان کو دیکھا۔

" !ٹھنڈ بہت ہے آپ اندر چلی جائیں۔۔۔ "

اسکا لہجہ محتاط تھا۔ رمل نے ایک بے تاثر نظر اس پر ڈالی جس پر وہ سر ہلاتا الٹے قدموں واپس ہو لیا۔

ماحول واپس تنہا ہو چکا تھا اسکے دل کی اداسی بڑھتی جا رہی تھی اسے یہ رات بھی اپنی طرح اداس لگی تھی۔

اس کی سوچوں پر بندھ حیان کی فون کال نے باندھا تھا۔ کال ریسیو کرتے اس نے فون کان سے لگایا۔

" !وعلیکم السلام۔۔! ہمم ٹھیک ہوں۔۔۔ "

وہ حتی الامکان لہجہ تروتازہ رکھتی بولی تھی۔ سپیکر سے آواز ابھری۔

" !پھر آ رہی ہو تم۔۔؟ سب انتظار کر رہے ہوں گے، میں بھی بس ابھی پولیس سٹیشن سے نکلا ہوں۔۔۔ "

وہ دوستانہ انداز میں بولا تھا جس پر وہ لب کاٹنے لگی۔

" !نہیں، میں کچھ مصروف ہوں آج نہیں آ سکتی۔۔۔ "

لان کی سیڑھیوں پر بیٹھتی وہ نارمل لہجے میں انکار کر گئی۔ حیان ایک لمحے کو چپ ہوا تھا پھر گہری سانس لے کر کہنے لگا۔

" اگر تم کہتی ہو تو میں لینے آ جاتا ہوں مصروفیت تو چلتی رہتی ہے۔۔؟ "

اسکے پیچھے گاڑیوں کی آوازیں آرہی تھیں یوں لگتا تھا وہ ساتھ ڈرائیو کر رہا تھا۔

" !نہیں میں پھر کبھی آجاؤں گی کام بھی ضروری ہے۔۔ "

ناخن سے فرش رگڑتی وہ لہجہ ہشاش بشاش بناتی بولی لیکن وہ بھی اپنے نام کا ایک تھا۔

" یار بس کرو، جیسے میں تمہیں جانتا نہیں، کیوں اداس ہو؟ "

وہ اسے ڈپٹ کر بولا تو وہ بے ساختہ ہنس دی۔اس بندے سے وہ کچھ نہیں چھپا سکتی۔

ابھی تک آفیسر کی روح گھسی ہوئی ہے تم میں، اسے باہر نکال کر گھر جانا ورنہ بیوی سے جوتے پڑیں گے بار بار "

" !کی تفتیش پر۔۔ خیر تم پریشان نہ ہو، بابا کی وجہ سے اداس ہوں بس۔۔۔

وہ اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔دوسری جانب گہری سانس بھرنے کی آواز آئی۔

بیوی کی بھی کیا خوب کہی پکی پٹھانی گلے پڑی ہے مجھے لگتا ہے پشتو سیکھنی پڑے گی۔ خیر تم اداس مت ہو صالح "

انکل آجائیں گے چند دن تک اب فرض بھی تو ضروری ہے اور ابراھیم بھی ساتھ ہے ان کے فکر والی کوئی بات

"!نہیں اور ہاں اگر موڈ بدل جائے تو کال کر دینا، میں آجاؤں گا میڈم رمل میر حاصل۔۔

اسکے آخری الفاظ پر وہ مسکرا دی پھر اس بدتمیز کی غفلت یاد آئی تو چہرہ یوں ہو گیا جیسے کڑوا بادام چبا لیا ہو۔

"! ہاں اوکے، ضرور۔۔ چلو پھر بات ہوتی ہے سب کو سلام دینا میرا۔۔ اوکے بائے "

کال بند ہوتے وہ واپس پہلے سے موڈ میں آگئی۔ اندر جانے کا من نہ ہوا تو وہ لان میں چہل قدمی کرنے لگی۔

پیشانی پر گری لٹ انگلیوں کی مدد سے پیچھے کر کے سیاہ گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا وہ اندرونی دروازے سے اندر داخل ہوا تھا۔ توقع کے مطابق ٹی وی لاؤنج سے سب کی خوش گپیوں کی آوازیں آرہی تھیں۔

وہ اندر جانے کی بجائے کچن کی جانب چلا آیا جہاں ایرا چولہے پر جھکی آنچ ہلکی کر رہی تھی۔

چائے تقریباً تیار تھی وہ پلٹی تو حیان کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر مسکرائی۔ پولیس کی خاکی وردی میں سیاہ لیدر کی جیکٹ پہنے وہ کچھ تھکا تھکا سا لگ رہا تھا۔

رمل آپی سے ہوئی بات آپ کی۔۔؟ "

"! ان کا فون بند جا رہا ہے

وہ سلیب پر بیٹھا تو ایرا نے پانی کا گلاس اسکی طرف بڑھایا جسے شکریہ کہتے اس نے تھام لیا۔

" !ہاں ہوئی تھی، وہ مصروف ہے کچھ اس لیے نہیں آئے گی۔۔ "

خالی گلاس اسے تھماتا وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ ایرا کا منہ لٹک گیا منہ بناتی وہ ٹرے میں کپ سیٹ کرنے لگی۔ حیان نے آگے ہوتے اسکے بال بگاڑے۔

" !کوئی نہیں چھوٹی، پھر مل لینا، موڈ ٹھیک کرو۔۔ "

اسکے سر پر چپت لگاتا وہ اسکا منہ غبارہ بنتا دیکھ کر پیچھے ہٹتا ہنس دیا۔

" حیانن بھائی۔۔۔۔ سارے بال خراب کر دیے، ارے یاد آیا بابا آپ کا پوچھ رہے تھے آپ مل لیں، میں !بس چائے لا رہی ہوں۔۔۔

شروع میں جھنجھلا کر کہتی آخر میں سر پر ہاتھ مارتی بولی تو وہ نفی میں سر ہلا کر مسکراتا پلٹا۔

اسکی نگاہیں ساکت ہوئی تھیں اسے دیکھ کر جو چوکھٹ میں کھڑی تھی۔ سیاہ شلوار قمیض میں سینے پر دوپٹہ پھیلائے وہ مومی مجسمہ لگ رہی تھی۔ میدے جیسی رنگت دمک رہی تھی کچھ تو بدلا تھا اس میں۔۔

ہاں اسکے بال جو کرلی تھے مگر اب انہیں سٹریٹ کیا گیا تھا، گھٹنوں تک جاتے مہرون بال سیدھے ہو کر اور بھی لمبے دکھنے لگے تھے۔ ان کی چمک آنکھوں کو اپنے ساتھ باندھ رہی تھی۔

گالوں پر گلابیاں بکھیرے پہلے سے گلابی لبوں کو مزید گلال کیے وہ اتنی حسین لگ رہی تھی کہ حیان کو اس پر سے نظریں ہٹانا دنیا کا سب سے مشکل امر لگا تھا۔

وہ اسکی نظروں پر شرماتی سر جھکا گئی تو ناک میں پہنی نوز پن چمکی۔ اسکی اس ادا نے حیان شاہ کو گھایل کیا تھا۔ اس نے لب وا کیئے پھر بھینچ لیے۔

یکا یک اسکے تاثرات بدلے تھے، نگاہوں کی نرمی کی جگہ ہلکے سے غصے نے لے لی۔ وہ اس پر سے نظریں ہٹاتا اسے ایک طرف کرتا کچن سے باہر چلا گیا۔

اسکے پل پل بدلتے رویے پر وہ ہونق بنی کھڑی رہ گئی پھر تنک کر اسکی پشت کو دیکھا۔

بد تمیز۔۔۔!" بڑبڑا کر وہ کچن میں آئی۔ "

کیا کہہ رہا تھا وہ۔۔۔؟" ایرا کی مدد کرواتی وہ سرسری انداز میں پوچھنے لگی۔ "

" !کچھ خاص نہیں، میں رمل آپی کا پوچھ رہی تھی ان سے۔۔ "

کپوں میں چائے انڈیلتی وہ نرمی سے مسکرائی تو غزل نے بھی مسکرا کر سر ہلایا پھر کچھ یاد آنے پر اسکا رخ اپنی جانب کرتی کہنے لگی۔

" تمہیں پتہ ہے عرش کہاں ہے اس وقت ؟ "

اسکی آنکھوں میں کچھ تھا، کچھ خاص ! جیسے وہ کچھ جانتی تھی۔

ارے آپی، ان کو ایوارڈ ملا ہے، مجھے کیا ہو گیا ہے میں نے بتایا ہی نہیں کسی کو، مجھے ارشیہ آپی نے بتایا تھا۔ "

" !اف مجھے بہت خوشی ہو رہی ہے۔۔۔

غزل کے ہاتھ تھامتی وہ آنکھیں میچتی پر جوش سی بولی۔ غزل نے اسکی معصومیت پر افسوس سے سر ہلایا۔

تم بہت معصوم ہو یار۔۔۔ وہ ایک انٹیلیجنس آفیسر ہے، ان فضول چیزوں پر وقت ضائع نہیں کرتا، وہ اپنا کام "

کر رہا ہے، تمہیں یاد ہے تم نے کہا تھا لوگوں کو ہدایت کیوں نہیں ملتی، تب کچھ تھا تمہارے ذہن میں۔۔۔ بس

" !اسی کام کو انجام پہنچانے گیا ہے۔۔ !تمہاری دوست اور دوسری بہت سی لڑکیوں کو انصاف ضرور ملے گا۔۔

پیار سے اسکا گال تھپتھپاتی وہ اسے ساتھ لیے چائے اور سنیکس کی ڈش پکڑے کچن سے باہر نکلی۔ ایرا کو خون

کی گردش تیز ہوتی محسوس ہوئی۔

دل میں خوشی کا احساس جاگا تھا وہ عرش کی واپسی کے لیے بہت بے چین ہوئی تھی۔ ان کے لاؤنج پہنچنے سے پہلے

ہی ارشا ان کے پاس چلی آئی۔

"!بیٹا حیان کا موڈ کیوں آف ہے؟ سلام کر کے وہ کمرے میں چلا گیا۔۔ "

وہ غزل کو دیکھتی تفکر سے بولی تو وہ ایک پل کو بوکھلا گئی پھر سنبھل کر بولی۔

" !ماما جانی ان کے سر میں درد ہے میں بس چائے لے کر جا رہی ہوں۔۔۔ "

اسکے معصومیت سے کہنے پر ارشما مسکرا دی اسے غزل پر بہت پیار آیا تھا وہ لگ بھی اتنی پیاری رہی تھی۔ آگے بڑھتے اس نے غزل کی پیشانی چوم لی جس پر وہ بے ساختہ مسکرا دی۔

"!میری بیٹی بہت پیاری لگ رہی ہے، اللہ تم دونوں کو خوش رکھے۔۔ "

اسے دعا دیتی وہ پلٹ کر واپس چلی گئی۔ ایرا نے دانت نکالتے اسے دیکھا۔

اوہو۔۔ سب کو بڑا پیار آ رہا ہے آپ پر اب ذرا اپنے شوہر صاحب کو دیکھیں جا کر ہو سکتا وہ بھی کچھ مظاہرے"

"!کر دیں۔۔

اسے چھیڑتی وہ قدم آگے بڑھا گئی۔ غزل نے اپنے سرخ ہوتے گال تھپتھپائے۔

"آخر میں کیوں شرما رہی ہوں۔۔؟ "

ایک ادا سے بال جھٹکتی وہ اسکے پیچھے چلی آئی۔

چائے سرو کر کے ایرا زنیشہ کے پاس چلی آئی جو صوفے پر لیٹی قلقاریاں بھرتی اپنی جان کے ساتھ مصروف تھی۔

ابرش نے ننھے ہاتھ میں زنیشہ کی انگلی جکڑ رکھی تھی جسے دیکھتی ایرا بے ساختہ جھک کر اسکا گال چوم گئی۔

"ابش کا کر رہی ہے، میلا بے بی ماماشات کھیل لا ہے۔۔؟ "

اس نے چٹاچٹ اسکے گلابی پھولے گال چومتے اسے گود میں اٹھالیا۔

" میری دوسری پرنسز کہاں ہے آپی؟ "

اس نے شبرہ کے بارے میں پوچھا تو زنیشہ، ابرش کا منہ رومال سے صاف کرتی کہنے لگی۔۔

وہ سو گئی تھی تو نگہت اسے کمرے میں لے گئی۔ نوشین بھی ساتھ ہے، بہت پیار کرتی ہیں وہ ان دونوں سے "

" !۔۔

وہ محبت سے اپنی کل کائنات کو دیکھتی اسے بتانے لگی۔ بچوں کی پیدائش کے بعد بھی وہ پہلے کی طرح ہی دبلی تھی مگر پہلے سے زیادہ حسین دکھتی تھی، چہرے پر مامتا کا نور پھوٹتا تھا جیسے۔ ایرا اسے دیکھتی مسکرا پڑی۔

"یہ ہیں ہی اتنی پالی کہ سب کو پیار آتا ہے، ہیں نا ابش۔۔۔؟"

وہ اسکی ننھی ناک پر انگلی رکھتی پیار سے بولی تو ابرش آنکھیں بند کرتی انگڑائی لینے لگی۔

" ! چلیں جی اس کے بھی سونے کا وقت ہو گیا ہے، یہ لیں آپی میں شبرہ کو دیکھ کر آتی ہوں۔۔ "

ابرش کو زنیشہ کی گود میں لٹاتی وہ لہکتی ہوئی لاؤنج سے منسلک سیڑھیاں چڑھنے لگی۔ کچھ فاصلے پر فورسٹر صوفے پر بیٹھی وہ تینوں چائے کے کپ تھامے اپنے بچوں کو خوش دیکھ کر خوش ہو رہی تھیں۔

" ! ماشاءاللہ، اللہ ہمارے بچوں کو ہر بری نظر سے بچائے "

مشی نے ساتھ براجمان اینارا اور ارشما کو دیکھتے کہا تو اینارا نے اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔

آمین آپی، ہم سب کی محبت ہمیشہ ایسی ہی رہے، ایسے ہی ہنستے مسکراتے رہیں، بچوں کی آپس میں شادی کا "

"! فیصلہ بہت اچھا تھا اس طرح ہمارا رشتہ اور بھی مظبوط ہو گیا ہے۔۔

ارشما نے خوش دلی سے اسکی حمایت کی۔

" ارشما، بدر ارشیہ کب تک آ رہے ہیں؟ "

مشی نے ہاتھ میں پکڑا کپ ٹیبل پر رکھتے کہا۔

کل تک آجائے گا، بتا رہا تھا انہیں پراجیکٹ مل گیا ہے، محنت بھی بہت کرتے ہیں دونوں، ہمیشہ کامیاب ہوں "

"!۔۔۔

کچھ دیر وہ یونہی ادھر ادھر کی باتیں کرتی رہیں پھر ڈرائنگ روم میں بیٹھے اورھان اور ماہ بیر کی طرف چلی گئیں جو سیاست پر گفتگو کر رہے تھے۔

کمرے میں آتے اس نے کمر پر ہاتھ ٹکاتے حیان کو دیکھا جو بغیر چینج کیے ہی بیڈ پر اوندھا لیٹا تھا۔ پیر شوز سے آزاد تھے جبکہ جیکٹ قالین پر گری پڑی تھی۔

"! یہ کیا حرکت ہے؟ منہ کیوں سوجھا ہوا ہے ماما جانی بھی پوچھ رہی تھیں۔۔ "

جھک کر جیکٹ اٹھاتی وہ اسکے قریب کھڑی ہوتی پوچھنے لگی۔ وہ لیٹے سے اٹھ بیٹھا خفا نظر اس پر ڈالتے اس نے غزل کی کلائی زور سے جکڑتے اسے اپنی جانب کھینچا۔

" بالوں کو کس کو اجازت سے چھیڑا تم نے۔۔۔؟ "

اسے سامنے کرتا وہ پیشانی پر بل ڈالے بولا تھا۔ وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی، تو یہ وجہ تھی اس کی خفگی کی۔۔؟

اسکا دوپٹہ نیچے سرک گیا تو وہ اپنی کلائی آزاد کرواتی تیکھی نظروں سے اسے دیکھتی دوپٹہ کاندھے پر پھیلانے لگی۔

" !انتہائی بد تمیز ہو تم۔۔۔ تمہارے لیے کیا میں نے یہ سب۔۔ مگر تم۔۔ دور ہٹو۔۔ "

اس کے سینے پر پنچ مارتی وہ غصے سے کہتی جانے لگی جب حیان نے اسکی دونوں کلائیاں مظبوط گرفت میں لیتے اسے بیڈ پر جھٹکے سے لٹایا۔

اسکے ہاتھ بلند کرتا وہ اس پر سایہ کر گیا جو جنگلی بلی بنی اسکا منہ نوچنے کے درپہ ہوئی تھی۔

" !ہاتھ چھوڑو میرے پھر بتاتی ہوں تمہیں ایس پی۔۔ "

کلائیاں چھڑوانے کی کوشش کرتی وہ دانت پیس کر بولی اسکی ہری آنکھوں میں خفگی سی خفگی تھی۔

حیان نے ایک ہاتھ سے اسکی کلائیاں جکڑتے دوسرے سے رکاوٹ ڈالتا دوپٹہ اس سے جدا کر دیا۔ وہ خفت زدہ ہوئی تھی مگر پھر بھی غصے سے اسے دیکھتی رہی۔

خفا مجھے ہونا چاہیئے مگر تم ہو رہی ہو، غصہ کس بات پر آ رہا ہے تمہیں؟ کہ میں نے تمہیں سراہا نہیں ہمم "

"۔۔۔؟

اسکے چہرے پر پھونک مارتا وہ بھاری لہجے میں بولا اسکی سیاہ آنکھیں ہلکی ہلکی سرخ ہو رہی تھیں تھکن کے باعث

!۔۔۔

" مجھے ایسی کوئی خواہش نہیں تم ایک بار میرے ہاتھ چھوڑ و میں۔۔۔ "

اسکی بات مکمل ہونے سے قبل وہ اسکے لبوں پر دہکتے لب رکھ گیا، ساری خفگی کہیں دور جا سوئی تھی۔

غزل کو لگا اب وہ سانس نہیں لے پائے گی تب جا کر حیان نے اسکے لبوں کو آزادی بخشی۔ وہ آنکھیں موندے گہری سانسیں لینے لگی جب وہ اسکے کان کے قریب جھک کر سرگوشی کرنے لگا۔

"کس کے لیے سنگھار کیا تم نے۔۔۔۔؟ "

وہ پھر سے سننا چاہتا تھا اسکی دھیمی بھاری آواز غزل کے حواسوں پر چھانے لگی تھی۔

چہرے پر اسکی داڑھی کی چبھن محسوس کرتی وہ کسمسا کر چہرہ دوسری جانب کر گئی جس سے اسکی شفاف گردن حیان کے سامنے آ گئی اسکی آنکھیں خمار زدہ ہوئی تھیں۔۔

"!تمہارے لیے۔۔۔ "

وہ کہتی لب دبا گئی۔ گھنی مونچھوں تلے لب مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔

"!خوبصورت لگ رہی ہو۔۔ "

اسکے کان میں دھیمی آواز میں کہتا وہ اسکا گال چوم گیا۔

وہ مسکراہٹ دباتی ہاتھ چھڑوانے لگی تو وہ بھی سر جھٹکتا اٹھ بیٹھا۔ غزل نے سرعت سے دوپٹہ اٹھاتے سینے پر پھیلا لیا جانے کیوں اسے شرم محسوس ہو رہی تھی اس سے۔

"تم نے چینج نہیں کیا۔۔؟ "

خیال آنے پر وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔ حیان نے نفی میں سر ہلایا۔۔

"!کسی نے کروایا ہی نہیں۔۔۔ "

اسکے بے باکی سے کہنے پر وہ سٹپٹاتی بیڈ سے اٹھ گئی اس کے لیے چائے لینے کی غرض سے وہ باہر جانے لگی جب ایک دم جھکتی اسکا گال چوم گئی۔

" !چینج کرو میں چائے لا رہی ہوں۔۔۔ "

بال کان کے پیچھے اڑستی وہ بغیر اسے دیکھے کمرے سے نکل گئی۔

وہ گال کو انگلیوں سے چھوتا سر جھکائے ہولے سے ہنس دیا۔اسکی آنکھیں مسکرا رہی تھیں۔نرم گرم جذبات

محسوس کرتا وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتا چینج کرنے کی غرض سے اٹھ گیا۔

Epi # 41

کچھ رات ہے آج سرد سی

کچھ سرد سے میرے جذبات بھی

وہ آئے کبھی یوں بھی

کہ محبت کی نرمیوں سے

جذبات کی بہتی حرارتوں سے

مجھے خود سے خود ہی نکال کر

کبھی اپنے آپ میں ڈھال کر

خود فراموشی کے خول میں

کبھی اپنے سنگ سمیٹ کر

موم سی نرم گستاخیوں سے

!!! پگھلائے، برف احساس بھی

(مرحا خان)

برف ہوئے ہاتھ اوور کوٹ کی جیب میں ڈالتا وہ گیٹ سے اندر داخل ہوا۔ ٹھٹھرتی رات کی جامد کر دینے والی ٹھنڈ ہڈیوں میں گھستی محسوس ہو رہی تھی۔

وہ تیز تیز قدم اٹھاتا لان سے منسلک چند فٹ چوڑی راہداری میں چلنے لگا جو سیدھا اندرونی دروازے سے ملتی تھی۔ ساکت سناٹے میں اسکے تیز قدموں کی چاپ بغیر دقت کے سنی جا سکتی تھی۔۔۔

دفعتاً اسکے قدم تھمے اسے ایسے محسوس ہوا کہ لان میں کوئی تھا، کوئی حرکت اس نے محسوس نہیں کی مگر وہ سانس لینے کی دھیمی آواز تھی یا گرتی دھند میں سموتی مہک جو اسے کسی کی یاد بڑی شدت سے دلا گئی۔

اس کے قدم مڑتے دائیں جانب اٹھ گئے وہ لان میں داخل ہوا تھا جب کچھ دور زمین پر بچھے گھاس کے فرش پر اسے درخت کے تنے سے کمر ٹکائے آنکھیں موندے پایا۔ وہ سرعت سے اسکی طرف بڑھا۔

"رمل۔۔۔آپ یہاں کیوں بیٹھی ہیں۔۔؟ "

اسکے سامنے پنجوں کے بل بیٹھتا وہ اسکے کاندھے پر ہاتھ رکھ گیا۔ اسکا چہرہ تفکر سے پُر تھا۔ رمل نے آنکھیں کھولیں تو ان میں سرخی نمایاں تھیں۔ سیاہ آنکھوں میں سموئی اداسی دیکھتا وہ ساکت ہوا تھا۔ دل میں بے چینی سی بے چینی ہوئی تھی۔

رمل نے اسکا ہاتھ جھٹکتے چہرہ پھیر لیا اسکا جسم ٹھنڈ سے اکڑنے لگا تھا۔ جہاں اسکی اداسی پر وہ ساکت ہوا تھا وہیں اسکی ناراضگی پر سانس تھمی تھی۔

" رمل مجھے بھی نہیں بتائیں گی کیا ہوا ہے۔۔؟ "

ہاتھ بڑھا کر اسکی ٹھوڑی تھامتا وہ اسکا چہرہ اپنی جانب کر گیا۔ اسکے اتنے پیار سے پوچھنے پر رمل کو شدید رونا آیا تھا، بے چین لمحات کی سوغات سونپ کر وہ ستمگر کس طرح محبت سے اسکی اداسی کا سبب پوچھ رہا تھا۔

تم اب بھی نہ آتے، بلکہ نکلو یہاں سے، جہاں سارا دن رہے وہیں رات بھی گزار لیتے، کیا تمہیں پتہ نہیں "

تمہاری بیوی بھی ہے ایک جو تمہارا انتظار کر رہی ہو گی جسے تمہارے وقت کی ضرورت ہے، لیکن تمہیں بس

کام کرنا ہے اب آئیندہ تم میرے پاس بھی آئے نہ تو میں تمہیں شوٹ کر دوں گی، میں ہی پاگل ہوں جو

" !!! تمہارے بارے میں سوچتی رہی، تم نے تو ایک فون کال کیا میسج کرنا بھی ضروری نہیں سمجھا۔۔۔

اسکے سینے پر زور سے ہاتھ مارتی وہ نان اسٹاپ بولتی ہانپنے لگی تھی۔ آنکھوں میں غصہ ہی غصہ تھا۔

اسکے دھکا دینے سے وہ جو پنجوں کے بل بیٹھا تھا گھاس پر گر گیا، ٹھنڈی گھاس پر ہاتھ رکھ کر سنبھلتا وہ اسکے

غصیلے آگ اگلتے تاثرات دیکھتا لب دبا گیا۔۔

اسکی شہد رنگ آنکھیں مسکرائی تھیں۔ تو اس کی کمی کسی نے بہت شدت سے محسوس کی تھی، آہا۔۔! یوں لگتا

! ہے محبت کسی کو رفتہ رفتہ اپنی لپیٹ میں لینے لگی ہے۔۔

ذہن کے دریچوں میں سر اٹھاتی سوچوں کو جھٹکتا وہ کھسک کر اسکے مقابل بیٹھ گیا۔ بغیر ایک لفظ کہے جھک کر وہ

اسکی پیشانی پر لب رکھ گیا۔

رمل نے کچھ کہنے کے لیے لب وا کئے پھر آپس میں پیوست کر لیے۔اسکے پر شدت بوسے نے جیسے ایک ہی پل میں اسکے سارے الفاظ چھین لیے تھے۔یہ محبت اتنی منہ زور کیوں ہوتی ہے۔۔؟

" اندر چل کر بات کرتے ہیں۔۔؟ "

!اسکی آنکھوں میں جھانکتا وہ جیسے التجا کر رہا تھا اسے اپنی پرواہ نہیں تھی، فکر تھی تو اپنی "روٹھی جان" کی۔۔۔

" !مجھے نہیں جانا، تمھیں جانا ہے تو جاؤ۔۔۔ "

لہجہ ہنوز روٹھا تھا،اس کا اندازِ ناراضگی بھی میر حاصل کو گھائل کئے جا رہا تھا وہ ہر کسی سے تھوڑی روٹھا کرتی ہے۔۔؟گہری سانس ہوا کے سپرد کرتا وہ اسکے ساتھ تنے سے کمر ٹکا کر بیٹھ گیا۔

آئی ایم سوری میرا موبائل بند تھا۔۔!میں چارج کرنا بھول گیا تھا،آج یتیم خانوں کی بہتری کے لیے " پراجیکٹس بنائے گئے، میں آپ کی یاد سے غافل نہیں تھا ایک لمحہ بھی، لیکن وہ بھی تو ضروری تھا نہ۔۔کیا میں " نے غلط کیا۔۔۔؟

کوٹ کے بٹن کھول کر دونوں ہاتھ بڑھا کر اسے خود سے لگاتا وہ کوٹ اسکی پشت پر پھیلا گیا۔

رمل کو اپنی ناراضگی زائل ہوتی محسوس ہو رہی تھی وہ جانتی تھی وہ بہت اہم کام کر رہا تھا لیکن پھر بھی اس کے پاس نہ ہونے پر وہ خفا ہوئی تھی۔ کیونکہ وہ اسکی عادی ہوتی جا رہی تھی اور۔۔۔ عادتیں تو محبتوں سے زیادہ جان لیوا ہوا کرتی ہیں۔۔

" !آئی ہیٹ یو۔۔۔ "

اسکے سینے پر سر رکھ کر بازو اسکے گرد باندھتی وہ ناک سکیڑ کر بولتی اسے مسکرانے پر مجبور کر گئی۔ میر کے گال میں گہرا ڈمپل ابھر کر معدوم ہو گیا۔

" !مجھے پسند ہیں وہ لوگ جنھیں میں پسند نہیں۔۔"

وہ بھی اسکا ساتھ دینے کو بول گیا۔ چلو شکر وہ مان تو گئی تھی بس ہڈیوں میں گھستی ٹھنڈ میں کھلے آسمان تلے بیٹھ کر !!! کچھ وقت گزارنا تھا، بس

" !زیادہ شوخے نہ ہو۔۔ "

اسکے سینے پر ٹھوڑی ٹکا کر چہرہ اٹھاتی وہ آنکھیں سکیڑ گئی آنکھوں کی بجھی جوت جل اٹھی تھی۔

" !جیسا آپ کا حکم۔۔۔ "

نرمی سے کہتا وہ جھک کر اس کے لبوں کو نرمی سے چھو گیا۔ رمل کا چہرہ سرخ پڑا تھا وہ سرعت سے چہرہ اسکے سینے میں چھپا گئی۔

میر حاصل نے درخت کے تنے سے سر ٹکاتے خود کو جیسے تھپکا تھا۔ آج تو اسکا ہر انداز ہی دل میں کھبتا جا رہا تھا، اسکی قربت بڑا امتحان تھا۔۔۔!

" تو کوئی مجھے بہت یاد کر رہا تھا آج۔۔۔؟ "

کہتے ہوئے اس نے مسکراہٹ دبائی تھی۔ رمل نے خفگی سے سر اٹھاتے اسکی پشت پر مکا مارا۔

" غلط۔۔۔ہاں اگر تم مجھے منا نہ پاتے تو گھر میں گھسنے نہ دیتی۔۔! "

ہوا کا جھونکا گزرا تو وہ خود کو اس میں چھپاتی دانت پیس کر بولی۔ وہ رمل یوسف تھی، ایسے کیسے مان جاتی۔ میر حاصل نے مسکراہٹ دبائی پھر اسے تنگ کرنے کی غرض سے بولا۔

"آپ مانتی نہیں ہیں ورنہ میں جانتا ہوں آپ کو بھی محبت ہے۔۔ "

جواباً اسکی دھیمی آواز ابھری۔۔

" خوش فہمی ہے تمہاری۔۔! "

اسکے دھیمے ہوتے لہجے پر وہ سر جھکا کر اسے دیکھنے لگا جو آنکھیں موندے ہوئے تھے، چند پلوں کا کھیل تھا وہ سکون سی اسکے حصار میں پڑی اسکے سینے پر سر رکھے سو چکی تھی۔

وہ سکون سا سکون محسوس کر رہا تھا۔ جھک کر اسکا گال چومتا وہ احتیاط سے اٹھتا اسے بانہوں میں اٹھا کر اندر کی جانب بڑھا تھا۔

آسمان آج بڑا خوفناک لگ رہا تھا دن کے وقت بھی جیسے سیاہی چہار سو چھاتی ہر شے کو لپیٹ میں لینے لگی تھی۔ ایسی تاریکی میں نظر آتے سرخ بادلوں کے ٹکڑے خوفزدہ کر رہے تھے۔

بادلوں کی گرج وقفے وقفے سے گونج رہی تھی دھند کا جیسے طوفان اٹھ رہا تھا۔ ریل کی پٹری سے قریب بیس قدموں کی دوری پر جھاڑیاں تھیں جن کے پاس بیٹھے دو کتے بری طرح بھونک رہے تھے۔

ہر سو ویرانی کا راج تھا۔ ایسی جگہ کسی زی روح کا نام و نشان تک نہ تھا۔ دفعتاً جھاڑیوں میں سے آواز ابھری، کتے ڈر کر وہاں سے بھاگ گئے۔

ایک سایہ سا نمودار ہوا منظر واضح ہوا تو مکمل سیاہ لباس میں چہرہ مکمل چھپائے قہر برساتی آنکھوں سے دور ریل کی پٹری دیکھتا وہ جھاڑیوں سے باہر نکلتا دو قدم چل کر ٹھہر گیا۔

سیاہ دستانوں میں مقید ہاتھوں نے کچھ دبوچ رکھا تھا۔ جھک کر دونوں مٹھیوں میں جکڑے بالوں کو زور سے دبوچتا وہ باہر نکلا۔ وہ دو وجود تھے، زندہ مگر موت کی آغوش میں جاتے۔۔۔

وہ سر کے بالوں سے پکڑ کر انہیں گھسیٹتا آگے بڑھنے لگا۔

وہ دونوں پتھریلی زمین سے رگڑ کھاتے اسکے رحم و کرم پر تھے۔ ان کے منہ بند کر دیے گئے تھے آنکھیں پھٹنے کی حد تک کھلی ہوئی تھیں۔

بے دردی سے انہیں گھسیٹتا وہ ریل کی پٹری کے قریب جھکا۔ بازو میں لپٹی رسی اتارتا وہ ان میں سے ایک وجود کو جھٹکے سے پٹری پر پھینکتا اسے باندھنے لگا یوں کہ اس کا سر بس پٹری پر تھا۔

اپنا کام مکمل کر کے وہ ہاتھ جھاڑتا اٹھا۔ گدلی مٹی اسکے ہاتھوں سے جھڑتی نیچے لیٹے وجود کی آنکھوں میں پڑتی اسے بلبلانے پر مجبور کر گئی۔

وہ سر دائیں بائیں پٹخنے لگا۔ عرش نے جھک کر اس کے منہ میں ٹھونسا کپڑا نکالا۔

کچھ کہنا چاہتے ہو؟امم کیا ہوا درد ہو رہا ہے بولو۔۔۔ مگر بولو گے کیسے ؟تمہاری زبان تو نہیں ! چچ چچ۔۔۔ "

" ! جھاڑیوں میں گری ہے اب تک کتے کھا چکے ہوں گے۔۔

تمسخر سے کہتے عرش نے اسکے خو*ن آلود منہ کو ایک نظر دیکھا۔اسکی لہو رنگ آنکھوں میں تمسخر نمایاں ہوا۔

وہ پیچھے ہٹ کر دوسرے وجود کو گھسیٹ کر پٹڑی کی دوسری جانب لایا اور پہلے والے کی طرح باندھ دیا۔

دور سیٹی کی آواز سنائی دی تھی۔

وہ ان کی پھٹی آنکھوں میں ہلکورے لیتے خوف کو دیکھتا پر سکون ہو گیا۔اس نے جیب سے فون نکال کر کیمرہ آن

کیا نفرت سے شاہ رخ اور دانیال کے بے ڈھنگے وجود کو دیکھتے اس نے تصویر موبائل میں محفوظ کر لی۔

دونوں کی ایک ایک ٹانگ اور بازو غائب تھا۔ایسی خوفزدہ حالت تھی کہ دل ڈر جائے مگر وہ عرشمان شاہ تھا جس

نے ان پر رحم نہیں کھایا تھا جیسے انہوں نے معصوم جانوں پر رحم نہیں کیا تھا۔

اس نے ان کی ایسی حالت کر دی تھی کہ لوگ عبرت حاصل کریں اور جانیں کہ دنیا میں انصاف کی تلوار اب

بھی موجود ہے جو ظالموں اور جابروں کے سر دھڑ سے اکھاڑ پھینکنے پر قادر ہے۔

ٹرین قریب آنے لگی تو وہ پلٹ گیا۔ پٹڑی سے اتر کر پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتا وہ سیٹی بجاتا ہموار قدموں سے آگے بڑھنے لگا۔

کانوں کے پردے پھاڑتی ٹرین کی آواز سناٹے میں دور تک گونج رہی تھی۔ آگے بڑھتی ریل ان دونوں کا سر کچلتی چلی گئی۔ خو*ن کے چھینٹے اڑ کر پتھریلی زمین پر گرے تھے۔

وہ بغیر مڑ کر دیکھے جا چکا تھا۔ ٹرین بھی دھوئیں کے مرغولے چھوڑتی وہاں سے گزر گئی۔

باقی رہ گیا تھا تو خاک۔۔۔! خاک ہوئے وجود جو کبھی اس مٹی بدن پر اتراتے تھے، طاقت کے زور لیے خدا کے انصاف کو بھول بیٹھے تھے۔۔! اب خاک ہوئے پڑے تھے،

!!! مٹی میں ملے مٹی کے جسم

!!! قلعہ رانی کوٹ "۔۔۔"

سندھ کے ضلع "جامشورو" میں واقع یہ قلعہ 'انیسویں صدی' میں تالپور کے امیر "میر خرم علی خان" اور "میر مراد علی خان" نے تعمیر کروایا تھا۔

کے نام سے بھی جانی جاتی ہے قریب 35 کلو میٹر اونچی "گریٹ وال آف سندھ" قلعہ بندی کی دیوار جو ہے۔۔!

قلعے کی صاف ستھری زمین سے جڑی چوڑی سیڑھیاں بہت اوپر تک جاتی تھیں۔

صاف ستھری سرخ اینٹوں کی سیڑھیوں سے اوپر جاؤ تو کھلے حصے میں دو جائے نماز بچھی تھیں جن پر صالح اور ابراھیم قبلہ کی طرف رخ کئے اپنے رب کے حضور سجدہ ریز تھے۔

وہ اس وقت سیاہ شرٹ کے ہمراہ ہری فوجیوں جیسی پتلون میں ملبوس تھے۔ قریب ہی ان کا سامان رکھا تھا جونہی وہ نماز ادا کر کے اٹھے کسی کے سیڑھیاں چڑھنے کی آواز آئی۔

وہ ان کے ساتھی تھے جو ضروری معلومات لے کر آئے تھے۔ صالح اور ابراھیم کو متوجہ پا کر انہوں نے ہاتھ کنپٹی تک لے جاتے سلیوٹ کیا۔

کے ہاں پناہ لی ہے، علاقے کا چھٹا ہوا "سر قریب ہی ان کا ٹھکانہ ہے۔۔! بابا صاحب نے "گلزار خان" بدمعاش ہے، اوپر تک تعلقات ہیں۔۔۔! سر یہ نقشہ ہم نے برآمد کیا ہے شاید اگلی ڈیکنگ وہ اس جگہ کرنے والے ہیں۔۔۔"

اس جوان نے ساری معلومات سے انہیں آگاہ کرتے نقشہ کھولا تو صالح نے ایک نظر ابراھیم کو دیکھا دونوں کے چہروں پر گہری سنجیدگی تھی۔ وہ جوان کہہ رہا تھا۔

"! یہ دیکھیں سر۔۔۔اس جگہ پر آج کی تاریخ اور وقت لکھا ہے۔۔ "

ایک جگہ انگلی رکھتا وہ پر سوچ نظروں سے ابراہیم کو دیکھنے لگا۔

میجر آج ہم انہیں نہیں جانے دیں گے۔۔! سب جوانوں کو تیار کرو۔۔۔! ہم شام کا اندھیرا پھیلنے سے پہلے "

" !اپنا مشن پورا کریں گے۔۔۔

صالح کے مظبوط سپاٹ لہجے پر سب نے سر کو خم دیا۔۔! وہ جوان جس طرح آئے تھے واپس پلٹ گئے۔ان کے جاتے ہی صالح زمین پر رکھے بیگ سے جھک کر ہتھیار نکالتا چیک کرنے لگا۔

ابراھیم نے پر سوچ نظروں سے آسمان کو دیکھا جو بادلوں سے ڈھکا تھا پھر سر جھکا کر ہاتھ میں پکڑا نقشہ دیکھنے لگا۔

اب نہیں بابا صاحب،، آج آپ کو کوئی نہیں بچا سکے گا۔۔۔! " نفرت سے سوچتا وہ آئندہ پیش آنے والے "

حالات کا اندازہ لگاتا پلان ترتیب دینے لگا۔

سرخ اینٹوں کی اس اونچی عمارت کی دیوار پھلانگتے وہ بغیر آواز پیدا کئے اندر کود گئے۔ان کی ہر حرکت محتاط تھی

! وہ تعداد میں چھ تھے۔سیاہ لبادوں میں ہتھیاروں سے لیس۔۔۔۔

یہ عمارت کارخانے جیسی لگتی تھی۔ باہر کافی وسیع صحن تھا جہاں تین گارڈز کا پہرہ تھا۔اندرونی حصے کی جانب

سے اوپر فضا میں دھوئیں کے مرغولے اٹھ رہے تھے،ناگوار سی بو ہر سو چھائی تھی۔

صالح نے جھک کر پلر کی آڑ میں ہوتے دو انگلیوں سے ابراھیم کو اشارہ کیا جو سمجھ کر جھک کر قلابازی کھاتا کسی کی

نظروں میں آئے بغیر دوسری جانب پہنچ گیا۔

یونہی آہستہ آہستہ ان چھ غازیوں نے تینوں پہرے داروں کو گھیر کر پلک جھپکنے میں انہیں بے بس کر دیا وہ

حواس کھوتے لہرا کر نیچے گرے۔

راستہ صاف ہوتے ہی صالح کی ہمراہی میں وہ عمارت کے اندرونی حصے میں داخل ہو گئے۔

تنگ سی راہداری تھی جس کے آگے سیڑھیاں تہہ خانے تک جاتی تھیں۔گہری بھوری دیواروں پر عجیب و

غریب نقشے بنے تھے۔نہایت محتاط انداز میں راستے کا تعین کرتے وہ آگے بڑھنے لگے۔

تہہ خانے کے ایک خفیہ کمرے میں وہ تینوں سر جوڑ کر بیٹھے جہاز بحری کے زریعے سمگل ہونے والی ڈرگز کے بارے میں بات کر رہے تھے۔داڑھی سہلاتے باباصاحب نے پہلو بدلا۔

انہوں نے پر سوچ نظروں سے لمبی مونچھوں والے گلزار خان اور اسکے ساتھ بیٹھے ہندو کو دیکھا جو سفید کرتے پاجامے میں ماتھے پر سرخ رنگ لگائے ہوئے تھا۔اسکے منہ پر لعنت برس رہی تھی جیسے۔

" گلزار خانہ۔۔۔لڑکیوں کی سمگلنگ دوسرے راستے کرنی چاہئے،ایک ہی راستے جانا مناسب نہیں اگر کوئی گڑبڑ ہو گئی تو کم از کم ایک راستہ تو ہمارے لیے جان بچانے کا سبب بنے گا۔مال دوسرے راستے اور لڑکیاں کسی اور علاقے سے بھجوانی چاہئے۔۔! "

باباصاحب کی بات پر گلزار خان سوچ میں پڑ گیا۔

" خانہ خراب۔۔۔یہاں ہمارے نام سے بچہ بچہ کانپتا ہے کسی کی جرات نہیں کہ ہم پر ہاتھ ڈالے مگر تمہاری بات پر غور کرے گا۔۔۔! "

باباصاحب کو دیکھ کر کہتا وہ اس ہندو کی جانب متوجہ ہوا جو اسکا پرانا ساتھی تھا اور انڈیا میں مال سمگل کرتا تھا۔

" تم بتاؤ سب ٹھیک اے؟اپنا بچہ بھی لایا تم ساتھ۔۔۔کیا وجہ ہے۔۔۔؟ "

گلزار خان نے ساتھ والے کمرے میں موجود اسکے دس سالہ بیٹے کی بابت پوچھا تو وہ مسکرا دیا۔

اچھا ہے ابھی سے ان چیزوں سے آشنا ہو جائے، ساتھ رہے گا تو بہتر سمجھے گا، اسکی ذہن سازی ہو گی۔۔ آخر "

" !کل کو اسے بھی یہی سب کرنا ہے۔۔

وہ سائیڈ سمائل دیتا بولا تو گلزار خان قہقہہ لگا گیا وہیں بابا صاحب مسکرا دئے۔

" !واہ خانہ، واہ۔۔۔! جیو۔۔۔ ہاہاہا۔۔۔ "

وہ باتوں میں مصروف تھے جب زوردار آواز سے دروازہ کھلا وہ چونکتے اٹھ کھڑے ہوئے۔

آرمی کے جوانوں کو دیکھ کر تینوں کا رنگ فق ہوا گلزار خان نے جلدی سے جیب سے لوڈڈ پس*ٹل نکال کر فائر کرنا چاہا جب ابراھیم نے پلک جھپکنے میں اسکے ہاتھ کا نشانہ لیا۔

سائلنسر لگی گن کی گو*لی گلزار خان کے ہاتھ میں پیوست ہو گئی۔ وہ چیختا اپنا ہاتھ تھام گیا۔ بابا صاحب نے آنکھیں پھاڑتے صالح کو دیکھا جو اسکی جانب بڑھا تھا۔

وہ چہرے پر ہاتھ پھیرتے پچھلے دروازے کی جانب بھاگے۔ اس سے پہلے وہ دروازہ کھولتے صالح نے انہیں گریبان سے پکڑتے پیچھے دھکیلا۔

لیث۔۔۔ تم۔۔۔ مجھے جانے دو، میں ہاتھ جوڑتا ہوں۔۔ دیکھو اگر تم مجھے جانے دو تو میں تمہیں بہت دولت "

"۔۔۔۔

وہ ہاتھ جوڑ کر گڑ گڑانے لگے مگر بات مکمل ہونے سے قبل ہی صالح نے ایک زوردار تھپڑ ان کے منہ پر مارا۔

تھپڑ اتنا زناٹے دار تھا کہ ان کے چہرے کی جلد پھٹ گئی۔

باباصاحب نے آپے سے باہر ہوتے کلائی سے بندھا چاقو نکالتے اس پر وار کیا جب صالح نے ابراھیم کو دیکھنے کی

غرض سے چہرہ پھیرا تھا۔

"!! بابا۔۔۔ "

ابراھیم چلا کر ان کی جانب دوڑا جس پر صالح چوکنا ہو گیا۔ ایک سیکنڈ کی دیر کئے بغیر وہ جھک گیا جس پر بابا

صاحب کا وار خالی گیا۔

ابراھیم کی پشت دیکھتے اس ہندو نے زمین پر گرا پسٹ *ل اٹھا کر فائر کر دیا۔ تیز گرم سلاخ ابراھیم کو بازو میں

گھستی محسوس ہوئی۔ اسکا رنگ زرد پڑا تھا۔

صالح نے دھاڑتے ہوئے باباصاحب کو زور سے زمین پر پٹخا جن کا سر پتھر کی چوکی سے جالگا۔ خو*ن کا فوارہ جیسے پھوٹ پڑا تھا۔

پاک آرمی کے باقی جوان بھی چوکنا ہوتے صورتحال پر قابو پانے لگے جب عین اسی وقت دروازے سے گلزار خان کے ساتھی بڑی تعداد میں اندر داخل ہوتے ان پر ٹوٹ پڑے۔

ابراھیم نے بازو کی پرواکئے بغیر گ*ن لوڈ کرتے اسکی ہر گولی ملک دشمنوں کے سینے میں اتار دی وہیں صالح غصے سے پاگل ہوتا قریب پڑی لوہے کی کرسی اٹھا کر وار کرتا مقابل کا سر کھول گیا۔

وہ چھ اپنے جنون اور جذبہ ایمانی سے ان پر غالب آ گئے۔ جلدی سے باباصاحب، گلزار خان اور ان کے ہندو ساتھی کو کرسیوں سے باندھ کر وہ باہر نکلے۔

جونیئر سپائی نے جلدی سے ابراھیم کو فرسٹ ایڈ دی اسی دوران صالح نے ساتھیوں کی مدد سے وہاں سے پٹرول برآمد کر لیا۔

اندر باہر پٹرول چھڑکتا وہ نفرت سے آخری نظر عمارت پر ڈالتا ابراھیم کا کاندھا تھپکتا سب کے ساتھ باہر نکلا۔

ماچس سے آگ لگاتے وہ پوری قوت سے دوڑے جب زبردست دھماکے کی آواز آئی۔

فیکٹری میں جتنا بھی اسلحہ اور خطرناک کیمیکلز تھے سب جل کر راکھ ہونے لگے تھے بشمول ان ملک دشمنوں کے جو یونہی زندہ بھسم کئے جانے کے قابل تھے۔

ابراھیم اچانک رکا تھا، عین اسی وقت صالح کے قدم تھمے دونوں نے بیک وقت مڑ کر دیکھا۔ آس پاس سے گزرتے کچھ لوگ دھماکے کی آواز سنتے جمع ہونے لگے تھے۔

صالح کا دل پہلی بار خوف سے دھڑکا۔ انہوں نے کسی بچے کی آواز سنی تھی، بہت مدھم سی، سلگتی آگ کے شور میں دبتی ہلکی سی آواز۔۔۔!

" نہیں۔۔۔! ایسا نہیں ہو سکتا، ہماری معلومات غلط نہیں ہو سکتیں۔۔۔ "

ابراھیم کو دیکھ کر بڑبڑاتا وہ ہاتھ پر مکا مارتا آگ اگلتی عمارت کی طرف دوڑا۔

" بابا۔۔۔! "

ایک لمحے کی دیر کئے بغیر ابراھیم بھی اسکے پیچھے جانے لگا جب اسکے جونیئرز نے اسکے سامنے آتے روک لیا۔

" سر ہم آپ کو نہیں جانے دیں گے آپ پہلے ہی زخمی ہیں۔۔۔! "

وہ ابراھیم کی زرد رنگت اور زخمی بازو دیکھتے سر جھکا کر بولے تو وہ لب بھینچ گیا۔

"!!! کیا تم مجھے روک سکتے ہو۔۔۔؟ بولو، روک سکتے ہو مجھے۔۔ "

وہ ان کے منہ پر داڑھتا انہیں دھکیل کر آگے بڑھا۔۔ داخلی دروازے کے سامنے آگ کا گولہ سا گرا تھا۔

اس سے پہلے وہ دہکتی آگ کی پرواہ کئے بغیر اندر کود تا صالح بازوؤں کے حصار میں بچے کو چھپائے باہر کودا تھا۔۔

اسکا چہرہ سیاہ اور جگہ جگہ سے زخمی تھا۔ جسم پر بھی جا جا زخم آئے تھے۔ سپاہیوں نے آگے آتے سہمے بچے کو

صالح سے لینا چاہا جب وہ سہم کر صالح سے چپک گیا۔

وہ اسکی پیٹھ سہلاتا آگے بڑھ گیا۔ لوگوں کے ہجوم سے کسی نے کہا۔۔۔

" ارے یہ بچہ تو ہندو ہے، اسکی پیشانی دیکھو، تلک لگا ہے اور کپڑوں پر بھی بت بنا ہے۔۔! اسے کیوں بچایا؟ "

ان کی چھوٹی سوچ پر صالح نے کاٹ دار نظر ان پر ڈالی۔

" !!! میں انسان ہوں۔۔۔ درندہ نہیں۔۔۔ "

چبا چبا کر کہتا وہ بچے کی جانب متوجہ ہوا جو ڈر کر رونے لگا تھا۔۔

" سر اب اسکا کیا کریں گے۔۔؟ "

جونیئر نے پوچھا تو ابراھیم نے صالح کی آنکھیں پڑھتے معصوم بچے پر نظریں جمائیں۔

"!اسے پاک آرمی کے حوالے کیا جائے گا، یہ مستقبل کا فوجی ہے۔۔۔ "

ہموار لہجے میں کہتا وہ صالح کی ہمراہی میں آگے بڑھ گیا۔ شام کا اندھیرا پھیلنے لگا تھا مگر روشن صبح ان کی منتظر !تھی۔۔

Epi # 42

سردیوں کی سنہری صبح پوری شان سے طلوع ہوئی تھی آسمان پر چمکتا سنہری دائرہ کئی دنوں کے بعد افق کی چادر پر نمودار ہوا تھا۔

شاہوں کے بنگلے میں لان سے خوش کن چہچہاہٹوں کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔ نرم گرم دھوپ میں پرندوں کی آوازیں اور اپنوں کا ساتھ بے پایاں مسرت بخش تھا۔

ایسے میں جہاں لان میں سب خوش گپیوں میں مشغول تھے وہ اوپری منزل پر اپنے کمرے کی بالکنی میں ریلنگ پر کہنی ٹکائے ایک ہاتھ سفید ٹراؤزر کی جیب میں اڑسے نیچے لان میں دیکھ رہا تھا۔

گہری بھوری آنکھیں دھوپ کی کرنیں پڑنے سے شہد رنگ لگنے لگی تھیں۔ گرے کسرتی سینے سے چپکی ٹی شرٹ کے ہمراہ سفید ٹراؤزر زیب تن کئے پیشانی پر بکھرے بالوں میں وہ پر سکون لگتا تھا۔

سفید چہرہ ٹھنڈی ٹھنڈی دھوپ کی ذرا ذرا نرم تمازت سے ہلکا ہلکا سرخ تھا۔ سیاہ داڑھی ذرا بڑھی اور بے ترتیب ہو چکی تھی۔ ہر وقت کے پرفیکٹ عرش سے یہ ظاہری بکھرا سا عرشمان شاہ دل موہ لینے کی حد تک وجیہہ لگ رہا تھا۔

بالکنی کے کھلے دروازے سے اسکی پشت دیکھتی وہ ہاتھ میں کافی کے دو کپ تھامے اسکی طرف چلی آئی۔

عرش نے اسکی موجودگی محسوس کی تو پلٹ کر ریلنگ سے پشت لگاتا اسکے ہاتھ سے بھاپ اڑاتی کافی کا کپ تھام گیا۔

ہلکی نیلی ویلوٹ کی گھٹنوں تک آتی چٹلّا فراک کے ساتھ اسکی رنگ کی کیپری پہنے دوپٹہ گلے میں لیے وہ آسمان سے اتری کوئی پری ہی لگ رہی تھی ہلکے نم بھورے بال پشت پر کھلے تھے۔

اسکی نظروں سے پزل ہوتی وہ آگے بڑھتی ریکنگ سے نیچے دیکھنے لگی۔ نیلی آنکھیں لان میں ٹکی تھیں جبکہ دل

اور سماعت برابر کھڑے عرشمان پر لگے تھے۔

جب سے ان کا رشتہ مکمل ہوا تھا اسے بہت حیا محسوس ہوتی تھی اس سے اور وہ اسکی حالت سے لطف اٹھاتا تھا۔

جب جب اسے خود سے لجاتے شرماتے دیکھتا تھا لطیف سا احساس اسے چھو جاتا تھا۔

" آپ نے ان دونوں کے ساتھ کیا کیا۔۔۔؟ "

ہمت کر کے وہ چہرہ اسکی جانب موڑتے کہہ اٹھی۔ عرش نے کافی کا گھونٹ بھرتے ہاتھ بڑھا کر اسکی گیلی

...زلفوں کو انگلیوں کی پوروں پر محسوس کیا

" !کچھ اور بات کرتے ہیں۔۔ "

لہجہ نرم مگر دوٹوک تھا اسے اپنے کام کے بارے میں بات کرنا پسند نہیں تھا۔ وہ سمجھ کر سر ہلا گئی وہ مسسل اسے

دیکھ رہا تھا گہری بھوری آنکھوں میں جذبات کی نرمی لیے۔۔ کتنے وقت کے بعد تو یوں سکون سے اسکا دیدار کرنا

نصیب ہوا تھا۔

" نہ جانے انہیں کیا ہو گیا ہے۔۔۔ "

اسے دیکھ کر دقت سے مسکراتی وہ کافی گھونٹ گھونٹ پینے لگی۔

" !!!محبت ہو گئی ہے۔۔۔ "

اسکی سوچ پڑھتا وہ جھک کر اسکی نیلی کانچ سی چمکتی آنکھوں میں دیکھ کر کہتا لب دبا گیا۔ وہ نیلی آنکھیں پھیلائے

... ان میں دنیا جہاں کی حیرانیاں لیے اسے دیکھے گئی

اسکے یہ انداز ایر اعرشمان کو ہضم کرنے میں وقت لگنا تھا۔ کہاں وہ کھڑوس لیے دئے انداز والا عرش اور کہاں یہ

!آنکھوں میں شرارت لیے محبت سے لبریز لہجے والا عرش۔۔۔

" !!!اچھاااا۔۔۔مجھے پتہ ہے میں ہوں ہی اتنی پیاری کہ سب کو محبت ہو جاتی ہے مجھ سے۔۔۔ "

وہ بھی جون میں آتی اٹھلا کر بولی نیلی آنکھیں شرارت سے چمکی تھیں۔

" !!!اہاں۔۔۔!خوبصورت تو ہو۔۔ "

وہ سر کو خم دیتا آرام سے مان گیا۔ گہری نظریں اسکے نقش نقش پر جمنے لگی تھیں۔

وہ گلابی پڑ گئی خود کو حسین کہنا آسان تھا مگر کون اسے بتائے کہ جب وہ یوں دیکھ کر دھیمے لہجے میں بات کرتا ہے

تو دل بیچارے کا حال بے حال ہونے لگتا ہے۔

" اہمم۔۔۔تو اگر میری خوبصورتی ختم ہو جائے تو آپ کی محبت پھر بھی رہے گی۔۔؟ "

بال کان کے پیچھے اڑستی وہ اسکے ہاتھ سے خالی کپ تھامتی کچھ فاصلے پر دیوار کے ساتھ رکھی چھوٹی میز پر رکھ کر واپس اسکے ساتھ آ کھڑی ہوئی۔

وہ اسکی کاروائی خاموشی سے دیکھتا وہ اسے کاندھوں سے تھام کر مقابل کھڑا کرتا دھیمی بھاری آواز میں کہنے لگا۔

" محبت کا تعلق دل سے ہوتا ہے چہرے سے نہیں۔۔۔!!! کسی کی کوئی بات،، کوئی ادا دل میں کھب جاتی ہے !!!۔۔۔محبت ایسی ہی ہوتی ہے یہ صورتوں کی محتاج نہیں۔۔۔

جوانی ڈھل جاتی ہے وجود کی دلکشی مٹ جاتی ہے، خوبصورتی ماند پڑ جاتی ہے مگر محبت کا ظاہر سے تعلق نہیں۔

اگر ہوتا تو یہ شخصیت کے زوال سے مٹ جاتی، بس جوانی تک محدود رہتی۔ لیکن یہ امر رہتی ہے۔۔۔ازل سے ابد تک۔۔۔تم سے میں تک۔۔۔ہم تک۔۔۔! یہ ہمیشہ رہے گی۔۔۔ !!! "

وہ بول رہا تھا اور وہ۔۔۔ سر اٹھائے دل جھکائے مسحور سی اسے دیکھ رہی تھی سورج کی کرنیں عرش کی پشت پر چھپتی اس ننھی پریوں کی کہانی سے آئی لڑکی پر پڑنے سے قاصر لگتی تھیں۔

لفظوں کی چاشنی کو سماعت میں انڈیلتے دل کے نہاخانوں میں محفوظ کرتی وہ ہولے سے مسکرائی۔ پنکھڑی سے نرم لبوں کی مسکراہٹ عرش کے لبوں کو بھی مسکراہٹ میں ڈھال گئی۔

ہولے سے مسکراتا وہ بے ساختہ جھک کر اسکے پھولے سے گال پر نرمی سے لب رکھ گیا۔

وہ جلدی سے پیچھے ہٹتی قدم تیزی سے پیچھے لیتی پلٹی اور بغیر اسکی جانب دیکھتے کمرے کی طرف دوڑ لگادی۔ اب ایرا کے چہرے پر محظوظ مسکراہٹ تھی۔

اسکی پشت دیکھتا وہ سر جھکا کر ہنس دیا۔

" !!! عرش یار اوپر کیا کر رہا ہے تو۔۔۔ آجا نیچے۔۔۔ "

حیان کی آواز پر اس نے ریلنگ سے نیچے جھانکا تو وہ ہاتھوں کا چھجا بنائے دھوپ کے باعث آنکھیں سکیڑے اسکی طرف ہی دیکھ رہا تھا۔

" !!! آتا ہوں۔۔ "

آواز لگاتا وہ بالکنی کا دروازہ پار کرتا نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

" !!!آپ کو میری بلکل بھی پرواہ نہیں ہے۔۔ "

ناراضگی سے کہتی وہ اسکے بازو پر پٹی باندھ کر اسے شرٹ پہنانے لگی۔شاور لینے کے دوران پٹی گیلی ہو چکی تھی جس کی وجہ سے زنیشہ نے دوبارہ سے بینڈیج کر دی تھی۔

جب سے اسے پتہ چلا تھا ابراھیم کو بازو میں گولی لگی ہے اسے اسکی تکلیف خود میں محسوس ہو رہی تھی۔اسکے واپس آنے پر وہ جتنا خوش ہوئی تھی اسکے زخمی بازو کو دیکھ کر اتنی ہی بے کل ہوئی تھی۔

اسکے ناراض لہجے پر ابراھیم نے شرٹ میں سے سر نکالتے اسے ابرو اچکا کر دیکھا جو اسے بغیر دیکھے منہ پھلائے شرٹ پہنا رہی تھی۔

" !دل، تمہاری ہی تو پرواہ ہے مجھے۔۔۔ "

وہ بغیر وجہ جانے اسے منانے لگا تھا۔

بلکل غلط۔۔۔اگر ہوتی تو میرے لیے اپنی حفاظت کرتے۔۔۔کتنا خو*ن نکلا ہو گا۔۔مجھے درد ہو رہا ہے "

" !ابراھیم۔۔۔

بولتے ہوئے اس نے آنکھیں تیزی سے جھپکی تھیں۔اسکی شہد رنگ آنکھوں میں نمی دیکھتا وہ تڑپ اٹھا تھا جیسے۔

" !میرا بچہ۔۔۔ادھر آؤ۔۔۔ "

محبت سے لبریز لہجے میں اسے پچکارتا وہ دوسرا ہاتھ بڑھا کر اسے سینے سے لگاتا اسکے بالوں پر لب رکھ گیا۔

ان سے کچھ فاصلے پر بیڈ پر لیٹیں گلابی باربی فراک میں پنڈلیوں تک پہنچتی بے بی پنک جرابوں میں ٹکر ٹکر انہیں دیکھتیں ابرش اور شبرہ نے منہ پھلاتے رونا شروع کر دیا۔

ماما بابا کی بے توجہی انہیں پسند نہیں آئی تھی جیسے۔

زنیشہ فورا سے الگ ہوتی ٹیبل سے فیڈر اٹھا کر دونوں کو پلانے لگی۔دونوں پریاں ننھے سے ہاتھ کی مٹھی میں اسکے بال جکڑتیں ٹکر ٹکر اسے دیکھتیں پر سکون ہو گئیں البتہ بڑے بڑے نین کٹورے گیلے تھے۔

زنیشہ نے بے ساختہ جھک کر باری باری دونوں کی آنکھیں چوم لیں۔شبرہ نے مٹھی میں تھامے اپنی ماما جان کے بال اپنی طرف کھینچے تھے جس پر زنیشہ کے منہ سے ہلکی سے چیخ نکل گئی۔

ابراھیم فورا جھک کر اپنی دونوں گڑیوں کے ہاتھوں سے اسکے بال نکالنے لگا۔

نہ میرا بیٹا۔۔ مما کے بال نہیں کھینچتے، میرے پکڑ لو مگر ماما کو ہرٹ نہیں کرنا۔۔۔! ماما تو صرف پیار کئے جانے "

" !کے قابل ہیں۔۔۔

ان دونوں کو دیکھ کر پیار سے کہتا آخری الفاظ کہتے ہوئے وہ اسکے کان کی طرف جھک کر گھمبیر آواز میں بولا تو وہ سٹپٹا گئی۔ فیڈر خالی ہوتے دیکھ کر وہ رومال سے ان کا منہ صاف کرتی اٹھی۔

" !آپ انہیں سنبھالیں مجھے کچھ کام ہیں۔۔۔ "

ڈھیلے ہوتے جوڑے کو کھول کر دوبارہ ہاتھ میں لپیٹ کر رف سا جوڑا بناتی وہ جانے لگی جب ابراھیم کی آواز پر اس کے قدم تھمے۔ وہ زخمی بازو گود میں دھرے ذرا سا جھکتا اپنی دونوں پریوں سے مخاطب تھا۔

ماما اب بابا کو ویسا پیار نہیں کرتی نہ۔۔۔؟ بابا کو درد بھی ہو رہا ہے۔۔۔ کوئی بات نہیں میری ابرش اور شبرہ تو "

" میرے پاس ہیں نہ۔۔۔؟

وہ دونوں کے گال پر باری باری انگلی رکھتا منہ بنا کر بولا تو دونوں جانے کیا سوچ کر کھلکھلانے لگی تھیں۔ وہ محض اسے تنگ کرنے کو بولا تھا لیکن وہ اتنی حساس تھی کہ اسکی بات دل پر جا لگی تھی۔

کام کو بھاڑ میں بھیجتی وہ واپس بیڈ پر چڑھتی اسکے ساتھ لگ کر بیٹھ گئی۔ابرش اور شبرہ کو سیدھا کر کے لٹاتی وہ

بلینکٹ ٹھیک کرتی اسکی جانب متوجہ ہوئی جو لب دبا کر مسکراہٹ چھپاتا اسکی کروائی ملاحظہ کر رہا تھا۔

" !آپ کو پین ہو رہا ہے؟آپ نے بتایا بھی نہیں۔۔۔ "

ہاتھ بڑھا کر اسکے گال پر رکھتی وہ اسکا چہرہ اپنی جانب کرتی فکر مندی سے پوچھنے لگی۔

" ! ہاں۔۔۔ہو تو رہا ہے مگر یہاں "

گال پر انگلی رکھتا وہ تاثرات یوں بنانے لگا جیسے واقعی میں تکلیف ہو۔وہ اسکی ناٹنکی دیکھتی عش عش کر اٹھی۔

" !اچھا دکھائیں تو۔۔۔ "

اس نے ابراھیم کے کندھے پر ہاتھ رکھتے اسے اپنی جانب جھکاتے اسکے گال میں زور سے دانت گاڑ دیے۔پھر

پیچھے ہٹ کر آنکھیں پٹپٹا کر گویا ہوئی۔

"ٹھیک ہوا۔۔۔؟"

وہ سیاہ آنکھیں سکیڑ گیا۔اسکی زنیشہ دن بدن چالاک نہیں ہوتی جا رہی تھی۔۔۔؟

" !میں ناراض ہوں۔۔ "

سنجیدہ ہو کر کہتا وہ دائیں کروٹ لیٹ گیا جو زنیشہ کی طرف تھی۔ بایاں بازو زخمی تھا سو وہ اسکی جانب پشت نہ کر سکا۔

" اے اے میلا بے بی ناج ہے۔۔۔؟ "

جھک کر اسکی گردن پر ٹھنڈے ہاتھ لگاتی وہ مسکراہٹ دبا گئی۔ فورا سے اسکا ہاتھ پیچھے ہٹاتا وہ خفا نظر اس پر ڈالتا آنکھیں موند گیا۔

وہ شدید اڈ آتی ہنسی روکتی شبرہ اور ابرش کو باری باری اٹھا کر اپنے اور اسکے درمیان لٹاتی خود بھی بستر پر دراز ہو گئی۔

ابراھیم نے نرم سا وجود محسوس کرتے آنکھیں کھولیں تو اسکی ننھی گڑیا اسکے ساتھ لگی معصومیت سے اسے دیکھ رہی تھی۔

وہ ساری ناراضگی بھاڑ میں بھیجتا اسکے پھولے نرم سے گال چومتا اسکے ساتھ لاڈ کرنے میں مصروف ہو گیا۔

Last epi

ٹیکسابس کے پیلے روغن شدہ دروازے سے نیچے کودتی وہ کھل کر مسکرائی۔۔نیلی آنکھیوں میں ہیروں جیسی چمک تھی۔ہوا کے تھپیرے اسکے چہرے اور بالوں پر پڑتے لانبے سلکی بالوں کو اسکے شانوں پر بکھیر گئے۔

چاکلیٹ براؤن چیک کے لانگ کوٹ کی پاکٹس میں ہاتھ ڈالتی وہ پلٹی۔اسکے لانگ بوٹس نے تارکول کی صاف ستھری سڑک پر چاپ پیدا کی تھی۔

ایرا کے دیکھتے دیکھتے وہ سب بس کے دروازے سے باہر نکلتے دکھائی دیے۔زنیشہ،ابراھیم،عرش،بدر،رمل، ارشیہ،حیان،غزل اور آخر میں میر حاصل بس سے اترا۔

سب لانگ کوٹس اور جینز میں ملبوس خوبصورتی کے ہر معیار کو مات دیتے آج کی تاریخ میں میکسیکو کو تسخیر کرنے نکلے تھے۔

یونائیٹڈ میکسیکن سٹیٹس" کے شہر میکسیکو کی خوشگوار میٹھی فضاؤں نے حسن کے شاہکاروں کو اپنی سرزمین پر " خوش آمدید کہا تھا۔

یونائیٹڈ میکسیکن سٹیٹس جو 32 ریاستوں سے مل کر بنا سعودی عرب کے بعد عالمی سطح پر تیرہواں بڑا ملک ہے

مربع کلو میٹر رقبے پر پھیلا ہوا ہے۔ " قریباً"19,72,550

یہ ایسا مقام ہے جو سیاحت کے لیے بے حد مشہور اور قدرتی حسن کی دولت سے مالا مال ہے۔ وہ سب ملک کے

سب سے بڑے شہر "میکسیکو" کی سرزمین پر اترے تھے جہاں سے حسین مقامات کی سیاحت کرتے انھیں اگلی

منزل کی جانب روانہ ہونا تھا۔

ٹیکسا سے اتر کر وہ ایک دوسرے کی ہمراہی میں آگے بڑھتے قریبی ہوٹل کی تلاش میں نکلے تھے جہاں کچھ وقت

آرام کے بعد انہیں سیاحت کے لیے نکلنا تھا۔

اسکی سنگت میں چلتے گلابی لانگ بوٹس میں مقید اس کے پیر سست پڑے تھے۔ گلابی لب ذرا سے وا ہوئے تھے

جبکہ نیلی کانچ سی نگاہیں جامنی آسمان پر جمی مبہوت ہوئی تھیں۔

نیلے کانچ سے نینوں میں آسمان پر تیرتی جامنی بدلیوں کا عکس بڑا واضح تھا۔ ہوا کے زور سے اسکی بے بی پنک

لانگ سکرٹ دائیں جانب اڑ رہی تھی۔

زیب تن گلابی ڈھیلے سے سویٹر کی آستینوں نے اسکی ہتھیلی تک کو ڈھانپ رکھا تھا۔

سفید سویٹر پینٹ میں ملبوس عرش کا ہاتھ تھامتی وہ آسمان کی جانب نگاہیں ٹکائے پر جوش سی آگے بڑھی تو گلابی رومال میں بندھے اسکے سلکی بھورے بال لہرا کر پشت پر بکھرے تھے۔

" !!!اٹس لائک میریکل۔۔۔ "

عرش کو اپنی جانب متوجہ پا کر وہ دھیمے سے کہتی اسکے مظبوط ہاتھوں میں نازک گلابی انگلیاں الجھاتی سیدھ میں پوری شان سے کھڑے اس محل کی جانب بڑھی جو سونے کا لگتا تھا۔

گوانا جواٹو "کا یہ خوبصورت مقام حقیقتا اسے پریوں کی کہانی میں لے اڑا تھا جس کی گہری جامنی خوشگوار " کی جانب بڑھ رہی تھی۔ " Castle " فضاؤں میں اپنے شاہزادے کے ہمراہ وہ اپنے

" !!!یو لک پرنسز آف مائے ہارٹ۔۔مائے باربی ڈول۔۔۔ "

اسکی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسکے ساتھ قدم بڑھاتا وہ اسکے کان میں سرگوشی کر گیا جس پر وہ اسکی بھوری آنکھوں میں ایک پل کو دیکھتی مسکراہٹ دباتی رخ موڑ گئی۔

"!ایک پری جو ایک کھڑوس جن کے دل کی ملکہ بن گئی۔۔۔ "

!اسکے مقابل آتی ہاتھ پھیلا کر الٹے قدم لیتی وہ اٹھلائی تھی۔دل تتلی کی طرح اڑنے لگا تھا جیسے۔۔۔

وہ سر جھکا تا دھیرے سے ہنس دیا گھنے بال پیشانی پر بکھر سے گئے تھے۔اسکے گلے میں وہی پینڈنٹ تھا جسکے سیاہ نگینے میں عقاب کی آنکھ چمک رہی تھی۔

کان میں سیاہ ٹاپس جبکہ بھوری آنکھوں میں سامنے الٹے قدموں چلتی اس چھوٹی لڑکی کا عکس تھا جو اسے زندگی کو جینے پر مجبور کرتی تھی۔

دفعتاً وہ پلٹ کر اس سنہری محل کی چمکتی چوڑی سیڑھیوں پر چڑھتی اسکی طرف پلٹی۔سیاہ مڑمڑ کر اس ایشین بیوٹی کو دیکھ رہے تھے جس پر نگاہ پڑے تو ٹھٹھک جائے۔

" !عرش میری پکچر بنائیے گا جلدی سے۔۔۔ "

کمر سے لپٹا چھوٹا سا پرس نکال کر اسکے بازو میں ڈالتی وہ جھٹ سے پیچھے ہٹتی پوز بنانے لگی۔وہ حیران نظروں سے اپنے بازو کو دیکھ رہا تھا جس میں اسکا گلابی پرس لٹک رہا تھا۔

!!!خفت سے پرس نکالتا وہ اسکی باریک ڈوری کو ہاتھ کے گرد لپیٹ گیا۔یہ لڑکی بھی نہ۔۔۔

اس نے موبائل کا کیمرہ آن کرتے اس پر فوکس کیا جو ایک ہاتھ فضا میں بلند کئے دوسرا ہاتھ کمر پر ٹکاتی ایک ٹانگ اوپر اٹھاتی پیچھے کو موڑ گئی۔

وہ جھک کر پنجوں کے بل بیٹھ گیا۔ پیچھے سنہری قلعہ نما محل جبکہ اوپر جامنی آسمان نظر آرہا تھا۔ کیمرے نے اس پرستان سے بھٹک آئی پری کو منظر میں مقید کیا تھا۔ وہ مسکراتی آنکھوں میں نرم سا تاثر لیے آگے بڑھ کر اسکا ہاتھ تھامتا آگے بڑھ گیا۔

" !اب ہم کہاں جارہے ہیں مجھے کیسل میں جانا تھا نہ۔۔۔ "

وہ منہ پھلاتی اسکا بازو دونوں ہاتھوں میں جکڑتی سر اٹھا کر کہنے لگی۔ وہ ایک نظر اسکے پھولے چہرے کو دیکھتا گہری سانس بھر کر رہ گیا دل چاہ رہا تھا گلابی پھولے گالوں کو دانتوں میں دبا لے۔

" !یوں مت کرو میں پبلک پلیس کا بھی لحاظ نہیں کروں گا۔۔۔ "

اسکے کیوٹ سے چہرے کو دیکھتا وہ ناک کی سیدھ میں دیکھتا بے تاثر لہجے میں بولا۔ اسکے تاثرات دیکھتے وہ خفگی سے اسکا ہاتھ چھوڑتی اس سے الگ ہو کر چلنے لگی۔

!!! حد ہے جب مرضی کھڑوس بن جاتے ہیں۔۔۔

دیدے گھما کر سوچتی وہ سینے پر ہاتھ باندھ گئی۔ بھورے سلکی بال شانوں پر پھسل رہے تھے۔

اسکے قدموں کو اچانک بریک لگا وہ آنکھیں پھاڑے سامنے کھڑے عرش کو دیکھنے لگی جس نے ہاتھ میں تھامے بے شمار گلابی بلونز اس کی طرف بڑھائے تھے۔

مبہوت وہ بلونز دیکھ کر نہیں ہوئی تھی اسکی بھوری آنکھوں کی چمک کچھ نئی سی تھی۔۔۔ سلگتے جذبات کا پہاڑ جیسے آتش فشاں تھا۔۔اس پر امڈنے کو بیتاب۔۔۔

وہ ایسی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا کہ ایرا کو اس سے حیا آئی تھی۔۔بے حد!!اس نے آہستہ سے بالونز کی ڈور تھامی تھی جو بہت اوپر بلندی پر ہوا سے اٹھکیلیاں کرنے لگے تھے۔

سفید پینٹ کو ٹخنوں سے اوپر کھینچتا وہ پنجوں کے بل اسکے سامنے بیٹھا تھا۔ سفید سویٹر میں پیشانی پر بکھرے بال لیے اسے دیکھتا وہ اتنا وجیہہ لگ رہا تھا ایرا نے بے ساختہ دل میں اسکی نظر اتاری تھی۔

قریب گزرتے سیاہ رک کر دلچسپی سے انہیں دیکھنے لگے تھے جہاں ایک بھرپور مرد ایک کم سن نازک لڑکی کے سامنے جھکا بیٹھا تھا۔اسکی لودیتی آنکھوں میں محبت کا پیغام باآسانی پڑھا جا سکتا تھا۔۔

ہاں آج عرشمان شاہ نے اجازت دی تھی ان آنکھوں کو کہ وہ چھلکا سکیں ان جذبات کو جو اس لڑکی کے لیے اسکا دل محسوس کرنے لگا ہے۔۔۔!

" محبت ہے تم سے۔۔۔بے حد۔۔۔بے شمار۔۔آج پھر سے اقرار کرتا ہوں۔۔۔! تم شفاف ہو بلکل آسمان پر تیرتے ان بادلوں کی طرح۔۔۔! تمہاری ناراضگی میرے دل کو بے چین کرتی ہے۔۔۔

تم اچھی لگتی ہو بہت اتنی کہ دل چاہتا ہے نگاہیں بس تمہیں دیکھتی رہیں۔۔۔! محبت پر یقین نہیں تھا مجھے مگر تم نے میرے دل کو سمجھایا کہ تم محبت ہو۔۔۔! جسے عرشمان شاہ کے دل پر قابض ہونے کے لیے اتارا گیا ہے۔۔۔!

زندگی کی راہوں پر، جاڑو گرم حالات کی سختیوں نرمیوں سمیت۔۔۔میرے مزاج کی شدتوں کا بوجھ اٹھائے " ۔۔۔پھول سی گستاخیوں کے ساتھ۔۔. میرے ساتھ تاحیات چلو گی۔۔۔؟

دھیمے بھاری لہجے میں بولتا سر اٹھائے۔۔۔اسکی نیلی آنکھوں میں جھانکتا وہ پشت پر کیا ہاتھ سامنے لاتا سرخ گلابوں کا مہکتا گلدستہ اسکی جانب بڑھا گیا۔ دل اسکے لبوں سے ادا ہونے والے الفاظ کا منتظر تھا۔

وہ آہستہ آہستہ پلکیں جھپکتی گردو پیش سے بیگانہ اسکی آواز کے سحر میں خود کو جکڑتا محسوس کر رہی تھی۔

کوئی اتنا پیارا۔۔اور وہ بھی سارے کا سارے کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔؟"دل نے میٹھی سی سرگوشی کی تھی۔ "

" !ہمیشہ۔۔جب تلک سانس رہی۔۔۔ "

اسکے ہاتھ سے بکے تھامتی اسکے کھڑے ہونے پر وہ اسکے گلے میں بانہیں ڈالتی سرعت سے اسکے مظبوط کسرتی سینے سے لگی تھی۔دونوں کے دل بے ہنگم انداز میں دھڑک رہے تھے۔

لمحوں کا فسوں جیسے ٹوٹا تھا۔لوگوں زور سے تالیاں پیٹتے ہوٹنگ کرنے لگے تھے۔

وہ جھینپتی اسکے سینے میں چہرہ چھپائے خود کو سب کی شرارتی نگاہوں سے محفوظ کر رہی تھی جیسے۔

سر جھکائے اسکی میچی آنکھوں کو دیکھتا وہ اسکے گرد مظبوط بازوؤں کا حصار بنا گیا۔

کینکن ماین ریوی ایرا میں بھیگی شام اتری تھی۔ میکسیکن سٹٹس کے اس پر فضا مقام پر دریا کی لہروں کا شور سماعتوں کو بہت بھلا محسوس ہوتا تھا۔

تا حد نگاہ تک پھیلا نیلا دریا جس کا پانی بے حد شفاف بلکل شیشے کی طرح لگتا تھا۔

یہاں کی خاصیت یہ تھی کہ شفاف پانی میں اکثر ڈولفنز دیکھنے کو مل جاتی ہیں۔۔

وہ ابراھیم کا ہاتھ تھامے کشتی سے اتری تھی جو انہیں ایک کنارے سے دوسرے کنارے لے آئی تھی۔

...زنیشہ نے ابراھیم کو سوالیہ نظروں سے دیکھا جو ٹرٹل نیک سیاہ سویٹر جینز میں کوٹ بازو پر ڈالے ہوئے تھا

جبکہ وہ سیاہ پنڈلیوں تک آتی گرم فراک کے ہمراہ مہرون لانگ بوٹس پہنے ہوئے تھی۔ شہد رنگ بال کرل کر

کے اونچی پونی میں مقید کئے وہ بے حد حسین لگ رہی تھی۔

" !میجر۔۔۔آپ یہاں کیوں لے آئے مجھے۔۔؟ رمل اور میر کو اچھا نہیں لگے گا۔۔۔ "

وہ اسکا ہاتھ پورے حق سے تھامتی اسکے ساتھ قدم بڑھانے لگی جو اسے ایک سرپرائز کا کہتے اس طرف لے آیا تھا

جہاں سبزے سے ڈھکے اطراف میں چھ فٹ چوڑی صاف ستھری پگڈنڈی بنی تھی۔

ان کو اچھا لگے گا یقین کرو۔۔۔! جیسے اب ہمیں اچھا لگے گا ایک دوسرے کے ساتھ وقت گزارنا جانِ "

" !ابراھیم۔۔۔

گہری سیاہ آنکھوں میں مسکراتا تاثر لیے وہ ایک دم جھکتا اسے بانہوں میں اٹھاتا آگے بڑھ گیا۔

اس اچانک افتاد پر زنیشہ کے منہ سے ہلکی سے چیخ نکل گئی۔اس نے ابراھیم کے گلے میں بازوؤں کا ہار ڈالا پھر

اچانک بولی۔

" !!! مجھے اپنی دونوں پر نسز یاد آ رہی ہیں بہت۔۔ "

اسکے سینے پر سر رکھتی وہ اداس ہوئی تھی۔۔ابراھیم نے مطلوبہ مقام پر پہنچ کر قدم روکے۔اسے آہستہ سے نیچے اتارتا وہ دھیما سا مسکرایا۔

" مس میں بھی کر رہا ہوں دل لیکن ماما بابا نے اچھا کیا انہیں ساتھ رکھ لیا۔خود سوچو اگر وہ بھی ساتھ ہوتیں اور بیمار پر جاتیں تو۔۔؟ "

اسکا کاندھوں پر ہاتھ رکھتا وہ سر جھکائے سمجھانے والے انداز میں بولا تو نچلا لب دائیں جانب سکیڑتی سر ہلا گئی۔

" !!! یہ رہا سرپرائز۔۔۔ "

اسکے کاندھوں سے پکڑ کر دوسری جانب گھماتا وہ مسکاتے لہجے میں کہتا زنیشہ کو آنکھیں پھیلانے پر مجبور کر گیا۔

زمین سے کچھ اوپر گھاس کے فرش کے بیچوں بیچ لکڑی کا چھوٹا سا گھر بنا تھا جسکے دروازے کے پاس سے آگے، نیچے کی طرف گھاس کاٹ کر بل کھاتا راستہ بنا تھا بلکل ایسا گھر تھا جیسا ہم کتابوں میں بنا دیکھتے ہیں۔۔۔

حقیقت کے پار، جہاں چھوٹے سے گھر کے پاس اطراف میں درختوں پھولوں کا ڈھیر ہوتا ہے، سامنے خوبصورت دریا بہہ رہا ہوتا ہے اور خوبصورت پرندے اس تصویر میں نظر آنے والے سکون کا پتہ دیتے ہیں !!!۔۔

" یہ۔۔۔ یہ کیا مطلب؟ "

وہ شہد رنگ آنکھوں میں پسندیدگی اور حیرانی بیک وقت سمائے دقت سے بولی تھی۔ حقیقت جیسے خواب لگ رہی تھی۔

"!!! مطلب یہ کہ مسز ابراھیم اب سے یہ گھر آپ کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔۔ "

وہ اسے پشت سے گلے لگاتا اسکی کمر کے گرد توانا بازو لپیٹ گیا۔ کالی گہری آنکھیں موندتے اسکے سلکی بالوں سے اٹھنے والی دھیمی مہک سانسوں میں اتارتا وہ گہری سانس بھر کر رہ گیا۔

" !!! بہت خوبصورت ہے۔۔۔ بلکل بلکل۔۔۔۔ "

وہ اسکے بازو پر ہاتھ رکھتی مسمرائیز سی کہہ رہی تھی جب وہ بیچ میں بول پڑا۔

" !!! بلکل تمہاری طرح۔۔ "

بے ایمان ہوتے دل کو سنبھالتا وہ اسکا ہاتھ تھامتا دروازے کی طرف بڑھ گیا جس پر لکڑی کی چھوٹی سی تختی لٹک رہی تھی جہاں خوبصورت پھولوں سے ویلکم ہوم لکھا تھا۔

وہ سر اٹھا کر ساتھ چلتے اس شخص کو دیکھنے لگی جس نے اسے دل میں بسانے کے ساتھ سر پر بھی چڑھا رکھا تھا۔ اسکی عنایتیں وارفتگیاں بس اسی کے لیے تھیں۔

اسے رشک آیا تھا اپنے آپ پر۔۔۔ میجر ابراھیم کی بیوی ہونے پر۔۔۔! لکڑی کے دروازے سے اندر آتے چھوٹی سی تنگ راہداری تھی جسکے آگے چھوٹا سا صحن اور اطراف میں دو کمرے تھے۔ ہر چیز لکڑی کی تھی۔ !فرش، سلیب۔۔ ڈیکوریشن پیسز۔۔۔

ابراھیم ایک کونے کی جانب بڑھا جہاں چھوٹا سا ڈیپ فریزر رکھا تھا۔ اس نے اندر سے دو آئس کریمز نکالیں، سیدھا ہوتا وہ اسکی طرف آیا جو دیوار سے کمر ٹکائے سینے پر ہاتھ باندھے کھڑی اسے دیکھ کر مبہم سا مسکرا رہی تھی۔

آئس کریم اسکی جانب بڑھاتے ابراھیم ایک ہاتھ اسکے قریب دیوار پر ٹکا کر آئس کریم کھانے لگا نظریں اسکے لبوں پر تھیں۔

" !!!اس موسم میں آئس کریم کھانے کا بھی اپنا مزہ ہے۔۔ "

مزے سے کہتی وہ کون لبوں سے لگا گئی۔اس کی آدھی ختم ہوئی تھی ابھی جب ابراھیم نے ہاتھ میں پکڑی کون اسکے گال پر لگادی۔۔

وہ سٹپٹاتی آنکھیں سکیڑ گئی اسنے ابراھیم کے سینے پر ہاتھ رکھتے اسے دور دھکیلنا چاہا مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوا۔ اسکی کوشش پر وہ مزید فاصلہ کم کر گیا۔

" !تنگ نہیں کرو۔۔۔آئس کریم کھانے دو۔۔۔ "

لب دبا کر کہتا وہ اسکے گال پر جھک گیا۔اگلا نشانہ اسکی گردن تھی۔ گردن پر ٹھنڈی ٹھار آئس کریم لگتے وہ ایک پل کو کانپ کر رہ گئی۔

وہ جھکا تو زنیشہ کے دل کی دھڑکن سست پڑی تھی۔نرم لبوں کا لمس گردن پر محسوس کرتی وہ آنکھیں میچتی اسکے جھکے سر پر ہاتھ رکھ گئی۔

وہ دونوں ایک دوسرے میں مگن خوبصورت لمحات کی چاشنی میں جیسے گھلنے لگے تھے۔ باہر ڈھلتا دن دریا کے دوسرے پار رفتہ رفتہ جذبات کی حدت سے پگھلتے دو نفوس کو دیکھتے مسکرایا تھا۔

پنڈلیوں تک آتے کھلتے سرخ رنگ کے لانگ گرم فراک جینز میں وہ ڈھلتے سورج کی جانب پشت کئے کھڑی تھی۔ سیاہ چمکیلے بال موٹے رف سے جوڑے کی شکل میں پتلی گردن پر نمایاں تھے ....

سینے پر ہاتھ لپیٹے وہ مقابل کھڑے یاور سے کچھ بات کر رہی تھی جب قدموں کی چاپ پر اس نے لب دبائے۔

" !اوکے یاور ہم بعد میں ڈسکس کریں گے، خیال رہے یہ بات بس تمہارے اور میرے درمیان رہے۔۔۔ "

وہ اسے آنکھ سے اشارہ کرتی لب دبا کر مسکراہٹ روک گئی۔ یاور نے آنکھیں سکیڑتے پشت پر نظر آتے میر حاصل کو دیکھا جو دانت پیس کر انہیں دیکھتا اسی طرف آ رہا تھا...

ہاں البتہ رمل کی آواز اتنی ضرور تھی کہ اسکے کانوں کو سننے کا شرف بخش دیا گیا تھا۔ یاور نے سر کو خم دیا، ایسا ہے تو ایسا صحیح! ۔۔۔

" !اوکے مس، میں باس کو بھی نہیں بتاؤں گا۔۔ "

روبوٹک انداز میں کہتا وہ کندھے اچکاتا چند قدم پیچھے ہٹا پھر اچانک مڑ کر تیز قدم اٹھاتا نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

رمل نے پلٹ کر دیکھا وہ سرخ ٹرٹل نیک سویٹر کے ساتھ سفید جینز پہنے ہمیشہ کی طرح ہینڈسم لگ رہا تھا۔

شہد رنگ بال بکھر کر پیشانی پر پڑے تھے جبکہ کان کا ڈائمنڈ ٹاپس ہمیشہ کی طرح چمکتا اسکی کلر لُکس میں اہم کردار ادا کر رہا تھا۔

" کیا بات کر رہی تھیں آپ اس سے۔۔۔؟ "

اس کے مقابل آتا دو قدموں کے فاصلے پر رکتا وہ آنکھیں سکیڑتا پوچھنے لگا۔۔رمل نے کمال بے نیازی سے بازو پر رکھا سفید لانگ کوٹ اتار کر پہننا شروع کیا۔

" !کچھ نہیں۔۔آپس کی بات ہے۔۔ "

کوٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتی وہ دل جلانے والی مسکراہٹ سے اسے دیکھنے لگی۔سیاہ آنکھوں کے انداز ہی نرالے تھے۔میر ایک قدم مزید آگے بڑھتا درمیانی فاصلہ کم کر گیا۔

" !آپس کی باتیں کسی اور وقت کے لیے بچا رکھیں۔۔ہم تو یہاں رومینس کرنے آئے ہیں۔۔۔ "

اسکی کمر سے کوٹ ہٹا کر دونوں ہاتھ پورے حق سے جماتا وہ جھٹکے سے اسے قریب کر گیا اتنا کہ سانسیں سانسوں میں الجھنے لگی تھیں۔

رمل کے گلاب چہرے پر گلال بکھرنے لگا اس نے حلق تر کرتے سر اٹھا کر اسکی آنکھوں میں جھانکا۔ کیا کیا پیغام نہ دے رہی تھیں وہ شہد رنگ آنکھیں۔ چمکتی آنکھیوں میں تکمیل محبت کی بیتابی چھلکتی تھی۔

وہ لب سیئے اسکی نگاہوں کو پڑھنے لگی تھی۔ موسم بھی مہربان ہوا تھا ان پر۔۔۔! گہرے آسمان سے شفاف پانی کی بوندیں ان پر گرنے لگی تھیں۔

جہاں میر حاصل کے لبوں کو مسکراہٹ چھو گئی وہیں رمل کی نگاہیں جامد ہوئی تھیں۔

یہ محبوب کا ہر انداز انوکھا کیوں لگتا ہے؟ ہر ہر ادا خاص لگنے لگتی ہے۔ یہ محبت بھی نہ۔۔! بصارت ہی بدل دیتی ہے...!

" !آج موسم بھی ساتھ دے رہا ہے،،، ان ہواؤں کو محسوس کریں کیا پیغام دے رہی ہیں۔۔۔ "

ٹپ ٹپ گرتی بوندوں کی پرواہ کیے بغیر وہ ایک ہاتھ جیب میں ڈال کر موبائل نکالتا اپنا پسندیدہ گانا لگا کر اس کے کان پر جھکا۔

" کیا آپ میرے ساتھ ڈانس کریں گی۔۔۔؟"

نرمی سے اسکے کان کی لو چھوتا وہ بھرپور مسکراہٹ سے دیکھتا اسکے سامنے ہاتھ پھیلا گیا۔ رمل نے نچلا لب

دانتوں میں دبایا۔

" !مگر مجھے ڈانس کرنا نہیں آتا۔۔۔ "

اسکے خالی ہاتھ پر اپنا نرم سا ہاتھ رکھتی وہ کندھے اچکا گئی۔ انداز میں لاپرواہی تھی۔

!!! بوند بوند میں۔۔۔۔ گم سا ہے۔۔۔۔

برستی بارش میں ٹھنڈی ہواؤں کے شور میں گانے کے بول دل کی کیفیت عجیب کر گئے تھے۔

میر حاصل نے اسکے دونوں ہاتھ اپنے کندھوں پر دھرتے اسکی کمر کو مظبوطی سے تھامتے اسے اوپر اٹھا لیا یوں کہ

رمل کے پیر میر کے پیروں پر آ جمے تھے۔

بوند بوند میں گم سا ہے۔۔۔۔

یہ ساون بھی تو تم سا ہے۔۔۔

قدم آگے پیچھے لیتا وہ اسکی گردن میں چہرہ چھپا گیا۔ رمل نے بے ھنگم ہوتی دھڑکن پر ھلکان ہوتے اسکی گردن

کے گرد بازو حائل کر لیے۔

اک اجنبی احساس ہے۔۔۔

کچھ ہے نیا کچھ خاص ہے۔۔۔

قصور یہ سارا۔۔۔۔

موسم کا ہے۔۔۔۔

اچانک اسے خود سے جدا کرتے اس نے اسے زمین پر اتارا تھا۔ رمل کے بال گیلے ہو کر چہرے اور گردن پر چپکنے لگے تھے۔ میر نے ہاتھ بڑھا کر اسکا جوڑا کھول دیا، کالے گھنے بال پشت کو مکمل ڈھانپ گئے۔

رمل نے فورا اسے اسکی جانب سے رخ بدلا ٹھنڈی بارش اور اسکی گرم گرم نگاہوں کی حدت سے وہ کانپنے لگی تھی۔ وہ جانتی تھی وہ آج اسے نہیں روک پائے گی۔۔

وہ ایسا کر ہی نہیں سکے گی، اسکی رفتہ رفتہ بڑھتی وارفتگیاں اسے موم کی طرح پگھلا دیں گی۔

اسکی پشت پر پھیلی سیاہ بالوں کی آبشار کو دیکھتے میر کی آنکھوں میں کئی رنگ اترے تھے۔ وہ ایک دم آگے بڑھتا اسے بانہوں میں اٹھا گیا۔

سر جھکا کر اسکے مومی چہرے کو آنکھوں کے راستے دل میں اتارتے وہ دریا میں کھڑی شپ کی جانب بڑھا تھا۔

شپ میں بنے چھوٹے سے روم میں آتے اس نے رمل کو نیچے اتارا۔ وہ دونوں بھیگ چکے تھے۔

" ! چینج کر لیں اس روم میں جا کر۔۔۔ "

گیلے بالوں میں ہاتھ پھیرتا وہ اٹیچ ڈریسنگ روم کی جانب اشارہ کر گیا۔ اسکے جانے کے بعد وہ کمرے کا ایک نظر میں جائزہ لے گیا جسے گلاب کے پھولوں سے سجایا گیا تھا۔

ان کی مہک ٹھنڈی ہوا میں مدغم ہوتی عجیب س احساسات میں مبتلا کر رہی تھی۔ سیٹی پر رومانوی دھن بجاتا وہ ہیٹر آن کرتا واش۔ روم کی جانب بڑھ گیا۔

جب وہ باہر نکلا تو محض سیاہ ٹراؤزر پہنے تھا۔ کسرتی سینہ بے حد نمایاں تھا۔ ٹاول سے سر پونچھتے وہ ڈریسنگ روم کے بند دروازے کو دیکھنے لگا۔

" آپ خود باہر آئیں گی یا مجھے لانا پڑے گا۔۔۔؟"

کمرے کی گرم فضا میں خود کو ریلیکس کرتا وہ گہری سانس لیتا ذرا بلند آواز میں بولا۔ شہد رنگ آنکھیں مسکرا رہی تھیں۔ چند پل خاموشی کی نظر ہوئے پھر دروازہ کھل گیا۔

آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی وہ باہر نکلی۔ میر کی نگاہیں ساکت ہوئی تھیں سانس جیسے مدھم پڑی تھی۔

سیاہ سلک کی پیروں کو چھوتی سلیولیس نائٹی میں سیاہ لمبے بال شانوں پر بکھیرے وہ کوئی اپسرا لگ رہی تھی۔ سیاہ گھنی پلکیں سفید عارضوں پر جھکی ہوئی تھیں۔ گلابی لب مسلسل کاٹنے سے سرخ ہو رہے تھے۔

بالوں کو دونوں ہاتھوں سے پیچھے جھٹک کر آگے بڑھتی وہ اسکے دل پر ایک اور گہرا وار کر گئی۔

" !اب یوں ندیدوں کی طرح مت گھورو مجھے۔۔۔ "

خود کو کمپوز کرتی وہ پرس میں سے لوشن تلاش کر گوری کلائیوں اور ہاتھوں پر لگانے لگی۔

وہ خود کو نارمل ظاہر کر رہی تھی مگر دل آنے والے لمحات کو سوچتا بے ھنگم انداز میں دھڑک رہا تھا۔

" !آپ جان بوجھ کر میرے دل کو گھایل کرتی ہیں نہ۔۔۔؟ ظلم کرتی ہیں۔۔۔ "

اسکا رخ اپنی جانب کرتا وہ آنچ دیتے لہجے میں بولتا اسے نگاہیں اٹھانے پر مجبور کر گیا۔

" میں نے کیا کیا۔۔۔؟ "

!معصومیت سے کہتی وہ اسے مسکرانے پر مجبور کر گئی۔ کتنی بے نیاز تھی وہ۔۔۔

" !!!آپ ہی نے تو سب کیا ہے۔۔۔ "

اسے ایک دم جھک کر اٹھاتا وہ نرم سے بیڈ پر آہستہ سے لٹاتا سیدھا ہوا۔

وہ لب سختی سے دباتی ہاتھوں کی مٹھی بنا گئی نظر اٹھا کر اسے دیکھا تو کسرتی سینے پر نگاہ پڑتے نگاہ آپ ہی جھکتی چلی گئی۔

میر نے پلٹ کر لائٹ آف کرتے فینسی لائٹس جلا دیں۔ کمرے میں مدھم سی رنگ برنگی روشنیاں جلنے لگی تھیں۔ باہر لہروں کا شور سماعتوں سے ٹکرا رہا تھا تو اندر جذبات کا شوریدہ سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔

رمل۔۔۔آپ میری زندگی میں آنے والی پہلی عورت ہیں، میں نے کسی کو اجازت نہیں دی کہ وہ میرے " قریب آسکے مگر آپ کی قربت کی خواہش مجھے پاگل کرتی ہے۔۔۔!

آپ سے محبت کی، آپ سے نکاح کیا۔۔۔!

اب میرا دل چاہتا ہے ان دوریوں کو سمیٹ لوں، مزید دوری برداشت نہیں ہوتی "جانِ میر"۔۔۔

" کیا آپ مجھے اپنے قریب ہونے کی اجازت دیتی ہیں۔۔۔؟

اسکے بال سمیٹتا وہ نرمی سے پوچھنے لگا۔ رمل نے آہستہ سے جھکی پلکیں اٹھائیں اسکی آنکھوں میں دیکھتے اس نے لبوں کو حرکت دی۔

" تم بھی۔۔۔ میری زندگی میں آنے والے پہلے مرد ہو، تمہاری محبت نے میرے دل کو مجھ سے چھین لیا ہے میر۔۔۔! میں۔۔۔

مجھے تم سے محبت کے بعد تمہاری عادت ہو گئی ہے۔۔۔! میں ہر پل تمہیں خود سے قریب چاہتی ہوں۔۔۔ !

اسے اقرار سونپتی وہ دھیما سا مسکرا کر آنکھیں موند گئی۔ میر نے گہری سانس لیتے دل کے مقام پر ہاتھ رکھا تھا جو پاگلوں کی طرح دھڑکتا اسے بھی پاگل کرنے لگا تھا۔

" !!! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں آج کے بعد آپ مجھے تم کی بجائے ''آپ'' کہا کریں گی۔۔۔ "

اسکے چہرے پر پھونک مارتا وہ دلکشی سے مسکرایا گہرا ڈمپل گال میں نمایاں ہوا تھا۔

" !!! دیکھتے ہیں۔۔۔ "

اسکے سینے پر ہاتھ رکھ کر دھکیلتی وہ مسکان دباتی کروٹ لے گئی۔

میر نے کمفرٹر پھیلاتے اسکی گردن سے بال ہٹائے تھے۔ باہر رات گہری ہوتی جارہی تھی بارش برس برس کر بند ہو چکی تھی مگر جذبات کی بوچھاڑ ابھی باقی تھی۔

قدرتی، تہذیبی اور تاریخی لحاظ سے میکسیکو کا "کاپر کینئن" ایک بھرپور سسٹم جو دنیا بھر میں اپنے عجائبات اور دلکش نظاروں کے لیے مقبول ہے۔

ایسی دلکشی ایسا قدرتی حسن کہ آنکھیں دیکھیں تو دل کئی لمحات تک ٹھہر جائے۔ یہ مقام کسی حد تک خطرناک بھی تھا جو ایڈونچر کے شائقین کے لیے بلاشبہ بہت اہم تھا۔

حد نگاہ تک پھیلی دو سرسبز پہاڑیوں کے درمیان بنا ٹیڑھا میڑھا راستہ یوں دکھائی دیتا تھا جیسے بل کھاتا سانپ کنڈلی مارے بیٹھا ہو۔

قریب سے جھانکو تو دو نفوس اس راستے پر چلتے نظر آرہے تھے۔ وہ اونچے لمبے قد کا خوبصورت مرد جو خاکی پینٹ سویٹر میں ملبوس خاکی رنگ کے لانگ بوٹس پہنے پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے بے نیازی سے چل رہا تھا۔

اسکی کشادہ صاف پیشانی پر سیاہ گھنے بالوں کی ایک لٹ گری ہوئی تھی۔ سیاہ تیکھی آنکھوں میں ایک نازک عکس پوری تاب سے روشن تھا۔

اسکی نگاہیں اس پر ٹکی تھیں جو اس سے چند قدم آگے پر جوش سی چل رہی تھی۔

سفید پھولے بازو والی گھٹنوں تک آتی اونی فراک کے ساتھ سفید جینز اور جوگرز ڈالے وہ ٹھٹھکا دینے کی حد تک حسین لگ رہی تھی۔

اسکے مہرون کرلی بال پشت پر مکمل بکھرے اسے گھٹنوں تک ڈھانپ رہے تھے۔ وہ پلٹی تو ہری کانچ سی آنکھوں نے اس وجیہہ مرد کی سیاہ گہری آنکھوں کو خود میں مدغم ہوتے پایا تھا جیسے وہ نگاہیں اسکے وجود کی دلکشی کو خود میں جذب کر رہی تھیں۔

وہ ضد کرتے اسے دوسرے راستے سے لے آئی تھی جس پر وہ ذرا سا جھنجھلایا بھی تھا۔ وہ خطروں سے کھیلنے کی شوقین تھی اور یہ بات وہ باخوبی جانتا تھا۔

" !حیان۔۔۔ کتنا حسن بکھرا ہے جگہ جگہ۔۔۔! اگر میں یہاں نہ لاتی تو تم محروم رہ جاتے۔۔۔ "

اسکے ساتھ چلتی وہ دائیں بائیں منظر کو آنکھوں میں اتارتی دلچسپی سے بولی۔ لہجہ خوشی کے احساس سے پُر تھا۔۔۔!

حیان نے سر دائیں جانب کرتے اسے دیکھا جو دھیما سا مسکرا رہی تھی۔ اسکے کٹاؤ دار لبوں کے خم پر موجود تل نے اب بھی اسکی نظر کو باندھا تھا۔

" اونہوں، دلکشی تو ہر پل میرے سامنے ہے مجسم بنی۔۔۔! تمہاری زلفوں سے بندھی، تمہارے نقش نقش !!! میں بسی۔۔۔ دلکشی مجھے تمہاری یاد دلاتی ہے جانِ جہاں۔۔۔ "

اسے نرمی سے تھام کر مقابل کرتا اسکے گال کو چھوتا وہ مدھم لہجے میں بولا اسکی آنکھیں مسکرا رہی تھیں۔ وہ لب دباتی امڈ آتی مسکان روک گئی۔

جب سے دل اسکا اسیر ہوا تھا تب سے کتنا وجیہہ لگنے لگا تھا وہ۔ اسکی بھری بھری داڑھی مونچھیں اسکی دھڑکنیں تیز کر دیتی تھیں جبکہ کالی گہری آنکھوں کا ارتکاز دنیائے دل میں حشر برپا کر دیتا تھا۔ غزل خانی اپنے ایس پی کی محبت میں مکمل ڈوب چکی تھی۔

وقت وقت کی بات ہے نہ۔۔۔! پہلے تم مجھے بلکل پسند نہیں کرتے تھے اور میں۔۔۔ میں صالح کو۔۔۔۔۔ "

"

وہ اسے تنگ کرنے کو ہری آنکھوں میں شرارت لیے کہتی دو قدم پیچھے ہٹی جب حیان نے اسکی بات مکمل ہونے سے قبل ہاتھ بڑھا کر اسے جھٹکے سے اپنی جانب کھینچا۔ غزل کے مہرون بال اسکے خاکی سویٹر پر بکھر بکھر سے گئے تھے۔

اسکے سینے سے لگی پیشانی اٹھا کر وہ سر اٹھاتی اسے دیکھنے لگی جسکی سیاہ آنکھوں میں سختی تھی جبکہ لب بھینچے ہوئے تھے۔ غزل کا دل ایک پل کو گھبرایا کیا اس نے اسکا دل دکھایا تھا۔۔۔؟

وہ خاموش سی اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرتی اسے دیکھنے لگی جسکی آنکھوں کا سخت تاثر اسکے لمس کی نرمی پر زائل ہوا تھا۔ سرسبز بلند و بالا پہاڑوں کے بیچوں بیچ وہ ہموار سانس لیتے ایک دوسرے کے حصار میں کھڑے منظر کو مکمل کر رہے تھے۔

" غزل کس کی ہے۔۔۔؟ "

اسکی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے خود سے مزید قریب کرتا وہ بے حد پوزیسو ہوا تھا۔ اسکے لہجے کی نرمی پر غزل کی جان میں جان آئی۔ اسکی داڑھی سہلاتی وہ پر شرارت انداز میں گویا ہوئی۔

" !!! کسی شاعر کی۔۔۔ "

کہتے ہی وہ کھلکھلائی تھی اپنے جواب سے وہ بے حد محظوظ ہوئی جبکہ حیان کا دل جل کر کوئلہ ہو گیا اس نے منہ کے زاویے بگاڑے۔

" کس کی۔۔۔؟ "

اس نے وارن کرتی نظروں سے اپنی ٹڈی بیوی کو دیکھا جو اسکا دل جلانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتی تھی۔

" !!! کھڑوس ایس پی کی۔۔۔ "

اسکے سینے پر مکا مارتی وہ منہ بنا کر بولی۔اسکے طرز تخاطب پر وہ ہولے سے مسکرا دیا۔

" اور ایس پی حیان کس کا ہے۔۔۔؟ "

اسکے گلے میں دونوں بازو ڈالتی وہ اترا کر بولی جیسے جانتی تھی جواب کیا ہو گا۔حیان نے لاپرواہی سے دائیں بائیں دیکھا انداز یوں تھا جیسے سوچ رہا ہو۔

" میں کسی۔۔۔۔ "

اس سے پہلے وہ کسی اور کا نام لیتا وہ دانت پیستی اسکے منہ پر ہاتھ رکھ گئی۔

خبردار جو کسی اور کا نام لیا۔۔۔! میں گنجا کر دوں گی اسے۔۔۔! صرف میرے ہو تم۔۔۔ میرا حق ہے تم پر "

"۔۔۔۔!

وہ بے حد جنونی ہوتی بولی تھی اسکی جنونیت نے حیان کو حیران کیا تھا۔اسکا ایسا انداز پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔تو وہ بھی پوزیسو ہو رہی تھی اسکے لیے۔

اس خیال نے دل کو ایک انوکھے مگر خوبصورت احساس سے بھر دیا تھا۔اس نے نظر جھکاتے اپنے لبوں پر جمے اسکے نرم ہاتھ کو دیکھا پھر اس کی آنکھوں میں جھانکتے اسکے ہاتھ کو چوم لیا۔

غزل کا چہرہ ہلکا سا گلابی پڑا تھا۔ وہ پیچھے ہٹنے لگی جب حیان نے اسے سینے میں بھینچتے آنکھیں موند لیں۔

چند پل وہ اسے محسوس کرتی رہی مگر جب وہ جدا نہ ہوا تو اسے پیچھے دھکیلتی تیکھی نظروں سے دیکھتی آگے چل پڑی۔

نواب صاحب کا بس چلے تو یہیں کھڑے کھڑے رات گزار دیں۔ ان کا بھی کچھ خیال کریں وقت کم ہے "

" !ہمیں واپسی کے لیے بھی نکلنا ہے۔۔۔

تیز تیز بولتے اس نے کافی اوپر بنے پل کی طرف اشارہ کیا جہاں بدر اور ارشیہ سرنگ کے کنارے کھڑے نظر آئے۔ وہ اسکی تیز چلتی زبان کو نظر انداز کرتا اسکی تیکھی آنکھیں تصور میں لاتا بلند آواز میں بولا۔

تمہاری آنکھیں فتنہ ہیں۔۔۔ "

" !فساد برپا کریں گی واللہ۔۔۔

وہ اسکی آواز پر کان دھرے بغیر ہاتھ اٹھا کر ہلاتی تیز تیز چلنے لگی تو وہ بھی سر جھٹک کر مسکراتا آگے بڑھ گیا۔

سرنگ کے دہانے کھڑے اس نے بلیک منی لیدر جیکٹ کو جھٹک کر ٹھیک کیا۔ لمبے بھورے بال اونچی میسی جوڑے میں بندھے تھے جن کے اطراف سے چند لٹیں نکلی ہوا کے دوش پر اڑ رہی تھیں۔

بلیک جینز شرٹ پر لیدر جیکٹ پہنے لبوں کو سرخ لپ سٹک سے رنگے وہ آفت لگ رہی تھی۔ نیلی بلی سی تیکھی آنکھیں بلیک پنسل ہیلز پر جمی تھیں۔

اس نے نظر سرنگ سے جڑے مظبوط پل پر ڈالی جو سرنگ کے مقابل ایک غار سے ملتا تھا جس کے دائیں جانب نیلے شفاف پانی کی آبشار بہہ رہی تھی۔

سامنے غار، نیچے، بہت نیچے بلند ہرے بھرے پہاڑ جبکہ سامنے دائیں جانب آبشار۔۔۔! واللہ منظر دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا۔۔

اس نے سہج کر پل پر قدم رکھا جس میں لکڑی کے پھٹے ہر آدھ فٹ کے فاصلے پر لگے تھے جن میں سے موجود فاصلہ کسی حد تک خوفزدہ کرتا تھا۔

اسکے ہائی ہیلز میں مقید پیر نے پل پر قدم دھرا تو پل دائیں بائیں ہلنے لگا۔

ایسی بلندی پر اتنے خطرناک پل پر وہ آرام سے آگے بڑھنے لگی جب اچانک کسی نے پشت سے اسے دھکا دیا۔

اسکا دل تھم گیا، پیر خلا میں پڑا وہ لڑھکتی ہوئی نیچے جانے لگی جب اسنے بر وقت ہاتھوں سے پل کی مظبوط لکڑی کو تھاما تھا۔۔

اسکی ٹانگ بری طرح چھل گئی جو خلا میں چلی گئی تھی۔ وہ دھڑکتے دل سے آہستہ آہستہ اٹھی پل تیزی سے دائیں بائیں حرکت کرنے لگا تھا۔

اس نے پلٹ کر دیکھا تو اسکی آنکھیں پھیل گئیں۔ بدر تیکھی مسکراہٹ چہرے پر سجائے اسے دیکھ رہا تھا۔ اسکی سرمئی آنکھوں میں خطرناک تاثر تھا۔

ارشیہ کی دھڑکنیں سست پڑی تھیں نیلی آنکھوں میں بے یقینی ہی بے یقینی تھی۔

" تم نے مجھے گرانا چاہا۔۔۔؟ "

اس کے حلق سے پھنسی پھنسی آواز نکلی آواز میں نمی گھلنے لگی تھی۔

" ہاں۔۔۔ کیونکہ نفرت کرتا ہوں میں تم سے۔۔۔ بہت اکڑ تھی نہ تم میں۔۔۔؟ مجھے نیچا دکھاتی رہی۔۔ آج تمہیں پتہ چلے گا خوب بدران شاہ سے الجھنے کا انجام کیا ہے۔۔ ! "

درشتگی سے کہتے اس نے بغیر ایک سیکنڈ کی دیر کیے ارشیہ کو زور سے دھکا دیا جس کے حلق سے چیخ بلند ہوئی تھی۔اس کے دیکھتے دیکھتے وہ پیچھے کی جانب نیچے گرتی چلی گئی۔۔۔

" کیا سوچ رہی ہو جان من۔۔۔؟ "

بدر نے اسے پشت سے ہگ کیا تو وہ چونک گئی۔اس نے سر جھٹکا اف یہ کیسا عجیب خیال میرے زرخیز دماغ میں آ !!! گھسا۔۔۔یہ شیطان بھی نہ۔۔۔خبیس کہیں کا۔۔

خیال کو پوری طرح جھٹکتے اسنے گردن گھماتے بدر کو دیکھا جو اسکی طرح بلیک جینز سویٹر میں ملبوس تھا۔ خطرناک حد تک وجیہہ تیکھے نقوش۔۔۔!ایسی وجاہت پر اسکا مغرور سا ایٹیٹیوڈ تو بنتا تھا۔

" !!! کچھ نہیں۔۔۔ "

گردن گھمائے ہوئے اس نے سنجیدگی سے کہا تو بدر نے جھک کر اسکے گال پر لب رکھے۔

" ڈر گئی ہو کیا۔۔۔؟ "

اسکا ہاتھ تھامے وہ سرنگ کے دہانے کھڑا ہوتا مسکراتے لہجے میں بولا تو ارشیہ نے ایک ادا سے بال جھٹکے۔۔

" !جو ڈر جائے وہ ارشیہ نہیں۔۔۔ "

ازلی مغرور انداز میں کہتی وہ آگے بڑھ گئی۔ جیکٹ کی پاکٹس میں ہاتھ ڈالے وہ ایک انداز سے چلتی آگے بڑھنے لگی۔

" !! اوہ ایسی بات ہے۔۔ "

ابرو اچکاتا وہ بھی اسکے پیچھے بڑھ گیا۔ پل عبور کرتے انہوں نے بہت دور نظر آتے حیان اور غزل سے ہائے فائے کیا جن کی آواز دور تک گونجی تھی۔

پیچھے سرنگ میں ایک سایہ نمودار ہوا جسکی آنکھوں میں واضح سرخی تھی، واہ رے قسمت۔۔۔ جس نے عین وقت پر اسے انکا پتہ دے دیا۔۔۔!

اسکی آنکھوں سے نفرت پھوٹ رہی تھی۔ شاہان خان ایک قدم آگے بڑھا تو اسکا سرخ و سپید چہرہ واضح ہوا۔ اس نے جیب سے گن نکال کر غار کے دہانے جاتے بدر پر تان لی۔

حسد کی آگ نے اسے اندھا کر دیا تھا، پہ در پہ ناکامیاں، صرف اور صرف اس مغرور انسان کی بدولت۔۔۔ اور ارشیہ کو چھیننے والا بھی تو وہی تھا۔۔ یہ محض سوچ تھی اسکی۔۔۔! وہ اسکی تھی ہی کب۔۔۔؟

لب سختی سے بھینچتے اس نے فائر کر دیا۔۔۔! جانے کیا ہوا ارشیہ کا پیر مڑ گیا وہ جھکی تو بدر ایک دم نیچے بیٹھا تھا یوں دل کے مقام پر جا لگنے والی گولی اسکا بازو ذرا سا چھو کر گزر گئی۔

شاہان سرعت سے دور ہوا تھا عین اسی وقت اسکی نظر نیچے پہاڑوں میں چلتے حیان اور غزل پر پڑی جن کا بلکل دھیما سا عکس نظر آ رہا تھا مگر وہ پھر بھی پہچان گیا تھا۔

نشانہ خطا ہونے پر وہ گالی بکتا واپس بھاگا تھا۔ بدر بازو پر ہاتھ رکھتا کراہا تو ارشیہ نے چونک کر اسے دیکھا۔۔

" کیا ہوا تم ٹھیک ہو۔۔۔؟ "

وہ نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی اچانک اسکی نگاہ اس کے ہاتھ پر ٹھہری جس سے اس نے توانا بازو کو زور سے جکڑ رکھا تھا۔

اسکا ہاتھوں کے کنارے سے سرخی چھلکنے لگی تھی۔ وہ لب بھینچتا اٹھا اور پلٹ کر دیکھا مگر وہاں کوئی نہیں تھا۔ اسکی سرمئی آنکھیں ضبط کرتے سرخ ہونے لگی تھیں۔

" دکھاؤ مجھے۔۔ بتا کیوں نہیں رہے۔۔۔؟ "

اس نے فکر مندی سے کہتے بدر کا ہاتھ ہٹایا تو وہ سرخ تھا۔۔۔ دھڑکتے دل سے اس نے سرعت سے سویٹر کا بازو اوپر سرکایا تھا۔ جلد پھٹی دیکھ کر ارشیہ کو سانسیں تھمتی محسوس ہوئیں۔۔۔

" یہ کیسے ہوا۔۔۔؟"

جلدی سے اس نے کندھے پر ڈالے بیگ سے بینڈ یج نکالی۔ کاٹن کو اسکے زخم پر رکھتی وہ اسکا ہاتھ تھام کر دو قدموں کا فاصلہ عبور کرتی غار میں اتر آئی۔

" !!! پتہ نہیں کون خبیث تھا۔۔۔ "

دانت پیس کر کہتا وہ نیچے بیٹھ گیا۔ ارشیہ بھی اسکے مقابل بیٹھتی اسکی پٹی کرنے لگی۔ بیگ میں ضرورت کا سارا سامان تھا اس لیے زیادہ مشکل درپیش نہ ہوئی۔

زیر لب اس اجنبی کو گالی سے نوازتی وہ اسکے سامنے جھکی پٹی کی گرہ لگانے لگی۔۔ شکر تھا زیادہ زخم نہیں آیا تھا۔

سویٹر کا بازو نیچے کرتی وہ پیچھے ہٹنے لگی جب بدر نے اسے اپنی طرف کھینچا۔ ارشیہ نے دہل کر اسکے سینے پر ہاتھ رکھتے سہارا لیا۔

" ! میں سوچ رہا تھا اس جھرنے میں بھیگتے ہیں اپنی محبت میں بھگونے سے تو رہی تم۔۔۔ "

اسکی پلکوں پر پھونک مارتا وہ رومانوی انداز میں بولا۔ارشیہ نے یوں دیکھا جیسے اسکا دماغ چل گیا ہو۔۔۔

" ! پاگل ہو گئے ہو لگتا ہے چوٹ تمہارے دماغ پر بھی لگی ہے۔۔۔ "

سردی میں اسکے آبشار میں بھیگنے کے خیال سے ہی اس نے جھرجھری لیتے تنک کر کہا۔

" ! چلو اب یہاں رات نہیں گزارنی۔۔۔ "

اسے اٹھنے کا اشارہ کرتی وہ بیگ کی زپ بند کرنے لگی۔اسکے کھڑے ہونے پر بھی جب بدر نہ اٹھا تو وہ آنکھیں سکیڑ گئی۔

" ! جاؤ تم۔۔۔میں کہیں نہیں جا رہا ویسے بھی تمہیں کیا فرق پڑتا ہے گولی بازو پر لگے یا دل پر۔۔۔ "

سنجیدگی سے کہتا وہ غار کی ٹھنڈی دیوار سے ٹیک لگاتا آنکھیں موند گیا۔

وہ آنکھیں ایک پل کو میچتی خود کو نارمل کرنے لگی۔

"!!! بدر ہم ہنی مون پر آئے ہیں یہاں۔۔۔بچوں کی طرح لڑنے نہیں۔۔۔"

وہ اسے پچکارتے ہوئے کہنے لگی مگر وہ ڈھیٹ بنا بیٹھا رہا۔آنکھیں موندے اس نے غار میں خاموشی کو گہرا ہوتا محسوس کیا تھا۔

اس سے پہلے وہ آنکھیں کھول کر دیکھتا وہ آہستہ سے اسکے قریب پنجوں کے بل بیٹھتی جھک کر اسکے گال پر بوسہ دے گئی۔

فرق پڑتا ہے مجھے تم سے۔۔۔اس لیے اس وقت تمہارے پاس ہوں۔۔۔!اب یہ بچوں کی طرح نخرے "

" !!!مت کرو۔۔۔قسم سے بڑے منحوس لگ رہے ہو۔۔۔

شروع کے الفاظ محبت سے کہتی وہ آخر میں وہی تیکھے انداز میں کہتی اسکے کندھے پر ہاتھ مارتی اٹھی۔

بدر نے مسکراہٹ دباتے اسے آنکھیں دکھائیں سرمئی آنکھوں میں محض سامنے کھڑی بلا کا عکس جگمگا رہا تھا جس کے پیچھے بدران شاہ نے فراخ دلی سے اپنے دل کو تاعمر خوار ہونے کی اجازت دے دی تھی۔

" !اہم۔۔۔اگر اس طرح منایا کرو گی تو میں روز ناراض ہو جانے کے لیے تیار ہوں۔۔۔ "

سر جھٹک کر مسکراتا وہ اٹھ کھڑا ہوا اسکے تیکھے مغرور نقوش میں مسکان گھلنے لگی تھی۔ارشیہ نے ابرو اچکا کر دیکھا !جیسے کہہ رہی ہو منہ دھو رکھو۔۔

" !زیادہ اڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔نخرے مجھ سے اپنے اٹھائے نہیں جاتے کجا کہ تمہارے۔۔۔ "

ناخنوں پر پھونک مارتی گال کے اطراف میں گری لٹ کو انگلی پر لپیٹتی وہ اسکا دل جلانے کو کہتی آہستہ آہستہ غار کے خارجی راستے کی طرف بڑھنے لگی۔

وہ بھی بازو کی تکلیف نظر انداز کرتا اسکے ساتھ ہو لیا سیاہ سویٹر کی آستینیں کہنی تک کرتے اس نے ارشیہ کی سمت دیکھا جو سیٹی پر کوئی دھن بجانے لگی تھی۔

" نخرے تو تم میرے بھی اٹھاؤ گی اور میرے بچوں کے بھی۔۔۔! کیا خیال ہے؟ "

زو معنی انداز میں کہتا وہ اسکا چہرہ سرخ کر گیا۔ وہ تنک کر اسکی جانب مڑی ان کے درمیان قریب دو فٹ کا فاصلہ تھا جبکہ پشت کی جانب غار کی دیوار تھی۔

" تم مجھے تنگ مت کرو ورنہ۔۔۔۔ "

اسکا جملہ مکمل ہونے سے قبل وہ ہاتھ بڑھا کر اسے جھٹکے سے دیوار سے لگاتا دو قدم آگے بڑھتا اسکے لبوں کو سختی سے قید کر گیا۔

ایک ہاتھ اسکے سر کے اوپر دیوار پر رکھے دوسرا ہاتھ پینٹ کی جیب میں ڈالے وہ اسکی سانسوں میں اپنی سانسیں منتقل کر رہا تھا۔ چند پل اسے محسوس کرنے کے بعد وہ پیچھے ہٹا تو وہ آنکھیں موندے گہرے سانس لے رہی تھی۔

" چلو بھی۔۔۔ کیا یہیں رکنے کا ارادہ ہے۔۔۔؟ "

کمال بے نیازی سے کہتا وہ دونوں ہاتھ پینٹ کی پاکٹس میں ڈالتا آگے بڑھ گیا۔ ارشیہ نے کچا چبا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا۔

" ! منحوس بلے تمہاری حرکت کا حساب لوں گی میں۔۔۔ "

وہ اسے دور جاتا دیکھ کر چلائی تو وہ بغیر مڑے کندھے اچکا گیا۔

کینکن ریوی ایرا" کے لیے روانہ ہونا تھا جہاں " . غار سے باہر نکلتے انہیں غزل اور حیان مل گئے۔ اب انہیں عرش بھی ایرا کے ساتھ ابراھیم وغیرہ کی لوکیشن پر پہنچ چکا تھا۔

اب انہیں وہاں اکٹھا ہو کر اگلے دن واپسی کے لیے نکلنا تھا۔ یقیناً میکسیکو کا یہ سفر زندگی بھر ان کی یاد کے خانے میں محفوظ رہنے والا تھا۔

شاہوں کے لان میں رونق سی لگی تھی۔ آسمان پر گہرا اندھیرا تھا موسم ذرا سرد تھا مگر پہلے کی نسبت سردی کی شدت میں کمی آئی تھی۔

لان میں باربی کیو کا انتظام کیا گیا تھا جبکہ ایک طرف آگ کا الاؤ روشن تھا جس کے گرد وہ سب دائرے کی صورت براجمان تھے۔

اندر لاؤنج میں جھانکو تو لوازمات سے بھری ٹرالی گھسیٹتی نگہت اندر آتے صالح کو دیکھ کر رک گئی۔ اس نے صالح کو سر تا پیر دیکھا جو سیاہ شرٹ اور خاکی پینٹ پہنے ماتھے پر بل ڈالے فون کان سے لگائے کسی سے محو گفتگو تھا۔

وہ ایک پل کو ماضی کی یادوں میں کھو گئی۔ وہ گاؤں، وہ علاقہ جہاں ماہ بیر شاہ اور صالح یوسف کی دوستی کے چرچے تھے، جہاں اس نے اس کھڑوس کو ہمیشہ ماتھے پر بل ڈالے دیکھا تھا اور .....

جہاں اسکی مشی بی بی صالح یوسف کی محبت میں گرفتار ہوئی تھیں۔ کیا کیا نہ یاد آیا تھا۔ ماضی یاد کرتے اسکی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔ کتنا حسین وقت تھا وہ۔۔۔ !

صالح نے موبائل پاکٹ میں رکھتے اسے خود کی جانب کھوئے انداز میں دیکھتے پایا تو سیاہ آنکھیں سکیڑتا اسکے سامنے آ کھڑا ہوا۔

" کیا دماغ بھول آئی ہو کہیں۔۔۔؟ "اس کے تیکھے انداز پر وہ ایک دم خیالوں کے جہان سے باہر نکلی۔

صالح کے بے تاثر لہجے پر نگہت نے دانت پیس کر اسے دیکھا۔۔

" !!! نہیں جی میں کچھ سوچ رہی تھی۔۔ "

اسے سر تا پیر دیکھتی وہ دیدے نچا کر کہتی لب دبا گئی اسکے انداز دیکھتا وہ آنکھیں مزید سکیڑ گیا۔

مثلاً کیا؟"۔۔۔ "

نگہت نے سینے پر ہاتھ باندھے جب بولی تو لہجہ بے حد پر سکون تھا۔

یہی کہ اس دن۔۔جب پہلی بار مشی بی بی آپ کے گھر آئی تھیں اور جب آپ کی اماں جی آپکو پکڑنے والی " تھیں۔۔۔بہت کھڑوس اور بد تمیز ہوا کرتے تھے آپ خاص کر میرے معاملے میں،

ہاں میں سوچ رہی تھی تب بڑے دھرلے سے آپ نے انکار کیا تھا مشی بی بی کو۔وہ ایک وقت تھا اور اب " !دیکھیں کیسے مجنوں بن گئے ہیں۔۔۔!کس کو معلوم تھا ماضی کا صالح یوسف ایسا ہونے والا ہے۔۔۔

مسکراہٹ دبا کر کہتی وہ اسکی سائیڈ سے ٹرالی گھسیٹتی لان کی طرف بڑھ گئی۔ صالح نے سخت نظر اسکی پشت پر ڈالی۔ سر جھٹکتا وہ واپس لان میں چلا آیا۔

مشائم کے برابر بیٹھتا وہ اسکا ہاتھ تھام گیا۔ سب سے پہلے ارشما نے نوٹ کیا شبرہ کے گال چوم کر سینے سے لگاتی وہ شرارتی نظروں سے مشی کو دیکھنے لگی جو خفت زدہ نظروں سے صالح کو دیکھ رہی تھی۔

وہ بڑے اطمینان سے اسکا ہاتھ بلند کر تا لبوں سے لگا گیا۔

اہم اہم۔۔۔!!!اوہو"۔۔۔ "

ارشما کی ہوٹنگ پر ساتھ بیٹھے ماہ بیر، اورھان اور اینارا بھی ان کی طرف متوجہ ہوئے۔

" !لائیں ابش کو مجھے پکڑا دیں۔۔۔ "

ابرش کے گول مٹول گالوں کو دیکھتی نوشین جلدی سے آگے بڑھی تو ماہ بیر نے ذرا سا مسکراتے اسے تھما دیا۔ وہ جلدی سے اسکے گال چومتی ذرا فاصلے پر ہو گئی۔

" !اس میں بڑی کیا بات ہے ٹیچر جی۔۔ایک مظاہرہ تو میں بھی کر دیتا ہوں۔۔۔ "

سیاہ شلوار قمیض میں بھوری شال چوڑے کاندھوں پر ڈالے ماہ بیر، صالح کو آنکھ مار کر اچانک جھکتا ارشما کا گال چوم گیا۔

وہ اسکی حرکت پر ہقابقارہ گئی امید نہ تھی وہ سب کے سامنے ایسا مظاہرہ کر دے گا۔اورھان اور صالح نے بیک وقت قہقہہ لگایا۔

" !بہت بے شرم ہو گئے ہیں آپ۔۔۔ "

وہ اسے آنکھیں دکھاتی بولی جس نے لاپرواہی سے کندھے اچکائے۔

"!جان آپ انہی کو دیکھ کر مسکرا رہی ہیں، کوئی پیاری سے مسکراہٹ اپنے شوہر کے لیے بچا رکھیں۔۔۔ "

اورھان نے نیلی آنکھیں اینارا کی طرف گھماتے سرگوشی میں کہا تو وہ مسکراہٹ دباتی نظر بچا کر اسے دیکھتی دھیمی آواز میں بولی۔

" !شوہر صاحب کے دل کا کچھ پتہ نہیں۔۔۔میری مسکراہٹ سے کہیں بے ایمان نہ ہونے لگے۔۔۔۔ "

وہ دھیمی آواز میں گفتگو کر رہے تھے جب مشی ایک دم بولی۔

" !یہ فاؤل ہے جو بھی بات کر رہے ہیں اونچا بولیں ہم بھی تو سنیں محبت کے کونسے اظہار ہو رہے ہیں۔۔۔ "

اورھان مسکرادیا اسکی بات پر۔۔۔

" !بھابھی ہم بھی اظہار کردیں گے مگر آپ اسے تو دیکھیں جو ندیدوں کی طرح آپ کو دیکھ رہا ہے۔۔۔ "

اورھان کہتا قہقہہ لگا گیا، ماہ بیر نے بھی اسکا بھرپور ساتھ دیا۔ اینارا اور مشی اپنی اپنی جگہ شرماتیں مسکراہٹ دبا گئیں۔

ارشما نے بالوں کو جوڑے میں باندھتے پر سکون سانس فضا کے حوالے کرتے کرسی سے ٹیک لگائی۔ دہکتی آگ کی حدت راحت بخش رہی تھی تو لکڑیوں کے چٹخنے کی آواز سماعتوں کو بھلی لگ رہی تھی۔

ہمارے بچے بھی بے حد خوش ہوں گے۔۔۔!!! کتنا سکون ہے اتنی مشکلوں کے بعد۔۔۔! بیر میں چاہتی " ہوں آپ تینوں مرد حضرات ہم خواتین کے لیے شاعری کہیں۔۔۔! ماحول ایسا بن چکا ہے۔۔۔ کیوں اینارا " !۔۔۔؟ مشی بولو یار۔۔۔

ارشما نے آگے ہوتے دونوں کو شرارتی مسکراہٹ سے دیکھا۔ آج وہ بات بے بات اٹھلا رہی تھی جسے دیکھتے ماہ بیر ہر بار کی طرح مبہوت ہونے لگا تھا۔

وہ تینوں محبت بھری نظروں سے اپنی حیات کی ساتھی، محبتوں کی حقدار اپنی بیویوں کو دیکھ رہے تھے جن کے

... ساتھ نے زندگی کو دنیا میں ہی جنت بنا دیا تھا

جن کی محبّت انہیں ہر روز بھرپور انداز سے جینے پر مجبور کرتی تھی۔۔ صالح پہل کرتا اٹھا گھوم کر وہ مشائم کے

سامنے پنجوں کے بل بیٹھتا اسکا ہاتھ تھام کر اپنے سینے پر رکھ گیا۔

شاعری نہیں جانتا۔۔۔ مگر

آپ جو کہیں تو کتاب لکھ دیتا ہوں۔۔۔

چاند تو یونہی مشہور ہے زمانے میں۔۔۔

یوں کرتا ہوں آپ کو ماہتاب کہہ دیتا ہوں۔۔۔

کہتے ہیں محبت نظر نہیں آتی۔۔۔

میرے سامنے ہے مجسم۔۔۔

سرِعام کہہ دیتا ہوں۔۔۔

اسکی آنکھوں میں دیکھتا وہ مدھم لہجے میں کہتا گیا۔ لب ساکت ہوئے تو وہ بے حد حیران ہوا اسے شاعری نہیں آتی تھی مگر وہ سکونِ دل نگاہوں کے سامنے آئی تو الفاظ جیسے پھسلنے لگے تھے۔

وہ خاموش ہوا تو سب نے خوب ہوٹنگ کی۔۔۔ مشی نرمی سے مسکراتی سر جھکا گئی۔ اسکی محبت، حیات کا سب سے خوبصورت تحفہ تھا۔

ماہ بیر نے ارشما کی سکڑی آنکھیں خود پر محسوس کرتے ہاتھ بلند کئے۔

" اپنا ! بھئی ہمیں ابھی معاف رکھیں یقین مانیں اس بندے نے زن مریدی کے ریکارڈ توڑے ہیں۔۔۔

" ! معاملہ ہم روم میں جا کر سلجھا لیں گے نہ۔۔۔

وہ گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا بچارگی بھرے انداز میں بولا تو ارشما ناراض نظروں سے اسے دیکھتی اٹھ کر چلی گئی۔ ماہ بیر نے ایک پل کو آنکھیں میچیں۔۔

" !اف۔۔ سنیں تو۔۔ یار۔۔۔ "

وہ بھی اسے پکارتا فوراً اسکے پیچھے گیا تھا۔ اسکے جاتے ہی ان سب میں معنی خیز نظروں کا تبادلہ ہوا۔۔

" !بس اب یہ باہر نہیں آنے والے۔۔۔ "

صالح نے پورے وثوق سے کہتے مسکراہٹ دبائی۔اور ھان نے ہنستے ہوئے سر کو خم دیا۔

" ! میں بھی عملی محبت پر یقین رکھتا ہوں یار۔۔۔ "

بے باک انداز میں کہتا وہ اٹھا اور پلک جھپکنے میں اینارا کو بازوؤں میں بھر کر لان سے نکلتا چلا گیا۔

وہ بیچاری سمجھ ہی نہ پائی اسکے ساتھ ہوا کیا ہے۔اف آج تو سب کھڑوس ان کی جان نکالنے کے درپہ تھے۔

مشائم آنکھیں پوری کھولے اس سمت دیکھنے لگی جہاں سے وہ نظروں سے اوجھل ہوئے تھے۔

ان سے کچھ فاصلے پر نگہت، نوشین اور بشیر ابرش اور شبرہ کے ساتھ مستی کرنے میں لگے تھے۔ان کی خوشی چہرے سے ہی واضح تھی۔

وے بشیرے میں ایک بات سوچ رہی تھی یہ تینوں صاحب کنے سوہنے ہیں۔۔میرا مطبل ان کے بچے بھی "

" ! بال بچوں والے ہونے کو آئے ہیں مگر دیکھو تو کیسے جوان لگتے ہیں ابھی تک۔۔

نوشین ٹھوڑی پر ہاتھ رکھتی بولی تو نگہت شبرہ کی شرٹ ٹھیک کرتی مسکرائی۔بشیر نے بڑے درویشانہ انداز میں کہنا شروع کیا۔

جھلی جئ۔۔یہ محبت ہوتی ہے جو دل کو جوان رکھتی ہے جب دل جوان ہو تو انسان کبھی بوڑھا نہیں ہوتا۔یہ جو "

..... تینوں صاحب ہیں نہ بہت محبت کرتے ہیں اپنی بیویوں سے

" !جتنی عزت یہ ان کی کرتے نہ میں نے کبھی کسی مرد کو اپنی عورت کو ایسے پلکوں پر بٹھاتے نہیں دیکھا۔۔۔

اسکی بات ختم ہوئی تو وہ زور زور سے سر ہلانے لگی۔

" باقی گل تے ٹھیک اے۔۔۔پلکوں پر بیٹھنے سے "ڈِگتی "(گرتی) نہیں وہ۔۔۔؟ "

وہ بے وقوفانہ انداز میں بولی تو بشیر نے تپ کر اسے دیکھا۔

ہاں "ڈِگ "جاندی اگر تیرے جئ گینڈی ہووے کوئی۔۔!دماغ خراب کر دیتی ہے جی یہ۔۔۔آپ ہی اس "

" عقل دی انّی کو کچھ عقل سکھا دیں۔۔

اسکی ستھری کرتا وہ تپ کر نگہت سے بولا تو وہ ہنسنے لگی۔

" !!! جا جا۔۔۔تو ہو گا گینڈا۔۔شودا جیا۔۔۔بڑا آیا عقل والا۔۔۔ "

نوشین تن فن کرتی اٹھی اور پیر پٹخ کر جانے لگی جب دوپٹے میں اسکا پیر اٹکا اور وہ دھڑام سے نیچے گری۔

" ہائے اماں مر گئی میں۔۔۔ "

وہ زمین پر بیٹھتی کمر پر ہاتھ رکھ کر کراہ اٹھی۔بشیر نے بتیسی کی بھرپور نمائش کی۔

" !نہیں ابھی تو زندہ ہے۔۔۔ "

اس سے پہلے وہ جوتا اتار کر اسکا نشانہ لیتی وہ کھلکھلاتی ابرش کو اٹھا کر مشی کی طرف بھاگا۔نگہت نے مسکراہٹ دباتے ان دونوں کو دیکھا ایک خیال سرعت سے اسکے ذہن میں ابھرتا اسے مسرور کر گیا۔

" !صبح مشی بی بی سے بات کروں گی۔۔ "

دل میں سوچتی وہ روہانسی ہوئی نوشین کو اٹھا کر دلاسہ دینے لگی۔بشیر ابرش کو تھما کر گیا تو مشی نے نرمی سے اسکے گال چومے۔

" !میری جان میرا بچہ۔۔۔ "

وہ اسکی نرم چھوٹی انگلیوں کو لبوں سے چھوتی محبت سے لبریز لہجے میں گویا ہوئی تو صالح نے قریب ہوتے ابرش کو اسکے ہاتھ سے لے لیا۔

اپنے ہینڈسم گرینڈ پا کے ہاتھوں میں آتی وہ کھلکھلانے لگی تھی جسے دیکھتے صالح کے لبوں پر دھیمی مسکان ٹھہری۔

" !آپ کی جان اور آپ کا بچہ تو میں ہوں نہ۔۔۔ "

بظاہر ابرش کو دیکھتا وہ اس سے مخاطب تھا۔ مشی نے مسکراہٹ دبائی افففف کیا کرے وہ اسکا۔۔۔ چھوٹی بچی سے جیلس ہو رہا تھا۔ وہ ایسا ہی تھا اس کے معاملے میں۔۔

" !بلکل آپ ہی ہیں۔۔ "

وہ آگے ہوتی اسکے بال پیشانی سے سنوارتی نرمی سے اسکی ٹھوڑی پر لب رکھ گئی۔ اپنا لمس چھوڑتی وہ ذرا پیچھے ہٹی تو صالح نے فورا جھکتے اسکے لبوں پر زور سے بوسہ دیا وہ سٹپٹاتی دور ہوئی۔

ابرش پٹر پٹر دونوں کو دیکھ رہی تھی جس پر مشی کو خوامخواہ شرم آنے لگی۔

" حد ہے۔۔۔ وہ دیکھ رہی ہے یوسف۔۔ بھلے اسے سمجھ نہیں ہے پھر بھی۔۔۔ "

وہ نظریں جھکاتی منہ بناتی بولی تو وہ مسکراہٹ دبا گیا۔

" ابرش کو سب سمجھ آتی ہے۔۔ ہے نا بابا کی جان۔۔۔؟ "

وہ مشی کو چھیڑنے کو بولا تو ابرش اپنی زبان میں بولنے لگی جس پر مشی کی آنکھیں پھیلیں۔

" !توبہ ہے۔۔۔ میں جا رہی ہوں آپ بیٹھیں یہاں۔۔۔ "

وہ منہ بناتی جانے لگی جب صالح نے ہاتھ بڑھا کر اسے واپس بٹھالیا۔

" !!! بیٹھی رہیں نہ میرے پاس۔۔۔اچھا لگ رہا ہے"

وہ سکون سے ان دونوں کو دیکھتی دل میں سب کی دائمی خوشیوں کے لیے دعا گو ہوئی۔

محبتوں کے باب کبھی ختم نہیں ہونے تھے ہر کہانی محبت کی ایک نئی داستان رقم کرنے والی تھی۔

!اختتام نہیں تھا یہ۔۔۔آغاز تھا محبت پر ختم ہو کر عشق سے شروع ہونے والی داستان کا۔۔۔

ختم شد